سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

اجلاس

جمعہ المبارک 22۔ جنوری 1999ء
(یوم الجمع 4۔ شوال 1419ھ)

جلد 13 شمارہ 1
(اجلاس نمبر 1 تا 1)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت	1
چیئرمینوں کا پینل	2
تعزیت	
جناب اکرم الاخلاق نیازی رکن اسمبلی کے قتل پر اظہار خیال	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (تحریری)	5
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	45
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	53
تحاریک التوائے کار	
کاروبار کے لیے منظور شدہ کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی	
دوسری جلد منتقی	58

جاری .....

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 22۔ جنوری 1999ء

(یوم الجمعۃ 4۔ شوال' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

سورۃ الاحزاب آیات 38 تا 40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے' اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے' محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر ، پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے پینل آف چیئرمین کے نام پڑھ دیے جائیں۔اس کے بعد پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت' جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پرمشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدرنشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے ،

1۔ جناب اختر محمود ایڈوکیٹ پی پی 2

2۔ چودھری محمد اعظم چیمہ پی پی 86

3۔ چودھری لیاقت علی بھدر پی پی 96

4۔ جناب سعید اکبر خان پی پی 40

شکریہ۔

تعزیت

جناب اکرام اللہ خان نیازی رکن اسمبلی کے قتل پر فاتحہ خوانی

جناب سپیکر، منیس صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن اسمبلی جناب اکرام اللہ خان نیازی صاحب پچھلے دنوں قتل ہو گئے ہیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس وقت معزز ایوان کے اراکین جو قتل ہوئے ہیں ان کی تعداد تین ہو چکی ہے ۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے ۔ (اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے سوالات ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا ہمارے ایک نہایت ہی معزز ممبر جس کے لیے اس ایوان میں

دعائے مغفرت کی گئی ہے ۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان کی اس بھیانک موت اور وحشیانہ قتل پر اسمبلی کی کارروائی اسی احتجاج میں ملتوی کی جائے۔ یہ روایت بھی رہی ہے اور وہ ہمارے اس ہاؤس کے معزز رکن تھے ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے ممبر جو کبھی بھی کسی موقع پر کسی بھی انسان کے ساتھ اونچی آواز سے بھی نہیں بولتے تھے ۔ بڑے ہی دھیمے اور بہت ہی مخلص اور ہنس مکھ انسان تھے اور ایسے انسان کا بے قصور قتل کیا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس بھیانک موت پر آج اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ میں آج یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ اس اسمبلی کے درودیوار اور اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے میرے رفقائے کار تمام کے چہرے اداس ہیں اور ان کی اس طرح کی موت پر اور بھی زیادہ غم زدہ ہیں ۔ جناب سپیکر! اس طریقہ سے ایک تو ہم ان دہشت گردوں کے خلاف احتجاج کریں گے اور ان کی جو پشت پناہی کرتے ہیں ان کے خلاف بھی پورا ہاؤس احتجاج کرے گا اور ان کے لواحقین کو بھی ایک حوصلہ آئے گا۔ ان کے جو عزیز ہیں ان کے لیے تو میں یہ کہوں گا کہ وہ ان کے لیے سب سے بڑا سرمایہ تھے ۔ ان کی اس بھیانک موت پر آج جب ہم اس طرح سے احتجاج کریں گے اور اپنی اسمبلی کا اجلاس ان کے غم میں ملتوی کریں گے تو ان کو بھی بہت بڑا حوصلہ آئے گا اور ہماری طرف سے ان کو یہ پیغام جائے گا جب زندہ ہوتے ہیں اور حق پر ہوتے ہیں اس کا بھی ساتھ دیتے ہیں اگر ان کی اس طرح سے موت ہو تو ان کو بھی ہم یاد رکھتے ہیں۔ ان کی اس طرح سے بہت بڑی حوصلہ افزائی ہوگی اور یہ میری تجویز ہے۔ اگر میں اس طرح سے کہوں کہ حکومت امن عامہ قائم رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے اس کے خلاف احتجاج میں اجلاس ملتوی کیا جائے تو شاید یہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے دوستوں کو پسند نہ آئے۔ لیکن دہشت گردی جس طریقے سے بھی ہو رہی ہے اور جو بھی اس کی پشت پناہی کر رہا ہے ہم متفقہ طور پر اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور اکرام اللہ کی اس طرح کی موت پر ہم آج کے اجلاس کو ملتوی کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے غم میں شریک ہونے کے لیے اور ان کے اس درد میں شریک ہونے کے لیے اجلاس ملتوی کرتے ہیں۔ یہی میری تجویز ہے اور میرا خیال ہے کہ جناب سپیکر آپ اس سے اتفاق فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے، میرے بھائی اور معزز رکن جن

کی وفات ہوئی ہے ان کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے میں اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں اور میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی وفات بلا شبہ اس ایوان کے ہر رکن کے لیے صدمے کا باعث ہے اور ہم میں سے ہر شخص ان کی کمی کو ضرور محسوس کرتا ہے۔ مرحوم ایک انتہائی شریف النفس انسان اور بلا شبہ اس ایوان کے لیے ایک اثاثہ تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کمی ہمیں ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کے پس ماندگان سے ہم دردی کے لیے ہم آج احتجاجاً اس ایوان سے باہر چلے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غلط روایت ہوگی۔ ہمیں چاہیے کہ یہ ایوان متفقہ طور پر اس عزم کا اظہار کرے کہ جو بھی لوگ اس مکروہ فعل میں شامل ہیں ان کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ جناب والا! ان کے لواحقین اور پس ماندگان سے اظہار ہم دردی کا یہ ایک بہتر طریقہ ہوگا۔ جناب والا ایوان کا بائیکاٹ کر کے ہم یہ پیغام دیں کہ ہم نے اپنے اس فریضہ سے جان چھڑانے کی کوشش کی ہے جس کے لیے عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے اور جو ہمارا ایک فرض بنتا ہے ۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں جو اقدامات کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ اس واقعے میں ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے گا اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ لیکن ایک ایسا واقعہ جیسا کہ میں نے ابتداء میں گزارش کی ہے کہ یقینی طور پر ہر معزز رکن اپنی جگہ پر افسوس میں مبتلا ہے ان کی کمی کو محسوس کرتا ہے اور ان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ یہاں پر اس بات کو سیاسی رنگ دے کر یہ کہنا کہ حکومت اپنا فرض ادا کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم ازکم آج کے دن جب ہم ایک ایسے معزز رکن کے افسوس کے لیے چند کلمات یہاں پر کہہ رہے ہیں تو ہمیں ان کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے نہ کہ اس کو سیاسی طور پر اس کی ذمہ داری حکومت پر ڈال دینی چاہیے۔ (قطع کلامیاں) ۔ابھی معزز رکن میری بات کو ٹوک رہے ہیں اور وہاں بیٹھے ہوئے ہنس رہے ہیں۔ ان کے افسوس کا تو یہی عالم ہے کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہنس رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں ہنس نہیں رہا۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو بات کہہ رہے ہیں نہ تو کسی پر تنقید کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں اور نہ ہی اپنے نمبر لگانے کے لیے کہہ رہے ہیں ۔ میں جو کچھ یہاں عرض کر رہا ہوں ' میں یہاں پر جو کچھ محسوس کرتا ہوں وہ کہہ رہا ہوں اور یہی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

حکومت بھی محسوس کرتی ہے۔ اس لیے اس بات کو سیاست میں الجھانے کی بجائے میں ایک دفعہ پھر تمام معزز اراکین کی خدمت میں بھی آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اس مسئلے کو افسوس کی حد تک رکھنا چاہیے ۔ حکومت کی اس یقین دہانی پر ہمیں اعتماد کرنا چاہیے کہ مجرموں کو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد گرفتار کیا جائے گا اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جناب منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر قانون غالباً سعید اکبر خان نے ابھی جو کچھ کہا ہے اس کو انھوں نے غلط رنگ میں لیا ہے۔ میرے خیال میں انھوں نے احتجاجاً واک آؤٹ کرنے کا نہیں کہا تھا بلکہ سوگ کے طور پر آج کا اجلاس ملتوی کرنے کے لیے کہا تھا اور یہ اس ایوان کی روایات رہی ہیں پچھلے دنوں جب امان اللہ خان بابر کا قتل ہوا تھا تو اس وقت بھی آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اجلاس ملتوی کر دیا تھا۔ اور ویسے بھی جناب والا! اگر معزز اراکین کے قتل کے علاوہ اگر لیا جائے تو ہم دردی کی بنیاد پر میں آپ سے استدعا کروں گا کہ چن زیب نے پچھلے دنوں وزیر اعظم صاحب کی کھلی کچہری میں خود سوزی کی۔ اور ایسے وہ لوگ جنھوں نے حکومت کی پالیسی۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں آپ اسی پر رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، مہنگائی بے روز گاری۔۔۔۔

جناب سپیکر، جس کے اوپر بات ہو رہی ہے میرے خیال میں منیس صاحب پہلے اسی کے اوپر بات کر لی جائے کہ جو ہمارے ایم پی اے نیازی صاحب تھے اسی کے اوپر آپ بات کر رہے ہیں۔ پہلے یہ مکمل ہو جائے پھر کوئی دوسری بات۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اسی کے تسلسل میں یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں پہلے وہ پھر اس کے بعد کوئی دوسرا ایشو۔

جناب سعید احمد خان منیس، میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس مسئلے کو آپ سیاست کی نذر نہ کریں۔ دوسرے ایشوز اس میں شامل کرکے۔ یہ

ایک بڑا ہی افسوس ناک واقعہ ہے جیسے کہ پہلے بھی سعید اکبر خان صاحب نے کہا' آپ نے کہا اور پھر لاءمنسٹر صاحب نے افسوس کا اظہار کیا۔ پورے ہاؤس کو اس بات کا دکھ ہے افسوس ہے کہ وہ ہمارے ساتھی تھے ہمارے ایم پی اے تھے۔ ہم سب کو دکھ ہے اور اسی لیے لاءمنسٹر صاحب نے حکومت کے ایماء پر یہ یقین دہانی پورے ہاؤس کو کرائی ہے۔ کہ ان شاء اللہ ان کے جو قاتل ہیں وہ ضرور پکڑے جائیں گے اور وہ کیفر کردار تک پہنچیں گے۔

جناب نجیب اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب نجیب اللہ خان : جناب والا! بڑا افسوس ہے کہ آج ہم میں اکرام اللہ خان موجود نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکرام اللہ خان ایک شخصیت کا نام تھا۔ اور میانوالی کی وساطت سے عرض کرتا چلوں کہ آج میانوالی کی ہر گلی رو رہی ہے ہر کوچہ رو رہا ہے۔ اس شخص کو یاد کرکے کیونکہ جناب والا! وہ میانوالی کا ایم پی اے ہی نہیں بلکہ ہر دل عزیز شخصیت بھی تھا۔ لیکن جیسا کہ جناب محترم وزیر قانون نے فرمایا۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں کیونکہ یہ ایوان قانون بنانے' مجرموں کو پکڑنے اور برائی کے خاتمے کے لیے یہاں پر موجود ہے۔ نہ کہ مجرموں سے' تخریب کاروں سے دہشت گردوں سے بھاگنے کے لیے ہم یہاں پر موجود ہیں۔ اس لیے اتنی گزارش ضرور کروں گا جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا اور یقین دہانی کرائی۔ میری گزارش ہے کہ یہ یقین دہانی کسی انجام تک پہنچنی چاہیے۔اور میانوالی کے لوگ میانوالی کے عوام اس ایوان کو دیکھ رہے ہیں' اس کی کوششوں کو دیکھ رہے ہیں اس لیے میری وزیر قانون سے گزارش ہوگی کہ یہ کام جلد از جلد اپنے انجام کو پہنچنا چاہیے۔ وہ ظالم وہ دہشت گرد اپنے انجام کو پہنچنے چاہییں۔ جناب والا! میانوالی کے عوام بھی یہی چاہتے ہیں اور میرے خیال میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے معزز اراکین اسمبلی بھی یہی چاہتے ہیں اکرام اللہ خان نیازی میانوالی کی نہایت ہی غریب پرور شخصیت تھے۔ میرا خیال ہے کہ غریب عوام ہم سے دگنا افسوس کر رہے ہیں' کیونکہ وہ غریبوں کا سرپرست بھی تھا۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے پہلے بھی یقین دہانی کروائی ہے۔ اور ابھی ایس پی میانوالی سے اس واقعے کی رپورٹ بھی لے لیتے ہیں۔ اور اس وقت تک تفتیش میں جو پیش رفت ہوئی ہے۔ اس

سے بھی میں آپ کو آگاہ کردوں گا اور آپ کے توسط سے اس ایوان کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔ اور میں ایک دفعہ پھر اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر، اس یقین دہانی کے بعد ہم آتے ہیں اس طرف کہ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ مال کے سوالات ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پھر ٹائم بہت تھوڑا رہ جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں بہت ضروری عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اس دفعہ کمال مہربانی فرماتے ہوئے لاءمنسٹر صاحب نے اجلاس طلب کرنے کے بعد ایک میٹنگ کی تھی۔ اس میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ صوبے کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہت ہی تشویش ناک حد تک خراب ہو چکی ہے اور اس اجلاس میں اس پر بحث ہونی چاہیے۔ جناب والا! ابھی جب میں نے یہ ایجنڈا پڑھا ہے تو اس میں 8 فروری کو امن عامہ کی صورت حال پر عام بحث رکھی گئی ہے۔ جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اس اجلاس کو 8 فروری تک لے جائے گی۔ اور یہاں پر وہ تحاریک التوائے کار جو ہم نے امن عامہ کی صورت حال کے سلسلے میں دی ہوئی ہیں وہ اس purview میں آ جائیں گی۔ چونکہ امن عامہ کی صورت حال پر بحث رکھ دی گئی ہے' تو ان کو kill کر دیا جائے۔ نہ ہی امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو سکے گی اور نہ ہی وہ تحاریک التوائے کار take up ہو سکیں گی۔ جناب والا! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ صوبے کی امن عامہ کی صورت حال انتہائی تشویش ناک ہے۔ یہاں پرائم منسٹر پر حملے ہوئے ہیں یہاں خود سوزیاں ہوئی ہیں' یہاں خودکشیاں ہوئی ہیں۔ مسجدوں اور امام بارگاہوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ اولین فرصت میں آپ پہلے امن عامہ کی صورت حال پر بحث رکھیں ۔ Constitutional requirement پوری کرنے کے لیے ہمیں یہ دن پورے نہیں کرنے چاہییں۔ جو چیز زیادہ ضروری ہے اس کو پہلے take up کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام کارروائی جو ایجنڈے میں دی ہوئی ہے اس سے امن عامہ کی صورت حال زیادہ اہم ہے۔ میری

آپ سے گزارش ہو گی کہ اس کو پہلی ترجیح پر رکھ کر جلد بحث کے لیے take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: دن پورے کرنے والی بات نہیں ہے۔ بہت سے بل پینڈنگ ہیں اور وہ بل آ رہے ہیں۔ اس میں دن پورے کرنے والی بات نظر نہیں آتی۔ بہر حال راجہ صاحب' امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے بارے میں عرض کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جناب کے حکم کے مطابق اور جو اس ایوان میں میں نے commitment کی تھی کہ اجلاس سے پہلے معزز اپوزیشن لیڈر سے مشورہ کیا جائے گا اور ہم ان کے حکم کے مطابق ایجنڈا ترتیب دیں گے۔ میں نے ان کی خدمت میں حاضری دی اور ہم نے یہ ایجنڈا ترتیب دیا۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ ہمیں امن عامہ کی صورت حال پر بحث رکھنی چاہیے۔ اور ہم نے اس کو ایجنڈے میں رکھا۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو زیادہ ترجیح دی جائے اور قانون سازی کو کم ترجیح دی جائے۔ جناب والا! بنیادی طور پر اس اسمبلی کا کام قانون سازی کرنا ہے۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ لاء اینڈ آرڈر سے پہلے جو بزنس ہم نے دیا ہے اس میں ساری قانون سازی ہے۔ جس دن قانون سازی ختم ہوگی ہم اسی دن امن عامہ کی صورت حال کو لے لیں گے۔ اور اگر آپ اس میں مزید کوئی رد و بدل کرنا چاہیں گے تو جو آپ حکم دیں گے اس کے مطابق تعمیل ہوگی۔ لیکن جیسے ہی ہم نے قانون سازی ختم کی ہے اس کے بعد ہم نے عام بحث لے لی ہے۔ اور عام بحث میں ہم سب سے پہلے لاء اینڈ آرڈر کو لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ منیس صاحب ہم آگے چلتے ہیں۔ پھر آگے چل کر دیکھ لیں گے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مال)

جناب سپیکر: آج محکمہ مال کے سوالات ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔۔۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ ان کے بعد چودھری محمد اقبال صاحب۔۔۔۔ اس کے بعد سید مسعود عالم شاہ صاحب (موجود نہیں ہیں)۔

جناب سعید احمد خان منیس: سوال نمبر 1392۔ (سید مسعود عالم کے ایماء پر دریافت کیا)

گرداور کا تبادلہ

*1392- سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علی احمد گرداور حلقہ ترکزئی تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان اپنے

حلقہ کے چک 5-A عباسیہ کا مستقل رہائشی ہے اور وہ خود اور اس کا خاندان اسی حلقہ کے زمین دار مالکان اراضی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرداور مذکورہ کے خلاف مختلف عدالتوں سول و مال میں کئی مقدمات زیر سماعت ہیں اور اکثر زمیندار ان کے ساتھ اس کے نجی زمیندارہ تنازعات و انکوائریاں زیر کارروائی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ پالیسی و قوانین کی رو سے محکمہ مال کا کوئی پٹواری، گرداور وغیرہ اس حلقہ میں تعینات نہیں ہو سکتا جس کا وہ خود رہائشی یا مالک اراضی ہو۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر گرداور مذکورہ کو تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے باہر ضلع کی کسی دوسری تحصیل میں تبادلہ کرنے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) علی احمد گرداور چک 5/A کا رہائشی نہ ہے۔ اس کی مستقل رہائش لیاقت پور شہر چک 19/A مہاجر کالونی میں ہے۔ البتہ مطابق اندراج سروس بک اس کی رہائش سابقہ چک 273/RB ضلع فیصل آباد اور حال 114/P تحصیل خان پور کا اندراج موجود ہے۔ اس کی اور اس کے پسر کی ذاتی ملکیتی اراضی چک 5/A تحصیل لیاقت پور میں موجود ہے۔

(ب) مذکورہ گرداور اور مقدمہ نمبر 161/97 تھانہ لیاقت پور میں مدعی ہے۔ اس نے چک 47/A کے نمبردار محمد اسلم کو ناجائز قابض لاٹ نمبرداری سے بے دخل کیا۔ تو مذکورہ نمبردار نے علی احمد گرداور کے خلاف درستی گرداوری کا کیس عدالت اسسٹنٹ کمشنر لیاقت پور میں دائر کیا جو زیر سماعت ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) تبادلہ علی احمد گرداور مورخہ 23 فروری 1998ء کو قانون گوئی ترکزی تحصیل لیاقت پور سے گورنمنٹ شوگر فارم خان پور میں کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟----- کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1393۔(سید مسعود عالم شاہ کے ایماء پر درفافت کیا)

موضع گوٹھ ماہی تحصیل لیاقت پور کا اشتمال

*1393۔سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع گوٹھ ماہی تحصیل لیاقت پور میں 1986ء میں کی جانے والی کارروائی اشتمال کو بروئے حکم ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال ضلع رحیم یار خان مورخہ 24-11-86 ریکارڈ محکمہ مال کے حوالے کر کے کارروائی اشتمال موضع گوٹھ ماہی کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بروئے چٹھی نمبری 1140 مورخہ 7-8-89 کو بورڈ آف ریونیو کی جانب سے موضع گوٹھ ماہی میں کارروائی اشتمال جاری رکھنے کا حکم ہوا تو مالکان اراضی کی درخواست پر بورڈ آف ریونیو نے چٹھی نمبری 2450 مورخہ 27-8-89 کے تحت دوبارہ حکم جاری کیا کہ اکثریت کی رضا مندی کے بغیر کارروائی اشتمال جاری نہ کی جائے اور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال نے بروئے چٹھی نمبری 1395 مورخہ 2-9-89 کنسالیڈیشن آفیسر لیاقت پور کو حکم بورڈ آف ریونیو کی تعمیل کا حکم دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو کی چٹھی مورخہ 27-8-89 کے بعد موضع گوٹھ ماہی میں کسی قسم کی کارروائی اشتمال عمل میں نہ لائی گئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 27-9-97 کو کنسالیڈیشن آفیسر لیاقت پور نے تحصیل دار مال لیاقت پور سے ملی بھگت کر کے محض سیاسی دباؤ کی بناء پر پٹواری مال موضع گوٹھ ماہی سے موضع گوٹھ ماہی کا جبراً ریکارڈ خلاف قانون و قواعد اشتمال آرڈیننس حاصل کر لیا جب کہ اس ضمن میں نہ تو قانون کے مطابق فارم الف کی کوئی درخواست 1997ء میں دی گئی ہے اور نہ ہی فارم ب کے تحت 51 فی صد سے زائد اراضی کے مالکان کی 1997ء میں رضا مندی حاصل کی گئی ہے۔ جبکہ بورڈ آف ریونیو کی 1986ء میں کی جانے والی کارروائی کے ضمن میں آخری چٹھی مورخہ 27-08-89 کی رو سے 1986ء کی کارروائی منسوخ و غیر مؤثر ہو چکی ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون اشتمال کی رو سے کسی موضع میں کارروائی اشتمال بدوں

درخواست فارم "الف" و بدوں حصول رضامندی زائد از 51 فی صد اراضی کے مالکان عمل میں نہ لائی جا سکتی ہے اور موضع گوٹھ ماہی میں نہ تو 1997ء میں کوئی درخواست فارم "الف" برائے اشتمال دائر کی گئی؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تمام تر غیر قانونی کارروائی کو منسوخ کر کے ذمہ دار متعلقہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال ضلع رحیم یار خان و کنسالیڈیشن آفیسر لیاقت پور کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال رحیم یار خان نے مورخہ 24-11-86 کو کارروائی اشتمال موضع گوٹھ ماہی تحصیل لیاقت پور منسوخ کر دی تھی۔ دراصل وزیر اشتمال کے حکم پر مورخہ 21-9-86 کو کارروائی اشتمال روک دی تھی۔ اور 30-10-86 کو حاجی سیف اللہ خان سابق ایم۔این۔اے کی سفارش پر جناب وزیر مال پنجاب نے موضع اشتمال سے واپسی کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ریکارڈ محکمہ مال کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد وزیر مال کے حکم مورخہ 7-8-89 کے تحت سابق حکم وزیر اشتمال واپسی لے کر کام جاری رکھنے کا حکم صادر کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ مورخہ 27-8-89 کی چٹھی کے بعد کوئی کارروائی اشتمال نہ کی گئی۔ بلکہ اس چٹھی کے تابع افسر اشتمال لیاقت پور نے مورخہ 21-10-89 کو اکثریت مالکان کی رضامندی حاصل کر کے کارروائی اشتمال کا اجراء کیا۔ اور ریکارڈ کے حصول کے لیے تحصیل دار لیاقت پور کو لکھا۔

(د) یہ درست نہیں ہے بلکہ دراصل 21-10-89 سے لے کر 18-9-97 تک متعدد بار تحصیل دار مال لیاقت پور کو لکھنے کے بعد بالآخر تحصیل دار مال لیاقت پور نے مورخہ 18-9-97 کو حکم بنام گرداور پٹواری مال جاری کر کے مورخہ 27-9-97 کو چارج دلایا۔ اور اس طرح چٹھی مورخہ 27-08-89 کے مطابق کارروائی کر کے تعمیل حکم کی گئی۔ حکم مذکورہ کے مطابق

اکثریت مالکان کی رضا مندی حاصل کرنا مطلوب تھی۔ درخواست بر فارم "الف" اور "ب" کی دوبارہ ضرورت نہ تھی۔

(ہ) یہ درست ہے کہ کارروائی اشتمال جاری کرنے کے لیے درخواست بر فارم "الف" اور رضا مندی 51 فی صد ضروری ہے لیکن دیہہ ہذا میں حکم اجراء کام اشتمال 1986ء کسی بھی چٹھی کی رو سے منسوخ نہیں ہوا۔ صرف چٹھی مورخہ 27-8-89 کے مطابق اکثریت مالکان کی رضا مندی دوبارہ حاصل کرنا مطلوب تھی اور درخواست بر فارم "الف" اور "ب" کی دوبارہ ضرورت نہ تھی۔ لہٰذا ہدایت کے تابع اکثریت مالکان کی رضا مندی مورخہ 21-10-89 کو حاصل کر کے افسر اشتمال لیاقت پور نے حصول چارج ریکارڈ مال کے لیے تحصیل دار لیاقت پور کو لکھا اور تحصیل دار مال لیاقت پور کے حکم کے تحت مورخہ 27-09-97 کو چارج ریکارڈ مال کا لین دین ہوا۔

(و) کوئی بھی کارروائی اشتمال قانون قواعد اور احکام بورڈ آف ریونیو مورخہ 27-8-89 کے خلاف نہ ہوئی ہے اس لیے کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم ہدایات بورڈ آف ریونیو نمبری 3587-90/2080-CHp-I مورخہ 20-12-90 کے تابع جب اجراء کام اشتمال ہو جائے (جیسا کہ موضع ہذا کے سلسلہ میں 1986ء میں ہو چکا تھا) تو درخواستی مخالفین اشتمال پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ کل مالکان کا 51 فی صدی مخالفت میں بوقت تصدیق پیش کریں۔ جو کہ درخواستی مخالفین اشتمال تاحال کسی بھی مرحلہ پر پیش نہ کر سکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ سوالات و جوابات آج یہاں مل رہے ہیں اور کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ معزز اراکین اسمبلی فوری ان کو دیکھیں اور ان پر ضمنی سوالات بھی کریں۔ کیا اسمبلی سیکرٹریٹ ایسا بندوبست نہیں کر سکتا کہ کم از کم پہلے دن کی کارروائی معزز اراکین کو گھروں میں پہنچنی چاہیے؟ کیوں کہ ابھی ٹیبل پر ہم یہ پڑھ رہے ہیں تو اس پہ کوئی کار آمد ضمنی سوالات نہیں دیے جا سکتے۔

جناب سپیکر، جس نے سوال دیا ہو وہ تو پڑھ ہی لیتے ہیں۔ مسعود عالم شاہ صاحب تشریف نہیں لائے تو کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اشتمال اراضی

1986ء سے شروع ہوئی اور پھر اس میں کافی تاخیر ہوتی رہی اور پھر 1989ء میں اس پہ رائے شماری ہو گئی اور اس رائے شماری میں یہ طے پایا گیا کہ اکثریت چاہتی ہے کہ اس موضع کی اشتمال ہو تو جناب سپیکر! اب اس رائے پہ عمل درآمد ہو رہا ہے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مال، اس کا جواب جز (د) میں واضح طور پہ لکھا ہے۔

یہ درست نہیں ہے بلکہ دراصل 21-10-89 سے لے کر 18-9-97 تک متعدد بار تحصیل دار مال لیاقت پور کو لکھنے کے بعد بالآخر تحصیل دار مال لیاقت پور نے مورخہ 18-9-97 کو حکم بنام گرداور پٹواری مال جاری کر کے مورخہ 27-9-97 کو چارج دلایا۔ اور اس طرح پچھلی مورخہ 27-8-89 کے مطابق کارروائی کر کے تعمیل حکم کی گئی۔ حکم مذکورہ کے مطابق اکثریت مالکان کی رضا مندی حاصل کرنا مطلوب تھی۔ درخواست بر فارم "الف" اور "ب" کی دوبارہ ضرورت نہ تھی۔

جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ اس میں تھوڑا سا ابہام یہ تھا کہ اس موضع میں متعدد بار سے ہوتا رہا ہے کہ اس وقت کے منسٹر کے آرڈز سے کبھی اس اشتمال کو روک دیا گیا' کبھی جاری کر دیا گیا حالانکہ وہ حکم قانونی نہیں تھا۔ کیوں کہ اس میں واضح طور پہ ایک قانون موجود ہے کہ اس میں 51 فی صد لوگوں کی مرضی شامل ہو تو اشتمال ہوتا ہے۔ اس میں مسئلہ یہی ہوتا رہا ہے کہ درخواست بازی ہوتی رہی ہے۔درخواست بازی سے منسٹر اور اشتمال کے افسران سے ابہام رہا ہے۔ جب موقع پہ جا کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ 51 فی صد لوگوں کی رضامندی ابھی تک ہے اس لیے اب اس کو دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔ اس میں میرے پاس بھی درخواست آئی میں نے خود اس کا نوٹس لیا اور میں نے قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا کہا ہے۔ پہلے تاخیر ہوتی رہی ہے اب یہ ان شاء اللہ وقت پر ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! 27-8-89 کو یہ رائے شماری ہو گئی تھی۔ اس وقت یہ رضا مندی حاصل کر لی گئی تھی کہ اس موضع کی اشتمال ہونی چاہیے لیکن ابھی آ کے 1997ء میں محکمہ مال والوں نے محکمہ اشتمال کو کاغذات دیے ہیں۔ پہلے آئے' پھر واپس چلے گئے لیکن۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس کی وجہ وہ یہ بتا رہے ہیں کہ سابقہ وزراء نے آرڈرز معطل کیے کہ اشتمال نہ ہو' اس کے بعد پھر بحال ہوئے' پھر معطل ہوئے۔ اس تاخیر سے یہ سارا کچھ ہوا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں جناب! وہ تو منسٹر نے صرف ایک دفعہ آرڈرز کیے۔ پھر اس نے تھوڑے عرصے کے بعد اپنے آرڈرز واپس لیے اور پھر انھوں نے یہ کہا کہ موقع پہ جا کر رائے لو کہ اگر 51 فی صد حق میں ہیں تو اشتمال شروع کرا دیں، اگر نہیں ہیں تو اشتمال بند کرا دیں۔ 51 فی صد ووٹ ہو گئے کہ یہ اشتمال ہونی چاہیے۔ 1989ء میں اکثریت کی رائے آ گئی اور وہ سارا مسئلہ طے ہو گیا۔ میں نے یہ سوال کیا ہے کہ جب 1989ء میں یہ رائے شماری ہو گئی تو اب تقریباً 10 سال کے عرصے میں کس وجہ سے اور کس کی سینہ زوری کی وجہ سے کہ محکمہ مال والے چاہتے ہیں کہ یہ موضع ہمارے پاس رہے اور اشتمال والے چاہتے ہیں کہ یہ موضع ہمارے پاس رہے۔ جب قانون کے تحت ایک طریقہ کار پہ رائے شماری ہو گئی۔ اس موضع کے مالکان اشتمال پر راضی ہو گئے تو پھر 10 سال تک اس پر کیوں اتنا بڑا جھگڑا رہا؟

وزیر مال: میں اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک لمبا سوال ہے اور اس کا لمبا جواب ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف قسم کے آرڈرز دیے گئے ہیں۔ اگر یہ اس کا تمام جواب پڑھ لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ ان کی سمجھ میں آ جائے۔ ویسے یہ صرف اسی موضع کے لیے نہیں بلکہ پنجاب میں متعدد ایسے مواضعات ہیں جہاں 15/15, 20/20 سال سے اشتمال ہو رہا ہے اور وہ ابھی تک کسی منطقی انجام تک نہیں پہنچا۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے اور جیسا کہ میں اس موضع کو ذاتی طور پہ جانتا ہوں۔ حاجی سیف اللہ صاحب اور ہمارے معزز ممبر چودھری مسعود صاحب بھی مجھے ملتے رہے ہیں اور کمشنر، ایڈیشنل کمشنر اور اے ڈی سی جی کے پاس ان کی متعدد انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ اس وجہ سے یہ سارا ابہام کا شکار رہا ہے اور اس میں ہم نے کوئی بھی بے قاعدگی نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ بے قاعدگی کی بات نہیں کر رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جب 1989ء میں 51 فی صد لوگوں نے اس کے حق میں کہہ دیا کہ اشتمال ہونی چاہیے تو اس کے بعد اس 9 سال کی تاخیر کی کیا وجہ ہے؟ یہ ان کا سوال ہے۔

وزیر مال: اس کی یہی وجہ بتا رہا ہوں کہ رائے شماری کے بعد ایسی مختلف قسم کی درخواستیں اور ان کے اوپر آرڈرز آتے رہے کہ اشتمال روک دیا گیا ہے حالانکہ وہ رک نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے ساری تاخیر ہوتی رہی ہے۔ اب جب ہم نے اس کو سارا thrash out کیا ہے تو پتا چلا ہے کہ 1989ء کے آرڈرز سٹینڈ کرتے ہیں۔ پھر ہم نے متعلقہ محکمہ کو وہ ریکارڈ دے کر دیا ہے۔ اب اس کے اوپر کام ہو

رہا ہے ان شاء اللہ جلد یہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں قطعاً یہ بات اس لیے نہیں کر رہا کہ میرے بھائی شوکت داؤد صاحب وزیر ہیں۔ جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جب کسی بھی موضع میں یہ dispute شروع ہوتا ہے تو وہاں کے عوام کو دونوں محکموں والے محکمہ مال اور محکمہ اشتمال والے' دباتے رہتے ہیں اور دونوں اپنا اپنا ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگلے مہینے کاغذات ہمارے پاس آ رہے ہیں۔ کیونکہ اس پر عملہ تعینات رہتا ہے' جب تک یہ فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک محکمہ اشتمال والے بھی pursue کرتے رہتے ہیں۔ اس میں پٹواری گرداور کے آرڈر رہتے ہیں کہ یہ اشتمال کروائیں گے۔ جناب سپیکر! اس میں عام آدمی کو اتنی بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ اس کے موضع کے کاغذات ناجائز طریقے سے محکمہ مال والوں کے پاس ہوتے ہیں۔ اس وقت محکمہ اشتمال والے کچھ نہیں کر سکتے لیکن بلیک میل کر کے ان کو تنگ کرتے ہیں۔ ان سے خوامخواہ بلیک میل کر کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ بلا جواز تاخیر عام آدمی کو' ہی تکلیف ہوتی ہے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ایسا دونوں محکموں کی ملی بھگت سے ہوتا ہے۔ اگر آئندہ کوئی ایسا dispute کسی موضع میں ہو اس کے لیے وزیر صاحب ضرور توجہ فرمائیں اور اس تکلیف سے عام آدمی کو نجات دلائیں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے بڑی محنت سے پچھلے ڈیڑھ دو سال سے اس پر کام کیا ہے اور 1964ء کے بعد پہلی بار consolidation کے قوانین میں ترمیم کی گئی ہے۔ کتابچہ چھپ رہا ہے۔ اس میں ہم نے سب سے بڑی وجہ یہی رکھی ہے کہ consolidation کا جو main objective تھا اس کو حاصل کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکموں کے مفادات ہوتے تھے۔ اگر اشتمال کے پاس موضع ہے تو وہ محکمہ مال کو دینا نہیں چاہتے تھے اور اگر محکمہ مال کے پاس ہے تو وہ محکمہ اشتمال کو نہیں دینا چاہتے تھے۔ ہم نے اس کو مزید شفاف بنانے کے لیے یہ کیا ہے کہ جہاں کھلی کچہری لگائی جائے وہاں اے۔ سی اور اے۔ ڈی۔ سی(جی) دونوں اکٹھے جائیں تاکہ دونوں محکموں کے لوگوں سے عوام کے سامنے رائے لے کر' اس کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ ہم نے یہ قوانین میں ترمیم کی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔

حلقہ پی۔پی72 میں سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*1567۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 1985ء سے 1997ء تک کتنے بے دخل شدہ مزارعین کو سرکاری اراضی الاٹ کی گئی ان کی تعداد، نام اور چکوک کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ان میں سے جتنے لوگوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں ان کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) کیا ایسے بے دخل مزارعین بھی ہیں جو مطلوبہ شرائط پوری ہونے کے باوجود بھی حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکے اس کی وجہ بیان کی جائے نیز تعداد اور اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا حلقہ پی۔پی 72 میں ایسی سرکاری اراضی کا سروے کیا گیا ہے جس کو حکومت نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس جگہ کا کل رقبہ اور چکوک جہاں پر اراضی واقعہ ہے کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) بمطابق ریکارڈ حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 1985ء تا سال 1997ء چار الاٹیان بے دخل شدہ مزارعین سکیم کو بطور متبادل اراضی سرکار الاٹ ہوئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام الاٹی	چک نمبر
1۔	محمد دین ولد کریم بخش	موضع کوبل
2۔	نذیر احمد ولد فضل کریم	گ۔ب /329
3۔	شاہ محمد ولد غلام محمد	پلاٹ اے
4۔	فتح محمد ولد محمد یوسف	گ۔ب/322

(ب) مذکورہ بالا ہر چار الاٹیان کو حقوق ملکیت تفویض ہو چکے ہیں۔ مگر ہر چار کیسوں میں الاٹمنٹ خلاف واقعات و حقائق ہونے کی بناء پر برائے کارروائی زیر دفعہ 30(2) کالونائیزیشن آف گورنمنٹ لینڈز پنجاب ایکٹ 1912ء بورڈ آف ریونیو پنجاب میں زیر سماعت ہیں۔ جس کی آئندہ

تاریخ پیشی مورخہ 30-12-98، مقام فیصل آباد مقرر ہے۔

(ج) حلقہ پی۔پی 72 میں اس وقت 579 الاٹیان بے دخل شدہ مزارعین سکیم ایسے ہیں جنہیں ابھی تک حقوق ملکیت حاصل نہ ہوئے ہیں۔ 99 الاٹیان جنہوں نے حقوق ملکیت کے لیے درخواستیں دائر کی تھیں میں سے 34 الاٹیان کو حقوق ملکیت دیے جا چکے ہیں اور 21 الاٹیان کے کیس کلکٹر ضلع کی عدالت میں زیر سماعت ہیں اور ماہ رواں میں فیصلہ کیے جانے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے بقیہ 44 الاٹیان میں سے 23 کے ذمہ لگان و دیگر واجبات خزانہ سرکار جمع نہ ہونے کی بناء پر کیس زیر التواء ہیں اور 21 الاٹیان میں خود کاشت کے ثبوت میں نقولات خسرہ گرداوری درکار ہیں۔

(د) حلقہ پی۔پی 72 میں مندرجہ ذیل اراضی کو سرکار بذریعہ نیلام فروخت کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے۔

نمبر شمار	چک نمبر	تعداد رقبہ	
		M	K
1-	گ۔ب/779	6	275
2-	ج۔ب /326	0	24
3-	ج۔ب/327	10	44
	کل رقبہ	16	343

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال حاجی ملک عمر فاروق صاحب کا ہے، موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد پھر راؤ اقبال احمد خان صاحب کا سوال ہے۔

تحصیل کمالیہ کے چکوک میں خواتین کے لیے مختص کردہ احاطہ جات کی تفصیل

*1662۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی جانب سے حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کالونی چکوک میں ایک احاطہ برائے خواتین کلب لیڈیز پارک مخصوص کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو احاطہ جات کی تفصیل چک وائز بتائی جائے نیز ان میں سے کوئی احاطہ ایسا ہے جس پر کسی چک کے زمیندار نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اس ناجائز

قابض کا نام اور چک کا نام بتایا جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ کے چکوک میں سے صرف ایک چک نمبر 670 گ۔ب میں احاطہ نمبر III رقبہ تعدادی 1 کینال 2 مرلے 2 ایس برائے خواتین لیڈیز کلب/ پارک مخصوص ہے۔

(ب) احاطہ مذکورہ پر ایک شخص نعمان شاکر ولد عبدالجبار نے ناجائز قبضہ کر کے ایک پختہ مکان تعمیر کیا ہوا ہے جو بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ موقع پر مسمی بشیر احمد ولد مولا بخش قوم آرائیں رہائش پذیر تھا۔ تاہم ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اطلاع دی ہے کہ احاطہ مذکورہ ناجائز قابض سے خالی کرا لیا گیا ہے۔

راؤ اقبال احمد خان، میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ کام ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، سوال کرنے سے کام ہو چکا ہے۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1731 (ملک غلام شبیر جوئیہ کے ایماء پر دریافت کیا)

تھل ڈویلپمنٹ کے لیے رقبہ کا مختص کیا جانا

*1731۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے ضلع میانوالی، بھکر، خوشاب اور لیہ میں تھل ڈویلپمنٹ کے لیے کون کون سے چکوک بنائے ہیں۔

(ب) ان چکوک میں فی کس یا فی خاندان کتنا زرعی و رہائشی رقبہ الاٹ کیا گیا نیز کیا ان چکوک میں مستقبل میں آباد کاروں کو الاٹ کرنے کے لیے اضافی رقبہ بھی رکھا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت وہ اضافی رقبہ وہاں کے آباد کاروں کو الاٹ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اضافی رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اگر ہاں تو حکومت اسے واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) حکومت نے ضلع میانوالی، بھکر، خوشاب، اور لیہ میں تھل ڈویلپمنٹ کے لیے جو چکوک بنائے ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زرعی رقبہ مختلف سکیم ہائے میں مختلف شرح سے الاٹ کیا گیا مثلاً ٹیوب ویل سکیم 150 ایکڑ آباد کاری سکیم 15 ایکڑ اور سیلز سکیم 25 ایکڑ اس طرح رہائشی رقبہ ایک کنال تا دو کنال کی شرح سے الاٹ کیا گیا۔ آبادکاروں کو مستقبل میں زرعی رقبہ الاٹ کرنے کے لیے کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ البتہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر حکومت نے آباد کاروں کو رہائش کے لیے 10 مرلہ کا اضافی پلاٹ قیمتاً دینے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔

(ج) چراگاہ کا رقبہ جو کہ اضافی آبادی کے لیے الاٹ کیا جاتا ہے پر ناجائز قبضے کی شکایت پر مقامی افسر زیر دفعہ 32/34 کالونی ایکٹ 1912ء کے تحت کارروائی کرتے ہیں۔ اس بارے میں وقتاً فوقتاً بورڈ آف ریونیو کی طرف سے ان کو لکھا بھی جاتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اس کے بعد راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1774۔

سابق پٹواری کی پینشن کی ادائیگی میں تاخیر

*1774۔ راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کرامت حسین پٹواری تحصیل گوجر خان 90-01-01 کو اپنی مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہوا تھا اور آج تک اس کی پینشن اور واجبات ادا نہیں کیے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر گوجر خان نے اپنے ایک مراسلہ نمبر 403/HC Dated 06-04-91 کے تحت سیکرٹری بورڈ آف ریونیو کو پینشن کیس بنا کر بھیجا تھا جس پر آج تک فیصلہ نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازم کی پینشن اور دیگر واجبات میں تاخیر کی وجہ کیا ہے اور اس تاخیر کے ذمہ دار افسران کے نام کیا ہیں، نیز کیا حکومت ان کے خلاف

کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست ہے کہ کرامت حسین' پٹواری کے کاغذات پینشن اے۔سی گوجر خان نے اکاؤنٹ آفیسر راولپنڈی کو ارسال کیے تھے۔ اکاؤنٹ آفیسر راولپنڈی نے یہ کاغذات واپس کر دیے کہ پٹواری مذکور کا عرصہ ملازمت 25 سال سے کم ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اے۔سی گوجر خان نے مراسلہ نمبری K/19-C-403/HC/6-4-91 کو سیکرٹری بورڈ آف ریونیو کو ارسال کیا تھا۔ جس پر بورڈ آف ریونیو نے کمشنر راولپنڈی سے اے۔سی گوجر خان کی چٹھی مورخہ K/19-C '6-4-91 پر ان کی رائے اور سفارش معلوم کی لیکن جواب موصول نہ ہوا۔ دوسری طرف ایک چٹھی محکمہ خزانہ کو ارسال کی گئی تھی جس میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ پٹواری مذکور کی سروس از 15 فروری 1960ء تا 20 مارچ 1970ء منگلا ڈیم شامل کرنے کی اجازت دی جائے تا کہ اس کی پینشن کے کاغذات مکمل کیے جا سکیں۔ لیکن محکمہ خزانہ کی طرف سے تاحال کوئی جواب موصول نہ ہوا ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ اور کمشنر راولپنڈی کی جانب سے بورڈ آف ریونیو کے مراسلہ جات کے جوابات تا حال موصول نہ ہوئے ہیں۔ اور ان کو یاددہانی کے مراسلہ جات بھی بھجوائے گئے ہیں۔ جونہی جوابات موصول ہوں گے تو آئندہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جی' جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک پٹواری جو گریڈ 7 کا ملازم ہے۔ 15-02-60 کو بھرتی ہوا اور 01-01-90 کو ریٹائر ہوا۔ جناب سپیکر! نو سال گزرنے کے باوجود آج اس غریب کا کوئی پرسان حال نہیں ' اور اس کو پینشن نہیں مل رہی۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کتنا عرصہ درکار ہے کہ اس کی پنشن کے کاغذات مکمل ہو کر اسے پینشن کی ادائیگی کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی' وزیر مال۔

وزیر مال: اس میں کافی pursue کیا گیا ہے۔ اس میں واقعی اس کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہے۔ اس میں اس کی سروس کا معاملہ ہے۔ کیونکہ اس نے منگلا ڈیم میں سروس کی تھی اور اس کی سروس شامل

نہیں ہو رہی تھی۔ یہ ایک ٹیکنیکل پرابلم تھی لیکن اب ہم نے اس کو push کیا ہے۔ جس کی وجہ سے کمشنر کی طرف سے جواب آ گیا ہے اور 21-1-99 کو محکمہ خزانہ کو ہم نے یہ کیس بھیج دیا ہے۔ اب یہ ہمارے کورٹ سے نکل کر محکمہ خزانہ میں معاملہ چلا گیا ہے۔ لیکن ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ غریب آدمی ہے جتنی جلد ممکن ہو سکے' اسے پینشن ملے۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، اس میں یہی یقین دہانی ضروری تھی کہ نو سال سے غریب آدمی مارا مارا پھر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے پاس اب تو پیروی کرنے کے لیے کرائے تک کے پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، نو سال کے بعد معاملہ محکمہ خزانہ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اب ان کے اوپر ہے کہ وہ نو دن میں فیصلہ کر لیتے ہیں یا دوبارہ نو سال لگیں گے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، بنیادی طور پر یہ محکمہ مال کا ملازم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ محکمے کا فرض بنتا ہے۔

وزیر مال، ہم نے تو بھیج دیا ہے۔ اب تو سردار صاحب بتا سکتے ہیں کہ کتنا عرصہ لگے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ' اس میں آپ بھی pursue کرلیں' وہ واقعی غریب آدمی ہے' جس کا راجہ جاوید اخلاص صاحب نے ذکر کیا ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی اس میں دیکھ لیں کہ اس کا کیس جلد مکمل ہو جائے۔

وزیر خزانہ، میں معاملہ دیکھ لوں گا اور جلد ہی ان شاء اللہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو بھی سوال اس ہاؤس کے نوٹس میں لایا جاتا ہے اور اس میں اس طرح کی بے قاعدگیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس طرح کے لوگوں کے لیے وسیلہ نجات بنیں۔ اس سوال کو آپ پہلی تاریخ تک pending کروائیں۔ آپ کی وجہ سے اور اس ہاؤس کے سامنے پیش کرنے کی وجہ سے اس آدمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! شاید میں اس کو lightly لوں اور آپ بھی اس کو lightly لیں۔ جس آدمی کے ساتھ اس قسم کا رویہ ہے۔

آپ جانتے ہیں، آپ بھی اسی معاشرے میں رہتے ہیں۔ ہمارا ان لوگوں کے ساتھ روز کا واسطہ ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی بھی توجہ فرمائیں گے تو اگلے مہینے اس کو پینشن مل جائے گی۔

جناب سپیکر! جب کوئی سرکاری ملازم غلطی کرتا ہے تو ہم اس کے خلاف سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر کے پہلی تاریخ کو اسی اجلاس کے دوران اگر آپ یہ حکم فرما دیں کہ اگر قانون کے تحت اس کی پینشن بنتی ہے تو اس کو "ہاں" ہو جائے اگر نہیں بنتی تو اس کو "نہ" ہو جائے۔ تو جناب سپیکر! اگر آپ اس میں تھوڑی سی توجہ فرمائیں تو وہ اس جھنجھٹ سے دور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں وزیر مال صاحب نے پہلے ہی یقین دہانی کرائی ہے۔ میرے خیال میں اس یقین دہانی پر ان شاء اللہ کام ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، آپ تھوڑی سی ہدایات دے دیں کہ اس کا کام ہو جائے۔

جناب سپیکر، بالکل۔ انھوں نے کہہ دیا ہے۔ شوکت داؤد صاحب، اس میں آپ follow کر لیں۔

وزیر مال، جی۔

جناب سپیکر، پھر راجہ صاحب، جنھوں نے سوال کیا ہے وہ بھی دیکھ لیں گے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر، سوال نمبر 1905

سال 98-1997ء میں ضلع وائز زرعی ٹیکس کی تفصیل

*1905۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 98-1997ء کے دوران کتنا زرعی ٹیکس وصول ہوا۔ ہر ضلع کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے نیز یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

30 جون 1998ء تک زرعی انکم ٹیکس کی مد میں =/64,85,55,787 روپے کی وصولی ہو چکی ہے۔ ہر ضلع کی الگ الگ تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ضلع	وصولی
1۔	لاہور	44,47,414/- روپے
2۔	شیخوپورہ	2,26,46,283/- روپے
3۔	قصور	1,63,20,483/- روپے
4۔	اوکاڑہ	2,58,65,940/- روپے
5۔	گوجرانوالہ	1,82,00,615/ روپے
6۔	گجرات	9,86,978/- روپے
7۔	سیالکوٹ	79,11,762/- روپے
8۔	نارووال	31,81,201/- روپے
9۔	حافظ آباد	1,71,46,592/- روپے
10۔	منڈی بہاؤالدین	1,15,23,758/- روپے
11۔	سرگودھا	7,75,19,409/- روپے
12۔	خوشاب	1,76,86,773/- روپے
13۔	میانوالی	75,54,032/- روپے
14۔	بھکر	3,32,34,759/- روپے
15۔	فیصل آباد	91,08,859/- روپے
16۔	جھنگ	4,71,44,887/ روپے
17۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1,20,83,313/ روپے
18۔	ملتان	2,74,69,685/- روپے
19۔	ساہیوال	1,58,30,830/- روپے
20۔	پاکپتن	2,17,52,352/- روپے
21۔	وہاڑی	3,32,28,450/- روپے
22۔	خانیوال	3,07,53,063/- روپے
23۔	لودھراں	2,14,66,743/- روپے
24۔	ڈیرہ غازی خان	1,22,82,512/- روپے

25۔	راجن پور	67,02,068/- روپے
26۔	مظفر گڑھ	2,27,91,349/- روپے
27۔	لیہ	2,05,13,312/- روپے
28۔	بہاول پور	2,60,18,926/- روپے
29۔	بہاول نگر	3,33,71,459/- روپے
30۔	رحیم یار خان	3,68,41,166/- روپے
31۔	راولپنڈی	2,13,167/- روپے
32۔	اٹک	32,99,865/- روپے
33۔	چکوال	30,38,425/- روپے
34۔	جہلم	4,19,357/- روپے
	میزان :	64,85,55,787/- روپے

جہاں تک وصول شدہ رقم کے خرچ ہونے کا تعلق ہے ٹیکس کی تمام رقوم صوبائی خزانہ میں جمع ہوتی ہیں۔ جہاں سے حکومت بجٹ کے مطابق صرف کرتی ہے۔ ہر ٹیکس سے وصول ہونے والی رقوم کو علیحدہ علیحدہ خرچ نہیں کیا جاتا۔

حاجی امداد حسین: جی، میرا ضمنی سوال ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے سوال کو محترم وزیر صاحب ذرا پڑھ کر سنا دیں۔ خاص طور پر جواب کا آخری حصہ پڑھ دیں کہ کیا یہ جواب درست دیا گیا ہے یا یہ مکمل ہے یا نامکمل ہے؟

جناب سپیکر: جواب کا آخری حصہ؟

حاجی امداد حسین: مہربانی کر کے پہلے سوال پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال تو آپ نے کیا ہوا ہے ناں۔

حاجی امداد حسین: اس کو پڑھ دیں ناں ذرا۔ اس کا جو جواب دیا گیا ہے کیا یہ مکمل ہے؟ اور جو میں نے سوال کیا ہے کیا یہ اسی کا جواب ہے؟

وزیر مال: میں سوال پڑھوں یا جواب پڑھوں؟ یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال تو نظر آ رہا ہے۔ سوال پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! پڑھنے کی ضرورت ہے ناں۔

وزیر مال، دیکھیں جی' میں ان کو زبانی بتا دیتا ہوں۔ ان فنڈز کا انھوں نے ایگریکلچرل انکم ٹیکس کے متعلق پوچھا ہے۔ ہم نے تفصیل تو بتا دی ہے اور ضلع وار بتا دی ہے کہ کتنی رقم ہمیں کہاں کہاں سے وصول ہوئی ہے۔ اس فنڈ کا یہ ہوتا ہے کہ پنجاب کا ایک کنسالیڈیٹڈ فنڈ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' پہلے ان سے اعتراض پوچھ لیا جائے۔ آپ کا اعتراض کیا ہے؟

حاجی امداد حسین: میرا اعتراض یہ ہے کہ یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟

جناب سپیکر، اس کے اوپر جو تفصیل آئی ہے جس میں کہ آپ کا یہ سوال ہے کہ 98-1997ء میں کتنا زرعی ٹیکس وصول ہوا؟ اب وہ ضلع وار تفصیل آ گئی ہے۔ اس میں تو اعتراض نہیں ہے ناں؟

حاجی امداد حسین، اس پر اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اچھا' اگلے حصے پر اعتراض ہے کہ یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟

حاجی امداد حسین، جی۔ یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟

جناب سپیکر، اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترم وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے کہ یہ رقم علیحدہ علیحدہ خرچ ہوتی ہے یا اکٹھی نہیں ہوتی یا اگر اکٹھی ہوتی ہے تو خزانہ میں جمع ہوتی ہے۔ میں نے علیحدہ علیحدہ رقم کا پوچھا ہی نہیں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی؟

جناب سپیکر، جی' وہ اسی کا جواب دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال، اس کا مختصر اور صحیح جواب یہ ہے کہ رقم پنجاب کے کنسالیڈیٹڈ فنڈ میں جمع ہوتی ہے۔ یہاں فنانس منسٹر بھی ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں۔ پھر وہ رقم وہاں اس فنڈ سے مختلف مدات میں خرچ ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی تسلی کے لیے میں بتا دیتا ہوں کہ چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے بھی اعلان کیا تھا کہ اس رقم کو ہم ایگریکلچر سیکٹر میں خرچ کریں گے۔ اس کی سب سے بڑی اور visible چیز جو ہمارے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے پانچ ہزار گرین ٹریکٹر جو دیے ہیں ان پر ہم نے تقریباً 504 ملین روپے کی رقم خرچ کی ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ زراعت کے لیے ہم نے سال 98-1997ء کے لیے 995 369 ملین روپے مختص کیے ہیں جس میں سے

347.505 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 99-1998ء کے لیے ترقیاتی پروگرام کے تحت 575 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں جس میں سے اکتوبر 1998ء تک 110.171 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 99-1998ء میں ہی بطور اضافی امداد برائے ٹریکٹر سکیم کے لیے مذکورہ 504 ملین روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ مزید غیر ترقیاتی پروگرام کے تحت زراعت کے شعبے میں برائے سال 98-1997ء 1591.109 ملین روپے مختص کیے گئے جس میں سے 1569.203 ملین روپے خرچ ہوئے اور سال 99-1998ء کے لیے غیر ترقیاتی پروگرام کے تحت 1880.120 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں جس میں سے ستمبر 1998ء تک 205.283 ملین روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر، جی۔

حاجی امداد حسین، شکریہ جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب بارتھا رام صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1924 (جناب بارتھا رام کے ایماء پر دریافت کیا)

صوبے میں اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے
بے زمین کاشت کاروں میں زمین کی الاٹمنٹ

*1924۔ جناب بارتھا رام، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995ء سے اب تک صوبے میں بے زمین کاشت کاروں میں کتنی زمین تقسیم کی جا چکی ہے۔

(ب) موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے اب تک بے زمین کاشت کاروں میں جو زمین تقسیم کی گئی ہے اس میں اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے کتنے بے زمین کاشت کاروں کو زمین الاٹ کی گئی ہے۔

(ج) اکتوبر 1998ء کے بعد صوبے میں بے زمین کاشت کاروں میں جو زمین تقسیم کرنے کا پروگرام ہے کیا اس میں بے زمین کاشت کار جو اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی زمین دینے کا منصوبہ ہے اگر ہے تو کس علاقے میں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) سال 1995ء سے اب تک صوبے میں بے زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی گئی زمین کی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔

(ب) موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے اب تک بے زمین کاشت کاروں میں جو زمین تقسیم کی گئی ہے اس میں اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے کسی بے زمین کاشت کار کو زمین تقسیم نہ کی گئی ہے کیونکہ شرائط اہلیت میں ایسی کوئی شرط نہ ہے کہ کاشت کار کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

(ج) اکتوبر 1998ء کے بعد زمین تقسیم کرنے کے پروگرام میں بھی شرائط اہلیت میں کسی فرقے سے تعلق کی شرط نہ ہے۔ جو بے زمین کاشت کار مقرر کردہ شرائط پوری کرتے ہوں وہ بلا لحاظ فرقہ زمین کی الاٹمنٹ کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر، اس پر کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا اس پر پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جواب ہی غلط دیا ہوا ہے۔ ممبر موصوف نے اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ "سال 1995ء سے اب تک صوبے میں بےزمین کاشت کاروں میں کتنی زمین تقسیم کی جا چکی ہے"؟ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ "سال 1995ء سے اب تک صوبے میں بے زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی گئی زمین کی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں"۔ جناب سپیکر! کیا یہ جواب ہے؟ اگر اس میں زیادہ وقت درکار تھا تو اس میں جو سوال ہے اسی کے مطابق جواب آنا چاہیے تھا۔ یہ کوئی جواب ہے کہ "1995ء سے اب تک جو زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی گئی ہے اس کی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں"۔ یہ جواب دے کر ہمیں کیا معلومات دی جا رہی ہیں؟ اس ہاؤس کو کیا بتایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی، حصہ (الف) کے بارے میں جو جواب ہے وہ اس کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر مال، اصل میں اگر ان کا سوال بھی دیکھا جائے تو اس میں بھی ابہام پایا جاتا ہے۔ اگر سوال کو غور سے دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ ممبر اسمبلی خود بھی واضح نہیں تھا کہ جب یہ سوال کرنے لگا۔ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ مینارٹی کے لیے پوچھنا چاہتا تھا کہ کتنی زمین تقسیم کی گئی؟ اس وجہ سے یہ تھا۔ لیکن ابھی ہم نے اب تک 23 اضلاع میں جو زمین تقسیم کی ہے وہ 49762 ایکڑ ہے۔

لیکن وہی میں کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے اس سوال میں آگے جا کر مینارٹی کے لیے کہا ہے۔ تو مینارٹی کا یہ ہے کہ کوئی ایسا قانون یا جیسے ہم وزیر اعظم سکیم کے تحت جو زمین تقسیم کر رہے ہیں وہاں کوئی صوابدید نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ اس سوال کے حصہ (الف) کے بارے میں صرف پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ان کا جو سوال ہے اس کا جواب جو ہے یہ وہ ہے جو آپ کے پاس sub answer میں ہے' یہ

وزیر مال، جی' جواب پہلے پرنٹ ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب میرے پاس ابھی تک 23 اضلاع کے متعلق ہے۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پرنٹ ہونے کی بات نہیں ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ figure غلط بتائے گئے ہیں۔ اس میں تو جواب ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، اسی کا وہ کہہ رہے ہیں کہ جب یہ سوال کیا گیا تھا تو اس وقت ان کے پاس یہ جواب نہیں آیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ اس وقت نہیں آیا تھا لیکن جب میں سوال کروں تو پھر اس کا جواب تو آنا چاہیے' نہ کہ اس کا یہ کہا جائے کہ ہم فیلڈ سے یہ collection کر رہے ہیں۔ یہ کوئی جواب ہے؟ یہ اس کو delay کرتے۔ پھر اس میں میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ وہ مینارٹی کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ وہ اس لیے پوچھنا چاہتا تھا کہ 1995ء سے اب تک جو الاٹمنٹ ہوئی ہے اس میں وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اقلیت کے کتنے لوگ ہیں جن کو زمین الاٹ ہوئی ہے؟ اس کے بعد اس نے دوسرے سوال کیے ہیں۔ یہ اس سوال کا کیا جواب ہے کہ "سال 1995ء سے اب تک صوبے میں بے زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی گئی زمین کی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں"۔ جناب سپیکر! آپ خود پڑھ کر یہ اندازہ لگائیں کہ کیا یہ جواب ہے؟ وہ کہتا ہے کہ " 1995ء سے لے کر اب تک ٹوٹل کتنی بے زمین لوگوں میں گورنمنٹ نے زمین تقسیم کی"؟

جناب سپیکر، نہیں' وہ جو آپ کے سوال کا پہلا حصہ (الف) ہے اس کا جواب میرا خیال ہے کہ غالباً لیٹ آیا ہے؟

وزیر مال: ہاں جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وہ میرے پاس نہیں ہے۔

وزیر مال، آپ کے پاس نہیں ہے لیکن میں جو ہاؤس میں دے رہا ہوں۔ آپ نے سوال کیا ہے اور میں آپ کو اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، وہ ایوان کی میز پر آنا چاہیے تاکہ میں پڑھ کر اس کے بارے میں اپنی تسلی کر سکوں۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! دیکھیں ناں۔ اس وقت واقعی ان کے پاس جواب نہیں تھا کیونکہ انھوں نے لکھا بھی یہ ہے کہ ابھی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کیا جواب نہیں دینا چاہیے تھا؟

جناب سپیکر، وہ جواب ان کے پاس آیا ہی نہیں۔ اب شاید ان کے پاس معلومات مکمل آئی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وہ بھی 23 ضلعوں کی ہیں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم ہاؤس کو aware کریں۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ آج بھی میرے اسمبلی کے سوالوں میں دو ایسے سوالات تھے جن میں لکھا ہوا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوئے لیکن اس کے باوجود صبح ہی میں نے متعلقہ ڈی۔ سی صاحبان کو کہا اور ان کو خود ذاتی طور پر بلایا اور ان سے ابھی جواب لیے ہیں۔ اگرچہ ان کے پرنٹ نہیں ہوئے لیکن میرے پاس جواب موجود ہیں۔ چونکہ میری کوشش ہوتی ہے کہ ہم ان سے اس طرح جان نہ چھڑائیں کہ لکھ دیں کہ جی' ابھی تک معلومات ہی نہیں آئیں۔ اب چونکہ یہ ایک لمبا سوال ہے۔ آج بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ جیسے الاٹمنٹ کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ تمام لوگوں کو پتا ہے کہ ملک بھر میں اور پنجاب بھر میں پرائم منسٹر سکیم کے تحت الاٹمنٹ جاری ہے۔ آج بھی اگر یہ کہیں کہ میں ہر ایکڑ کا اب بتا دوں تو شاید اس پر یہ پوزیشن کل مختلف ہو۔ اس لیے یہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں اور ابھی 23 اضلاع سے یہ معلومات آئی ہیں کیونکہ ان کے اوپر دن بدن کام جاری ہے۔ یہ اس وجہ سے تھا۔ اس وقت چونکہ جلدی میں جواب دیا گیا۔ یہ اس وقت نہیں تھا۔ باقی حصے کے جوابات تھے۔ صرف ایک حصے کا جواب نہیں تھا اس لیے ہم نے اس وقت کہہ دیا کہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں یا تو ہم totally کہہ دیتے کہ جی ہمارے پاس جواب ہی نہیں ہے باقی کا تو ہم نے جواب دیا

ہے اور میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ جو ہمارے اقلیتی بھائی کے ذہن میں سوال تھا وہ یہ تھا کہ اقلیتوں کو کیا دیا گیا تو اس میں کوئی discremination نہیں ہے۔ جو رولز بنائے گئے ہیں ان میں ایسا نہیں ہے کہ یہ مسلم یا Non-Muslim کے لیے ہے بلکہ اس کا criteria یہ ہے کہ landless ہو اور اس کے پاس less than four acre زمین ہو اور وہ self-cultivator ہو اور وہ اسی revenue state کا رہنے والا ہو اس کے لیے یہ الاٹمنٹ ہوتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس question answer پیپر میں جو جواب موصول نہیں ہوئے ان کا لکھا ہوا ہے لیکن جو صحیح موصول ہوئے ہیں وہ اس کاپی کے ساتھ اسمبلی سیکرٹریٹ نے لگائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے آج latest information لی ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ انھیں اس کا جواب موصول ہو گیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اگر محکمے سے جواب دستیاب نہ ہو تو وزیر موصوف کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ اس کو محکمے کو واپس بھیجیں اور کہیں کہ اس کا جواب چاہیے۔ سوال کا یہ جواب نہیں ہے کہ ہمارے پاس یہ جواب available نہیں ہے یا ہم اس کی collection کر رہے ہیں' اس طرح کا جواب ایوان میں نہیں آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، یہ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

وزیر مال، جناب والا! یہ خود بھی منسٹر رہے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں یہ تو ہمیشہ سے یہی ہوتا ہے کہ آخری وقت تک جوابات آتے ہیں اور آج بھی جوابات آئے ہیں لیکن اس کے لیے پانچ سو یا دو سو کاپیاں provide کرنی پڑتی ہیں بعض دفعہ وقت کم ہوتا ہے وہ کاپیاں نہیں دی جا سکتیں' اس لیے جو وزیر جواب دیتا ہے اس کا جواب اس کے پاس ہوتا ہے اور وہ ایوان میں نہیں آتا۔ اس وجہ سے یہ ہو جاتا ہے

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1942 ہے۔ جی، سلطان محمود گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 1942۔

ریونیو ریکارڈ کی نقول کی فیس میں اضافہ

*1942۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نوٹیفکیشن نمبر 98-8-11/2147 کے ذریعے رجسٹر حق داران زمین، رجسٹر گرداوری اور عکس شجرہ کی نقول کی فیس بڑھا دی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو سال 1993ء سے لے کر آج تک کتنی بار اور کتنی فیس بڑھائی گئی۔ تفصیل بتائی جائے

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سال 1993ء کے بعد یہ فیس صرف ایک بار سال 1998ء میں بڑھائی گئی۔ تفصیل حسب ذیل ہے،

	1993ء	1998ء
1 رجسٹر حق داران زمین		
دیہاتی فی کھتونی	10 روپے	20 روپے
شہری کھتونی	20 روپے	40 روپے
2۔ رجسٹر گرداوری، فی خسرہ نمبر	3 روپے	10 روپے
3۔ عکس شجرہ نمبر، فی خسرہ نمبر	4 روپے	30 روپے

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں، اگلا سوال نمبر 1950 ہے ۔ جی ڈاکٹر غاور علی شاہ صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1951 بھی ڈاکٹر غاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔اس سے اگلا سوال نمبر 1954 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے جی بٹ صاحب۔

لاہور شہر میں تعینات پٹواریوں کے کوائف

*1954۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت لاہور شہر میں کتنے پٹواری تعینات ہیں ان کے نام، مکمل پتہ جات، حلقہ تعیناتی اور مدت تعیناتی بتایا جائے۔

(ب) ایک پٹواری ایک جگہ پر کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے۔

(ج) اس وقت لاہور شہر میں کتنے پٹواری ایسے ہیں جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے۔

ان کے نام کیا ہیں۔ نیز ان کو ان کی موجودہ جگہ تعیناتی سے فراغت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کتنے پٹواریوں کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن کی انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ان کے نام اور انکوائریوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)

(الف) تحصیل سٹی لاہور میں اس وقت 65 اور تحصیل کینٹ میں 97 جن کی کل تعداد 162 بنتی ہے۔ پٹواری تعینات ہیں ان کے نام، مکمل پتہ جات، حلقہ تعیناتی اور مدت تعیناتی تتمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کی چٹھی نمبری SOXII(S&GAD)/8-1/65 مورخہ 14-05-1969 کی رو سے ایک سرکاری ملازم عرصہ تین سال تک ایک جگہ پر تعینات رہ سکتا ہے۔

(ج) اس وقت کوئی پٹواری عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں ایک ہی حلقہ میں تعینات نہ ہے۔

(د) تحصیل سٹی لاہور کے 6 پٹواریان اور تحصیل کینٹ لاہور کے 33 پٹواریاں جن کی کل تعداد 39 بنتی ہے، کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ جبکہ تحصیل سٹی، لاہور کے مسمی ممتاز علی، پٹواری حلقہ ستوکتہ کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں کارروائی زیر غور ہے۔ اور افسر مجاز نے اسے معطل کر دیا ہے۔ تفصیل تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال، اگلا سوال نمبر 1982 جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ جی خان صاحب۔

بیٹ کی زمینوں کی مربع بندی

*1982۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں محکمہ مال کے انتظام کے تحت نہری علاقوں میں مربع بندی کر کے پتھر لگائے گئے ہیں جس سے ان علاقوں میں ملکیت کے جھگڑے بہت کم ہوتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائی علاقوں میں ایسا انتظام نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان

علاقوں کے لوگ مشکلات میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور اکثر علاقوں میں کاشت کاری نہ ہونے کا سبب بھی یہ ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دریائی علاقوں کی بیٹ کی زمینوں میں مذکورہ بالا مربع بندی کا انتظام کر کے پتھر لگانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ نہری علاقوں میں مربع بندی کر کے پتھر لگائے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکیت کے جھگڑے کم ہوتے ہیں۔

(ب) بعض اضلاع میں کھ بندی کر کے پتھر نصب کیے جا چکے ہیں۔ تاہم سیلاب یا کٹاؤ کے باعث پتھروں کے نشانات ختم ہو جاتے ہیں جو کہ بعد میں قائم کر لیے جاتے ہیں۔ مگر ریکارڈ میں کھ بندی موجود ہوتی ہے۔

(ج) دریائی علاقوں / بیٹ کے علاقوں میں حکومت مربع بندی کرنے کو تیار ہے' مگر مالی مشکلات کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکا ہے۔ لیکن توقع ہے کہ جلد ہی کچھ اضلاع میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سے خوش قسمت اضلاع ہیں جن کی کھ بندی کر کے پتھر نصب کر دیا گیا ہے؟ انھوں نے فرمایا ہے کہ بعض اضلاع میں۔ تو جناب والا وہ کون سے خوش قسمت اضلاع ہیں ؟

جناب سپیکر، کیا آپ کے پاس بعض اضلاع کی detail ہے؟

وزیر مال، ان میں لاہور گوجرانوالا اور رحیم یار خان وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ان کو پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، بعض اضلاع کی انفرمیشن تو آنی چاہیے تھی کہ وہ کون کون سے اضلاع ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جی' جناب والا۔ آنی چاہیے اور مجھے لے کر دیں۔

وزیر مال، جناب والا! ہم یہ بہت جلد شروع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ یہ نہیں پوچھ رہے کہ بہت جلد شروع کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ وہ تو یہ پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔

وزیر مال، آج میرا بھی مولانا چنیوٹی والا حال ہے' کیونکہ مجھے سنائی کچھ اور ہی دے رہا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ تو بعض اضلاع کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ وہ کون سے اضلاع ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جس طرح آپ نے خود فرمایا ہے کہ بعض اضلاع میں کھ بندی کر کے پتھر نصب کر دیے گئے ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے خوش قسمت اضلاع ہیں جن میں یہ کھ بندی کر کے پتھر نصب کیے گئے ہیں۔

وزیر مال، جناب یہ لاہور' قصور' شیخوپورہ' اوکاڑہ' گوجرانوالا' حافظ آباد' گجرات منڈی بہاؤالدین' سیالکوٹ نارووال' راولپنڈی' جہلم' چکوال' اٹک' سرگودھا' میانوالی' خوشاب بھکر اور فیصل آباد ہیں جن میں 1975ء میں یہ کام کیا گیا تھا۔ جناب' آگے dates وغیرہ ہیں۔ اگر آپ کہیں تو dates بھی بتانے کو تیار ہوں' جھنگ میں 12-19' ڈیرہ غازی خان۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال نمبر 2016 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 2016۔

لاہور میں تعینات محکمہ مال کے ملازمین سے متعلق تفصیلات

*2016۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کتنے قانون گو' نائب تحصیل دار اور تحصیل دار تعینات ہیں ان کے نام' تعلیمی قابلیت اور مدت تعیناتی یعنی لاہور میں تاریخ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے لاہور میں تعینات ہیں۔ نیز ان کو لاہور سے باہر تبدیل نہ کرنے کی وجہ کیا ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن کی کارروائی ہو رہی ہے۔ ہر ایک ملازم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) ضلع لاہور میں دو تحصیل دار، بارہ نائب تحصیل دار اور تیرہ قانون گو تعینات ہیں۔ جن کے نام تعلیمی قابلیت اور مدت تعیناتی کی تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ان میں سے کسی بھی ملازم کا تعیناتی کا عرصہ تین سال سے زائد نہ ہے۔

(ج) مسٹر انجم اشرف، ثمین جان، سرمد ناجی، محمد اسلم گوجر اور حامد رشید، نائب تحصیل داران کے خلاف اور رانا شاہد پرویز گرداور کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔

فہرست تحصیل داران /نائب تحصیل داران، گرداور ضلع لاہور

نمبر شمار	نام افسر /اہلکار	عہدہ	تعلیمی قابلیت	مدت تعیناتی	
1۔	سردار فرخ طفیل	تحصیل دار	بی۔اے۔	22-10-98	کوئی انکوائری نہ ہے۔
2۔	ملک محمد افضل	۔ایضاً۔	بی۔اے	28 اکتوبر 1998ء	۔ایضاً۔
3۔	عبدالعزیز میر	نائب تحصیل دار	بی۔اے	12-4-97	۔ایضاً۔
4۔	محمد شریف ڈوگر	۔ایضاً۔	میٹرک	1-8-97	۔ایضاً۔
5۔	علیم احمد	۔ایضاً۔	بی۔اے	7-6-97	۔ایضاً۔
6۔	رائے نیاز احمد N.T.O۔ایضاً۔		بی۔اے	1997ء	۔ایضاً۔
7۔	خواجہ ندیم حسن	۔ایضاً۔	بی۔اے	1-8-98	۔ایضاً۔
8۔	میاں رؤف احمد	۔ایضاً۔	بی۔اے	1998ء	۔ایضاً۔
9۔	انجم اشرف	۔ایضاً۔	بی۔کام	7-06-97	محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔(کم ریکوری)
10۔	ثمین جان	۔ایضاً۔	ایف۔اے	1997ء	۔ایضاً۔ (غلط اشتمال)
11۔	سرمد ناجی	۔ایضاً۔	بی۔اے	1998ء	۔ایضاً۔ (کم ریکوری)
12۔	محمد اسلم گجر	۔ایضاً۔	ایف۔اے	1997ء	۔ایضاً۔ (غلط اشتمال)
13۔	مجاہد ضیاء	۔ایضاً۔	ایف۔اے	1997ء	کوئی انکوائری نہ ہے۔
14۔	حامد رشید	۔ایضاً۔	بی۔اے	1997ء	محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔(کم ریکوری)
15۔	سید احمد	گرداور	بی۔اے	15-12-96	کوئی انکوائری نہ ہے۔
16۔	الطاف حسین	۔ایضاً۔	بی۔اے	31-3-98	۔ایضاً۔

17۔	محمد اسحاق	۔ایضاً	مڈل	31-3-98	۔ایضاً۔
18۔	ارشاد احمد بیگ	گرداور	میٹرک	31-3-98	۔ایضاً۔
19۔	عرفان خالد	گرداور	بی۔اے	31-3-98	کوئی انکوائری نہ ہے۔
20۔	طارق جاوید بیگ	۔ایضاً۔	میٹرک	9-5-98	۔ایضاً۔
21۔	محمد عاشق	۔ایضاً۔	میٹرک	اکتوبر 1998ء	۔ایضاً۔
22۔	رانا شاہد پرویز	۔ایضاً۔	ایف۔اے	اکتوبر 1998ء	محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔ (غلط کاغذات)
23۔	انجم حسین شاہ	۔ایضاً۔	میٹرک	مارچ 1998ء	کوئی انکوائری نہ ہے۔
24۔	شوکت علی شاہد	۔ایضاً۔	ایف۔اے	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
25۔	غفور الٰہی	۔ایضاً۔	میٹرک	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
26۔	دین محمد	۔ایضاً۔	ایف۔اے	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
27۔	محمد صدیق	۔ایضاً۔	بی۔اے	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جز (ج) میں انجم اشرف اور دوسرے چند نام بتائے ہیں اور اس میں لکھا گیا ہے کہ ان کے خلاف محکمہ کارروائی زیر سماعت ہے اس کارروائی کو مکمل ہونے میں کتنا اور عرصہ لگے گا؟

وزیر مال، جناب والا! ہم نے اس کی detail میں دیا ہوا ہے' مثلاً جیسے سرمد ناجی ہے' اس کی انکوائری کم ریکوری کی وجہ سے ہو رہی ہے اور انکوائری افسروں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہاں کی انکوائری کو جلد سے جلد مکمل کریں۔ اور اس جواب کے چارٹ میں مکمل تفاصیل اور واقعات لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 2161 شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے ۔ جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 2161 ۔

جناح آبادیوں کی سکیم کے لیے جگہ کی خرید کی تفصیل

*2161۔**جناب شاہد محمود بٹ۔** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت نے سال 93-1986ء سے جناح آبادیوں کی سکیم کے لیے کہاں کہاں اور کتنی

کتنی رقم سے یہ جگہ خریدی تھیں۔

(ب) اب تک ان جناح آبادی کالونیز/ سکیم کی پوزیشن کیا ہے۔ کیا وہاں آبادیاں قائم ہو چکی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جن جناح آبادی سکیمز میں کوئی آبادی منتقل نہ ہوئی ہے وہاں فروخت کرنے والے زمین کو اس وقت سے کاشت کر کے رقم خود استعمال کر رہے ہیں۔

(د) کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے اور 1986ء سے لگان حاصل کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے اگر کر رہی ہے۔ تو اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) حکومت نے سال 1986ء سے 1993ء تک جناح آبادیوں کی سکیم کے لیے درج ذیل جگہوں پر درج ذیل رقم سے زمین خرید کی۔

ضلع	تحصیل	گاؤں	رقبہ خرید کردہ		رقم خرچ کردہ
			مرلہ	کنال	
I۔ راولپنڈی	مری	مینگل	8	1	بلا معاوضہ
		سکھنتر	14	0	بلا معاوضہ
		پنجتی	8	1	۔ایضاً۔
		دیول	5	67	4,03200/=
		پھگواڑی	10	23	7,0000/-
		میزان	05	94	473200/=
۔ایضاً۔	راولپنڈی	سلموں	18	86	69520
۔ایضاً۔	گوجر خان	دیوی	00	23	92000
۔ایضاً۔		جاٹی	00	60	52800
		میزان	00	93	14,4800/=
۔ایضاً۔	ٹیکسلا	موہڑہ ڈاڈو	18	111	543900/=
		لب ٹھٹھو	00	125	1000000/=
		میزان	18	236	1543900/=
۔ایضاً۔	کہوٹہ	چوہانخالصہ	01	167	389,559/-

ندمسلمانان'

				نہ مہر خان، ٹیلی	
				راجروٹ، نارہ	
2۔ جہلم	پنڈ دادنخان	مہرن پور	—	—	1,60,000/=
		سروبہ	—	—	51125/28
		منڈائر	—	—	20168/40
		کوڑہ چوران	—	—	19000/-
		کندوال	—	—	300000/-
		لنگر	—	—	21875/=
		جلالپور شریف	—	—	80000/=
		میزان			652168.68
3۔ نارووال	نارووال	نوتار	5	31	158126.00
		چک حکیم	8	11	37756.00
		میزان	13	42	195882.00
	شکر گڑھ	چک دودھو	1	39	135559.00
		راجڑی	11	24	105240.00
		سہاری	04	27	153000.00
		بھیڑی خورد	08	74	105000.00
		بھمال	05	63	140962.00
		چک امرو	07	35	216517.00
		وڈہلہ بچراغ	00	32	44217.00
		بدوال	03	18	—
		چکوال	00	8	36056.00
		میزان	15	322	936551.00
4۔ گجرات	گجرات	سارو کی	19	35	288117.00
		کمیلہ	03	40	192012.00
		بھنگرانوالہ	07	28	73271.00
		میزان	09	104	553400.00

جہلم	کھاریاں	دھوریہ	02	41	878718.00
		بڑگوال	5	19	1,16,307.00
		چوہر چک	15	05	21776.00
		کھرانہ	17	02	27708.00
		ماگل	18	07	23565.00
		پنجن کسانہ	08	14	29290.00
		میزان	05	91	1097364.00
5۔ سیالکوٹ	سیالکوٹ	جلیانوالہ			1677000.00
		بھاگوال			275000.00
		مروال			148312.00
		جوگرہ چک			86362.00
		ڈھینگال			220900.00
		سیڈزہ کلاں			129834.00
		منڈیہ خورد			232500.00
		روڈ گھمن			137052.00
		ٹکا			160343.75
		ہموکے			342693.00
		روڈس			216300.00
		میزان			3626296.75
6۔ ایبٹ	ڈسکہ	روڈالہ سندھواں			590625.00
		چھیل پور			336000.00
		بھلووالی			16000.00
		فردوس پورہ سمبڑیال			117600.00
		نئی آبادی سمبڑیال			60000.00
		کنڈن میان			45000.00
		گولیاں			58093.00
		حاجراں کلاں			57562.00
		میزان			1280880.00

پسرور	سبز کوٹ			32074.00
	سوہاوی			59415.00
	چک کالا			14587.00
	بن باجوہ			49025.00
	لگے			1,00,000.00
	سبے			15392.00
	بجوکے			30000.00
	میزان			300493.00
گوجرانوالہ	وزیر آباد	2827.9		3700000.00
	کل میزان	M 15	K 3979	Rs,1,48,94,494.43

(ب) اب تک درج ذیل جگہوں پر آبادیاں قائم ہو چکی ہیں۔

راولپنڈی' تحصیل گوجر خان میں جزوی مکانات تعمیر ہوئے۔

جہلم' تحصیل سوہاوہ میں مواضعات پنڈ متے خان اور سوہاوہ میں آبادیاں قائم ہو چکی ہیں۔

گجرات تحصیل کھاریاں موضع جاگل میں آبادی قائم ہو چکی ہے۔ موضع پنجن کسانہ میں جزوی طور پر آبادی قائم ہو چکی ہے۔

چکوال ضلع چکوال میں تجویز شدہ رقبہ پر جزوی طور پر مکانات تعمیر ہوئے ہیں۔

گوجرانوالہ وزیر آباد میں 250 مکانات تعمیر ہیں اور لوگ آباد ہیں۔

ضلع خوشاب میں کچھ رقبہ پر کالونی تعمیر ہو چکی ہے اور کچھ پر نہیں۔

خانیوال خانیوال میں آبادیاں قائم ہو چکی ہیں۔

بھکر الاٹ شدہ پلاٹوں پر لوگ رہائش پذیر ہیں۔

ساہیوال تعمیر شدہ مکانات پر لوگ رہائش پذیر ہیں۔

لیہ الاٹ شدہ پلاٹوں پر لوگ رہائش پذیر ہیں۔

بہاولنگر الاٹ شدہ پلاٹوں پر لوگ رہائش پذیر ہیں۔

سیالکوٹ I۔ تحصیل سیالکوٹ کے موضع جلیانوالہ میں مکمل طور پر جبکہ

بھاگوال میں جزوی 34
کنال 6 مرلہ رقبہ پر آبادی قائم ہو چکی ہے۔
II۔ تحصیل ڈسکہ، مواضعات پھیل پور، بھلوالی، فردوس پور، شمود
سمبڑیال، نئی آبادی
سمبڑیال، نانونگے کلونیاں خورد میں اراضی 17-49 کنال پر اللائی
قابض ہیں۔

(ج) راولپنڈی، تحصیل ٹیکسلا میں زمین کو فروخت کرنے والے مزارعین زمین کاشت کر رہے ہیں۔

گجرات — موضع چوہڑ چک میں رقبہ کاشت ہو رہا ہے۔

سیالکوٹ — جہاں آبادیاں قائم نہ ہوئی ہیں۔ وہاں سابقہ مالکان کے زیر قبضہ ہے اور وہ اسے کاشت کر رہے ہیں۔

گوجرانوالہ — وزیر آباد میں 1332 پلاٹوں پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے۔

(د) راولپنڈی — تحصیل ٹیکسلا، میں کاشت کرنے والے مزارعین کے خلاف حکومت لگان وصول کرنے کے لیے کارروائی کر رہی ہے۔

گجرات — موضع چوہڑ چک میں کاشت کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

سیالکوٹ — تحصیل ڈسکہ کے موضع نانونگے کلونیاں میں زیر قبضہ رقبہ پر کاشت کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی اسی طرح موضع وڈنہ سندھو میں کاشت کرنے والوں کے خلاف بھی کارروائی ہو رہی ہے۔

گوجرانوالہ — میں ناجائز قابضین کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ حکومت نے ایسے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور ان سے کتنا لگان حاصل کیا ہے اس کی تفصیل بتائیں؛ جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گورنمنٹ کو زمین بھی خود بیچی ہے اور وہ اسی زمین پر occupied بھی ہیں یعنی ان کا اس زمین پر ابھی تک possession بھی ہے وہاں پر کالونیاں بھی

بنی ہوئی ہیں اور وہی لوگ زمین کو کاشت کر رہے ہیں میں نے یہی سوال کیا تھا کہ حکومت نے اب تک کتنے ایسے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور ان سے اب تک کتنا لگان حاصل کیا ہے؟

وزیر مال، اس میں مختلف جگہوں پر مختلف لوگوں کا لکھا ہوا ہے اور یہ ہر ضلع کا مختلف ہے جیسے راولپنڈی کا ہی لکھا ہوا ہے کہ ٹیکسلا میں کاشت کرنے والے مزارعین سے لگان وصول کرنے کے لیے کارروائی کر رہی ہے یا اگر یہ specific کر دیں اور اس موضع کے جو کل افراد ہیں ان کے بارے میں یہ fresh question بنا دیں تو ہم ان کو اس کی تفصیل مہیا کر دیں گے۔ ویسے وقتاً فوقتاً illegal occupants کے خلاف حکومت کارروائی کرتی رہتی ہے اور حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے کہ illegal occupants سے زمینیں خالی کروائیں۔

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب! آپ کے جواب کے جز(د) میں اس کا ذکر آ گیا ہے' جواب کے آخر میں پوری تفصیل دی ہوئی ہے۔

وزیر مال: جی ہاں' جناب والا! ایسے لوگوں کی تعداد تو لکھی ہوئی ہے لیکن اگر معزز ممبر ان کے نام جاننا چاہیں گے تو وہ بھی انھیں بعد میں بتا دیے جائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں اپنے ضمنی سوال کو ذرا واضح کر دیتا ہوں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ناجائز قابضین کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے اور کن کن افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟ آپ مجھے سیالکوٹ' ڈسکہ' گوجرانوالہ یا کسی بھی ایک مخصوص علاقے کے بارے میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہد محمود بٹ صاحب شاید یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے' آیا ان کے خلاف کوئی مقدمے درج کیے گئے ہیں' انھیں پکڑا گیا ہے؟

وزیر مال: جناب والا! عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ناجائز قابضین کو اٹھا کر ان سے جرمانے کے طور پر ایک مخصوص رقم وصول کی جاتی ہے۔ عموماً یہی ہوتا ہے کہ فوری طور پر ناجائز قابضین کی عمارتوں وغیرہ کو گرا دیا جاتا ہے اور ان سے قبضہ واگزار کروا لیا جاتا ہے۔ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ انھیں پکڑ کر اندر کر دیں یا ان کے خلاف پرچے درج کیے جائیں۔ اب حکومت نے ایک نیا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس کے مطابق ممبران اسمبلی کو چیئرمین نامزد کیا گیا ہے تاکہ وہ زمینیں جو خالی پڑی ہیں' انھیں ناجائز قبضوں سے بچانے کے لیے صحیح' حقدار لوگوں کو جناح آبادیاں بنا کر تقسیم کر دی جائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جس زمین پر فصل کاشت ہوتی ہے اگر دس سال سے اس زمین پر فصل بھی کاشت ہو رہی ہو اور وہی زمیندار اپنی زمین حکومت کو بیچ کر پیسے بھی وصول کر چکا ہو تو پھر حکومت اس سے ان دس بارہ سال کا لگان کیوں وصول نہیں کرتی؟ مثلاً میں بڑھیالہ ستواں تحصیل ڈسکہ کی بابت پوچھتا ہوں کہ 1986ء میں یہ زمین حکومت نے خریدی لیکن ابھی تک حکومت نے ان سے لگان وصول نہیں کیا' ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب! آپ اس کی انکوائری کروا لیں کہ اس کی موجودہ کیا پوزیشن ہے' اور اس بارے میں بٹ صاحب کو بھی آگاہ کریں۔

وزیر مال: بہتر ہے۔ میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ اس بارے میں بٹ صاحب نے بہت پہلے بھی یہی' اسی آبادی کے بارے میں سوال اٹھایا تھا۔ جناب سپیکر! اکثر جگہوں میں ایسا ہے کہ لوگ بیس بیس ' تیس تیس سال سے بیٹھے ہیں۔ جس آبادی کا معزز رکن ذکر کر رہے ہیں اس میں بھی لوگ 20/30 سال سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ عملی طور پر ان سے زمین واگزار کروانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ یہاں جذبات میں آ کر تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان آبادیوں کو بلڈوز کر دیں گے لیکن عملی طور پر بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ہم نے احکامات جاری کیے ہیں کہ جو غیر قانونی قابضین ہیں ان سے زمینیں خالی کروا کر واگزار کروائی جائیں۔ اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ کو میں نے پہلے ہی یہ ہدایات جاری کی ہوئی ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک سوال دوبارہ کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ کالونی کو گرانا ' واگزار کروانا مشکل ہے۔ جبکہ میں بار بار یہ گزارش کر رہا ہوں کہ حکومت نے جو زمین جناح آبادیوں کے لیے خریدی' یعنی کسی ایک فرد نے زمین بیچی اور اس کی آگے غریب لوگوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹوں کی شکل میں الاٹمنٹ ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ physically وہاں الاٹ منٹ نہیں ہوئی بلکہ جس آدمی نے زمین بیچی ہوئی ہے ابھی تک وہ زمین اسی کے ہی پاس ہے۔ اور وہ اس کو کاشت کر رہا ہے۔ تو جناب والا! اس آدمی کو وہاں سے نکالنا بھی حکومت کے لیے مشکل ہے؟ جناب والا! ایک فرد نے زمین بیچی اور حکومت سے اس نے اس وقت کے ریٹس سے بھی زیادہ پیسے لے لیے' یعنی اگر اس وقت ایک ایکڑ کی قیمت 20 ہزار تھی تو حکومت نے اس سے 60 ہزار روپے میں وہ زمین خریدی۔ پھر جس آدمی نے زمین بیچی ہوئی ہے وہی زمین وہ آدمی اپنے بیٹوں کے نام ٹرانسفر کرواتا ہے اور وہی زمین وہ خود کاشت بھی کر رہا ہے۔ تو

اس ایک آدمی سے حکومت اپنی زمین کیوں واگزار نہیں کرواتی جاتی؟ یا اس سے کیوں لگان وصول نہیں کیا جاتا؟

وزیر مال. جناب والا! میں اس معاملے کی انکوائری کراؤں گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر. آپ اس معاملے کی انکوائری کروائیں اور پھر بٹ صاحب کو اس بارے میں آگاہ کریں۔

سردار سعید انور: جناب والا! جواب کے جز(د) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ گوجرانوالہ میں ناجائز قابضین کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ باقی ہر جگہ کارروائی ہو رہی ہے تو یہاں کیوں نہیں ہو رہی؟

وزیر مال: جناب والا! ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور ان کے خلاف بھی ان شاء اللہ کارروائی ہو گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: ضمنی سوال' جناب سپیکر! 1986ء میں جناح کالونیاں بنانے کے لیے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کیے گئے تھے۔ کیا جن مقاصد کے لیے یہ رقم خرچ کی گئی تھی وہ حاصل کر لیے گئے ہیں؟

وزیر مال: جناب والا! غریب لوگوں ' shelterless لوگوں کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا تھا۔ ہاں بعض جگہوں پر ایسا بھی ہوا ہے کہ جن لوگوں کو اس الاٹ منٹ کی اسناد دی گئی تھیں انھوں نے وہاں جا کر قبضہ نہیں لیا' یا انھوں نے یہ جگہیں کم داموں میں بیچ دیں۔ اب حکومت نے جو پالیسی بنائی ہے اس کے مطابق ہم اس مقصد کے لیے مزید زمین نہیں خریدیں گے کیونکہ اس پہ کافی رقم خرچ ہوتی ہے۔ جہاں available state land, land ہے اسی پر یہ کالونیاں بنائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

حاجی عبدالرزاق: جناب سپیکر! میرا ایک سوال بڑا ہی عوامی اہمیت کا حامل ہے' لہذا مہربانی فرما کر اسے آئندہ اجلاس تک کے لیے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب! حاجی صاحب کے سوال کو دیکھ لیں۔ اگر وہ اس کے جواب سے مطمئن نہ ہوں تو پھر آپ انھیں مطمئن کریں۔

وزیر مال: مجھے حاجی صاحب کے سوال کا نمبر یاد نہیں۔ بہرحال حاجی صاحب مجھ سے مل لیں، جو بھی ان کا مسئلہ ہو گا، اسے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب! حاجی صاحب کے سوال کا نمبر 2176 ہے۔ آپ نے اس بارے میں حاجی صاحب کو مطمئن کرنا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل دار/نائب تحصیل دار کی رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*526۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق کوئی تحصیل دار/نائب تحصیل دار اپنے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر انوارالحق تحصیل دار کینٹ، چوہدری محمد عارف آفیسر اشتمال اراضی لاہور اور میاں آفتاب احمد نائب تحصیلدار پیرمحل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اپنے ہی رہائشی اضلاع میں تعینات ہیں ان افسران کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے رہائشی اضلاع میں لگایا گیا ہے۔

(ج) کیا حکومت ان افسران کو یہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق کوئی تحصیل دار اپنے رہائشی ضلع میں کیڈر پوسٹ پر تعینات نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم یہ پابندی Ex-Cadre پوسٹوں پر نہ ہے۔ کسی نائب تحصیل دار کو رہائشی ضلع میں تعینات کرنے پر کوئی پابندی نہ ہے۔ البتہ اسے رہائشی تحصیل میں تعینات کرنے پر پابندی موجود ہے۔

(ب) اس وقت مذکورہ تحصیل دار صاحبان تبدیل ہو چکے ہیں۔ البتہ میاں آفتاب احمد نائب تحصیل دار پیرمحل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تعیناتی خلاف پالیسی نہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی رہائشی تحصیل میں تعینات نہ ہے۔ تحصیل داروں کو بورڈ آف ریونیو کے حکم سے اور نائب تحصیلدار کو کمشنر کے حکم سے تعینات کیا گیا تھا۔

(ج) مذکورہ افسران تبدیل ہو چکے ہیں۔

سرکاری رقبہ واگزار کرانا

*865۔چودھری محمد اقبال(PP-221)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

تحصیل یزمان ضلع بہاولپور کے چک نمبر 30/DNB میں سابقہ حکومت کے صوبائی وزیر زراعت کے ایک قریبی عزیز کے خلاف جعل سازی سے 6 مربعہ اراضی پر ناجائز قبضہ کرنے کے بارے میں جو شکایت اور درخواست ہائے محکمہ مال کے افسران کے پاس زیر کارروائی ہیں ان پر کیا کارروائی ہوئی ہے اور حکومت یہ ناجائز قبضہ واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

اگرچہ جس شخص کے بارے میں سوال دریافت کیا گیاہے کی واضح نشاندہی نہ کی گئی ہے۔ تاہم چک نمبر 30/D N.B تحصیل یزمان ضلع بہاول پور میں سابق وزیر زراعت کے عزیز محمد خان ولد غلام رسول قوم جٹ چیمہ نے رقبہ صوبائی حکومت مربع 9,7,6,5,4 اور 17 تعدادی 137 ایکڑ 3 کنال 9 مرلہ بصیغہ عارضی کاشت دس سالہ سکیم 68-4-30 بذریعہ نیلام عام حاصل کیا جو بیان حلفی و پیشگی زر پٹہ نہ دینے کی بناء پر مورخہ 29-3-1971 کو بحق سرکار ضبط ہوا۔ اس حکم کے خلاف محمد خان مذکور کی اپیل ایڈیشنل کمشنر ریونیو بہاولپور نے منظور کر کے کیس ڈپٹی کمشنر کو ازسر نو فیصلہ کے لیے ریمانڈ کیا۔ اس وقت الاٹی مذکورہ کے قبضہ میں کوئی رقبہ نہ ہے۔

فاروقیہ سیمنٹ پلانٹ کے لیے حاصل کردہ اراضی کے مالکان کو حقوق کی ادائیگی

*1654۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) فاروقیہ سیمنٹ پلانٹ تحصیل ٹیکسلا کے لیے پنجاب کی حدود سے کتنا رقبہ acquire کیا گیا۔

(ب) حاصل کیے گئے رقبے کے کتنے مالکان کو حقوق دیے گئے ہیں اور کتنے بقایا ہیں اور اگر نہیں دیے گئے تو اس کی کیا وجہ ہے نیز ان مالکان کو کب تک حقوق دیے جائیں گے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) فاروقیہ سیمنٹ فیکٹری ٹیکسلا کے لیے موضع بھلڑ توپ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی سے دو مرتبہ 2092 کینال 13 مرلہ حصول کیا گیا۔ 13-5-1963 کو 195 کینال 11 مرلہ اور 24-10-1972

کو 1897 کنال 2 مرلہ رقبہ حاصل کیا گیا تھا۔

(ب) 195 کنال 11 مرلہ کے کل 11 مالکان کو ان کے رقبے کی ادائیگی مبلغ 36826/37 روپے کر دی گئی ہے۔ جبکہ 1897 کنال 2 مرلہ کلکٹر حصول اراضی انڈسٹریز لاہور نے حصول کیا تھا اس میں کچھ رقبہ صوبہ سرحد کا بھی تھا۔ اس لیے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ نے اس کی اصل مثل صوبہ سرحد کے محکمہ انڈسٹریز کے حوالے کر دی تھی۔ اس لیے یہ بتانا کہ کتنے مالکان کو معاوضہ دیا جا چکا ہے اور کتنے بقایا ہیں۔ صحیح تعداد کے بارے میں نہیں بتایا جا سکتا۔ محکمہ انڈسٹریز سرحد کے ساتھ رابطہ قائم ہے۔ ان امور کا تعین کیا جا رہا ہے کہ کتنے مالکان کو معاوضہ دیا گیا ہے اور باقی کسی مالک اراضی نے کوئی بھی آج تک یہ درخواست نہ دی ہے کہ اس کو معاوضہ نہیں دیا گیا ہے اگر کوئی باقی رہ گیا ہے تو اس کا معاوضہ اس کی درخواست دینے پر محکمہ انڈسٹری سے دلوا دیا جائے گا۔

ورثاء کے نام اراضی کا انتقال

*1950۔ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ملکیت کے قواعد کے تحت کسی مالک زمین کی وفات پر اس کے ورثاء میں مشترکہ کھیوٹ میں حصہ کے طور پر منتقل ہوتی ہے اور علیحدہ علیحدہ کھیوٹ کی شکل میں منتقل نہیں ہوتی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ کی وجہ سے بااثر حصہ دار وارث کم اثر و رسوخ والے حصہ دار ورثاء کے حصہ پر قبضہ جمائے رکھتے ہیں اور موجودہ قواعد کے تحت فوری اور آسان حل برائے مذکورہ مسئلہ موجود نہ ہے۔ جس سے حق دار کی حق تلفی ہوتی ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کے حل کے لیے ایسی صورت میں علیحدہ علیحدہ کھیوٹوں کی تشکیل دے کر انتقال کرنے اور قبضہ دلانے کے لیے کارروائی کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ بعض کیسوں میں بااثر حصہ دار اپنے حصہ سے زائد اراضی پر قابض ہو

جاتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض حصہ دار مشترکہ کھیوٹ میں قابض ہونے سے رہ جاتے ہوں۔ مگر اس مسئلہ کا حل کھاتہ کی تقسیم بذریعہ ریونیو عدالت موجود ہے۔

(ج) جواب جز "ب" کے مطابق ہے۔ اس مسئلہ کا حل قانونی طور پر بذریعہ ریونیو عدالت موجود ہے۔

بارانی علاقوں میں مربع بندی

*1951۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے نہری علاقوں میں حکومتی انتظام کے تحت مربع بندی ہوتی ہے جس سے حد بندی کے تنازعات بہت کم ہوتے ہیں جبکہ بیٹ کے علاقوں میں ایسا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حد بندی زیادہ تر غیر یقینی صورت حال کا باعث بنتی ہے جس سے بہت سے تنازعات جنم لیتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت بیٹ کے علاقوں میں سرکاری انتظام کے تحت مربع بندی کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ صوبے کے نہری علاقوں میں حکومتی انتظام کے تحت مربع بندی کی جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں تنازعات کم ہو جاتے ہیں۔ تاہم بیٹ کے علاقوں میں دریا کی وجہ سے بُردی برآمدگی ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے مربع بندی مشکل ہوتی ہے۔ جہاں مربع بندی کی گئی ہے بوجہ طغیانی دریا ہر سال نشانات مربع برجی اور لائن مربع ہائے ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے علاقے میں مربع بندی قائم نہیں رہتی۔

(ب) بارانی علاقوں میں مربع بندی موجود ہے۔ جب کہ بیٹ کے علاقوں میں اکثر مقامات پر کھہ بندی/ مربع بندی کی گئی ہے۔ اکثر اضلاع میں سیلاب کی وجہ سے مربع بندی کے نشانات ختم ہو جاتے ہیں۔ جو کہ بعد میں قائم کر لیے جاتے ہیں۔ تاہم کاغذات مال میں اس کا اندراج موجود ہوتا ہے۔ لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن توقع ہے کہ عنقریب دو یا تین اضلاع میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

رجسٹری فیس کم کرنے کے اقدامات

*2176۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مالی سال 96-1995ء، 97-1996ء اور 98-1997ء میں ہر سال ضلع لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی، نیز یکم جولائی 1998ء تا 31 اکتوبر 1998ء تک رجسٹری فیس سے کتنی آمدنی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نئی پالیسی کے تحت حکومت کو پچھلے سالوں کی نسبت کم آمدنی ہوئی ہے۔ اگر ہاں تو حکومت رجسٹری فیس کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف)

سال	آمدنی
96-1995ء	59,72,65,382 روپے
97-1996ء	58,34,00.036 روپے
98-1997ء	52,31 ,38,118 روپے
جولائی تا اکتوبر 1998ء	16,69,20,684 روپے

(ب) یہ غلط ہے کہ نئی پالیسی (نئے نرخ نامے) کی وجہ سے ہی حکومت کو پچھلے سالوں کی نسبت کم آمدنی ہوئی ہے یہ بات جز الف کے جواب میں دیے گئے۔ شماریات کے تقابل سے واضح ہو جاتی ہے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مجموعی اقتصادی صورت حال کی وجہ سے جائیداد کی خرید و فروخت کا کام بوجہ Recession کم ہے جس وجہ سے متوقع ہدف پورا نہ ہونے کے امکانات ہیں چونکہ کم آمدن کا تعلق صرف نئی پالیسی نہ ہے لہذا رجسٹری فیس جو کہ موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہے کو کم نہ کیا جا سکتا ہے۔

تربیلا ڈیم کے متاثرین کو جھنگ میں الاٹ کردہ زمین کی قیمت میں اضافہ

*2240۔ مہر محمد اسلم خان بھروانہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تربیلا ڈیم کے متاثرین کو ضلع جھنگ میں زمین الاٹ کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کی مقرر کردہ قیمت ادا کر کے متاثرین نے رجسٹری اور انتقال مکمل کروا لیے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹمنٹ کے سولہ سال بعد سال 1985ء میں بورڈ آف ریونیو نے

ایک حکم نامے کے ذریعے قیمتوں میں اضافہ کیا اور ڈی۔سی جھنگ کو وصولی کا حکم جاری کیا۔ جس پر ڈی۔سی جھنگ نے بورڈ آف ریونیو کے اس حکم نامے کے جواب میں لکھا کہ اب ان متاثرین سے مزید قیمت وصول کرنا ناممکن اور خلاف انصاف ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب، بورڈ آف ریونیو کا مذکورہ جاری کردہ حکم نامہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کل 348 الاٹیاں میں سے 311 الاٹیاں نے بعد ادائیگی زر ملکیت رجسٹریاں کروا لی ہیں۔ بقایا 37 الاٹیاں نے رجسٹریاں تاحال نہ کروائی ہیں۔

(ج) واقعات اس طرح ہیں کہ متاثرین تربیلا ڈیم کو ضلع جھنگ کے 38 چکوک میں رقبہ الاٹ کیا گیا۔ مطابق ہدایات گورنمنٹ قیمت اراضی مئی 1967ء سے قبل یک سالہ اوسط بیع کے حساب سے وصول کی جانی تھی۔ اس کے مطابق ہر چک کی قیمت علیحدہ علیحدہ تشخیص کر کے بورڈ آف ریونیو نے سال 1969ء میں منظور کی جس کے بعد الاٹیان نے وصولی زر ملکیت و اجراء رجسٹری کا کام شروع ہوا۔ بعد ازاں سال 1985ء میں بورڈ آف ریونیو کی جانب سے سکیم ہذا کا مکمل آڈٹ کیا گیا۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ اس امر کی نشان دہی کی گئی کہ 11 چکوک کی قیمت ہدایات گورنمنٹ کے خلاف کم تشخیص کی گئی ہے اور ہدایت کی گئی کہ الاٹیان سے بقایاجات وصول کیے جائیں۔ یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے اپنے مراسلہ مورخہ 2.9.85 کے ذریعے اعتراض واپس لینے کی تجویز پیش کی مگر بورڈ آف ریونیو نے مراسلہ مندرجہ بالا کا جواب برائے چٹھی نمبری 4814-86/2514-CI مورخہ 6.8.86 ارسال کرتے ہوئے ہدایت کی کہ آڈٹ نوٹ کے مطابق الاٹیان تربیلا ڈیم سے حسب ضابطہ بقایاجات وصول کیے جائیں۔

(د) حکومت پنجاب / بورڈ آف ریونیو مذکورہ حکم واپس نہیں لے سکتی۔ کیونکہ یہ تربیلا ڈیم سکیم کی شرائط کے عین مطابق ہے اور چونکہ قیمت پہلے درست طور پر مقرر نہ کی گئی تھی۔ اس لیے اس کی تصحیح ضروری تھی۔

راوی روڈ پر دفتر جنگلات سے ملحقہ اراضی کی منتقلی

*2262۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راوی روڈ پر دفتر جنگلات سے ملحقہ اراضی ایک سیاسی جماعت کے دفتر کی توسیع کے لیے اس کے سپرد کی جا رہی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ کام کس کے حکم پر کیا جا رہا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سیکرٹری جنرل نے 1991ء میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کو درخواست برائے الاٹمنٹ اراضی تعدادی 2 ایکڑ بابت توسیع دفتر واقع راوی روڈ فاریسٹ کالونی پیش کی۔

(ب) اس وقت کے وزیر اعلیٰ صاحب نے 29 فروری 1992ء کو موقع ملاحظہ کرنے کے بعد فیصلہ فرمایا کہ دو کنال دو مرلہ 216 مربع فٹ رقبہ متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کو بعوض ادائیگی سالانہ کرایہ منتقل کیا جائے۔ کرایہ تشخیص کرنے کا کام بورڈ آف ریونیو کو سونپا گیا۔ بورڈ آف ریونیو نے ڈپٹی کمشنر لاہور کو مبینہ اراضی کا کرایہ بوساطت کمشنر لاہور ڈویژن تشخیص کرنے اور مفصل رپورٹ بھجوانے کی ہدایت فرمائی ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور نے مذکورہ بالا رپورٹ اور تشخیص شدہ کرایہ بورڈ آف ریونیو کو بھجوایا جو زیر معائنہ ہے۔ اس رپورٹ کا تجزیہ کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری برائے مناسب احکامات ارسال کی جائے گی۔

صوبہ کے ہر پٹوار خانہ میں ریٹ لسٹ آویزاں کرنا

*2289۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے کسی بھی پٹوار خانہ میں ہبہ نامہ' انتقال رجسٹری' تبادلہ نامہ' بیع نامہ' فرد جمع بندی' فرد انتقال کی ریٹ لسٹ آویزاں نہ ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ریٹ لسٹ ہر پٹوار خانہ میں آویزاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) قواعد کے مطابق ہر پٹوار خانہ میں فرد ملکیت، رجسٹری، انتقالات وغیرہ کی منظور شدہ ریٹ لسٹ لگانا ضروری ہے۔ تاہم محکمہ مال کو اس طرح کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ ریٹ لسٹ آویزاں نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شکایت نہیں ہے۔ پھر بھی تمام کمشنروں اور ڈپٹی کمشنر کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ پٹوار خانوں میں ریٹ لسٹ آویزاں کرنے کو یقینی بنایا جائے۔

صوبے میں وزیر اعظم کے پروگرام کے مطابق کاشت کاروں میں زمین کی تقسیم

*2398۔ملک محمد ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں وزیر اعظم پاکستان کے پروگرام کے تحت کتنے غریب بے زمین کاشت کاروں میں کل کتنے ایکڑ زمین تقسیم کی جا رہی ہے اور ضلع وار تقسیم کی پالیسی کیا ہے۔

(ب) کیا ایسا پروگرام ضلع میانوالی میں بھی شروع کیا جا رہا ہے، اگر ہاں تو اس ضلع میں کتنے ایکڑ زمین غریب و بے زمین لوگوں میں تقسیم کی جائے گی؟ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) صوبہ پنجاب میں وزیر اعظم پاکستان کی سکیم برائے الاٹمنٹ اراضی بے زمین کاشت کاران کے تحت 87.950 ایکڑ رقبہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔جو ساڑھے بارہ ایکڑ فی کس کے حساب سے تقریباً 7.977 بے زمین کاشتکاروں کو الاٹ کیا جائے گا۔

سکیم ہذا کے تحت ایسا غیر آباد رقبہ جو زیر کاشت لایا جا سکے تقسیم کیا جائے گا اور سکیم ہذا کے شیڈول میں شامل کیا گیا ہے جن دیہات میں یہ رقبہ واقع ہے وہاں کے رہائشی بے زمین کاشت کاران یا 4 ایکڑ سے کم کے مالک جو خریف 1994ء سے قبل سے بطور خود کاشت کار درج ہوں ان کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔ دستیاب لاٹوں سے درخواست دھندگان زیادہ ہونے کی صورت میں الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی کی جائے گی۔ جو موقع پر کھلی کچہری میں بعد از مشتری منادی متعلقہ ضلع کی الاٹمنٹ کمیٹی کرے گی۔ جس کے چیئرمین متعلقہ ڈپٹی کمشنر ہیں اور ممبران میں متعلقہ ممبران قومی و صوبائی اسمبلی، اسسٹنٹ کمشنر اور انچارج بیت المال

ضلع کے علاوہ دیہہ متعلقہ کے دو معززین شامل ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی میں بھی وزیر اعظم سکیم کے تحت سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ کی جانی ہے۔ اس ضلع میں 210 ایکڑ اراضی دستیاب ہے۔ جو سکیم مذکورہ کی شرائط کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل	چک/موضع	رقبہ	تعداد الاٹ
میانوالی	چک نمبر 24/D.B	196 ایکڑ	11
۔ایضاً۔	چک نمبر 28/D.B	11 ایکڑ	1
عیسیٰ خیل	موضع کالو خیل	103 ایکڑ	9
		210 ایکڑ	21

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

اسسٹنٹ وسٹینو گرافر کی ترقی

382۔ملک مختار احمد اعوان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1969ء کے قواعد و ضوابط نوٹیفکیشن نمبری S.O.XVIII-1-9/18 مورخہ 06-06-69 بابت ترقی اسسٹنٹ وسٹینو گرافر (Combined) برائے عہدہ سپرنٹنڈنٹ پر گوجرانوالہ ڈویژن میں عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے۔ جبکہ لاہور اور راولپنڈی ڈویژن ہائے میں اس پر عمل درآمد جاری ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا قواعد و ضوابط پر عمل درآمد کرانے اور جن اہلکاران کو مذکورہ بالا قواعد و ضوابط پر عمل درآمد میں تاخیر کی وجہ سے نقصان ہوا ہے ان کی تلافی کے لیے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) سروس رولز 1964ء کے نوٹیفکیشن کے مطابق سپرنٹنڈنٹ کی ترقی کے لیے اسسٹنٹ اور سینئر سکیل سٹینو گرافر (BS-15) اہل ہوا کرتے تھے جبکہ 1969ء کے نوٹیفکیشن کے مطابق تمام سٹینو گرافر (BS-12) کو بھی اس ترقی کے لیے حقدار بنایا گیا ہے۔ بعد ازاں

بورڈ آف ریونیو' پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 25-4-94 کی رو سے 1969ء کے نوٹیفکیشن پر عمل درآمد روک دیا گیا۔ یہ ہدایات تمام کمشنر صاحبان کو جاری کر دی گئیں۔ راولپنڈی' لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن میں انہی ہدایات پر عمل ہو رہا ہے۔

(ب) چونکہ بورڈ آف ریونیو' پنجاب کی ہدایات مجریہ 1994ء کے مطابق 1969 کے نوٹیفکیشن پر عمل درآمد روک دیا گیا لہٰذا نہ تو اہلکاران کی قواعد و ضوابط پر عمل درآمد پر تاخیر کی وجہ سے ترقی رُکی ہے اور نہ ہی کسی تلافی کی ضرورت ہے۔

رجسٹر حقداران زمین ریکارڈ روم میں داخل کرنا

409۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تقریباً کل 25523 دیہات ہیں۔ ان دیہات کا 1/4 حصہ 6380 دیہات(چکوک) کے رجسٹر حقداران زمین ہر سال بحکم کلکٹر ضلع تحریر و تکمیل ہو کر 30 ستمبر تک دفتر ریونیو ریکارڈ روم ضلع میں داخل ہوتے ہیں۔ سال 1998ء میں کتنے رجسٹر حقداران زمین 30 ستمبر 1998ء تک داخل ریونیو ریکارڈ روم ہوئے اور کتنے بقایا ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا ایسے رجسٹر حقداران زمین کے التواء میں رکھنے کے لیے کوئی حکم کمشنر ڈی۔ایل۔آر اور بورڈ آف ریونیو پنجاب سے حاصل کیا ہے۔

(ج) سال 1998ء سے پہلے کے رجسٹر حقداران زمین سال وار کتنے بقایا ہیں۔ جو تاحال داخل دفتر ریونیو ریکارڈ روم نہ ہوئے ہیں۔ ان کی کیا وجوہات ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے مگر 30 ستمبر تک رجسٹر حقداران زمین کا پرت سرکار تحصیل کے محافظ خانہ مال میں داخل کرایا جاتا ہے۔ جبکہ مجوزہ پڑتال کے بعد اور فصل ربیع کی گرداوری کے اختتام کے 15 یوم کے اندر اندر یعنی 15۔ اپریل تک رجسٹر حقداران زمین ریکارڈ روم میں داخل ہوتے ہیں۔ سال 1998ء کے رجسٹر حقداران زمین زیر تیاری و تکمیل ہیں جو اپریل تک ضلعی ریکارڈ روم میں داخل کر دیے جاتے ہیں۔

(ب) اگر رجسٹر حقداران زمین سال 1998ء سے 15۔ اپریل 1999ء تک ضلعی محافظ خانہ مال میں

داخل نہ ہوسکیں تو ڈپٹی کمشنر صاحبان بوساطت صاحبان کمشنر/ڈی ایل آر اور بورڈ آف ریونیو کو برائے توسیع میعاد بمعہ وجوہات تحریک کریں گے۔ اگر وجوہات مناسب ہوں گی تو مناسب وقت کی توسیع میعاد کی اجازت دے دی جائے گی۔

(ج) سال 1998ء سے پہلے کے مندرجہ ذیل رجسٹر حقداران زمین بقایا ہیں۔

سال	تعداد
1957-58ء	01
1961-62ء	01
1965-66ء	01
1969-70ء	01
1973-74ء	01
1974-75ء	01
1976-77ء	01
1977-78ء	02
1978-79ء	03
1980-81ء	01
1981-82ء	02
1982-83ء	03
1984-85ء	02
1985-86ء	04
1986-87ء	04
1987-88ء	02
1988-89ء	03
1989-90ء	06
1990-91ء	20
1991-92ء	24

1992-93ء	48
1993-94ء	95
1994-95ء	160
1995-96ء	358
1996-97ء	987
میزان	1731

رجسٹر حقداران زمین کے عدم اد خال کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(1) ون ونڈو اپریشن جس کے تحت زمین داروں کو موقع پر زرعی قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔
(2) بھل صفائی
(3) زرعی انکم ٹیکس کی تشخیص
(4) زرعی اصلاحات کی بقایا زمین کی مزارعان/غیر مالکان میں تقسیم
(5) بڑے بڑے محالات جو شہروں اور قصبوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے انتقالات کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں میں پہنچ جاتی ہے۔ پھر ان انتقالات کا رجسٹر حقداران زمین میں عمل در آمد کرنے اور پڑتالات کرنے کے لیے وقت درکار ہے۔
(6) پٹواریان (محکمہ مال) کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے سلسلہ میں پابندی۔
(7) عملہ مال کی دیگر قانون گو انتظامی مصروفیات مثلاً سیلاب زدگان کی بحالی۔ مردم شماری اور الیکشن ڈیوٹی وغیرہ۔

ریونیو ریکارڈ روم کی مرمت

410۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ مال کے ضلعی دفاتر میں ریونیو ریکارڈ روم جن میں رجسٹر حقداران زمین یعنی مالکان اراضی کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ اس ریکارڈ روم کی تزئین و آرائش و دیگر انتظامات کی موجودہ صورت حال تسلی بخش ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب نفی میں ہے تو مذکورہ ریکارڈ روم کے لیے سال وار کتنا بجٹ منظور ہوتا ہے۔ کیا وہ اس ریکارڈ روم کی مرمت وغیرہ کے لیے خرچ ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو کتنا۔

اگر نہیں تو یہ بجٹ کہاں خرچ ہوتا ہے' نیز حکومت آئندہ ریونیو ریکارڈ روم کی تزئین و آرائش کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) اگر حکومت کے پاس مذکورہ ریونیو ریکارڈ روم کی مرمت کے لیے بجٹ نہ ہے تو موجودہ زرعی انکم ٹیکس کی مد سے رقم حاصل کر کے ریکارڈ روم (ریونیو) کی مرمت کرانے میں کیا دشواریاں ہیں؟

وزیر مال (چودھری ثوکت داؤد)۔

الف) قصور۔ بہاولنگر۔ راولپنڈی۔ لودھراں۔ نارووال۔ پاکپتن۔ سیالکوٹ اور بھکر اضلاع کے ریکارڈ رومز کے علاوہ باقی اضلاع باقی اضلاع میں ریونیو ریکارڈ رومز کی حالت تسلی بخش ہے۔

(ب) ضلعی ریکارڈ روم دفتر ڈپٹی کمشنر کا حصہ ہے۔ علیحدہ (بلڈنگ) تصور نہ ہوتا ہے۔

(1) بلڈنگ کی مرمت کا کام گورنمنٹ بلڈنگ کے ہیڈ 44-GA-Buildings سے ہوتا ہے جو بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔

(ii) تزئین و آرائش بھی ریکارڈ روم میں ریکس اور الماری پائے وغیرہ کی مرمت کا کام ڈپٹی کمشنر کے بجٹ کی مد "متفرق-430" سے ہوتا ہے۔ اس کے لیے علیحدہ بجٹ نہ ہے

(iii) پاکپتن میں ضلعی دفاتر مع ریکارڈ روم زیر تعمیر ہے۔

(iv) لودھراں۔ نارووال۔ حافظ آباد۔ منڈی بہاؤالدین میں ضلع دفاتر مع ریکارڈ رومز کی تعمیر کے لیے محکمہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے تجویز بذریعہ PED ڈیپارٹمنٹ حکومت کو بھجوائی ہے۔

(ج) آمدنی اور اخراجات کی الگ الگ مدات HEADS ہیں۔ زرعی انکم ٹیکس گورنمنٹ کے ہیڈ Agricultural Income Tax-0116300 میں جمع ہوتا ہے۔ ریکارڈ رومز کی مرمت مد GA-Buildings-441 اور ریکارڈ رومز میں ریکس اور الماری پائے کی مرمت وغیرہ ڈپٹی کمشنر کے بجٹ کی مد "متفرق-430" سے ہوتی ہے۔ لہذا زرعی انکم ٹیکس کے مد سے ریکارڈ رومز پر خرچ نہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ سردار سعید انور صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی، سردار سعید انور

کمالیہ کے لیے منظور شدہ گونگے، بہرے بچوں کے سکول کی کسی دوسری جگہ منتقلی

سردار سعید انور ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلے یہ ہے کہ بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے کمالیہ میں گونگے بہرے بچوں کے سکول کا اعلان فرمایا تھا اور اس کے فنڈز بھی مختص کیے تھے۔ اب وہ منصوبہ کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہے۔ جس سے میرے علاقہ میں کافی غم و غصہ اور احساس محرومی پایا جاتا ہے۔ استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا) کمالیہ میں گونگے بہرے بچوں کے سکول کے اجرا کی سکیم پی سی 1 مورخہ 17-11-98 کو ڈیپارٹمنٹل ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں منظور ہو چکی ہے جس کی انتظامی منظوری بھی جاری ہو چکی ہے۔ سال رواں میں اس سکیم کی مد میں ڈیڑھ ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو محکمہ خزانہ پنجاب نے مورخہ 2 جنوری 1999ء کو جاری کر دی ہے۔ لہذا یہ تاثر غلط ہے کہ یہ سکیم کہیں اور تبدیل کر دی گئی ہے۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ سکیم کہیں منتقل نہیں ہوئی بلکہ منظور بھی ہو چکی ہے اور اس کے expenditure بھی release ہو چکے ہیں اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ معزز رکن کی اس سے تسلی ہو گئی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! تو پھر آپ اسے واپس لیتے ہیں؟

سردار سعید انور، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2 عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔ وہ موجود نہیں اور انھوں نے pending کروائی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 3 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ آپ آج اسے pending کر لیں اور

اگلے یوم کار پر لے لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ تو جناب سید اکبر خان کی تحریک التوائے کار نمبر 3 pending ہوئی ۔ تحریک التوائے کار نمبر 4 حاجی امداد حسین صاحب کی ہے۔

کیبل نیٹ ورک سسٹم کا ناجائز کاروبار اور اس کے مضر اثرات

حاجی امداد حسین، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں مختلف پرائیویٹ فرموں اور افراد نے وسیع پیمانے پر کیبل نیٹ ورک سسٹم کے ذرائع سے لوگوں کو فحاشی اور بے حیائی کی طرف لانا شروع کر رکھا ہے۔ کیبل نیٹ ورک سسٹم کے کنکشن کے لیے دو ہزار روپے لوگوں سے وصول کیے جاتے ہیں اور پھر ان سے ماہانہ دو سو روپے وصول کرتے ہیں لاہور شہر میں سینکڑوں افراد نے یہ کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ اس کیبل نیٹ ورک سسٹم کے تحت زی ٹی وی سمیت تمام فحش چینل دکھائے جا رہے ہیں ان چینل پر غیر اخلاقی اور دیگر تمام فحش فلمیں دکھائی جارہی ہیں۔ اور اس طرح نوجوان نسل کو فحاشی اور بے حیائی کی طرف لایا جا رہا ہے۔

حکومت نے باقاعدہ اس کاروبار کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا کہ اس کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی اور ان کو ایک سے تین کروڑ روپے جرمانہ مع دو سال قید کی سخت سزا دی جائے گی۔ اس اعلان پر ابھی تک کوئی باقاعدہ نوٹیفکیشن نہیں ہوا اور دن رات یہ کاروبار عروج حاصل کرتا جا رہا ہے۔ لہذا میری اس تحریک التوائے کار کو باقاعدہ بحث کے لیے منظور فرما کر اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔ شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس کو pend فرما لیں چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! چونکہ ابھی اس کا جواب نہیں آیا اس لیے اسے pending کر لیں؟

حاجی امداد حسین، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 4 بھی pending ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 سید ذی شان الٰہی شاہ کی ہے۔

ترقیاتی ادارہ فیصل آباد میں سرکاری گاڑیوں کا ناجائز استعمال

سید ذی شان الٰہی شاہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ حکومت پنجاب نے احکامات دے رکھے ہیں کہ سرکاری گاڑیاں جو حکومت پنجاب اور ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی ملکیت ہیں ناجائز استعمال نہ کی جائیں۔ اس کے باوجود فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی ان احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کر رہی ہے۔ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سرکاری گاڑیاں پرائیویٹ نمبر پلیٹس لگا کر پنجاب کے مختلف شہروں میں گھوم رہی ہیں۔ نمبر پلیٹس پر محکمے کی ملکیت کی نشان دہی نہ کی گئی ہے۔ نمبر پلیٹس پر ایسے رنگ استعمال کیے گئے ہیں جو پرائیویٹ گاڑیاں استعمال کرتی ہیں۔ سرکاری گاڑیوں کا ناجائز استعمال ٹوٹ پھوٹ اور پٹرول کا ناجائز ضیاع قومی جرم ہے۔

عوام میں اس دیدہ دانستہ قومی سرمائے کے ضیاع پر تشویش اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس پر فوری بحث شروع کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! ایف ڈی اے میں حکومت پنجاب کے حالیہ احکامات کے مطابق تمام ایسے افسران جو سرکاری گاڑی کے استعمال کے مجاز نہ تھے سے سرکاری گاڑیاں واپس لے کر پول میں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ اس وقت سرکاری گاڑیاں صرف ان افسروں کے پاس یا ان کے زیر استعمال ہیں جو فیلڈ ڈیوٹی کرتے ہیں یا حکومت کی چٹھی یا پالیسی کے مطابق گاڑی استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔ فیصل آباد سے باہر صرف وہ آفیسرز گاڑی لے کر جاتے ہیں جن کو افسر مجاز سرکاری ڈیوٹی یا میٹنگ کے سلسلے میں خصوصی طور پر اجازت دیتا ہے۔ نمبر پلیٹیں درست لگائی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود اب ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ اگر کسی گاڑی کی نمبر پلیٹ ٹوٹ گئی یا درست نہ ہو تو اسے فوری طور پر تبدیل کر کے درست نمبر پلیٹ لگائی جائے۔ پٹرول کے سلسلے میں بھی حکومت کی ہدایات کی مطابق عمل کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے افسران کے پاس جتنی سرپلس گاڑیاں تھیں انھوں نے surrender کر دی ہیں۔ صرف چھ گاڑیاں ایسی ہیں جو انھوں نے ضرورت سے زیادہ اپنے پول میں رکھی ہوئی ہیں اور وہ اس وقت استعمال ہوتی ہیں جب کہ کسی افسر کو جو کہ مجاز نہیں ہے لیکن اس کو special permission دی جائے۔ صرف چھ گاڑیاں

ایسی ہیں جو کسی کی ڈیوٹی میں نہیں ہیں اور کھڑی ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نمبر پلیٹ تبدیل کر دی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سلسلے میں کوئی specific instance نوٹس میں آئے تو کارروائی کی جا سکتی ہے لیکن عمومی طور پر یہ تاثر غلط ہے کہ نمبر پلیٹیں تبدیل کی جاتی ہیں۔ جہاں تک پٹرول کے غلط استعمال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ یہ حکومت کی ایک طے شدہ پالیسی ہے کہ ایک خاص افسر کتنا پٹرول استعمال کرتا ہے اور وہ within that permissible ceiling ہی استعمال کر سکتا ہے' اس سے زیادہ نہیں۔ لیکن اگر کہیں کسی افسر نے اپنی اس ceiling سے ہٹ کر یا اس سے زیادہ پٹرول استعمال کیا ہے تو محکمے کی طرف سے اس پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ یہ ایک جنرل سی تحریک التوائے کار تھی۔ معزز رکن کا بھی یہی مقصد تھا کہ وہ یہ بات ہمارے نوٹس میں لائیں۔ تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک پوائنٹ اٹھایا اور ہمارے نوٹس میں لائے اور اگر کہیں بھی اس سلسلے میں کوئی گڑبڑ پائی گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کارروائی کی جائے گی اور حکومت کے سرکاری خزانے کا اس طرح ضیاع نہیں ہونے دیا جائے گا' بلکہ اس کو روکا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد معزز رکن اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا! میں لاءمنسٹر صاحب کا مشکور ہوں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ محکمے نے ان کو غلط جوابات دیے ہیں۔ میں اس اسمبلی میں دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میں جس گاڑی کا ذکر کر رہا ہوں وہ پچھلے دس ماہ سے پرائیویٹ نمبر پلیٹ لگا کر مختلف شہروں میں ٹیکسی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! جب میں نے یہ تحریک التوائے کار دی تو انھوں نے اس گاڑی کا رنگ تبدیل کیا ہے۔ تو میں لاءمنسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس گاڑی کی لاگ بک منگوائیں' تو میں دلیل کے ساتھ کاغذات اور ثبوت پیش کروں گا کہ وہ گاڑیاں کس کس شہر میں کیا کیا رول ادا کرتی رہی ہیں۔ میں ایک گاڑی کا نمبر بتاتا ہوں کہ آپ FDU 505 سفید رنگ کی گاڑی کی لاگ بک منگوائیں۔ اس کے بعد میں آپ کو سارے حقائق بتاؤں گا' اس لیے میری درخواست ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو اس وقت تک کے لیے pending کر لیا جائے۔ اور میں بطور ممبر صوبائی اسمبلی یہاں پر دعویٰ کرتا ہوں کہ میں پچھلے دس ماہ سے اس کو ہزاروں دفعہ پرائیویٹ نمبر پلیٹ لگائے ہوئے مختلف شہروں میں دیکھ چکا ہوں۔ جناب والا! اس گاڑی کی آپ لاگ بک منگوائیں اور

میری تحریک کو دو چار روز کے لیے مؤخر کر دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کو مؤخر کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے۔ معزز رکن نے ایک گاڑی کا خاص طور پر حوالہ دیا ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کی لاگ بک بھی منگوائیں گے، متعلقہ افسران کو بھی بلوائیں گے اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ گاڑی misuse ہو رہی ہے تو متعلقہ جو بھی صاحب ہیں یا افسر ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں، اگر وہ قصور وار ہوئے تو ان کے خلاف ایکشن لیں گے، آپ تسلی رکھیں۔ راجہ صاحب، آپ اس گاڑی کی پوری تفصیل حاصل کریں اور اس کی لاگ بک بھی منگوا لیں۔ شاہ صاحب پھر یہ بات ٹھیک ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا! آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو دو چار دن کے لیے مؤخر کر لیا جائے۔ جب یہ لاگ بک منگوائیں گے تو میں ہاؤس کے سامنے انھی تاریخوں میں اس گاڑی کے تمام ثبوت پیش کروں گا۔ اس گاڑی کے میرے پاس اس حد تک ثبوت ہیں کہ وہ گاڑی موٹر وے سے کتنی دفعہ کس شہر سے گزری۔ میں نے موٹر وے سے تصدیق شدہ کاغذ بھی لیے ہیں۔ میں نے اسی لیے یہ کہا ہے کہ اس کی لاگ بک منگوائیں، اس کے اوپر اس طرح پرچہ ہو جائے گا کیونکہ وہ ناجائز استعمال ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ ایکشن لوں گا۔

جناب ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! میں نے موٹر وے سے باقاعدہ طور پر اپنے لیٹر پیڈ پر لکھوایا ہے کہ وہ گاڑی ایک مہینے کے مختلف اوقات میں پانچ دفعہ اسلام آباد گئی، کتنی دفعہ لاہور سے گئی۔ آپ لاگ بک منگوائیں اور یہ تحریک اس وقت تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! دو دن کے لیے دیکھ لیں؟

وزیر قانون، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے تو اس معزز ایوان کے فلور پر یقین دہانی کروائی ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون نے ایوان کے فلور پر یقین دہانی کروائی ہے، آپ کو اس پر یقین آنا

چاہیے۔ تو ٹھیک ہے' یہ تحریک موخر ہوتی ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب شرقپوری صاحب آپ فرمائیں۔ آپ اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں یا اور کوئی مسئلہ ہے؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس بارے میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔ آپ کو اجازت ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ پاکستان میں جو چور ڈاکو اور کرپٹ افسر ہیں ان میں سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے ثبوت نہیں ملتے۔ وہ بے ایمان چور اور ********** جناب سپیکر ایم این ایز اور ایم پی ایز کو نیچرز ووٹ کاسٹ کرتے ہیں' تاجر ووٹ کاسٹ کرتے ہیں سیکرٹری ووٹ کاسٹ کرتے ہیں چیف سیکرٹری ووٹ کاسٹ کرتے ہیں بلکہ چیف آف آرمی سٹاف بھی ووٹ کاسٹ کرتے ہیں۔ میں جو رائے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اراکین اسمبلی قوم کے لیڈر ہیں۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ اراکین اسمبلی جو بات کہہ دیں اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔ لیکن اگر کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو اراکین کی بات اس لیے مان لینی چاہیے کہ وہ قومی لیڈر ہیں۔ اگر قومی لیڈر ٹھیک نہیں تو اس ملک کا علاج نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ اس شخص کو تو برطرف کیا جائے اور ان کی بات پر یقین کیا جائے۔ چور ڈاکو ہر محکمے کو تباہ کر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہر محکمے میں فوج کیوں آئی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ فوج کا کام ہے دفاع کرنا۔ اور وہ کرپٹ اور ********** ان کا سدباب کرنے کے لیے فوج آئی ہے۔ یہ بھی ملکی دفاع ہے۔

جناب سپیکر، سردار امجد حمید خان دستی۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بار بار پیر صاحب فرما رہے تھے کہ ممبران اسمبلی لیڈر ہیں۔ میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ خادم ہیں لیڈر نہیں۔ ان کو کسی نے لیڈر نہیں بنایا ۔ ہاں اگر یہ خدمت کریں گے تو لیڈر خود بخود بن جائیں گے ۔ یہ خود کو لیڈر نہ سمجھیں اور نہ کہیں۔ یہ خادم قوم ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی پیر صاحب جوش خطابت میں کچھ ایسے الفاظ.....

جناب سپیکر، وہ میں نے کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے پتا ہے کہ وہ آپ نے کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں۔ میں ویسے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا جو کام ہے اور ایوان کے تقدس کا جو تقاضا ہے کہ ہم اگر کسی کو نہیں بھی پسند کرتے اس کے بارے میں بھی اگر کوئی بات کریں تو اس کی خامیاں جائیں اس کے بارے میں بھی کوئی ایسے الفاظ نہ کہیں جو اس کی ذات کے خلاف ہوں یا اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! یہ تو کرپشن کو برداشت کرتے رہے ہیں۔ ملک کے جو دشمن افسر ہیں' جو کرپٹ افسر ہیں ان کی تو ٹانگیں توڑ دینی چاہییں۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 6 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ ان کی تحریک مؤخر کرنے کے بارے میں کوئی اطلاع آئی تھی؟ نہیں تو یہ تحریک التوائے کار پھر dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

چک دولت تا سکھو (ضلع راولپنڈی) سڑک کی تکمیل کے لیے فنڈ کی فراہمی

راجہ جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ہائی وے راولپنڈی نے چک دولت تا سکھو سڑک کا کام شروع کیا جس کا تخمینہ 11-39 لاکھ روپے تھا۔ جس پر تقریباً بائیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور بقایا رقم lapse ہو گئی ہے۔ چونکہ یہ water based area ہے اس لیے culverts اور drainage structure کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ یہ خرچ شدہ رقم برباد ہو جائے گی اور منصوبہ ناکام ہو جائے گا۔ منصوبے پر کام بند ہونے کی

وجہ سے ٹرانسپورٹر اور عوام سخت پریشان ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں جو حکومت کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔ لہٰذا اس معاملے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! محکمہ ہائی وے نے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 97-1996ء میں چک دولت تا سکھو سڑک پر کام شروع کیا تھا۔ جس کا تخمینہ لاگت 39 لاکھ 11ہزار روپے تھا۔ منسٹری آف لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ حکومت پاکستان کی طرف سے مبلغ 25 لاکھ روپے مختص ہوئے تھے اور اس میں سے 22 لاکھ روپے کی لاگت سے سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ مختص شدہ رقم میں سے بقایا 3 لاکھ روپے freez ہو گئے تھے۔ کوئی رقم lapse نہ ہوئی تھی۔ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت بقایا رقم نہ ملنے کی وجہ سے بقایا کام بالخصوص drainage structure اور culverts کا کام شروع نہیں کیا جا سکا۔ جوں ہی بقایا رقم مہیا ہو جائے گی تو بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ فنڈز کا مختص کرنا یا فنڈز کو جاری کرنا پی اینڈ ڈی اور محکمہ خزانہ کا کام ہے۔ میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہم اس پراجیکٹ کے لیے سفارش کرکے محکمہ پی اینڈ ڈی کو بھجوائیں گے تاکہ یہ سکیم اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہو سکے۔ اس سکیم کے لیے فنڈز بھی مہیا کیے جائیں ۔ جوں ہی فنڈز مہیا کیے جائیں گے فوری طور پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میں وزیر مواصلات و تعمیرات کا مشکور ہوں کہ انھوں نے یہ یقین دہانی کروا دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سڑک کا کام جس ٹھیکیدار نے کیا ہے اس کی ذمہ داری بھی محکمے کے ذمے موجود ہے۔ تاہم جس طرح وزیر مواصلات نے یقین دہانی کروائی ہے میں امید کرتا ہوں کہ ٹھیکیدار کو بقایا رقم کی ادائیگی اور کام کی تکمیل کے لیے اپنی یقین دہانی کے مطابق پوری کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔

راجہ جاوید اخلاص ، جناب میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، یہ تحریک dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 ہے منیں صاحب۔

رائے ونڈ روڈ پر بم دھماکہ کے ذریعے وزیراعظم کی جان لینے کی سازش

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 4 جنوری 1999ء صبح 9.35 پر وزیراعظم کی آمد سے صرف 35 منٹ پیشتر رائے ونڈ کے نزدیک بھوبتیاں پل کو بم سے اڑا دیا گیا۔ بم دھماکہ ہوتے ہی پل پر کھڑے دو سگے بھائیوں سمیت تین اشخاص مارے گئے۔ دہشت گردوں کی اس کارروائی سے صوبہ بھر میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ملک کا وزیراعظم ہی محفوظ نہیں تو عوام کیسے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ دہشت گردوں کے اس واقعہ سے صوبے بھر کے عوام میں عدم تحفظ کا احساس مزید بڑھ گیا ہے۔ لہذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، یہ ابھی موصول ہوئی ہے اس کو pend کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی منیس صاحب کی طرف سے ہے۔ جی وٹو صاحب۔

راولپنڈی سکول میں بم دھماکہ

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی مورخہ 16 جنوری 1999ء کی اشاعت میں خبر شائع ہوئی ہے کہ "راولپنڈی، سکول میں بم دھماکہ 15 بچے زخمی" تفصیل اس کی یہ ہے کہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کیرج فیکٹری کالونی راولپنڈی میں تفریح کے اوقات میں جب بچے کھیل کود میں مصروف تھے تو اسی اثناء میں بچوں کی گیند سکول کی چھت پر جا گری جسے اٹھانے کے لیے ایک بچہ چھت پر گیا تو بچے نے وہاں گیند پکڑتے ہوئے کھلونے کو دیکھا۔ بچے نے جب اس کھلونے کو سکول کی چھت سے صحن میں پھینکا تو یہ کھلونا زور دار دھماکے سے پھٹ گیا جس سے 15 کم سن بچے زخمی ہو گئے۔ ان میں سے سات بچے شدید زخمی ہیں ایک کی حالت نازک ہے دہشت گردی کا یہ واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا جو اس لیے زیادہ افسوس ناک ہے کہ شقی القلب دہشت گردوں نے خوف و ہراس پھیلانے اور عوام کو حواس باختہ کرنے کے لیے معصوم بچوں کو اپنی دہشت گردی کی لپیٹ

میں لینا شروع کر دیا ہے۔ حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں امن و امان قائم رکھنے اور دہشت گردی کی وارداتوں اور بم بلاسٹ کرنے والے جرائم پیشہ لوگوں پر نظر رکھنے اور ان کو قابو کرنے کے لیے ہمارے انتظامات انتہائی ناقص ہیں۔ حکومت نے صوبے میں ایلیٹ فورس کو خصوصی تربیت اس نوع کی ہی دی تھی کہ وہ اس قسم کی وارداتوں اور جرائم پیشہ وارداتیوں پر نظر رکھے گی۔ راولپنڈی سکول کے سانحے سے تعلیمی اداروں، طالب علموں اور والدین میں شدید پریشانی، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، ایجوکیشن منسٹر!۔ نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب وزیر قانون! یہ بھی آج ابھی ابھی متداول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، اب نماز کے لیے آدھ گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔ آدھ گھنٹے کے بعد دوبارہ کارروائی شروع کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر 5:13 منٹ پر مغرب کی نماز کے لیے وقفہ ہو گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد 6:00 بجے جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: عمر فاروق صاحب! آپ رپورٹ پیش کریں۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میں" مسودہ قانون ترمیم(قوانین) ترقی ادارہ بابت 1998ء مسودہ قانون نمبر 24، بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عمی ماحولیات منصوبندی" کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں "مسودہ قانون لاہور کالج برائے خواتین مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم" کی رپوٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں" مسودہ قانون(ترمیم)بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی مصدرہ

1997ء مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1997ء پیش کردہ میاں عبدالستار' ایم پی اے' پی پی ۔234 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم" کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی ۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے!

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! آج کے اخبار " خبریں" اور " صحافت" میں میرے خلاف بڑے موٹے موٹے حروف میں میری کردار کشی کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! آج یہ پہلا دن نہیں ہے کہ انھوں نے میری کردار کشی کی ہے' بلکہ کئی سالوں سے یہ اخبار لگاتار میرے خلاف یہ مہم چلا رہا ہے۔ لیکن اللہ کی مہربانی سے میں نے آج تک جرأت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے۔ جناب والا! میں آج یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا؟ ہماری حکومت نے اللہ کی مہربانی سے بہت اچھی اچھی پالیسیاں بنائی ہیں' اچھے اچھے احکامات جاری کیے ہیں اور بہت ساری اصلاحات کی ہیں۔ وہ دن کب آئے گا جب ان بلیک میلروں کے خلاف بھی یہاں کوئی قانون پاس ہوگا؟ جناب سپیکر! میں آج محترم حمید نظامی صاحب' محترم میر خلیل الرحمٰن صاحب' محترم ظفر علی خان صاحب اور اخبار" دن" کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ جنھوں نے صحافت کی شمع کو جلاتے ہوئے صحافت کا نام روشن کیا ہے۔جناب والا! یہ صرف ایک ہی اخبار " خبریں" یا " صحافت" ہے جو کہ ہر ایک کی کردار کشی کرتا ہے۔ جب چاہے ' جس کی چاہے عزت اچھال دیتا ہے۔ جناب سپیکر! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جس سے بھی یہ بات کی ہے اس نے یہی کہا ہے کہ یہ گندا آدمی ہے' بلیک میلر ہے۔ اس کے بارے میں سینئر صحافیوں نے عجیب عجیب باتیں کہی ہیں۔ لیکن جناب والا! یہ باتیں کب تک چلتی رہیں گی؟ آج اگر میری کردار کشی کی گئی ہے تو کل کسی اور کی کردارکشی کی جائے گی۔ میں یہ بات اعلانیہ کہتا ہوں کہ جو کچھ میرے خلاف چھاپا گیا ہے اگر وہ درست ثابت ہو جائے تو میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ میں آپ کو اصل بات بتاتا ہوں کہ جب یہ خبریں اخبار نکلا تھا تو ضیاء شاہد نے مجھ سے 10 لاکھ روپے مانگے تھے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ' کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں کہ مجھ سے اس نے پیسے مانگے تھے۔ لیکن میں نے نہیں دیے تھے اور نہ میں دینا چاہتا ہوں' نہ دوں گا۔ یہ بے شک میرے پیچھے دس' بیس سال تک لگا رہے' جب

تک میری زندگی ہے مجھے بلیک میل کرتا رہے۔ میں اس کی بلیک میلنگ سے نہیں گھبراتا۔ مجھے یہ علم ہے کہ میری قیادت مجھ پر اعتماد کرتی ہے اور میں اپنی قیادت کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ میرے ہاتھ آج بھی صاف ہیں۔ جناب والا! یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے بھی اس نے میرے خلاف لکھ دیا تھا کہ حاجی مقصود بٹ کے فلاں بھانجے نے ایک لڑکی کو اغواء کر لیا۔ میں نے اس پر تحریک استحقاق بھی دی جو کہ ابھی تک استحقاق کمیٹی کے پاس زیر غور ہے۔ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ میں اس کو جانتا تک نہیں ہوں۔ اب بھی اس "ناصر" کو میں بالکل نہیں پہچانتا۔ میرے پاس یہ ایک چیک ہے جس کی وجہ سے میں وہاں گیا تھا' ایک لین دین کے معاملے کی وجہ سے میں وہاں گیا تھا۔ آپ کے علم میں یہ بات ہے' میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں' اللہ کی مہربانی سے چوتھی مرتبہ پنجاب اسمبلی کا رکن منتخب ہوا ہوں۔ اس کے علاوہ میں پورے پاکستان کی تاجر برادری کا صدر بھی ہوں اور آج تک میرے ساتھی مجھ پر اعتماد کر رہے ہیں۔ یہ ایک لین دین کا مسئلہ تھا' میں اس چیک کے سلسلے میں وہاں گیا ہوں ۔ اور پھر یہ بات باہر مین گیٹ پر ہوئی ہے۔ کسی پولیس والے نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا' کسی نے گالی نہیں دی۔ جبکہ اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ " انھیں زد و کوب کیا گیا" ۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں نے پولیس والوں سے پوچھا کہ بھائی! یہاں کیا ہوا ہے؟ تو انھوں نے کہا معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی مفرور چھپا ہوا ہے۔ سب انسپکٹر سید' جو کہ بڑا اچھا آدمی ہے۔ اس سے میں نے کہا کہ بھئی' میں آپ کے ساتھ پولیس سٹیشن چلتا ہوں۔ لیکن میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ مجھے لے گیا اور اس نے ایس ایچ او سے کہا کہ میں سید زادہ ہوں اور ایمان داری سے کہتا ہوں کہ حاجی مقصود بٹ صاحب کا اس معاملے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ایس ایچ او نے مجھے کہا کہ حاجی صاحب! آپ چلے جائیں۔ جناب والا! اس ساری بات چیت میں صرف چند منٹ لگے ہوں گے۔ لیکن آج ان کے اخبار میں بڑی بڑی سرخیاں لگائی گئی ہیں۔ ہمارے مخالف اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انھوں نے بہت سے اخبار لوگوں میں تقسیم کیے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ میرے ساتھی کب تک خاموش رہیں گے؟ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ یہ جب چاہتا ہے' جس کی چاہتا ہے عزت اچھال دیتا ہے۔ کیا یہ اسمبلی شہریوں کو تحفظ نہیں دلا سکتی؟ جہاں آپ نے اتنی دوسری اصلاحات کی ہیں تو کیا اس بارے میں کوئی قانون پاس نہیں ہو سکتا؟ اگر خبر صحیح ہے تو پھر مجھے اس کی سزا ملنی چاہیے۔ لیکن اگر مجھ بے گناہ کی کردار کشی کی گئی ہے' مجھے برادری میں رسواء کیا گیا ہے' میرے علاقے کے ووٹروں میں بدگمانی پیدا کی گئی ہے تو اس کا بھی کوئی حل

ہونا چاہیے، تدارک ہونا چاہیے۔ میں کس کس کو صفائی دیتا رہوں گا۔ ویسے تو یہ ہے کہ الحمدللہ جب بھی "خبریں" اخبار میں میرے خلاف کوئی خبر چھپی ہے تو یقین جانیں کہ مجھے اس بارے میں کوئی ٹیلیفون نہیں کرتا، کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ آج جس رنگ میں اس نے یہ خبریں چھاپی ہیں یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ انھوں نے بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ لکھا ہے کہ " حاجی مقصود بٹ کو خفیہ ہاتھ بچا گئے" ۔ جناب سپیکر! خدارا، اس کے خلاف کچھ کریں، یہاں کوئی قانون پاس کریں۔ میں ممبران کے ضمیر کو بھی جگانا چاہتا ہوں۔ میں تو کئی سالوں سے اس کا مطالبہ کر رہا ہوں اور اللہ کے فضل و کرم سے کرتا رہوں گا۔ لیکن یہ بات اچھی نہیں ہے۔ پچھلے دنوں میرے حلقے میں ایک سکول کی بابت انھوں نے خبریں لگائیں، لاہور کے ڈائرکٹر ایجوکیشن کے خلاف انھوں نے خبریں لگائیں۔ اس نے ڈائرکٹر صاحب سے صرف ایک تبادلہ کروانا تھا جو کہ انھوں نے نہیں کیا تو اس کے خلاف اخبار میں لکھ دیا کہ اڑھائی کروڑ روپے غبن کر لیا گیا۔ میں عمران صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انھوں نے اس معاملے کی انکوائری کی اور اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ وہ ڈائرکٹر کسی گھپلے میں ملوث نہیں۔ جناب والا! یہ اخبار روزانہ اسی طرح کی بےشمار خبریں لگاتا ہے۔ باقی اتنے سارے دوسرے اخبار بھی ہیں، کیا ان کو کوئی ایسی خبر نہیں ملتی؟ اگر ایک دن اس اخبار نے کوئی خبر چھاپی ہے تو دوسرے دن کوئی دوسرا اخبار بھی تو یہ خبر چھاپتا، لیکن ایسا نہیں ہے۔ صرف "خبریں" اور "صحافت" ہی ہیں جو کہ ایسی خبریں چھاپتے ہیں۔ اللہ نے اس پر لعنت ڈال دی ہے اور اب چند اخبارات کی اشاعت باقی رہ گئی ہے۔ یقین جانیں کہ اب صرف یہ اشتہارات پر گزارا کر رہے ہیں۔ میں اپنی حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا اس کے اشتہار بند کیے جائیں۔ آپ بے شک انکوائری کروا لیں، اگر یہ سچا ہے تو میں مستعفی ہو جاتا ہوں اور اگر یہ جھوٹا ہے تو پھر اس کے اشتہارات بند ہونے چاہییں یا اس کے ایڈیشن کو منسوخ کیا جانا چاہیے۔ ان کا ضمیر کب جاگے گا؟ جناب سپیکر! ان کے خلاف میری ایک تحریک استحقاق پہلے بھی چل رہی ہے، اس میں بھی ضیاء شاہد کو بلوایا جاتا ہے تو یہ آتا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ڈی سی کے ذریعے اسے گرفتار کیا جائے، اس کے خلاف وارنٹ نکالے جائیں۔ میں کب تک انتظار کرتا رہوں گا؟ اب تو میرا صبر انتہا کو پہنچ چکا ہے، اس لیے مہربانی کریں، خدانخواستہ کل کو کوئی بات ہو گئی تو میں کہتا ہوں کہ وہ بھی میرے ذمے نہ لگے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، بہت سارے لوگوں نے کہا ہے کہ********** میں

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ایمان داری سے کہتا ہوں۔ میں نہیں کہتا لوگوں کی یہ آواز ہے۔

جناب سپیکر، اس طرح کی بات نہ کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ لوگوں کی آواز ہے۔ لوگ تو مجھے کہتے ہیں کہ موری میں اینٹ مارنے والی بات ہے' نہ چھیڑو۔ اب بھی مجھے کہا گیا کہ اس بات کو نہ اچھالو تو میں نے کہا کہ کیوں نہ کروں بھائی میں کس طرح اپنا دامن کلیئر کروں----

جناب سپیکر، حاجی صاحب! ایک منٹ۔ حاجی صاحب کی ***** والی بات کارروائی سے حذف کر دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! لوگ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ کے منہ سے ایسی بات نہیں آنی چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں کتنے سالوں سے اس کا مقابلہ کر رہا ہوں اور میں نے آپ کو کلمہ پڑھ کر کہا ہے کہ یہ نہیں ہے کہ میں ایسے ہی اس پر الزام لگا رہا ہوں۔ میرے پاس اس کی شہادتیں موجود ہیں۔ اس کا ایک اپنا آدمی جس کا شناختی کارڈ بھی میرے پاس موجود ہے جو مجھ سے پیسے مانگنے آیا تھا جسے میں نے کہا تھا کہ اس کی اور میری ڈائریکٹ بات ہے۔ لائیں قرآن یا یہ ہاتھ رکھ دیں یا میں رکھتا ہوں۔ میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ اس نے مجھ سے دس لاکھ روپے مانگے تھے اور میں نے نہیں دیے اور اسی کی مجھے سزا مل رہی ہے۔ یہ جب چاہتا ہے اپنی مرضی سے خبریں لگا دیتا ہے اور بلیک میلنگ کرتا ہے۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را' جہاں اتنی اصلاحات کر رہے ہیں یہ بھی کوئی قانون پاس کر دیں کہ جو کوئی غلط خبر لگائے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور جو صحیح لگاتے ہیں میں تو آج بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ پچھلی دفعہ ذرا سی بات ہوئی تھی تو صحافی بھائی ناراض ہو گئے تھے۔ میں تو ان کو سلام کرتا ہوں۔ جناب والا! یہ تو چھ چھ ماہ کی تنخواہ نہیں دیتا۔ رپورٹروں کو کہتا ہے کہ خود ہی جاؤ خود بھی کماؤ اور مجھے بھی لا کر دو۔ تو یہ بات کب تک چلتی رہے گی؟ مہربانی کریں اور میں باقی دوستوں کے ضمیر کو بھی جگانا چاہتا ہوں کہ میں تو اکیلا ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

***(حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس پر قانون سازی کے لیے تو آپ نے ہی بل لے کر آنے ہیں۔ آپ پارٹی میٹنگ میں طے کریں اور پھر اس کے بعد اس پر قانون سازی ہو کہ اس طرح کی جو بھی خبریں ہوتی ہیں ان کا کوئی تدارک ہونا چاہیے۔ سب سے زیادہ پریس کی آزادی انگلینڈ میں ہے لیکن وہاں بھی ایک قانون بنا ہوا ہے کہ اگر کوئی بھی خبر کسی کے خلاف چھپ جائے اور بعد میں وہ غلط ثابت ہو جائے تو پھر اکثر وہ پریس اور اخبار ہی بند ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو قانون کی بات ہے اور فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ جس طرح انگلستان میں قانون ہے وہ یہاں بھی ہونا چاہیے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں آج پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی یہ بات کروں گا اور قائد محترم کو بھی یہ بات بتلاؤں گا اور یہ بھی میرا حق بنتا تھا۔ اگر میں خاموش رہتا تو خدا جانے لوگ کیا سمجھتے لیکن لوگوں کو پتا ہے اور جو جو مجھے ملا ہے اس نے یہی کہا ہے کہ حاجی صاحب' اس پر لعنت بھیجو' چھوڑو یہ تو ہے ہی گندا آدمی۔ ہر آدمی کے منہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ ہے ہی گندا آدمی۔ لیکن میں کب تک برداشت کروں گا اور کب تک سنتا رہوں گا؟ تو میں آج پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں بھی بات کروں گا اور ان شاء اللہ میں اس پر تحریک استحقاق بھی لا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ایاز امیر صاحب! آپ اس حوالے سے کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟

جناب ایاز امیر، جناب والا! میں صرف ایک چیز کہنا چاہتا تھا کہ آپ نے جو فرمایا کہ انگلینڈ میں اس بارے میں قانون ہیں۔ وہ قانون تو یہاں بھی موجود ہیں۔ جو libel and defamation کے لاز ہیں وہ ہمارے Statute Book پر بھی ہیں لیکن یہاں پر courts enforce نہیں کرتیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس میں فرق یہ ہے کہ آپ وہاں پر directly ہائی کورٹ میں جا سکتے ہیں۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ ماہ لگتے ہیں اور فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن آپ یہاں پر سول کورٹس سے شروع ہوتے ہیں اور ہوتے ہوتے عمر گزر جاتی ہے۔ یہی فرق ہے۔

جناب ایاز امیر، پاکستان کی تاریخ میں کسی lower court نے بھی libel and defamation کا کبھی فیصلہ سنایا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، لیکن وہاں انگلینڈ میں فیصلے ہوتے ہیں۔ ایاز امیر صاحب! میں آپ کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے خود دو فیصلے جیتے ہیں۔ ایک ہمارے بزرگ چودھری ظہور الٰہی صاحب نے جیتا تھا۔ وہاں کا ایک اخبار تھا "آفتاب" پیپلز پارٹی کا اخبار ہوا کرتا تھا۔ انھوں نے اس وقت ان کے خلاف لکھا تھا۔

یہاں سے وکلاء گئے تھے اور چھ ماہ کیس چلا تھا اور ایک ملین پاؤنڈ ہرجانے کا دعویٰ جیتا اور وہ اخبار bankruptcy میں چلا گیا اور اس کے بعد آج تک وہ اخبار نہیں چلا۔ اس کے بعد گارڈین نے چودھری شجاعت صاحب کے خلاف خبر چھاپی تھی ۔ ہم نے وہ کیس وہاں پر چار ماہ لڑا۔ یہاں سے وکلاء گئے اور وہاں سے بھی وکلاء نے کیس لڑا اور چار ماہ بعد انھیں معافی مانگنی پڑی اور وکلاء کا سارا خرچہ انھوں نے خود دیا۔

جناب ایاز امیر، جناب سپیکر! آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ وہاں پر برٹش پریس میں امریکن پریس میں بھی آپ کسی چیز کو sensationalize کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ کسی پر الزام لگائیں اور وہ prove ہو جائے کہ آپ نے غلط بات کی ہے تو اس کا بہت بھاری ہرجانہ دینا پڑا ہے۔ قانون یہاں بھی وہی ہیں لیکن ہماری کورٹس enforce نہیں کرتیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں لیکن یہاں بنیادی طور پر فرق یہی ہے کہ سول کورٹ سے شروع ہو کر پہنچتے پہنچتے عمر گزر جاتی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک کروڑ روپے کے ہرجانے کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ اس میں میری شہادتیں ہو چکی ہیں اور کیس چل رہا ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اور جیسے انھوں نے کہا ہے ابھی تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ میں کل کی بھی بات بتا دوں کہ جو اخبار کل آنا ہے اس میں یہ لکھا ہوگا کہ حاجی مقصود بٹ کی طرف سے دھمکیاں، میں ابھی ایڈوانس آپ کو بتا رہا ہوں کہ کل اس نے یہ سرخی لگانی ہے اور یہ لکھا ہوگا کہ علمائے کرام اور سماجی تنظیموں نے کہہ دیا کہ حاجی مقصود بٹ کی رکنیت کو کینسل کیا جائے۔ یہ ساری باتیں فرضی ہیں یہاں تک کہ ایسے تاجروں اور ایسے علمائے کرام کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے اور جس سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ مجھے تو پتا ہی نہیں۔ اس لیے میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میرا ایک کروڑ روپے ہرجانے کا دعویٰ بھی چل رہا ہے، وہ بھی ابھی تک اسی طرح ہے۔ یہاں پر تحریک استحقاق چل رہی ہے وہ بھی ابھی تک اسی طرح پڑی ہے اور آگے اور تحریک استحقاق آ رہی ہے۔ تو میں کب تک اس طرح انتظار کرتا رہوں گا؟ پھر آپ نے کہا کہ وہ بات نہ کریں تو آخر اس کا انجام کیا نکلے گا؟ کل کو میرا ہی کوئی بچہ یا میرا ہی کوئی عزیز طیش میں آ جاتا ہے یا برداشت نہیں کرتا تو اس کا کیا حل ہوگا؟ خدارا آپ اس کا کوئی حل نکالیں، میری برداشت کی انتہا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، جب تک قانون نہیں بن جاتا آپ برداشت کریں۔ اب قانون سازی شروع کرتے ہیں۔
ایک بل pending چلا آ رہا ہے۔ جی خانزادہ صاحب! آپ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I want to speak a few words in favour of my friend who spoke before me.

MR SPEAKER: Mr Taj Muhammad Kahnzada

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the "democracy" is the product of the Europeans. "Democracy" also is the product of Islam Mr Speaker Sir, if an honourable member of this august House comes up and says on the Holy Qur'an that whatever libel comes against him is totally "false", then it is the duty of the House to defend him. Not only to defend him but you yourself, Mr Speaker should come to his rescue. You can say that there is legislation in UK and in other European countries where such statements are made the law exists to regulate such libels. I would request that laws should also be enacted here and enforced. May I suggest to this august House that they should today positively pass a resolution that a law regulating such things should be passed When the integrity and credibility of a gentleman is questioned, that law must deal with those individuals with iron hands whether he is on newsman or he is an ordinary man. Sir, today one single newspaper and a member of this House is in confrontation i e the upto the Honourable Member of this House Haji Maqsood Butt and the individual of the newspaper who made financial demands from a well-to-do-man in order to carry out his wishes and Now they (the newspaper) want to coerce him into submission by writing and by bringing false allegations purposely to malign him in the country The man who is being "maligned" has got no newspaper to go round every individual in the whole of

Pakistan to defend himself. It is for this House to defend the member of this House. Mr Speaker, kindly bring in a law to defend the integrity and the honesty of the people who are maligned by unwanted and belied journal. There are very good and honest journals. I am sure they share every word that I am speaking on the floor of this House before you Sir, I normally don't want to be repetitive. I am sure there will not be any person in this House who would not hold him honest. You may ask them by raising their hands that a law should be made forthwith in defence of those people who are honest.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب سپیکر، اب قانون سازی شروع کرتے ہیں۔ 27 نومبر کو

Second Reading of Punjab the Maintenanc of Public Order (Amendment) Bill, 1998 had been completed. Now, we take up Third Reading of the Bill.

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس تھرڈ ریڈنگ کی آپ بات فرما رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تھرڈ ریڈنگ آج پیش نہیں کی جا سکتی۔ جناب سپیکر! اس بل پر پہلے جو readings ہیں وہ through ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد جب تھرڈ ریڈنگ کی باری آئی، بل پاس ہونے کی باری آئی تو نہ جانے کیا ہوا کہ اچانک ہی آپ نے اجلاس غیر معینہ عرصے کے لیے ملتوی کر دیا۔ اس کے بعد prorogation order جاری ہو گئے۔ اس کے بعد 2 دسمبر 1998ء کو حکومت نے ایک آرڈیننس notify کیا ہے۔

The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance, 1998 (Punjab (Ordinance No XXXIII of 1998)

جناب سپیکر! اگر آپ اس کو دیکھیں کہ کچھ readings مکمل ہو گئی ہیں اور تھرڈ ریڈنگ تک معاملہ آ گیا ہے تو اس وقت یہ آرڈیننس جاری نہیں ہو سکتا تھا۔ میں جناب والا! اس سے پہلے بھی ہمیشہ اس معزز ایوان کو بتاتا چلا آ رہا ہوں کہ اس صوبے میں ایک آرڈیننس راج نافذ ہے۔ جناب سپیکر! ایک آرڈیننس فیکٹری فیکسلا میں موجود ہے اور ایک آرڈیننس فیکٹری یہاں گورنر ہاؤس میں موجود ہے۔ جب جی چاہا حکومت نے ایک سمری بھیجی اور آرڈیننس جاری ہو گیا۔ گویا گورنر پنجاب اس آرڈیننس فیکٹری کے ایم ڈی لگے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اسے دیکھیں کہ یہ ایک fresh آرڈیننس ہے اور اس کی آپ wording دیکھیں جو کلاز نمبر 2 میں ہے اور یہ کلاز پہلے ہی پاس ہو چکی ہے۔ اس میں amendment of Section 3 کی wording تبدیل کر دی گئی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کارروائی اس بل پر پہلے ہو چکی ہے وہ اب کار آمد نہیں رہی۔ اگر حکومت نے یہ آرڈیننس لانا ہے تو یہ تمام readings جو ہیں' تمام consideration جو ہے دوبارہ پیش کرنی پڑیں گی۔ یہ آرڈیننس ہاؤس میں lay کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے گا اس کی رپورٹ آنے کے بعد-----

جناب سپیکر، اس میں تبدیلی کیا ہوئی ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اگر آپ بل نمبر 14 اٹھا کر دیکھیں اس کی کلاز نمبر 2 کو پڑھیں۔ اس میں ہے:

> Amendment of Section 3 of Ordinance XXXI of 1960. In the Punjab Maintenance of Public Order Ordinance 1960 (No XXXI of 1960), in Section 3 Sub Clause (1) Explanation I, in Clause 2 after the semi-colon at the end the word " or" shall be added and thereafter the following new Clause shall be added -
>
> (3) An Act which is an offence under the Drugs Act, 1976 (No. XXXI of 1976).

اور جناب سپیکر یہ آرڈیننس انھوں نے جاری کیا ہے اور 2 دسمبر کو جس کا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ XXXII of 1998 اس میں آپ کلاز نمبر 2 کو دیکھیں۔

Amendment of Section 3 of Ordinance XXXII of 1960. In the Punjab Maintenance of Public Order Ordinance 1960 (No XXXI of 1960), in Section 3 in Sub-Section (1) in Explanation I, after Clause 1 the following shall be added :-

(1) (a) An Act which is an offence under the Drugs Act, 1976 (XXXI of 1976),"Or".....Mr Speaker Sir, it is totally different

جناب سپیکر: یہ مختلف کیسے ہے؟ وہی الفاظ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا! آپ اس کی language دیکھیں اور اس کی language کو بھی دیکھیں----

جناب سپیکر: نہیں' language تو ایک ہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر ایک کیسے ہے؟

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں' اسے پڑھ لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب' میں تو پڑھ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! کلاز نمبر 2 کو یہ ہاؤس پہلے ہی منظور کر چکا ہے۔ اب اگر انھوں نے اس کو continue کرنا ہے تو پھر یہ آرڈیننس جو انھوں نے جاری کیا ہے پہلے اس کو واپس لیں۔ اگر یہ اس کو واپس نہیں لیتے تو دو قانون کیسے چلیں گے۔

جناب سپیکر: دو قوانین والی بات نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر یہ دو قوانین ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں پہلے وزیر قانون کو سن لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں تو کہتا ہوں کہ یہ move ہی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا اعتراض ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب پھر آپ اس پر رولنگ فرمائیں۔

جناب سپیکر: رولنگ دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس بل کی تھرڈ ریڈنگ ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں اس پر رولنگ بھی دوں گا۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف کوئی رول' قواعد انضباط کار میں سے بتا دیں جس کے تحت یہ نہیں لائی جا سکتی۔ اب ان کے صرف کہنے سے تو بات نہیں بن سکتی۔ جس language کی بات کر رہے ہیں جناب سپیکر آپ اگر اس پر غور فرمائیں تو اس میں بھی وہی لکھا ہے کہ،

An Act which is an offence under Drugs Act, 1976 (XXXI of 1976)

وہی بات ہے اور language بھی بالکل وہی ہے۔لیکن بات اس میں یہ ہے کہ میں ان سے اس بات کا حل پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ایک آرڈیننس lay ہو گیا' consideration اس کی شروع ہے اور دو readings بھی اس کی ہو چکی ہیں' passage سے پہلے اگر اجلاس ملتوی ہو جاتا ہے تو پھر اس کی میعاد بھی ختم ہو رہی ہو تو پھر اس قانون کو continue رکھنے کے لیے ان کے پاس کیا حل ہے؟ یہ آج تجویز دے دیں' ہمیشہ ہر بل پر ان کا اعتراض یہی ہوتا ہے کہ اس کا نمبر کیوں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس کا نمبر پہلے فلاں تھا اب فلاں ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر یہ نیا آرڈیننس صرف اس لیے جاری کیا گیا ہے' رائج الوقت آرڈیننس کو جاری رکھنے کے لیے' کیونکہ under consideration period اس کی میعاد ختم ہو رہی تھی اور اگر اس کو جاری رکھنے کے لیے ایک نیا آرڈیننس جاری کیا گیا ہے تو اس میں قابل اعتراض بات کیا ہے؟ پھر رول کے حوالے سے کون سے رول کے تحت تھرڈ ریڈنگ نہیں ہو سکتی؟ وہ اس رول کا حوالہ دے دیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر ! مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے بھائی تو ماشاء اللہ لاء گریجویٹ ہیں اور ان کا تجربہ بھی کافی وسیع ہے۔جناب والا! آپ ذرا دیکھیں تو سہی اس بل کو' اور جو نیا آرڈیننس ہے اس کی wording ہی مختلف ہے۔

جناب سپیکر، آپ wording پڑھ دیں۔ میرے خیال میں دونوں کی wording ایک ہی ہے۔ سوائے اس کے کہ جو میں نے نوٹ کیا ہے۔ اصل میں یہاں پر 1-A کی بجائے سب کلاز 3 آنا چاہیے تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' آپ اسے سارا پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، میں نے اسے سارا ہی پڑھا ہے۔ اس کی wording میں کوئی فرق نہیں۔ سوائے اس کے کہ تھوڑی سی نمبرنگ کی غلطی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ قانون سازی ہے۔ یہ کوئی گھر کی بات نہیں کہ جب مرضی آئے اس کا نمبر تبدیل کر دیا جائے۔ آپ ذرا proceedings دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، جی میں نے دیکھا ہے' اس لیے کہہ رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ پچھلی proceedings دیکھ لیں آپ نے کیا پاس کیا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے دیکھ لیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، Those motions were carried. - اب carried motions کو یہ دوبارہ کس طرح سے تبدیل کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں' ایسا نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وہ پاس ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آرڈیننس تو گورنر آرٹیکل 128 کے تحت کسی وقت بھی واپس لے سکتے ہیں۔ اس میں تو کوئی آئینی رکاوٹ نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن جناب والا انھوں نے آج تک اس کو withdraw نہیں کیا۔

جناب سپیکر، وہ withdraw کر لیں گے۔ کیوں راجہ صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ withdraw کر لیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ passage کے بعد ہی withdraw ہوگا۔ جناب والا! اس کی passage پر کوئی رکاوٹ نہیں۔

جناب سپیکر، ویسے اس میں تھوڑی سی غلطی ضرور ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک بالکل مختلف آرڈیننس ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس پر غور فرمائیں تو وہ بھی ماسوائے نمبرنگ کے۔۔۔۔

جناب سپیکر، ہاں wording تو وہی ہے۔

وزیر قانون، بالکل وہی ہے۔

جناب سپیکر، صرف اس میں نمبرنگ کی غلطی ہے۔ یہاں پر کلاز نمبر 2 جو ہے' اس میں 3 کی بجائے آپ نے 1-A کیا ہوا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا وہ کس طرح سے کر سکتے ہیں؟ وہ carry ہو چکا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ دو ریڈنگز اس کی مکمل ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر، ویسے منیس صاحب قانون سازی کے لیے اس میں کوئی bar نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی bar نہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب' وہ ایک علیحدہ issue ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا رول quote کر دیں جس میں یہ قدغن ہو کہ ہم قانون سازی نہیں کر سکتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ آرڈیننس بھی اپنی جگہ پر موجود رہتا ہے۔ ایک اور آرڈیننس 31 انھوں نے جاری کیا ہے اور وہ پاس ہو جاتا ہے اور اس کے بعد گورنر اس کی assent دے دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے یہاں پر دو قانون ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' آرٹیکل 128 وہ withdraw کر لیں گے۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے' اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ان کو یہ پہلے withdraw کرنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ تھوڑی بہت error ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! چھوٹی بات نہیں ہے' بہت زیادہ غلطی ہے۔

جناب سپیکر، نمبرنگ کی غلطی ہے۔ کلاز 2 میں 1-A کی بجائے سب کلاز 3 ہونا چاہیے تھا۔ لیکن بل کی جو wording ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، منیں صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی۔۔۔

وزیر قانون ، جناب والا! یہ بات آپ کے بھی نوٹس میں ہے اور سیکرٹری اسمبلی کے نوٹس میں بھی ہے کہ بارہا لاء ڈیپارٹمنٹ نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ نمبرنگ کا یا کسی چھوٹی موٹی کلیریکل mistake کو دور کرنے کا اختیار اسمبلی کو اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ اور اس کے لیے ترامیم نہیں آنی چاہییں۔ یہ میں نے بارہا آپ کی خدمت میں استدعا کی ہے اور سیکرٹری صاحب سے بھی میں نے اس سلسلے میں بات کی ہے۔ اور لاء ڈیپارٹمنٹ نے مسلسل تحریری طور پر یہ کہا ہے کہ اگر اس طرح کی کوئی error نمبر کے حوالے سے ہو' میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ اگر آج جس نمبر کی بات کر رہے ہیں' سیکشن 1-A کی بجائے 2۔ اگر یہ کلریکل mistake تصور کر لی جائے تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس اختیار ہونا چاہیے کہ آپ اس کو خود بخود دور کرسکیں۔ اس طرح نمبرز کے حوالے سے ہے کہ اگر آج ایک آرڈیننس جو بل زیر غور ہے اس کا اگر نمبر 30 ہے اور جب اس کے passage کا وقت آتا ہے تو اس کا وہ نمبر تبدیل ہو کر 31 ہو جاتا ہے تو اس کے لیے ہمیں Repeal Clause نہ دینی پڑے بلکہ آپ کا سیکرٹریٹ اپنے طور پر اس error کو دور کرے۔ اگر یہ اختیار آپ کے پاس ہوتا تو شاید یہ confusion نہ ہوتا۔ یہ صرف اس لیے confusion پیدا ہوتا ہے۔ میں آج بھی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ ہم آپ کے سٹاف کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات طے کرنے کو تیار ہیں کہ یہ جو چھوٹی موٹی کلیریکل mistakes ہیں یا errors ہیں ان کو دور کرنے کا اختیار سیکرٹریٹ کے پاس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، منیں صاحب! جو error ہے وہ بل میں نہیں آرڈیننس میں ہے۔ اس وقت بل زیر غور ہے' آرڈیننس نہیں۔ error نہیں ہے۔ جو اس کی wording ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں' صرف اس کی جو numbering ہے اس میں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! یہ numbering تبدیل کر ہی نہیں سکتے۔ ایک چیز زیر غور آچکی' Motion has been carried۔ یہ کس طرح اس کو تبدیل کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، لیکن آرڈیننس زیر غور نہیں ہے بل زیر غور ہے۔ بل بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! اگر یہ بل آج یہاں سے پاس ہو جاتا ہے۔ تو دو لاء ہو جائیں گے۔ یہ تو ایک living law ہے۔

جناب سپیکر، نہیں وہ دو لا، تو نہیں چلیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! جو آرڈیننس ہے This is living law.

جناب سپیکر، منیس صاحب under Article 128 گورنر کسی وقت بھی اس کو withdraw کر سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو پہلے وہ اسے withdraw کریں۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب! آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ کچھ add کرنا چاہتے ہیں؟

MR SAEED AHMAD MANAIS: This is totally a false legislation.

جناب سپیکر، وہی آپ کا موقف آ گیا ہے۔ جی سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! خان صاحب نے جو بات کی میں یہ کہنا چاہتا تھا دوسری بات کہ 1985ء سے آپ بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور ہم بھی ممبر ہیں۔ جو بھی ڈیپارٹمنٹ اگر کوئی غلطی کرے تو اس کی تصحیح صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ کرے۔ یہ تو ایک اور ہی دھندا شروع ہو جائے گا اور یہ دو ڈیپارٹمنٹس میں ایک اور جنگ شروع ہو جائے گی۔ جو بل آیا ہے یا جو سفارشات لا ڈیپارٹمنٹ سے آئی ہیں اگر وہ اس کو سمجھتا ہے کہ صحیح ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ غلط ہے اور نمبرنگ کی تصحیح انھوں نے اپنی مرضی سے شروع کر دی تو یہ ایک اور ہی سلسلہ شروع ہو جائے گا اور پھر دو ڈیپارٹمنٹس میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ میری درخواست ہے کہ جس کا یہ کام ہے وہی اس پر اپنا mind apply کر کے اس کو صحیح کرے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

> That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 1998.....

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ راجہ صاحب! جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں I would again stress. کہ ہم یہ غلط کام کیوں کر رہے ہیں؟ یہ third reading شروع نہیں کی جاسکتی۔

جناب سپیکر، اس کا فیصلہ تو میں نے کرنا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یا تو آرڈیننس withdraw کریں' That is a living law

جناب سپیکر، اس کا فیصلہ میں نے کرنا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ inconsistent ہو جائے گا۔ یہ آپ کس طرح کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، بالکل کر سکتا ہوں۔ میں رولز کے مطابق کر سکتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ بھی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، میں کر سکتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کے پاس پاورز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، میرے پاس پاورز ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ابھی بتاتا ہوں کہ میرے پاس پاورز ہیں یا نہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ bad legislation ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، bad legislation بھی نہیں ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں بہت مؤدبانہ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کو کیا پتا کہ میں نے اب کیا بات کرنی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ میں کیا کہنے والا ہوں؟ اس میں راجہ صاحب' میری طرف سے یہ رولنگ ہوگی کہ ویسے اس میں فرق ضرور ہے لیکن جو بل اور آرڈیننس کی wording ہے اس میں کوئی فرق نہیں کوئی تضاد نہیں۔ اگر فرق ہے تو وہ صرف آرڈیننس کی کلاز۔2 میں انھوں نے جو 1-A شامل کیا ہے' اس کی بجائے 3 ہونا چاہیے تھا۔ یہ ایک ان کی غلطی ہے۔ چونکہ اس وقت وہ جو آرڈیننس ہے وہ زیر غور بھی نہیں ہے اور بل میں wording بھی ٹھیک ہے۔ اور اس کی سب کلاز۔3 بھی ٹھیک ہے۔ لہذا میں گورنمنٹ سے کہوں گا کہ جب یہ بل پاس ہو جائے تو وہ گورنر صاحب کو یہ درخواست کریں کہ under Article 128 وہ یہ آرڈیننس withdraw کر لیں۔ ظاہر ہے ان کو naturally ایسا کرنا پڑے گا۔ لہذا یہ اپوزیشن کا پوائنٹ آف آرڈر میں dispose of کرتا ہوں۔ اور لاء منسٹر third reading پیش کریں۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose.

جناب سپیکر، سعید منیس صاحب اپوز کرتے ہیں۔ جی سعید صاحب آپ اس پر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! آپ نے ایک رولنگ فرما دی ہے۔ It will go a long way in the history of Provincial Assembly of the Punjab. میں اب بھی اپنے اس موقف پر قائم ہوں۔ آپ نے ابھی تھرڈ ریڈنگ کی اجازت دی ہے' passage of the Bill۔ جناب والا! اس پر ایک ترمیم پہلے جو آپ پچھلے اجلاس میں allow کر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ترمیم لائی ہی نہیں جا سکتی تھی۔ جناب والا! چونکہ یہ اجلاس کچھ عرصے کے بعد ہو رہا ہے اور اسمبلی meet کر رہی ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو تین منٹ میں اس کا پس منظر آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں۔ جناب والا! اس میں جو بل لایا گیا تھا اس میں حکومت کی جو منشا ہے اس میں ایک ترمیم لانا چاہ رہے ہیں جو کہ Maintenance of Public Order,1960 میں ہے کہ:

An act which is an offence under the Drugs Act, 1976

یہ بنیادی طور پر اس لیے ہے کہ spurious drugs بنانے کو قابو کیا جا سکے' اس offence کرنے والوں کو قابو کیا جا سکے۔ They should be taken to task۔ جناب والا! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ Drugs Act, 1960 خود ایک قانون ہے اور موجود ہے۔ اور اس کو جہاں spurious drugs مینوفیکچر ہو رہی ہیں لیبل ہو رہی ہیں۔ اُن کی deal کرنے کے لیے ہے میں نے اس پر اپنا نقطۂ نظر آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا' اس لیے کہ اس دن بھی آپ نے یہ محسوس فرمایا تھا کہ میں یہ سارا ایکٹ نہ پڑھوں۔ جناب والا! یہ بہت ضروری ہوتا ہے

کہ اس ایکٹ کے جو مندرجات ہیں ان کو معزز ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جب وہ ایک ایکٹ 1976 موجود ہے اور وہ صوبائی حکومت کو empower کر رہا ہے کہ وہ اس کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔ offence کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔ اس میں سزائیں دی ہوئی ہیں۔ تو یہ Maintenance of Public Order لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ Maintenance of Public Order کی اصل روح کو in letter and spirit استعمال نہیں کیا جا رہا۔ جب صرف security of the state involve ہو' اس وقت Maintenance of Public Order کے تحت کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ اور جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے اور میں کسی ایک حکومت کی بات نہیں کرتا' اکثر حکومتیں victimization کے لیے Maintenance of Public Order کا مسلسل استعمال کرتی ہیں اور مختلف طریقے سے کہ اگر کوئی غل غپاڑہ کرتا ہے تو اس کو ایم پی او کے تحت بند کر دیا جاتا ہے۔ شراب نوشی کرتا ہے تو اس کو Maintenance of Public Order میں بند کر دیا جاتا ہے اور اسی طرح سے مختلف ایجنسیوں سے فرضی رپورٹیں لے کر' جو کہ اتنی سنیٹ نہیں ہوتیں' ان میں ان کو گرفتار کر کے بند کر دیا جاتا ہے۔ اور جناب سپیکر! جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان کو گرفتار کر کے بند کرتے ہیں وہ تین مہینے کے لیے کر سکتے ہیں اور چونکہ وہ political victimization ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس کی توسیع دینے کے لیے آئین میں دیا ہوا ہے کہ ایک review board ہوگا۔ جس میں چیف جسٹس اور ان کے نامزد ایک جج اور دو ممبرز ہوں گے' This is under the Constitution. جو میں نے اس دن آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس کو in letter spirit بھی follow نہیں کرتے۔ تین مہینے گزرنے سے دو دن قبل ان کو چاہیے کہ وہ اس review board کے پاس جائیں اگر وہ توسیع کی اجازت دیتا ہے تو پھر وہ کر سکتے ہیں لیکن وہ کرتے یہ ہیں کہ جب وہ expire ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ اندر رہے گا' وہ تین دن lock up میں ہی رہے گا اور Maintenance of Public Order کے تحت ایک نیا executive order جاری کر کے اس کو مزید تین مہینے کے لیے اندر بند کر دیں گے۔ جناب! جب پہلے ہی Maintenance of Public Order صحیح طریقے سے استعمال نہیں ہو رہا تو یہ spurious drugs کا ایک نیا کاروبار Maintenance of Public Order میں لانا میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ یہ میری ایک دلیل تھی جو میں نے اس دن پیش کی تھی لیکن معزز ایوان نے اس کو مسترد کیا اور حکومت کی motion کو carry کیا۔

جناب سپیکر! اب میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو ترمیم ہے وہ میں پڑھ کر بھی سناتا ہوں، جو گورنمنٹ نے دی تھی کہ،

> It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Maintenance of Public Orderamendment Ordinance 1998 , (XVI of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution.

جناب سپیکر! اس میں میں نے اس وقت بھی یہ دلیل دی تھی کہ اس سے پہلے جو آرڈیننس تھا، وہ 10 اگست کو notify ہوا تھا کو وہ آرٹیکل 128 کے تابع تین مہینے تک اس آرڈیننس کی زندگی ہے۔ اس کی میعاد تین مہینے ہے۔ لیکن گورنمنٹ نے جیسے اب اس کو اپنے گھر کا راج سمجھتے ہوئے نئے آرڈیننس کے ذریعے ترمیم کر لی ہے جو قطعاً نہیں کر سکتے۔ انھوں نے آرڈیننس جاری نہ کیا جو میں کہتا ہوں کہ re-promulgation of the Ordinance جو successive promulgation ہے۔ That is forbidden under the law. اور اس میں بہت سی آنرایبل کورٹس نے رولنگز دی ہیں۔ آپ نے اس دن بھی اجازت نہیں بخشی تھی میں آج دوبارہ وہ رولنگ qoute کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے محترم بھائی لاءمنسٹر صاحب کے لیے بھی اور ان کے نااہل محکمے کے لیے بھی کہ کم از کم ہم سے یہ انگوٹھے ثبت نہ کروایا کریں۔ میں سپریم کورٹ آف انڈیا کی ایک رولنگ دوبارہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جس میں انھوں نے کہا ہے کہ،

> The only question is whether the Governor has power to re-promulgate the same ordinance successively . That clearly the Governor cannot do . There must not be Ordinance Raj in the country.

جناب سپیکر! جس طرح میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ ہمارے صوبے میں یہ آرڈیننس راج چل رہا ہے۔ اس کے بعد PLD 1989 میں اگر دیکھیں تو اس میں بھی یہ hold کیا گیا ہے۔ یہ ایک ریفرنس تھا made by the President of Pakistan اسے ریفرنس نمبر 1 کہتے ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ،

> It should be clear that by the very nature in the context of the

present emphasis, the power under Article 82(2) and Article 120 is capable of being invoked once."

لیکن یہاں آپ نے دیکھا ہے کہ کتنی دفعہ آرڈیننس جاری ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے PLD 1994 میں Collector of Customs VS New Electronics میں بھی hold کیا کہ،

"It has been held that the President or the Governor cannot re-enact an expired Ordinance."

جناب سپیکر! اب جو میں بات کر رہا ہوں اس کو میں مزید strengthen کرتا ہوں۔ ایک فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے سے یہ NLR 1992 ہے۔ اگر معزز وزیر قانون اسے دیکھنا چاہیں یا ان کا عملہ لکھنا چاہے تو اس میں انھوں نے کہا ہے کہ،

President is not empowered to re-promulgate Ordinance which stood repealed after expiry of 4 months. In Clause 2 of Article 89 it is mentioned that such re-promulgated Ordinance would be invalid piece of legislation as it would tantamount to circumventing provisions of Article 89 by indirectly extending validity of expired Ordinances beyond four months.

یہ President کے بارے میں ہے کہ وہ چار ماہ کے لیے کر سکتا ہے In the case of Province, it is three months.

جناب سپیکر! اب یہ ترمیم لے آئے ہیں، اس میں یہ آرڈیننس تین مہینے کے بعد وہ 9 نومبر کو dead ہو چکا تھا اور 9 نومبر کے بعد 21 تاریخ تک انھوں نے کوئی، یہ re-promulgation جسے میں غلط کہہ رہا ہوں، وہ غلط کام بھی انھوں نے نہ کیا۔ جو کہ ان کو کر لینا چاہیے تھا۔ اب انھوں نے یہ جو ترمیم دی ہے، وہ ایک مردہ چیز میں جان ڈالنے والی بات ہے۔ جو ایک کاغذ بارہ تیرہ دن مردہ رہ چکا ہے تو اس میں کس طریقے سے جان ڈالی جا سکتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غلط ترمیم لائے ہیں۔ یہ اس کو قطعاً لا ہی نہیں سکتے تھے۔۔ معزز وزیر قانون نے ایک آرٹیکل quote کیا تھا، جب Disposal of Lands کا بل پیش ہوا تھا۔ انھوں نے فرمایا تھا۔ میں اس دن کی کارروائی پڑھتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

"انھوں نے آئین کی بات کی تھی۔ جناب والا! آرٹیکل 142 کے تحت صوبائی اسمبلی کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ اس پر جو قدغن لگائی گئی ہے وہ آرٹیکل 12 کے تحت ہے کہ آپ صرف کریمنل لاء کو پچھلی تاریخ سے نہیں کر سکتے"۔

یہ لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں۔ وہ مجھے کہیں اس کی مثال دے دیں' ساری دنیا میں جہاں قانون بنانے کی منشاء ہے' سول قانون مؤثر با ماضی ہو سکتا ہے' اور یہ بنتے رہے ہیں' یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اب انھوں نے خود کہا ہے کہ کریمنل لاء retrospective effect سے نہیں بنایا جا سکتا اور اس کیس میں جو Maintenance of Public Order کا ہے۔ This is a criminal law میں ان کی وہ بات بھی تسلیم نہیں کرتا جو یہ لوکل گورنمنٹ بل میں لائے یا disposal of land والے بل میں لائے' یہ کہہ کر کہ آرٹیکل 12 کہتا ہے کہ سول لاء میں retrospective effect کر سکتے ہیں' میں اس کو بھی تسلیم نہیں کرتا لیکن چونکہ معزز ایوان اس کو carry کر چکا ہے۔ اب یہ یہاں خود فرما رہے ہیں کہ criminal law میں retrospective effect نہیں ہو سکتا تو جناب' Maintenance of Public Order ایک criminal law ہے۔ اس میں retrospective effect سے جو amendment لائے ہیں' یہ تو لائی ہی نہیں جا سکتی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس passage کو منظور نہیں کیا جا سکتا' جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اس میں بہت سے lapses ہیں۔ Maintenance of Public Order میں چونکہ یہ ایک criminal offence ہے۔ اس میں سزا ہے اور کورٹس clear cut یہ کہہ چکی ہیں' آئین clear cut کہہ چکا ہے کہ جہاں criminal law ہوگا۔ جسے معزز وزیر قانون صاحب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ اس میں retrospective effects سے قانون نہیں بنایا جا سکتا تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ہم spurious drugs' اخبارات میں دیکھتے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ آرڈیننس پہلے جاری ہو گیا تھا اور اس کے تحت spurious drugs بنانے والے یا بیچنے والوں کے خلاف کارروائیاں ہوتی رہی ہیں اور ان کو سزائیں ہوتی رہی ہیں تو ان کو کس قانون کے تحت تحفظ دیں گے؟ انھوں نے وہ سزائیں غلط دی تھیں کیونکہ یہ خود فرماتے ہیں کہ criminal law میں

retrospective effect نہیں ہوسکتا۔ انھوں نے وہ جتنی سزائیں دی تھیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ غیر قانونی ہیں۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ جیسے آنر ایبل سپریم کورٹ نے کراچی کی مثری کورٹس کے بارے میں وہاں stay جاری کر دیا ہے، اور اگر ان کا فیصلہ آ گیا کہ وہ غیر قانونی ہیں تو جن کو پھانسیاں دے دی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قتل کے زمرے میں آئے گا اور وہ قتل کس کے ذمے ہوگا؟ وہ قتل حکومت کے ذمے ہوگا۔ تو یہ جو سزائیں ہیں جو Maintenance of Public Order کے تحت اس آرڈیننس کے تحت دی گئی ہیں اور جیسا کہ یہ خود فرماتے ہیں کہ آرٹیکل 12 کے تحت retrospective effect نہیں ہو سکتا تو یہ ان سزاؤں کو کہاں کریں گے؟

جناب سپیکر! This is ultra vires of the Constitution اس سے پہلے میری اپنے صحافی بھائیوں سے بات ہو چکی ہے، میں ان کی وساطت سے گورنر پنجاب سے یہ درخواست کر چکا ہوں کہ ان بلوں کی وہ قطعاً assent نہ دیں۔ This is an invalid piece of legislation اور پھر آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ خود اگر fully convince نہیں ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ partially convince ہو گئے ہیں کہ جو Ordinance XXXI of 1998 لائے ہیں۔ That is a false Ordinance دو چیزیں ایک وقت پر نہیں چل سکتیں۔ اگر گورنر اس بل کی assent دے دیتے ہیں اور آرڈیننس بھی رہتا ہے تو دو قانون ایک وقت میں نہیں چل سکتے اور وزیر قانون صاحب کا یہ استدلال کہ اس کا مطلب ایک ہی ہے۔ جناب! یہ قانون سازی ہے۔ یہ صوبائی اسمبلی پنجاب ہے۔ یہاں حکومت اپنی مرضی سے، گو کہ ان کا مینڈیٹ ہے، بہت بھاری مینڈیٹ ہے اور اب تو پورس کے ہاتھی کی طرح مینڈیٹ اپنوں کو ہی روند رہا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ قانون سازی بھی اپنی مرضی سے کی جائے۔

جناب والا! اسے پڑھے لکھے لوگ بھی پڑھیں گے، اس کو وکلاء حضرات بھی دیکھیں گے، اس کو جج دیکھیں گے اور جو اس قسم کے قوانین ہیں، یہ چیلنج ہو سکتے ہیں اور ہمارے یہاں کیے ہوئے فیصلے ہم پر ہی دھبہ ہوں گے کہ لاکھوں کی نمائندگی کرنے والے لوگ جو منتخب ہو کر آئے ہیں اور قانون سازی کرتے ہیں لیکن وہ قانون سازی غلط کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آئین میں بہت سارے تحفظات دیے گئے ہیں۔ آرٹیکل 11 ہے، آرٹیکل 9 ہے، freedom of speech ہے۔ میں تو کئی بار کہہ چکا ہوں کہ ہمارے معزز ممبر جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، وہ اس سے نہ گھبرائیں کہ وہ چودھویں ترمیم کی تلوار کے نیچے آ جائیں گے۔ یہ آرٹیکل 11 جو

ہے' یہ slavery کو prohibit کرتا ہے۔ یہاں گورنمنٹ کے کوئی slaves نہیں ہیں۔ یہاں freedom of speech ہے۔ یہاں fundamental rights آپ کو دیے ہوئے ہیں' You can talk on then. یہ آپ کی علیحدہ بات ہے کہ جب ووٹنگ کی باری آئے اور آپ convinced بھی ہوں لیکن آپ اپنی پارٹی کے خلاف نہیں بول سکتے۔ آپ بے شک ووٹ دیجیے لیکن اپنی تجاویز دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ ایک bad legislation کر رہے ہیں۔ This is a dirty legislation. اور دیکھتے سوچتے ہوئے بھی کہ ہم ایک غلط کام کر رہے ہیں' پھر بھی وہ دھبہ اپنے سر لے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے جو فیصلے ہیں' وہ بہت دور تک جاتے ہیں۔ ہم ابھی یہاں اپوزیشن میں بیٹھے بہت سے جو پرانے پارلیمنٹیرین تھے' ان کی تقاریر پڑھتے ہیں۔ ان سے سیکھتے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ کیا بات کرتے رہے ہیں تو کوئی نہ کوئی آ کر ہماری کارروائی بھی دیکھے گا اور جب وہ ہماری کارروائی یہ دیکھیں گے کہ ہم نے clauses کو carry کر لیا' readings کو carry کر لیا اور اس کے بعد محکمہ قانون کی نااہلی کی وجہ سے انھوں نے آرڈیننس جاری کر دیا' کسی سیکشن آفیسر نے اٹھا کر اسے دیکھ لیا' نہ اس کو سیکرٹری نے دیکھا پرکھا' نہ معزز وزیر نے دیکھا' پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو اپنی گپوں میں مصروف رہتے ہیں نہ انھوں نے دیکھا۔ تو جناب' یہ بات صرف وزیر صاحب کی حد تک نہیں ہوگی۔ یہ بات آپ کے اور میرے سر بھی ہوگی۔ جناب والا! میرا یہ منصب جس پر مجھے یہاں بطور قائد حزب اختلاف بٹھایا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کو صحیح حالات بتاؤں اور میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ہمیں یہ bad legislation نہیں کرنی چاہیے۔ اگر انھوں نے بل کو through کرنا ہے تو وہ آج پہلے اس آرڈیننس کو واپس لیتے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے کہ بہت confusion ہو جائے گی' یہ صرف ایڈہاک ازم پر چل رہے ہیں کہ ادھر سے گورنر اس کی assent دے دیں گے' ادھر سے وہ ایک living law موجود ہوگا تو کیا چیز ہوگی کہ جو motion carry ہو گئی ہے' اس میں یہ اپنی مرضی سے تبدیلی کر رہے ہیں حالانکہ یہ ترمیم جس کی میں بات کر رہا ہوں۔۔۔۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' لاوینسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! وہ ابتداء میں irrelevant تھے، میں نے جس حد تک ہو سکتا تھا میں نے برداشت کیا پھر جب وہ تھوڑا بہت relevant ہوئے میں خاموش رہا لیکن پھر وہ irrelevant ہو رہے ہیں۔ میں ان کی توجہ Rule 109 (4) پر مبذول کروانا چاہتا ہوں،

> When a motion that the Bill be passed has been made, the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill.

جب تک وہ amendment کی بات کرتے رہے ہم سنتے رہے۔ لیکن اگر وہ اب یہ شروع کر دیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب باتیں کر رہے ہیں، لا ڈیپارٹمنٹ نااہل ہے۔ وہ خود اپنی نااہلی کو چھپانے کے لیے اگر دوسروں کو اس طرح tease کریں گے تو جب ہماری باری آئے گی تو ہم بھی tease کرنا شروع کر دیں گے اور میرے خیال میں وہ یہی چاہتے ہیں لیکن میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس طرح irritate نہیں ہوں گے۔ اگر کوئی قانون قاعدے کی بات پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف اپنی خبر بنانے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔ ابھی وہ فرما رہے تھے کہ میں نے پریس کو کہا تھا۔ اگر پریس کے حوالے سے بات کرنی ہے تو پھر ایوان میں بات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ باہر جا کر پریس کانفرنس کرلیں اور پریس کو یہ ساری باتیں بتا دیں۔ جہاں آپ irrelevant ہوں گے، ہم آپ کو irrelevant کہیں گے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ انھیں کہیں کہ relevant رہیں اور اپنی بات کو ختم کریں۔ جو اعتراضات انھوں نے اٹھائے ہیں میں ان کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! ابھی انھوں نے ذکر کیا ہے، تو میں ایک شعر ان کی خدمت میں پیش کروں گا،

ہم چاہ پرستوں پہ کہ ترک وفا کا
یہ وہم کہیں تم کو گناہ گار نہ کر دے

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! ویسے وہ آپ کا نہیں کہہ رہے تھے۔ وہ بھنڈر صاحب کے بارے میں فرما رہے تھے۔ جی، بھنڈر صاحب۔

جناب سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (جناب شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! میں نے تو اس لیے اپنے دوست کو جواب دینا پسند نہیں کیا کیونکہ وہ ویسے ہی بڑی relevant گفتگو نہیں کر رہے تھے اور اس irrelevant گفتگو میں یہ بھی نام بول گئے تو میں نے اس لیے bother نہیں کیا۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب! ذرا مختصر کریں۔ اب اس کے اوپر کافی وقت ہو گیا ہے۔ کوئی بیس پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اب ذرا اس کو wind up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں تو winding up کی طرف ہی آ رہا تھا۔ معزز وزیر قانون صاحب بول پڑے۔ حالانکہ ان کو تو میرے بعد بھی بات کرنے کا موقع ملنا ہے۔ ان کو تو ویسے بھی چاہیے کہ interruption نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ تمام باتیں جو میں نے عرض کی ہیں یہ بالکل متعلقہ ہیں۔ مجھے یقین ہے اور مصمم یقین ہے کہ میرے یہ دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں وہ میری بات سے convince ہیں۔ لیکن چودھویں ترمیم جو اوپر لٹک رہی ہے، میں نے تو عرض کیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 11 کو پڑھ لیں۔ آرٹیکل 9 کو پڑھ لیں۔ اس پر قطعاً بجلی نہیں گرے گی۔ یہ ہمارے دامن پر ایک دھبہ ہوگا کہ ہم ایک غلط legislation کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ legislation کریں لیکن اس کو صحیح انداز میں کریں کہ کل کو جو پڑھے وہ کم از کم اس کو appreciate کرے۔ تو یہ appreciate کرنے والی legislation نہیں کر رہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران ہاؤس سے بھی یہ استدعا کروں گا کہ اس بل کو پاس نہ کیا جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو ترمیم لائی گئی ہے وہ بھی غلط تھی اور جیسا کہ اس سے پہلے میں باتیں کر چکا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی غلط تھیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! ابھی آخر میں سارے ممبران بھی سن رہے ہوں گے۔ دو کلاز ز ایسی ہیں جو انھوں نے quote کی ہیں کہ یہ 9 بھی پڑھ لیں اور 11 بھی پڑھ لیں۔ میرے خیال میں یہ سارے

ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ آئین پر ان کی relevancy کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ آئین کے آرٹیکل 10(9) کو ذرا ملاحظہ فرمائیں،

Nothing in this Article shall apply to any person who for the time being is an enemy alien.

جناب سپیکر! اس کی کیا relevancy ہے؟ اس سارے Maintenance of Public Order جو آپ آج ترمیم لے رہے ہیں اس میں کیا relevancy ہے؟ آرٹیکل 10(9) پڑھ لیا' سب نے سن لیا۔ میں نے پڑھ دیا ہے۔ اس ایوان کا کوئی معزز رکن مجھے یہ بتا دے کہ موجودہ ماحول سے یہ کوئی relevant بات تھی جو انھوں نے کی ہے؟ آرٹیکل 11 کی بات میں کر دیتا ہوں۔ Maintenance of Public Order میں forced labour کی کیا بات ہے؟ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ صرف playing to the gallery کی بات ہے۔ پریس کو دکھانے کے لیے بات ہے اور یہ ساری کتابیں جتنی اٹھا کر ساتھ لائے ہوئے ہیں ان میں سے ایک کو بھی اٹھا کر انھوں نے quote بھی کیا ہے؟ یہ نالائق وکیلوں کی طرح کتابیں پیچھے اٹھا کر آ جاتے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں۔ میرا خود اس پیشے سے تعلق ہے کہ جو وکیل جتنا نالائق ہوتا ہے اتنی زیادہ کتابیں ساتھ لے کر آتا ہے۔ (قہقہے) یہ خوامخواہ ایک impression دینے کے لیے کہ آج کل ہمارے معزز قائد حزب اختلاف بڑی محنت کر رہے ہیں اور پڑھ لکھ کر آتے ہیں۔ وہ ساری کتابیں اٹھا کر لے آتے ہیں اور ایک کتاب کو بھی وہ یہاں relevantly quote نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! گورنر کے اختیارات کے حوالے سے انھوں نے بات کی ہے۔ آج سے چار پانچ دن پہلے جب میری ان سے ملاقات ہوئی تھی' جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت بھی انھوں نے یہ فقرہ استعمال کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ گورنر صاحب کو میں نے یہ کہا کہ ایک تو آرڈیننس فیکٹری ہے اور دوسری آپ نے جاری کی ہوئی ہے۔ گورنر صاحب نے اس فقرے کو بڑا پسند فرمایا ہے۔ وہ آج ایوان کو سنانے کے لیے انھوں نے دہرایا ہے۔ ویسے مجھ سے وہ بہتر سمجھتے ہیں کہ گورنر کے پاس آرڈیننس جاری کرنے کے اختیارات ہیں یا نہیں؟ میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 128 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کو آپ نے بھی refer کیا ہے،

Power of Governor to promulgate Ordinances.

"The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session....."

صرف قدغن اس وقت ہے کہ جب صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو۔ اگر صوبائی اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو گورنر کسی وقت بھی آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھے آئین کا کوئی ایک ایسا آرٹیکل quote کر دیں جس میں یہ قدغن ہے کہ گورنر صاحب آرڈیننس جاری نہیں کر سکتے۔ پھر انھوں نے بات کی کہ اُدھر سے بل پاس ہو جائے گا' اُدھر سے آرڈیننس نافذالعمل رہے گا تو میں نے اس وقت بھی ان کی خدمت میں عرض کی ہے کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ جو آرڈیننس بعد میں جاری ہوا ہے گورنر صاحب اس کو withdraw کر لیں گے۔ میں ان کی توجہ 128 کی کلاز 2 کی شق (بی) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں،

.....may be withdrawn at any time by the Governor.

گورنر کو اختیار ہے کہ وہ کسی وقت بھی withdraw کر سکتے ہیں۔ تو یہ سارا confusion ماسوائے اس بات کے کہ ایک بات کو confuse کر کے گیدڑی کے لیے play کرنا اور یہ کہنا کہ bad legislation, negative legislation اور یہ سارے وہ phrases جو سارے وہ ذہن میں لے کر آتے ہیں اور just to impress کہ میں impress کر رہا ہوں۔ آج پڑھ کر آیا ہوں اور جو اپنا point of view ہے اس کو مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی bad legislation نہیں ہے۔ اگر ایک آرڈیننس ختم ہو رہا ہے تو اس قانون کو intact رکھنے کے لیے ہم کیا کریں؟ سو جائیں؟ بیٹھ جائیں؟ اس قانون کو ختم کر دیں؟ اس کو جاری کرنے کے لیے آرڈیننسز کو re-promulgate کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ ان کا استدلال غلط ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس قانون کو فوری طور پر پاس فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEKAER: Thank you. The motion moved and the question is:-

That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب سپیکر، اب اجلاس پیر 25 تاریخ 3-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

پیر ' 25۔ جنوری 1999ء

(یوم الاثنین '6۔ شوال ' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلرَّحْمٰنُ ۝١ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝٢ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝٣ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝٤
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝٦ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝٨ وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝٩ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣

سورۃ الرحمٰن آیات 1 تا 13

(اللہ جو) نہایت مہربان' اُسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی' اُسی نے انسان کو پیدا کیا' اُسی نے اُس کو بولنا سکھایا' سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں' اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں' اور اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی' کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو' اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو○ اور اُسی نے خلقت کے لیے زمین بچھائی○ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں○ اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول○ تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O آج محکمہ مواصلات و تعمیرات کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔ شاہانی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی شاہانی صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1475۔ چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایما پر دریافت کیا۔

Boat Bridge سکیم کو اے۔ڈی۔پی میں شامل کرنا

*1475۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات میرے نشان زدہ سوال نمبر 525 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 24-12-97 کو دیا گیا تھا کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سوال نمبر 525 میں مندرج سکیم کو اگلے سال 99-1998ء کے اے۔ڈی۔پی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

اسمبلی سوال نمبر 525 کے جز (خ) میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا تھا کہ Resource Constraint کی وجہ سے حکومت نے بعض سکیموں کو ڈراپ کر دیا ہے اور یہ سکیم بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ یہ سکیم مجوزہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 99-1998ء میں بھی شامل نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔ وڑائچ صاحب موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے لیکن رانا صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1783۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ کے ایماء پر دریافت کیا۔

گورنمنٹ کوارٹرز وحدت کالونی سے متعلق تفصیلات

*1783۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) وحدت کالونی کوارٹرز کی مرمت کے لیے پچھلے دو مالی سالوں میں کتنا فنڈ منظور کیا گیا اور اس کو کہاں کہاں خرچ کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کی سوشل ویلفیئر سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ایکسیئن اور ایس۔ڈی۔او کے ساتھ مل کر دوسرے کوارٹرز کے لیے منظور ہونے والے فنڈ سے اپنے اور اپنے منظور نظر الاٹیوں کے کوارٹرز کی مرمت کروا لیتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنرل سیکرٹری سوشل ویلفیئر سوسائٹی نے اپنے کوارٹر نمبر K-32 کو کوٹھی کی طرح بنا رکھا ہے اور اپنے کوارٹر کی چھت سرکاری فنڈ سے پکی کروا لی ہے۔ جب کہ دوسرے کوارٹرز کی چھتیں مٹی کی ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ PWD کے عاکروب روزانہ مخصوص کوارٹرز کی صفائی کے لیے آتے ہیں۔ جبکہ گراؤنڈ اور سڑکوں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ وحدت کالونی کوارٹرز کے اکثر الاٹیوں نے، جن میں کوارٹر نمبر K-28, K-29, K-30, K-32, K-44, K-46, J-13, J-24, J-25, J-27 سرفہرست ہیں، بچوں کے لیے بنائی گئی گراؤنڈوں میں ناجائز کمرے بنا لیے ہیں جن کو پی ڈبلیو ڈی نے مکمل کروایا ہے۔

(و) اگر جز (ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز بنائے گئے کمروں کو گرانے اور ان میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) سالانہ مرمت

سال	فنڈ وصول	خرچہ
1996-97	49,00,000/-	48,75,000/-
1997-98	1,18,00,000/-	1,17,50,000/-

		خصوصی مرمت
1996-97	47,00,000/-	47,00,000/-
1997-98	66,16,000/-	66,16,000/-

سالانہ مرمت کے فنڈز وحدت کالونی میں سفیدی، رنگ و روغن چھتوں پر گارے کی لپائی، ٹیپ پانی کی فٹنگ کی مرمت اور سیوریج کو چلانے پر خرچ ہوئے ہیں۔ سال 1996-97ء میں تقریباً 35 فی صد کوارٹرز کی سالانہ مرمت ہوئی جب کہ مالی سال 1997-98ء میں 85% کوارٹرز کی سالانہ مرمت کی گئی۔ خصوصی مرمت پر کیے گئے خرچ کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ جن کوارٹرز کے فنڈ ایس۔ای۔ آفس چیف انجینئر آفس سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو آفس اور محکمہ فنانس سے آتے ہیں۔ ان کے ساتھ کوارٹرز نمبر لکھا ہوتا ہے اور فنڈز اسی کوارٹر پر ہی خرچ ہوتے ہیں۔

(ج) کوارٹر نمبر k-32 کے دو کمروں کی چھت پر ٹائیلیں لگائی گئیں ہیں کوارٹر کا بقیہ حصہ جس میں برآمدہ کچن سٹور اور باتھ روم کی چھتیں ابھی بھی کچی ہیں۔ یہ غلط ہے کہ وحدت کالونی کے تمام دوسرے کوارٹرز کی چھتیں کچی ہیں۔ بلکہ کئی کوارٹروں کی چھتوں پر ٹائیلیں لگی ہیں۔

(د) جی نہیں، تمام عملہ (خاکروب) کالونی کے لیے کام کرتے ہیں۔ پوری وحدت کالونی کے لیے صرف بائیس خاکروب تعینات ہیں۔ وحدت کالونی کی سڑکیں تقریباً 40 کلومیٹر کی ہیں۔ اس کے علاوہ گراؤنڈ وغیرہ ہیں۔ ان تمام کی صفائی کے لیے 22 خاکروب ناکافی ہیں۔ محکمہ بلڈنگز اپنے محدود وسائل بروئے کار لاتے ہوئے روزانہ صفائی کرواتا ہے۔ کوڑا اٹھانے کے لیے ٹرالیاں لگا رکھی ہیں جو روزانہ کوڑا اٹھاتی ہیں۔

(ہ) ہاں یہ درست ہے کہ ان الاٹیوں نے گراؤنڈ میں ناجائز تجاوزات بنا رکھی ہیں۔ محکمہ بلڈنگز ان کو بنانے میں شامل نہ ہے۔ بلکہ ان کو گرانے کے لیے SGA&I Deptt کے ویلفیئر ونگ کو مطلع کر رکھا ہے جو کہ وحدت کالونی کا انتظامی محکمہ ہے۔

(و) ان تجاوزات کو بنانے میں محکمہ بلڈنگز شامل نہ ہے۔ بلکہ بلڈنگز تو ان تجاوزات کو جلد از جلد

گرانے کے لیے مذکورہ بالا محکمہ کو درخواست کر چکا ہے۔ اس میں ملوث افراد کے خلاف ویلفیئر ونگ کا اسٹیٹ آفس ہی کوئی کارروائی کرنے کا مجاز ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ کوارٹر نمبر K32 کی چھت پر ٹائیلیں لگائی گئی ہیں کوارٹر کا بقیہ حصہ جس میں برآمدہ کچن سٹور اور باتھ روم کی چھتیں ابھی بھی کچی ہیں۔ یہ غلط ہے کہ وحدت کالونی کے تمام دوسرے کوارٹروں کی چھتیں کچی ہیں بلکہ کئی کوارٹروں کی چھتوں پر ٹائیلیں لگائی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ محکمے نے بھی تسلیم کیا ہے کہ کچھ کوارٹرز کی چھتوں پر ٹائیلیں لگا دی گئی ہیں۔ ہر سال جب بھی بارش آتی ہے تو ایک ایک کوارٹر کی چھت ٹپکتی ہے اور محکمہ ہر بارش کے سیزن میں مٹی کی لپائی کے لیے لاکھوں روپیہ صرف کرتا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت آئندہ کسی سکیم کے طور پر اسے ADP میں رکھنا چاہتی ہے کہ جس سے کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو اور تمام کوارٹرز کی چھتوں پر ٹائیلیں لگ جائیں تاکہ ہر سال جو لاکھوں روپیہ اس مد میں خورد برد ہوتا ہے اس کی بچت ہو سکے؟

جناب سپیکر، کوئی ایسا پروگرام ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب سپیکر! وحدت کالونی کے کوارٹرز کی چھتوں کا ذکر ہوا ہے تو اس سے پیشتر بھی محکمہ نے وحدت کالونی کے تمام کوارٹرز کی چھتوں کا تخمینہ بنا کر P&D ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تھا لیکن چونکہ وہ بہت بڑی amount بنتی تھی اس لیے یہ سکیم ADP میں شامل نہ ہو سکی۔ تو میں اپنے فاضل دوست کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم ایک دفعہ پھر کوشش کریں گے کہ یہ سکیم اس ADP میں شامل ہو سکے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کا تخمینہ بھی بن چکا تھا جو ان کے پاس بھی ہے' بلکہ وہ محکمے کو بھی چلا گیا تھا۔ جیسے اب وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے میری بھی کوشش ہوگی کہ آئندہ اسے ADP میں شامل کیا جائے۔ جناب والا! جواب کے جز (د) میں وحدت کالونی کی صفائی کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ وہاں چالیس کلومیٹر

لمبی سڑکیں ہیں' 30 کے قریب بلاکس ہیں اور وہاں ہر بلاک کے اندر ایک ایک پارک بھی ہے مین گول باغ بھی ہے مین گراؤنڈ بھی ہے اور جیسا کہ محکمے نے خود کہا ہے کہ وہاں صرف 22 خاکروب ہیں۔ اگر ایک ایک بلاک پر ایک ایک خاکروب ہی پارک کو صاف کرے تو سڑکیں تو کجا وہاں پر فلیش بھی ہیں۔ تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ کیا حکومت خاکروبوں کی تعداد کو بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے جیسا کہ محکمہ خود تسلیم کرتا ہے کہ یہ ناکافی ہیں؟

جناب سپیکر، جی ہاں یہ کم ہیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل دوست نے خود تسلیم کیا ہے کہ وحدت کالونی کے ٹوٹل 1800 کوارٹر بنتے ہیں اور ٹوٹل بلاک 34 ہیں سڑکوں کی لمبائی تقریباً 40 کلومیٹر ہے لیکن خاکروب ٹوٹل 22 ہیں۔ چونکہ حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی ہے اس لیے ہم کوئی نیا خاکروب بھرتی نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم کوشش کریں گے کہ ورک چارج پر کچھ آدمی hire کر لیں تاکہ بہتر طریقے سے اس کالونی کی صفائی ہو سکے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے لیکن چیمہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ حاجی امداد حسین صاحب موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب!

راؤ اقبال احمد خان، سوال نمبر 1925۔

حلقہ پی۔پی72 میں گرلز کالج ناصر نگر کی عمارت کی تعمیر پر اخراجات کی تفصیل

*1925۔ راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 72 میں 1985ء میں ایک بلڈنگ (برائے گرلز کالج) بالمقابل ناصر نگر تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) اس کا کل تخمینہ کتنا تھا۔ کس گرانٹ سے یہ رقم فراہم کی گئی حکومت کی کل کتنی رقم اس عمارت پر خرچ ہوئی۔ عمارت نامکمل ہونے کی کیا وجہ تھی؟

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) بلڈنگ (بوائز کالج) بالمقابل ناصر نگر کی تعمیر 1987ء میں شروع کی گئی تھی۔ (یہاں پر کوئی گرلز کالج تعمیر نہیں ہوا)۔

(ب) اس عمارت کا کل تخمینہ -/51,86,000 روپے تھا۔ یہ رقم مخدوم سید علی رضا صاحب ایم۔این۔اے اور مس رفیعہ طارق صاحبہ ایم۔این۔اے کی مشترکہ گرانٹ سے مہیا کی گئی تھی۔ اس عمارت پر -/13,27,875 روپے خرچ ہوئے۔ حکومت پنجاب نے چٹھی نمبری NO. 6(3)86/SO(SAP)F.D/P-II مورخہ 17-12-1988 کو ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے اور لوکل ڈویلپمنٹ کے فنڈز پر پابندی لگا دی اور حکومت پنجاب نے چٹھی نمبری SO(P)6-46/85-II مورخہ 6-10-1991 کو پابندی اٹھا لی گئی۔ اس دوران حکومت پنجاب نے تخمینہ لاگت کے ریٹ بڑھا دیے اور متعدد بار محکمہ تعلیم کو نئے تخمینہ جات برائے منظوری ارسال کیے۔ لیکن ابھی تک نئے تخمینہ جات کی منظوری نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک احمد علی اولکھ صاحب کا ہے۔ اولکھ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

ملک وال کے موضع چک نظام ریلوے پل پر میٹلڈ روڈ بنانے کے اقدامات

*1944۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 1997ء میں ملک وال کے نزدیک چک نظام کے مقام پر دریائے جہلم پر نیا پل بنانے کی سکیم کو ڈراپ کر دیا گیا۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت کم لاگت پر چک نظام ریلوے پل پر میٹلڈ روڈ بنا کر تین اضلاع کے عوام کو سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں ایسے ریلوے پل موجود ہیں جن پر ریل گاڑیاں اور دوسری ٹریفک گزرتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو وہ کون کون سے پل ہیں اور کب سے دو طرح

کی ٹریفک گزر رہی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ملک وال کے نزدیک چک نظام کے مقام پر نیا پل بنانے کی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور رہی ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت جو کہ تقریباً 205.933 ملین روپے تھا۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تھا۔ جس پر تفصیلی ڈیزائن کے لیے اس کا پی-سی-II پی اینڈ ڈی نے طلب کیا تھا۔ یہ پی-سی- II برائے سروے اور Soil Investigation وغیرہ مبلغ 1.252 ملین روپے کا تخمینہ محکمے نے پی اینڈ ڈی کو بھیج دیا تھا۔ جس کے لیے حکومت نے سال 97-1996ء میں 3.00 لاکھ روپے مختص کیے تھے۔ لیکن یہ سکیم ترمیم شدہ تعمیر پنجاب پروگرام 97-1996ء میں' جو کہ جنوری 1997ء میں جاری ہوا۔ شامل نہ کی گئی۔ چنانچہ اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

جہاں تک ریلوے پل پر سڑک بنانے کا تعلق ہے یہ معاملہ محکمہ ریلوے کے ساتھ اٹھایا گیا تھا۔ محکمہ ریلوے نے جواباً یہ کہا کہ یہ پل سڑک کی ٹریفک کا متحمل نہیں ہے۔ چنانچہ سڑک کی ٹریفک گزارنے کے لیے پہلے اس پل کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ جس پر لاگت کا تخمینہ 104.186 ملین روپے بتایا گیا۔ مزید برآں اس پل کی دیکھ بھال کے لیے سالانہ 3 544 ملین روپے درکار ہوتا تھے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی پل صرف یک طرفہ ٹریفک کے لیے کارآمد ہوتا۔ اور ریل گاڑیوں کے گزرنے کے وقت سڑک کی ٹریفک کے لیے بند کرنا پڑتا۔ چنانچہ محکمہ نے پل کے P.C-II پر عمل درآمد کے لیے سال 98-1997ء میں P&D سے 5.00 لاکھ روپے مختص کرنے کے لیے کہا لیکن اس کام کے لیے 98-1997ء میں کوئی رقم نہ دی گئی اور نہ ہی موجودہ سال میں کوئی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صوبے میں اور ریلوے پل ایسے ہیں جو سڑک کی ٹریفک کے لیے بھی زیر استعمال ہیں۔ ان میں سے بعض پر سڑک اور ریلوے کی ٹریفک الگ الگ لیول پر گزرتی

ہے اور بعض میں ایک ہی لیول پر' یہ پل مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ریلوے پل بر مقام چینڈ نزد جھنگ سال تعمیر 1906ء

2۔ ۔ایضاً۔ خوشاب برج نزد خوشاب سال تعمیر 1930ء

3۔ ۔ایضاً۔ چنیوٹ برج نزد چنیوٹ سال تعمیر 1932ء

4۔ ایضاً۔ شیر شاہ برج نزد مظفر گڑھ سال تعمیر 1932ء

5۔ ۔ایضاً۔ کالا باغ برج سال تعمیر 1931ء

(یہ پل اب سڑک کی ٹریفک کے لیے متروک ہو چکا ہے۔ کیونکہ اس کے 2/1/2 کلومیٹر نیچے جناح بیراج پر سڑک کی ٹریفک کے لیے پل موجود ہے)

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر یہ جو پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے۔ اس جواب کے جز (ب) میں آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ پل اب سڑک کی ٹریفک کے لیے متروک ہو چکا ہے۔ کیونکہ اس کے 2/1/2 کلو میٹر نیچے جناح بیراج پر سڑک کی ٹریفک کے لیے پل موجود ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کون سا بیراج ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! اس میں بتایا یہ گیا ہے کہ یہ پل اب سڑک کی ٹریفک کے لیے متروک ہو چکا ہے۔ جس پل کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے اڑھائی کلو میٹر نیچے کالا باغ کے مقام پر ہے۔ آپ کے پل کا ذکر نہیں ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا میں نے تو چک نظام پل کے بارے میں پوچھا تھا۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، چک نظام والا پل جس کا گوندل صاحب نے ذکر کیا ہے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ اس پل کو روڈ ٹریفک کے لیے کھول دیا جائے۔ جناب والا، یہ پل 1887ء میں قائم ہوا تھا اور اس کی میعاد سو سال تھی جو وہ پوری کر چکا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں جب ریلوے والوں سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ شروع سے روڈ ٹریفک کے لیے ڈیزائن ہی نہیں ہوا۔ اگر آپ نے اس پر روڈ بنانی ہے تو اس کے لیے انھوں نے اس کا تخمینہ بتایا ہے جو تقریباً پانچ چھ سو ملین کا بنتا تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ شروع ہی سے روڈ ٹریفک کے لیے ڈیزائن ہی نہیں ہوا' اس لیے اس پر روڈ ٹریفک گزارنا بڑا مشکل ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے نئے پل کے بارے میں شاید پوچھا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل ، ریلوے کا جو پل ہے اسی میں سے میٹلڈ روڈ گزارنے کی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، اس میں بھی چیزیں ہیں۔ ایک تو آپ نے پل کے بارے میں کہا ہے دوسرا مسئلہ میٹلڈ روڈ کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! اگر میٹلڈ روڈ بھی بن جائے پھر بھی ہمارا گزارا ہو جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! سوال ان کا یہ ہے کہ یہ جو پل موجود ہے اس سے ریلوے ٹریک گزرتا ہے' یہ جانتے ہیں کہ کئی ایسے پل پنجاب کے اندر موجود ہیں جہاں پر ریلوے ٹریک بھی ہے اور دوسری ٹریفک بھی اس پر سے گزرتی ہے۔ لیکن وہ شروع سے ڈیزائن ہی اس طرح سے کیے گئے ہیں کہ ریلوے لائن بھی گزر رہی ہے اور وہاں سے دوسری ٹریفک بھی گزر رہی ہے۔ یہ پل صرف اور صرف ریلوے ٹریک کے لیے بنایا گیا ہے اور اب یہ پل اپنی میعاد بھی پوری کر چکا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ پل 1887ء میں تعمیر ہوا تھا اور سو سال اس کی میعاد تھی اور اب یہ اپنی میعاد پوری کر چکا ہے۔ اس لیے اب یہ ٹریفک گزارنے کے قابل نہیں ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل ، کیا وزیر مواصلات یہ فرمائیں گے کہ اس پل سے جو ٹرین گزرتی ہے اس کا وزن کتنا ہے؟ اور اگر ان کو اس کا علم نہیں تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس پل سے جو ٹرین گزرتی ہے اس کا کتنا وزن ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب سپیکر! مجھے اس کا تو علم نہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا جو مال گاڑیاں گزرتی ہیں ان کا وزن 1200 سے 1600 ٹن تک ہوتا ہے۔ پسنجر ٹرین کا وزن جو وہاں سے گزرتی ہے اس کا وزن 400 ٹن ہوتا ہے۔ اگر 400 ٹن یا 1600 ٹن وزن گزر سکتا ہے بس یا ٹرک کیوں نہیں گزر سکتا؟ اس میں کتنا لوڈ ہو سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ پل تو اب ریلوے ٹریک

کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ کیونکہ یہ اپنی میعاد پوری کر چکا ہے۔

جناب سپیکر، ابھی بھی اس پر سے ٹرین گزر رہی ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل ، جناب' ٹرین گزر رہی ہے اور اس پر جو انجن لگا ہوتا ہے اس کا وزن پچاس ٹن ہے۔ کون سا ٹرک ایسا ہے جس میں پچاس ٹن سے زیادہ وزن ہو گا؟

جناب سپیکر، موجودہ صورت حال کیا ہے' اس پر سے ٹریفک گزر رہی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات ، جناب والا! ریلوے کی ٹریفک تو گزرتی ہے' دوسری نہیں گزرتی۔ فٹ پاتھ بنے ہوئے ہیں' لوگ پیدل ساتھ چلتے ہیں۔ ویسے بھی وہ سنگل ٹریک ہے۔ اگر تعمیر کر بھی دیا جائے تو دونوں طرف سے ٹریفک نہیں گزر سکے گی۔

جناب سپیکر، گوندل صاحب! آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، آپ یہ تو بتائیں آپ چاہتے کیا ہیں؟

چودھری سلطان محمود گوندل ، جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ ملک وال کے عوام کی سہولت اور تکلیفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر وزیر موصوف کے پاس کوئی وقت ہو تو موقع کا ملاحظہ فرمالیں۔ یا اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر، وہ تو بات ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں آپ کی ڈیمانڈ کیا ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل ، جناب والا! میری ڈیمانڈ یہ ہے کہ جہلم کے اوپر سے دریائے جہلم گزرتا ہے۔ اور جو ٹرین ملک وال سے پنڈ دادن خان کھیوڑہ کی طرف جاتی ہے اور اس میں نمک ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر ایک پکی سڑک بھی بن جائے۔ جیسے خوشاب یا کالا باغ میں بنی ہوئی ہیں۔ چونکہ میرے برخوردار منسٹر صاحب نے اس کی تاریخ شاید تعمیر 1887ء بتائی ہے۔ جواب میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لوگوں کی موٹر وے پر اپروچ میں آسانی کے لیے یہ shortest روٹ بنتا ہے۔ ملک وال سے پنڈ دادن خان اور پنڈ دادن خان سے للہ' موٹر وے پر اپروچ آسان ہو جاتی ہے۔ ملک وال کے لوگوں کو براستہ حیدر پور کراس کر کے جانا پڑتا ہے ۔ اس طرح پچاس ساٹھ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات ،جناب والا! جیسا کہ گوندل صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیر موصوف

میرے ساتھ معائنہ کر لیں۔ میں گوندل صاحب کے ساتھ چلا جاؤں گا اور اس سلسلے میں سیکرٹری صاحب کو بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر یہ پراجیکٹ قابل عمل ہوا تو پھر ہم اس کے لیے کوشش کریں گے کہ اس کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری غلام احمد صاحب کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ سید ذیشان الٰہی شاہ۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ سردار سعید انور صاحب۔ ایک سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا رہ گیا ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 2026۔

نیاز بیگ ٹھوکر تا جلو پارک سٹریٹ لائٹ کی درستی

*2026۔جناب ارشد عمران سلہری۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور کینال پر نیاز بیگ ٹھوکر تا جلو پارک سٹریٹ لائٹ کس کس محکمہ نے، کب لگائی اور اس پر کل کتنی لاگت آئی۔

(ب) اس پر کتنی اقسام کی سٹریٹ لائٹ لگی ہیں نیز ان میں جو بھی میٹریل استعمال ہوا ہے وہ کس معیار کا ہے اور کیا محکمہ واپڈا سے اس کی حتمی منظوری حاصل کی گئی ہے۔

(ج) اگر سٹریٹ لائٹ کی تنصیب میں استعمال شدہ میٹریل غیر معیاری ہے یا کوئی فنی نقائص ہیں تو اس کی درستی پر کتنی لاگت درکار ہے۔

(د) یہ شاہراہ (نہر) شہر لاہور کی اہم ترین ہے اور میٹروپولیٹن کارپوریشن، لاہور کی حدود میں ہے۔ کیا میٹروپولیٹن کارپوریشن عوام کی سہولت کے لیے اس کا چارج لے کر اس کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) لاہور کینال پر ٹھوکر نیاز بیگ تا جلو پارک سٹریٹ لائٹس ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے مالی سال 93-1992ء میں لگوائیں اور ان پر تقریباً -/2,64,00,000 روپے لاگت آئی۔ یہ کام نہر کی دونوں اطراف کی سڑکوں پر کیا گیا ہے۔ جن کی مجموعی لمبائی 56 کلومیٹر ہے۔

(ب) اس پر صرف ایک ہی قسم کی مرکری لائیٹس لگائی گئی ہیں۔ جو کہ فلپس کمپنی کی تیار شدہ ہیں۔ الیکٹرک انسپکٹر لاہور ریجن کی ٹیسٹ رپورٹ کی بنیاد پر واپڈا نے معیاری سمجھتے ہوئے ڈیمانڈ نوٹس جاری کیے جن کے مطابق واپڈا کو ادائیگی کر دی گئی۔

(ج) سٹریٹ لائیٹس میں استعمال شدہ میٹریل معیاری ہے جس کی تصدیق الیکٹرک انسپکٹر لاہور ریجن کی ٹیسٹ رپورٹ سے واضح ہے۔ اس کی بنیاد پر ہی واپڈا نے ڈیمانڈ نوٹس جاری کیے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی حدود میں واقع یہ نظام اسلامک سینٹر سے تکس پورہ تک 1995ء میں کارپوریشن کے حوالے کر دیا گیا۔ جب کہ تکس پورہ سے جلو پارک اور اسلامک سینٹر سے ٹھوکر نیاز بیگ تک کا سٹریٹ لائیٹ کا نظام ضلع کونسل لاہور کے حوالے کیا گیا۔ چونکہ اس نظام کو برقی رو بروقت نہ ملی اس میں کچھ فرق اور کمی کی نشان دہی کی گئی۔ موجودہ صورت حال کے بارے میں صحیح رپورٹ متعلقہ ادارے ہی دے سکتے ہیں۔

(د) میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی حدود میں واقع شاہراہ نہر کی تنصیبات کا چارج پہلے ہی لے چکی ہے اور محکمے کی اطلاع کے مطابق یہ نظام کچھ حصوں میں چالو ہے جب کہ ضلع کونسل کے حصے میں واقع لائیٹس ابھی تک روشن نہیں کی گئیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ لاہور کینال پر ٹھوکر نیاز بیگ تا جلو پارک سٹریٹ لائٹس ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے 93-1992 میں لگوائیں اور اس پر تقریباً 2 کروڑ 64 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ جناب سپیکر! جب سے یہ سٹریٹ لائٹ لگی ہے ایک دن کے لیے بھی چالو نہیں ہوئی اور کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں۔ یہاں محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ کچھ حصہ ضلع کونسل کو ٹرانسفر کر دیا ہے اور کچھ حصہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! محکمے نے یہاں پر خود یہ تسلیم کیا ہے اور جز(ج) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تک کا سٹریٹ لائٹ کا نظام ضلع کونسل لاہور کے حوالے کیا گیا۔ چونکہ اس نظام کو برقی رو بروقت نہ ملی اس میں کچھ فرق اور کمی کی نشان دہی کی گئی۔ جناب سپیکر! محکمہ خود یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس میں کہیں نہ کہیں یا تو ناقص میٹریل لگا ہوا ہے جس وجہ سے وہ سٹریٹ لائٹ ابھی تک چالو نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا بنتا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کارپوریشن کو کس تاریخ کو یہ سٹریٹ لائٹس handover کی گئیں۔ اور اس میں ان کی کیا شرائط تھیں جس کے تحت ان کو handover کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس میں جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ سٹریٹ لائٹس تو سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے لگائی تھیں۔ اور جو سٹریٹ لائٹس کارپوریشن کی حدود میں آتی تھیں وہ کارپوریشن کے handover کر دی گئیں۔ اور جو ضلع کونسل کی حدود میں آتی تھیں وہ ضلع کونسل کے handover کر دی گئیں۔ اور یہ 1995ء میں کارپوریشن کو بھی اور ضلع کونسل کو بھی handover کی گئیں۔ اس کے بعد اگر کوئی اس میں fault ہے تو وہ کارپوریشن اور ضلع کونسل ذمہ دار ہے۔ ہاں' اگر handover کرتے وقت اس چیز کی نشان دہی کارپوریشن یا ضلع کونسل والے کرتے کہ اس میں یہ fault ہے تو پھر سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ اس کا ذمہ دار تھا۔ اب چونکہ handover ہوئے بھی دو تین سال ہوگئے ہیں۔ اب تو یہ ذمہ داری کارپوریشن والوں پر یا ضلع کونسل والوں پر عائد ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، عوام کا اس کے اوپر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔ لیکن اس کی ایک دن کے لیے بھی سہولت عوام کو میسر نہیں آئی؟ آپ بھی اسی نہر سے گزرتے ہیں' کبھی بھی وہ لائٹس جلی ہوئی نہیں پائی گئیں۔ کیا وزیر موصوف یہ چاہیں گے کہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ اور لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن اور ضلع کونسل کی یہ ایک مشترکہ میٹنگ لیں؟ کیونکہ پیسہ ان کے ہیڈ سے خرچ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن یہ ان کے متعلقہ نہیں ہے۔ وہ تو handover کر دی ہیں۔ اس بارے میں لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب ہی میٹنگ کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میری اطلاع ہے کہ کارپوریشن نے کہا ہے کہ ہمیں انھوں

نے handover کرنے کا کہا تھا لیکن ہم نے جواب دے دیا تھا کہ ہم take over نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ ناقص میٹریل لگا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے تو یہ 1995ء سے handover کر دیا ہے۔ آپ کا لکھا ہوا بھی یہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، handover تو ہو چکی ہے۔ لیکن اگر میرے فاضل دوست بضد ہیں تو میں میٹنگ کر لوں گا۔

جناب سپیکر، کر لیں میٹنگ۔ اچھی بات ہے۔ اگلا سوال سردار سعید انور، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب۔ --- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔ --- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، سوال نمبر 2208۔

میانوالی منچن بند سڑک کی تعمیر

*2208۔ میاں عبدالستار (PP-234) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میانوالی تا منچن بند سڑک براستہ پنجند کینال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان جو موجودہ بجٹ کا حصہ ہے۔ حکومت اس کو کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ سڑک اسی مالی سال میں مکمل کر دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) مورخہ 14-09-98 کو یہ منصوبہ محکمانہ کمیٹی کے سامنے زیر بحث لایا گیا۔ متفقہ طور پر کھیت سے منڈی تک طے شدہ معیار کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اس منصوبے کی منظوری برائے تعمیر نہ ہو سکی۔

(ب) مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر منصوبہ اس مالی سال میں شروع نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں عبدالستار، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اس سڑک کا روٹ تبدیل کر دیا جائے اور ایسا روٹ دیا جائے جو اس criteria پر پورا اترتا ہو۔ تو پھر کیا یہ سڑک اسی مالی سال میں شامل کر لی جائے گی؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جو روٹ یہ دوبارہ دیں گے تو اس کا سروے کروا لیں گے۔ اگر یہ feasible ہوا تو لازمی شامل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، سروے کروانے کے بعد کہہ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، اسی سال نہیں، تو اگلے سال میں ہو سکتا ہے۔ ابھی تو سال گزرنے والا ہے۔ ابھی تو نہیں ہوسکتا۔ جو منظور شدہ منصوبے ہیں وہ بھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ آج اگر ہم ان کے لیے فنڈز وغیرہ کا کچھ کریں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب۔

میاں طارق محمود، سوال نمبر 2231۔

ڈنگہ سے پاہڑیانوالی سڑک کی تعمیر

*2231۔میاں طارق محمود، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ڈنگہ سے پاہڑیانوالی سڑک کتنے عرصہ سے زیر تعمیر ہے۔ کل کتنا فنڈ مع کتنا کام ہوا ہے۔ کتنا بقایا ہے اور حکومت کب تک اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

I۔ یہ سڑک دو اضلاع گجرات اور منڈی بہاؤالدین میں واقع ہے جس کی کل لمبائی 31.60 کلومیٹر ہے ڈنگہ سے 7.86 کلو میٹر کا حصہ ہائی۔وے ڈویژن گجرات اور بقایا 23.74 کلو میٹر ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین کے زیر کنٹرول ہے۔ اس سڑک کا تخمینہ لاگت 227 لاکھ ہے۔ ہائی وے ڈویژن گجرات جو حصہ تعمیر کروا رہا ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت 42.43 لاکھ ہے اور جو حصہ ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین میں واقع ہے اس کا کام دو گروپوں میں الاٹ کیا گیا تھا۔ گروپ نمبر 1 کا تخمینہ لاگت 86.88 لاکھ ہے اور گروپ نمبر 2 کا تخمینہ لاگت 88. 67 لاکھ ہے۔ ضلع گجرات کا حصہ 4/95 میں الاٹ ہوا اور ضلع منڈی بہاؤالدین میں واقع حصہ

5/95 میں الاٹ ہوا۔

II۔ کل فنڈ 1994-95ء سے لے کر 1996-97ء تک 24.00 لاکھ مہیا کیے گئے۔ اسی تناسب سے ہائی وے ڈویژن گجرات نے 23.65 لاکھ کا کام مکمل کیا اور اسی طرح ہائی۔ وے ڈویژن گجرات کو 24 لاکھ روپے مہیا کیے گئے اور ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین کو 130 لاکھ روپے ملے۔ اسی تناسب سے ہائی وے ڈویژن گجرات نے 23.65 لاکھ کا کام مکمل کیا اور اسی طرح ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین نے 128.22 لاکھ روپے کا کام مکمل کروایا۔ ہائی وے ڈویژن گجرات میں واقع حصہ کا بقایا کام 18.78 لاکھ روپے ہے جبکہ ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین میں زیر تعمیر سڑک کا 47.33 لاکھ روپے بقایا ہے۔

III۔ مالی سال 1998-99 میں ہر دو ڈویژن کو 66.11 لاکھ روپے فنڈز درکار تھے جبکہ صرف ایک ہزار روپے مختص کیے گئے۔ فنڈز کی کمیابی کی وجہ سے سڑک پر کام رک گیا اگر مذکورہ بالا رقم مہیا کر دی جائے تو سڑک کی تعمیر مکمل ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود، اس میں جز 3 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ 66.11 لاکھ فنڈ درکار ہے۔ جب کہ صرف ایک ہزار روپے مختص کیے گئے ہیں۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ ایک ہزار سے تو بقایا سڑک مکمل نہیں ہو سکتی۔ کیا محکمہ کسی طریقے سے اس میں کوشش کرے گا کہ یہ سڑک مکمل ہو جائے؟ آگے زمینداروں کو گنا لے جانے کی بھی مشکل ہے۔ اس میں محکمہ کچھ کر رہا ہے یا بالکل اسی بات پر اکتفا کیے ہوئے ہے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس میں جناب والا! محکمہ پہلے بھی کوشش کر رہا ہے اور مزید اس میں کوشش کرے گا۔ لیکن فنڈز ایلوکیٹ کرنا یا ریلیز کرنا یہ پی اینڈ ڈی یا ایف ڈی ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ ہم نے تو ٹوٹل جتنی on going سکیمیں ہیں اگر ہمیں تقریباً ایک ارب روپیہ مل جائے تو وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتی ہیں۔ ہم نے تو تمام سکیموں کے لیے لکھا ہے کہ جی یہ ایک ارب روپیہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کو دیا جائے تاکہ صوبہ میں جتنے بھی on going پراجیکٹس ہیں ان کو پایۂ تکمیل تک

پہنچایا جا سکے۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب۔

میاں طارق محمود، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود، 2232۔

ڈنگہ للہ موسیٰ سڑک کی تعمیر و مرمت کے اقدامات

*2232۔میاں طارق محمود، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ڈنگہ للہ موسیٰ سڑک کی حالت بہت خراب ہے۔ کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

ڈنگہ للہ موسیٰ سڑک کھیت سے منڈی تک پروگرام کے تحت مالی سال 1984-85 ء میں تعمیر کی گئی جس کی کل لمبائی 13.75 کلومیٹر اور چوڑائی دس فٹ ہے آبادی والے علاقہ موضع جوڑا کرنانا اور گرکو بالترتیب کلو میٹر نمبر 9,10,11 کے دونوں اطراف رہائشی کمرشل علاقہ ہے جس کو لوگوں نے سڑک کی سطح سے اونچا کر لیا ہوا ہے اور سڑک کی سطح نیچی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بارش کا اور نالیوں کا پانی اکثر سڑک پر کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے سڑک کی حالت بہت خراب ہے اور ٹریفک کے لیے دشواری کا باعث ہے چونکہ سالانہ مرمت فنڈز سے سڑک کے ان حصوں کو اونچا کرنا ناممکن ہے اس لیے مذکورہ بالا تین کلومیٹر کے لیے سپیشل مرمت کا تخمینہ بنا لیا گیا ہے اور منظوری کے مرحلہ میں ہے منظوری ملنے پر مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے۔ یہ کام مارچ 1999ء تک مکمل ہو جائے گا علاوہ ازیں باقی ماندہ سڑک پر سالانہ مرمت کا کام سرکاری محکمہ کر رہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ سڑک کو درست کر لیا جائے گا تاکہ کسی قسم کی آئندہ شکایت کا موقع نہ آئے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود، جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح محکمہ نے یہ جواب دیا ہے کہ آخر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ کام مارچ 1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔ کیا یہ مارچ تک واقعی مکمل کر دیں گے اور کیا منسٹر صاحب اس کی یقین دہانی کرواتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ کام مارچ 1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔ جناب والا! اگر مارچ تک یہ کام نہ ہوا تو میں جون تک اس کی یقین دہانی کرواتا ہوں۔ کہ یہ کام جون تک ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں طارق محمود، لکھا ہوا تو مارچ تک ہے اور یہ آگے جون تک لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، چلیں تین مہینے اور دے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، مارچ تو ان کا اندازہ تھا۔ کیونکہ ابھی برساتی موسم ہے اور لگ وغیرہ بھی نہیں پگھلتی۔ ابھی موسم کھلے گا تو کام شروع ہوگا۔ تقریباً اپریل کے آخر میں یا مئی کے شروع میں۔ تو ایک ڈیڑھ ماہ تو لگ ہی جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

حلقہ پی۔پی11 میں سڑکات کی تعمیر

*2243۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی11، تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں تکمیل سڑک آبدی ڈھون تا سید اینڈ ٹھٹھہ کلاں، تکمیل سڑک آبدی تا اڈہ پلسیر نزد سید براستہ کاک، تکمیل لنک روڈ دیوی داتا روڈ تا درکالی براستہ ڈہوک اعوان، تعمیر سڑک سکھو گوجر خان روڈ تا جی۔ٹی روڈ، تعمیر سڑک رکھ موڑ تا گوجر خان سکھو روڈ براستہ جھنگی حامد اور تعمیر سڑک الفلاح کمپلیکس تا سکھو براستہ چورا سڑکوں کی تکمیل اور تعمیر کے لیے سالانہ بجٹ میں فنڈز مختص

کیے گئے تھے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کے لیے کتنی رقم مختص ہوئی تھی۔ نیز کب تک ان سڑکوں پر کام شروع ہو جائے گا اور جون سے لے کر اب تک تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے سالانہ بجٹ میں ان تمام سکیموں کے لیے فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے سالانہ بجٹ میں ان سکیموں کے لیے 14.500 ملین کی رقم 1998-99ء کے لیے مختص کی گئی تھی جس میں سے پہلی قسط 7.5% کٹ لگانے کے بعد 6.707 ملین کی رقم فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مورخہ 30-11-98 لیٹر نمبر 275ADP-BIII ریلیز کی گئی۔ فنڈز 11/98 کو ریلیز ہوئے اور 12/98 کو ان سکیموں کی منظوری (T.S) ہوئی مورخہ 7-1-99 کو ٹینڈر وصول ہو گئے ہیں عنقریب ان کی منظوری کے بعد الاٹمنٹ لیٹر جاری کر دیے جائیں گے اور ان شاء اللہ ان سکیموں پر کام جلدی شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: 2245۔

حلقہ پی۔پی 11 میں سرور شہید سڑک کی تعمیر

*2245۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایشین بنک کی گرانٹ کے تحت حلقہ پی۔پی 11 تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی ایک اہم سڑک سرور شہید نشان حیدر کالج روڈ تا کبریٰ چوک براستہ ماہندر سڑک کی منظوری تقریباً ایک سال قبل ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس سڑک پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) اس سڑک کے لیے کل کتنے فنڈز منظور ہوئے ہیں اور کتنے عرصہ میں سڑک کی تعمیر کا کام مکمل ہو گا؟ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی گرانٹ کے تحت ہو گی۔ یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی منظوری جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کی جانب سے ایک سال قبل ہوئی تھی۔

(ب) جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کی منظوری کے بعد اس سڑک کے ڈیزائن کے لیے کنسلٹنٹ کو کہا گیا جس کو بعد ازاں منظوری کے بعد اس سڑک کا ٹینڈر مورخہ 24-4-98 کو وصول کیا۔ ٹینڈز منظوری کے لیے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے مقررہ کردہ کنسلٹنٹ کو بھیجا گیا۔ منظوری کے لیے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کو بذریعہ جناب سیکرٹری صاحب مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور چٹھی مورخہ 16-6-98 کو بھیجی گئی ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی منظوری مورخہ 4-7-98 کو بحوالہ منسٹری آف لوکل گورنمنٹ اسلام آباد وصول ہوئی جس کے بعد میسرز کنسولیڈیٹڈ کنسٹرکشن کمپنی کو کام برائے تعمیر سڑک مورخہ 22-7-98 کو الاٹ کر دیا گیا اس سڑک کی تاریخ آغاز کام 19-8-98 ہے اور آج تک سروے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) اس سڑک کا تخمینہ لاگت مبلغ 1,31,19,926 (ایک کروڑ اکتیس لاکھ انیس ہزار نو سو چھبیس) روپے ہے اور یہ سڑک تقریباً ستمبر 1999ء تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں وزیر مواصلات و تعمیرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی ذاتی دلچسپی سے اس سڑک کا کام شروع ہو چکا ہے لہذا میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، شکریہ۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک محمد ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 2301۔

ایس۔ای' ہائی وے سرکل لاہور کے خلاف کارروائی

*2301۔ملک محمد ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس۔ای۔ ہائی وے سرکل لاہور (محمد عارف) نے نیا پل راوی کے ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ بابت سال 98-1997ء مبلغ -/11,65,00,000 روپے میں محمد ریاض ٹھیکے دار کو دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر وے چالو ہونے پر ٹھیکے دار محمد ریاض نے XEN ہائی وے ڈویژن' لاہور کو ریبیٹ کے لیے 97-11-28 کو درخواست دی جس کو XEN ہائی وے سرکل لاہور کو بتاریخ 97-11-29 کو ارسال کیا اور ایس۔ای نے ہر معاملہ چیف انجینئر (نارتھ) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور کو 97-12-01 کو بھیج دیا۔ جس کے جواب میں چیف انجینئر 97-12-02 نے فیصلہ دیا کہ معاہدے کی کلاز 25 کے تحت وہ فیصلہ خود کرنے کا مجاز ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایس۔ای نے اس ضمن میں' پارٹی کے ساتھ معاملات طے کرنے کی بجائے کیس کو غیر ضروری معرض التواء میں ڈالے رکھا جس کی بناء پر پارٹی نے مبلغ -/90,64,658 روپے کی دو ماہوار اقساط خزانہ سرکار میں جمع نہ کروائیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ معاملے میں متذکرہ ایس۔ای فیصلہ کرنے کا خود مجاز تھا۔ لیکن اس نے اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لیے جان بوجھ کر وقت پر فیصلہ نہ کیا۔ جس کے باعث حکومت کو مبلغ 2 کروڑ روپے کا خسارہ ہوا۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکہ برائے 99-1998ء دوبارہ اسی پارٹی کو کسی دوسرے نام سے دیا۔ جس کے باعث سارا نقصان حکومت کو اٹھانا پڑا۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیف انجینئر نے چٹھی نمبر MTC/34-87/6340/M3 مورخہ 30 مارچ 1998ء کے ذریعے تمام تر نقصان کا ذمہ دار ایس۔ای مذکورہ کو ٹھہرایا مگر چیف انجینئر کی رپورٹ پر متعلقہ افسران نے کوئی کارروائی نہیں کی' بلکہ کیس کو سرے سے غائب ہی کر دیا۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایس۔ای کے خلاف کارروائی

کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راوی پل کا ٹھیکہ بابت سال 1997-98، محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد چیف انجینئر نارتھ ہائی وے لاہور نے بحیثیت مجاز آفیسر بحوالہ چٹھی نمبر MTC/34-87/IV/2117/M3 مورخہ 15-9-97 ایکسیئن ڈویژن لاہور کو منظوری دی اور اس کی ایک کاپی بطور اطلاع ایس ای ہائی وے لاہور کو بھجوائی ۔ ایکسیئن نے چیف انجینئر کی منظوری کے بعد محمد ریاض ٹھیکیدار کو بذریعہ خط نمبری 1308/M مورخہ 16-9-97 ٹھیکہ کی منظوری کا خط جاری کیا۔ اور ایکسیئن نے بحیثیت انچارج آفیسر مال پلازہ کا چارج ٹھیکیدار محمد ریاض کو مورخہ 19-9-97 کو رات بارہ بجے دے دیا۔

(ب) معاہدہ کی رو سے موٹر وے کھلنے کے بعد ٹھیکیدار اور محکمہ نے ریبیٹ طے کرنے کے لیے مذاکرات کرنا تھے۔ایس ای نے اپنے خط میں تجویز دی تھی کہ ٹھیکیدار سے مذاکرات کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کا نمائندہ بھی شامل ہو کیونکہ ٹھیکہ محکمہ خزانہ نے منظور کیا تھا اور ٹھیکہ کی رقم میں ریبیٹ کے نتیجے میں تخفیف کے لیے مذکورہ محکمے کے نمائندہ کا مذاکرات میں ہونا ضروری تھا۔ مگر یہ تجویز رد کردی گئی دیگر پیراجات کی جوابی وضاحت میں یہ بات ثابت ہو گی کہ حکومت پنجاب نے ایس ای ہائی وے لاہور کے مؤقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے ایک مذاکراتی کمیٹی تشکیل دی تھی جس میں محکمہ خزانہ کا نمائندہ بھی شامل تھا جو مذاکرات کے دوران مسلسل موجود رہا اور اس کی موجودگی میں کمیٹی نے ریبیٹ کا فیصلہ کیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ایس۔ای نے شروع ہی سے اپنے خط مورخہ 6-12-97 کے ذریعے انچارج ایکسیئن ہائی وے لاہور کو ہدایت کی وہ ٹریفک کے مکمل اعداد و شمار کے ساتھ معاملہ کی مکمل چھان بین کرکے اپنی حتمی سفارشات ارسال کرے ساتھ ہی ساتھ ٹریفک سروے ونگ ہائی وی ڈیپارٹمنٹ کو مسلسل خطوط لکھے۔ایکسیئن ہائے کو تحریری ہدایت دی کہ وہ ٹھیکیدار سے مکمل تفصیل کے ساتھ ریبیٹ کا کلیم لے کیونکہ ٹھیکیدار کے خط مورخہ 28-11-97 میں کسی

قسم کی کوئی تفصیل موجود نہ تھی حتمی سفارشات کے لیے ایکسیئن کو متعدد بار تحریری یاد دہانی کرائی۔ ٹھیکےدار کو خود بھی بذریعہ چٹھی مورخہ 27-12-97 اپنا ریبیٹ کا مکمل کلیم داخل کرانے کے لیے تحریر کیا۔ جیسا کہ ایکسیئن ہائی وے کے خط مورخہ 18-2-98 سے ظاہر ہے کہ ٹھیکےدار نے مورخہ 10-2-98 کو ریبیٹ کا مبلغ -/3,22,24,500 کا کلیم ایکسیئن کے دفتر میں داخل کیا اور مورخہ 12-2-98 کو لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائرکردی اور پہلی سماعت کو جو مورخہ 12-2-98 کو ہوئی عدالت عالیہ سےحکم امتناعی (status quo) جاری ہوا کہ جس کے نتیجے میں ٹھیکےدار نے ماہ فروری اور مارچ کی دو اقساط خزانہ سرکار میں جمع نہ کرائیں۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ مورخہ 27-4-98 اور مذاکرات کے حتمی فیصلے کے بعد یہ دونوں اقساط مئی کے پہلے ہفتے اور جون میں خزانہ سرکار میں جمع کرا دی گئیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ متعلقہ چیف انجینئر 1-4-98 کو اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد ریٹائر ہوگئے ایس ای ہائی وے نے مورخہ 2-4-98 کو تفصیلی خط محکمہ مواصلات وتعمیرات حکومت پنجاب کو ارسال کیا محکمہ نے اسی روز ایس۔ای ہائی وے کی سفارشات کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مذاکراتی کمیٹی کی تشکیل کے لیے لکھا اور تجویز دی کہ محکمہ فنانس ٹھیکےدار سے مذاکرات کے لیے اپنا نمائندہ مقرر کرے۔ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس کی منظوری دی۔ جس کے نتیجے میں سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SOH-119&IV 10-57/98 مورخہ 20-4-98 کو مذاکرات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے ٹھیکےدار محمد ریاض کے ساتھ متعدد بار مذاکرات کیے اور اس کا تفصیلی مؤقف سننے کے بعد باہمی مشاورت سے =/1,07,06,768 روپے بطور ریبیٹ کا فیصلہ کیا جس پر دو فریقین نے دستخط ثبت کر دیے۔ فیصلے کی نقل پیراگراف (ج) کے جواب کے ساتھ لگائی جا چکی ہے۔ ماہ فروری اور مارچ کی اقساط ہائی کورٹ کے فیصلے مورخہ 27-4-98 اور مذاکراتی فیصلہ کی روشنی میں ماہ مئی کے اوائل میں اور جون میں سرکاری خزانہ میں جمع کروا دی گئی۔ لہذا اس مد میں حکومت کو کوئی خسارہ نہ ہوا۔ یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اگر متعلقہ چیف انجینئر ایس ای ہائی وے لاہور کی تجویز مورخہ 29-11-97 سے اتفاق کرتے ہوئے ٹھیکےدار مذکورہ سے مذاکرات کے لیے محکمہ مواصلات وتعمیرات حکومت

پنجاب سے اسی وقت کمیٹی تشکیل دینے کی سفارش کرتے تو معاملات اتنے پیچیدہ نہ ہوتے۔ نیز یہ کہ دو ماہ کی زیربحث اقساط جو ٹھیکےدار نے ماہ مئی اور جون میں جمع کروائیں وہ صحیح وقت پر ماہ فروری اور مارچ میں جمع کروائی جا سکتی تھیں لہٰذا مندرجہ بالا تفصیل اور واقعات کی روشنی میں ایس ای ہائی وے سرکل لاہور ریبیٹ کے فیصلے کا دیر سے طے ہونے کا ذمہ دار نہ ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ سال 98-1997ء کا ٹھیکہ (محمد ریاض ساکن پیرکے ڈاکخانہ برانی پور چونیاں تحصیل قصور) کو متعلقہ چیف انجینئر نے مجوزہ قواعد کے مطابق دیا تھا۔ موجودہ ٹھیکہ برائے سال 99-1998ء چیف انجینئر پنجاب نارتھ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لاہور نے مجوزہ طریقہ کار کے مطابق سب سے زیادہ بولی دینے والے ٹھیکےدار خاکی شاہ ولد دارا شاہ' اچو خیل' ڈاک خانہ بھگو خیل تحصیل لکی ضلع بنوں کو دیا۔ اس سلسلہ میں سرحد ٹینڈر گورنمنٹ کی منظور شدہ ٹینڈر کمیٹی کی موجودگی میں کھولے گئے جس میں آٹھ ٹھیکے داروں نے مقابلہ کیا۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر سب سے زیادہ بولی دینے والے ٹھیکےدار کے ٹینڈر کی مشترکہ طور پر منظوری کی سفارش کی جسے چیف انجینئر نے اپنی چٹھی مورخہ 98-6-19 کے ذریعے منظور کیا اور ایکسیئن ہائی وے لاہور نے ٹینڈر کی منظوری کی چٹھی مورخہ 98-6-20 کو جاری کی۔

(و) مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں ایس - ای۔ ہائی وے لاہور کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ البتہ چیف انجینئر نے معاملے کو غیر ضروری طور پر الجھایا۔ حکومت پنجاب نے ایس ای کی تجویز کے مذاکرات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جانے۔ کو مناسب سمجھتے ہوئے منظور کیا اور کمیٹی کی تشکیل دی جس نے ریبیٹ کے معاملے کا فیصلہ کیا لہٰذا ان حقائق کی روشنی میں کیس کو سرے سے غائب کرنے کی نہ تو کوئی ضرورت تھی اور نہ ہی غائب کیا گیا۔

(ز) حکومت مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں ایس ای ہائی وے سرکل لاہور کے خلاف کسی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، 2310۔

بصیر پور روہیلا تیجے کا روڈ کی مرمت

*2310۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے ضلع اوکاڑہ میں بصیر پور روہیلا تیجے کا روڈ تا پاناں مہار براستہ نہال مہار سڑک تعمیر کرائی گئی ہے اور اس سے ملحقہ پاناں مہار تا ڈیرہ میاں ظفر روڈ کی تعمیر کرائی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے اور پاناں مہار تا ڈیرہ میاں ظفر کے درمیان دو جگہ سے سیلاب کی وجہ سے بہت بڑے شگاف پڑ چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے سڑک کی افادیت ختم ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت اور شگافوں والی جگہ پر پلیوں کی تعمیر سے سڑک کی افادیت بحال ہو سکتی ہے۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس کام کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا نے بصیر پور روہیلا تیجے کا تا پاناں مہار براستہ نہال سڑک اور بصیر پور روہیلا روڈ تا جمال کوٹ کے نام سے سڑک تعمیر کی ہے۔ جبکہ پاناں مہار میں ایک اور سڑک سوڈی کی تا پاناں مہار تعمیر کی گئی ہے۔ جس کا تقریباً 2.5 کلومیٹر حصہ دریا کے بند سے آگے دریا کے بیڈ میں میاں ظفر کے ڈیرے تک جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک دریا کے پانی سے 150 فٹ اور 200 فٹ لمبائی میں بہہ گئی ہے اور باقی سڑک کے دریائی حصہ میں کچے شولڈر (کنارے) بھی پانی سے شدید متاثر ہوئے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ شگاف شدہ حصوں کو پلیوں یا causeways کی تعمیر سے وقتی طور پر چالوں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دریا کے بیڈ میں ہونے کی وجہ سے سڑک ہذا کے سیلاب کے دنوں میں ٹوٹنے کا احتمال موجود ہے۔

(د) مذکورہ سڑک کے متاثرہ حصہ کی مجوزہ بحالی پر اخراجات کے مقابلہ میں افادیت نہایت کم ہے۔ کیونکہ یہ حصہ دریا کے بیڈ میں واقع ہے۔ تاہم تخمینہ لاگت مناسب سفارش کے ساتھ جلد ہی حکومت کے احکامات کے لیے بھیج دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جز (ب) میں جو یہ کہا گیا ہے کہ دریا کے بیڈ کے علاوہ، جس سڑک کے بارے میں میں نے پوچھا ہے اس کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کی مرمت کب تک کر رہے ہیں؟ یا اس کو نظر انداز کرنے والے اہل کاروں کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، ہم نے اس کی مرمت کا اسٹیمیٹ بنایا ہوا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس سال اس کو مرمت کر دیا جائے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور ضمنی سوال ہے۔ جو یہاں لکھا گیا ہے کہ یہ علاقہ دریا کے بیڈ میں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ علاقہ دریا کے بیڈ میں نہ ہے بلکہ دریا کے ساتھ والا علاقہ ہے اور اس طرح تو کئی ایک علاقے جو سیلاب کے پانی سے نقل و حمل سے متاثر ہونے کی وجہ سے ترجیحی بنیادوں پر تعمیر یا مرمت کرائے جاتے ہیں۔ اس سڑک کا یہ کام حکومت کب تک کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! دریا کے بیڈ والے علاقے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جہاں دریا کا بیڈ ہے، جہاں سے دریا گزر رہا ہے جو ساتھ والا علاقہ ہے وہ بھی دریا کے بیڈ والا یا دریائی علاقہ ہی کہلواتا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد منظور گل صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 2313 (جناب شاہد منظور گل کے ایماء پر دریافت کیا)

لاہور جڑانوالہ روڈ کی مرمت

*2313۔ جناب شاہد منظور گل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور جڑانوالہ روڈ کی منڈی فیض آباد تک سال 1995ء سے آج تک بیچ ورک کی مد میں کتنی

رقم خرچ کی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک، کوٹ نور شاہ، برج اٹاری، سنگرہ موڑ، شرق پور، اور نہر اپر چناب کے درمیانی شاہ مجازی دھول، فتوواہ، مرزاں پور، منڈی فیض آباد کے مقام سے بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان مذکورہ سڑک کی تکمیل اور مرمت کرنے اور خرابی کے مرتکب اہل کاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) لاہور جڑانوالہ روڈ کے سیکشن لاہور تا فیض آباد منڈی تک سال 1995ء سے دسمبر 1998ء تک پیچ ورک کی مد میں درج ذیل رقم خرچ کی گئی

سال 1995-96ء	Rs,403886.60
سال 1996-97ء	Rs,511083.26
سال 1997-98ء	Rs,588196.33
سال 1998-99ء	Rs,87696 00
میزان	Rs,1590862 19

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ مقامات پر بوجہ عدم نکاسی آب سڑک شکست و ریخت کا شکار ہے چونکہ سڑک کی ڈیزائن لائف ختم ہو چکی ہے اس لیے اس پر بہت زیادہ پیچ پڑ جاتے ہیں اس سڑک کی دوبارہ تعمیر نو کی جانی درکار ہے۔ جو کہ 1995-96ء کے ترقیاتی پروگرام میں بھی شامل تھی لیکن یہ سکیم منظور نہ ہو سکی کیونکہ اس کی تعمیر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے سپیشل ہائے وی پروجیکٹ میں بھی شامل کر لی گئی تھی جس کی منظوری آئندہ مالی سال (1999-2000) میں ہونے کی توقع ہے جہاں تک فوری مرمت کا تعلق ہے ان میں سے کچھ اڈوں پر پچھلے سال خصوصی مرمت کے تحت کا کام کیا گیا مثلاً مرزا پور اور فتوواہ کے اڈے قابل ذکر ہیں جبکہ اڈا برج اٹاری پر کام زیر تکمیل ہے اس کے علاوہ باقی ماندہ اڈوں

پر بشمول سنگرہ موڑ۔ شاہ بخاری۔ وغیرہ پر حال ہی میں خصوصی مرمت کے فنڈز آنے پر کام شروع کر دیا گیا ہے جو کہ بقیہ فنڈز آنے پر تین ماہ میں مکمل کر دیا جائے گا۔

(ج) چونکہ اس مالی سال میں دسمبر 1998ء تک اس سڑک بشمول ضلع شیخوپورہ کی دیگر سڑکات کی سالانہ مرمت کے لیے نہایت قلیل رقم یعنی صرف 8 لاکھ روپے تقریباً مہیا کیے گئے جو کہ ہر لحاظ سے ناکافی تھے تاہم اب سڑک کی سالانہ مرمت اور خصوصی مرمت کے فنڈز جنوری 1999ء کے آغاز میں دوسری قسط کے طور پر مہیا کر دیے جس سے موقع پر کام شروع کر دیا گیا ہے چونکہ سڑک کی شکستہ حالت فنڈز کی کم یابی کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے متعلقہ اہل کاران قصور وار نہ ہیں اندریں حالات ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ کچھ مقامات پر خصوصی مرمت کے تحت کام کیا گیا ہے۔ خصوصی مرمت پر پچھلے سال کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس میں یہ لکھا ہوا ہے 96-1995ء کے پروگرام میں یہ شامل تھی لیکن یہ سکیم منظور نہ ہو سکی کیوں کہ اس کی تعمیر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے سپیشل ہائی وے پراجیکٹ میں بھی شامل کر لی گئی تھی۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ،

"جہاں تک فوری مرمت کا تعلق ہے ان میں سے کچھ اڈوں پر پچھلے سال خصوصی مرمت کے تحت کام کیا گیا ہے مثلاً مرزا پور اور فتو والا کے اڈے قابل ذکر ہیں"۔

وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں ان دو اڈوں پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جز (ب) کا آخری حصہ یہ ہے کہ اڈا برج اٹاری پر کام زیر تکمیل ہے۔ اس کے علاوہ باقی ماندہ اڈوں پر بشمول سنگرہ موڑ، شاہ بخاری وغیرہ پر حال ہی میں خصوصی مرمت کے فنڈز آنے پر کام شروع کر دیا گیا ہے جو کہ بقیہ فنڈز آنے پر کام شروع کر دیا گیا ہے جو کہ بقیہ فنڈز آنے پر 3 ماہ میں مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں اس پر کتنے فنڈز استعمال ہوئے؟

جناب سپیکر، پچھلے سال کچھ اڈوں پر خصوصی مرمت کے تحت کام کیا گیا مثلاً مرزا پور اور فتو والا کے اڈے قابل ذکر ہیں۔ ان کے بارے میں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ۔۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، آبادی سے جہاں سے سڑک گزرتی تھی وہاں پانی وغیرہ کی وجہ سے اس کی حالت زیادہ خراب تھی اور اس جگہ کی سپیشل مرمت کر دی گئی تھی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس سوال پہ میرا ضمنی سوال تھا۔ میں وزیر موصوف کا جواب تو شاید نہیں سن سکا۔

جناب سپیکر، اچھا! آپ کوئی اور کام کر رہے تھے؟

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب! بات انھوں نے کوئی ایسی کی کہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ انھوں نے کوئی نمبرز دیے ہیں کہ کتنے پیسے خرچ ہوئے؟

جناب سپیکر، وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ پچھلے سال ان دو اڈوں کی خصوصی مرمت پر اندازاً کتنا خرچ ہوا ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب! یہ تو مجھے اندازہ نہیں کہ کتنا خرچ ہوا۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس کے بارے میں آپ کے پاس فی الحال تفصیل نہیں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی، تفصیل نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کا ہے۔

میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! سوال 2315۔

چک فیض آباد کی سڑک کی تعمیر

*2315۔ میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء کے بجٹ میں چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کی تین کلومیٹر پختہ سڑک منظور کی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کو فارم ٹو مارکیٹ صفحہ نمبر 22 سیریل نمبر 158 تعمیر وطن پروگرام میں شامل اور "approve" کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تشہیر بذریعہ اخبارات کی گئی تھی۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) مذکورہ سڑک از فیض آباد برج تا چک فیض آباد لمبائی تین کلو میٹر کمیت سے منڈی تک پروگرام کے تحت بذریعہ چٹھی نمبر SO HIV(C&W)1-5/95 مورخہ 3-8-95 برائے مالیتی 30 لاکھ 4 ہزار روپے (30,04,000/-) منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک ترقیاتی پروگرام برائے سال 1994-95ء میں فارم ٹو مارکیٹ کے تحت صفحہ نمبر 22 سیریل نمبر 158 شامل تھی۔

(ج) مذکورہ سڑک کے کام کی تشہیر بذریعہ اخبار کی گئی تھی اور 5-4-95 کو ٹینڈر بھی وصول کر لیے گئے تھے لیکن فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکا۔

(د) سڑک مذکورہ کے لیے مختص شدہ فنڈز محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری B-III-21(75)ADP/95-96 مورخہ 26-4-96 واپس لے لیے تھے جس کی وجہ سے یہ سڑک تعمیر نہ ہو سکی مطلوبہ فنڈ مہیا ہونے پر سڑک کی تعمیر مجوزہ قواعد کے مطابق شروع کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی وٹو صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

میاں منظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جواب میں کہا گیا ہے کہ اس سڑک کے لیے فنڈز ایلوکیٹ ہو چکے تھے اور ٹینڈر بھی فلوٹ ہو گئے تھے تو پھر فنڈز واپس کیوں کر لیے گئے تھے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ سابقہ پیپلز پارٹی کے دور میں ہوتا یہ رہا ہے کہ فنڈز پہلے ریلیز کر دیے جاتے تھے اور محکمہ تفصیلی تخمینہ اور ٹیکنیکل منظوری بعد

میں بناتی تھی۔ اس دور میں جب تک ٹیکنیکل منظوری نہیں ہو جاتی اور تفصیلی تخمینے نہیں بن جاتے اس وقت تک فنڈز ریلیز نہیں ہوتے۔ یہ چونکہ غیر قانونی طور پہ پہلے فنڈز ریلیز ہو چکے تھے اور ابھی محکمہ نے اس کی ٹیکنیکل منظوری نہیں دی تھی اسی دوران نگران حکومت آ گئی اور انھوں نے یہ فنڈز سیز کر دیے اور اس لیے اس منصوبے پہ کام نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد افضل خان: 2319۔

موڑ کھنڈا تا ہیڈ بلو کی سڑک کی تعمیر و مرمت

*2319۔ **جناب محمد افضل خان۔** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ 10 سال میں موڑ کھنڈا تا ہیڈ بلو کی سڑک کی کتنی مرتبہ تعمیر نو کی گئی اور کتنی مرتبہ پیچ (patch) ورک کے ذریعے مرمت کی گئی۔ اس پر ہر سال کتنے اخراجات آئے۔

(ب) اس سڑک کی موجودہ خراب حالت کو درست کرنے پر کیا اخراجات آئیں گے نیز حکومت اس کو کب تک مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا اس سڑک کی گزشتہ تعمیر اور مرمت میں بے قاعدگیاں اور ناقص تعمیر کے سلسلے میں کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) اس سڑک کی لمبائی 12.25 کلو میٹر ہے اس پر پچھلے دس سالوں میں سالانہ مرمت کے علاوہ خصوصی مرمت اور ریسرفیسنگ بھی کی گئی۔ جس پر لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	خصوصی مرمت	سالانہ مرمت	ریسرفیسنگ	میزان
1989-90ء	_	260342/	_	260342/-
1990-91ء	103300/-	119986/-	288637/-	511923/-
1991-92ء	_	106297/-	251120/-	357417/-
1992-93ء	_	120254/-	_	120254/-
1993-94ء	_	104417/-	93587/-	198004/-
1994-95ء	_	211505/-	182673/-	394178/-

1995-96،	_	112413/-	39008/-	151421/-
1996-97،	_	135405/-	_	-135405/-
1997-98	_	90544/-	449660/-	540204/-
1998-99	272415/-	144884/-	_	417299/-
up12/98	375717/-	1406047/-	1304685/-	3086447/-

اس طرح مختلف مدوں میں اس سڑک پر گزشتہ دس سالوں میں کل 30.86 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اگرچہ اس سڑک کی تعمیر نو 1995-96ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل تھی لیکن سکیم منظور نہ ہوئی۔

(ب) موجودہ خراب حالت کو درست کرنے کے لیے تعمیر نو درکار ہے تاہم اس سکیم کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال اسے خصوصی مرمت کے ذریعہ درست کیا جا رہا ہے جس پر تقریباً 37 لاکھ روپیہ خرچ آئے گا جس کے لیے 25 لاکھ روپے مہیا کیے جا چکے ہیں اس کام کی تکمیل کے بقیہ فنڈز کی فراہمی پر دو ماہ کے عرصہ میں ہو جائے گی۔

(ج) اس سلسلہ میں کوئی انکوائری نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سڑک کی مرمت کے لیے 3 مدات میں اس کے اوپر پیسے خرچ کیے گئے۔ ایک تو re-surfacing کی مد میں' پھر سالانہ مرمت کی مد میں اور پھر خصوصی مرمت کی مد میں۔ تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان تینوں میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر، افضل خان صاحب! آپ ذرا اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب محمد افضل خان، میں اس کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ میرا بنیادی طور پر سوال یہ ہے کہ گزشتہ دس سال میں اس سڑک کے اوپر تقریباً 31 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ گزشتہ دسمبر میں جب میں اس سڑک سے گزرا تو اس پر ایک ایک فٹ کے گڑھے ہیں اور ساڑھے بارہ کلو میٹر کا فاصلہ پینتالیس سے پچاس منٹ میں طے ہوتا ہے۔ اس سڑک کو میں نے دس دفعہ بنتے ہوئے دیکھا ہے

اور یہ تین مہینے چلتی ہے۔ اور پھر ٹوٹ جاتی ہے۔ میرے سوال کے جز "ج" میں لکھا ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی انکوائری نہیں ہے۔

جناب والا! میرا اب سوال یہ ہے کہ اس پر 31 لاکھ روپے پہلے خرچ ہو چکے ہیں' دس لاکھ روپیہ پچھلے دو مالی سالوں میں ہمارے دور حکومت میں خرچ ہوا اور پھر بھی یہ سڑک بالکل ٹوٹی ہوئی ہے اور 25 لاکھ روپے کی تعمیر اس سال میں پھر کی جا رہی ہے۔ اس کے اوپر انکوائری بھی نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس انکوائری ہونی چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ اس پر کیوں انکوائری نہیں ہے؟

جناب سپیکر، جی ساہی صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پہلے تو میرے فاضل دوست نے سوال کیا تھا کہ یہ جو تین مدیں ہیں' re-surfacing کی' سالانہ مرمت کی اور خصوصی مرمت کی۔ اس میں کیا فرق ہے۔ ہر سڑک کی سالانہ مرمت کے لیے محکمے کی طرف سے کچھ فنڈز مخصوص کر دیے جاتے ہیں اور وہ ہر سڑک کے لیے ہوتے ہیں' جو تھوڑی بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے اس کا پیچ ورک کر دیا جاتا ہے۔ دوسری مد re-surfacing کی ہوتی ہے' پیچ ورک کے علاوہ پوری سڑک پہ لک کا کوٹ کیا جاتا ہے۔ اس مد کے لیے علیحدہ فنڈز مہیا کیے جاتے ہیں۔ تیسری سپیشل مرمت ہے' اگر کسی وجہ سے محکمہ سمجھے کہ اس سڑک کی حالت زیادہ خراب ہے' کیونکہ سالانہ مرمت کے لیے اور surfacing کے لیے جو پیسہ ملتا ہے۔ وہ سڑکوں کی مرمت کے لیے ناکافی ہوتا ہے۔ سپیشل فنڈز ان سڑکوں کے لیے ریلیز کیے جاتے ہیں' جن کی حالت واقعتاً کافی خراب ہوتی ہے۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ اس سڑک کی حالت بھی خاصی خراب ہے' اس لیے اس کے لیے بھی سپیشل فنڈز خصوصی مرمت کے لیے ریلیز کیے گئے تھے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں' کیونکہ دو سال ہوئے ہیں ہماری حکومت کو آئے ہوئے۔ دس سال کی تفصیل انھوں نے مانگی تھی' ہم نے دس سال کی تفصیل دے دی۔ واقعتاً پچھلے دور میں تھوڑی بہت گڑبڑ ہوتی رہی ہے۔ میں آئندہ ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ 25 لاکھ روپے اس سال کے لیے بھی رکھے گئے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ 25 لاکھ خرچ ہونے کے بعد اگر انھوں نے نشان دہی کی کہ اس میں فلاں پوائنٹ پہ سڑک صحیح نہیں بنی یا اس پر میٹیریل صحیح استعمال نہیں ہوا تو انکوائری بھی ہوگی اور وہ ملازم اس محکمہ

میں نہیں رہیں گے۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

ملک مظہر عباس ران، یہ جو مختلف مدیں مرمت کی جاتی گئی ہیں۔ ان کے جو فنڈ ہیں' ان کی priority کون fix کرتا ہے؟ کیا یہ اس محکمے کی بیوروکریسی کرتی ہے یا سیاست دانوں کی رائے کو بھی اس میں ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، priority کون fix کرتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس میں محکمہ نے ایک طریقہ کار بنایا ہوا ہے کہ جتنی کسی ضلع میں سڑک کی کل لمبائی ہوتی ہے اور فی کلومیٹر -/20,300 روپیہ رکھتے ہیں۔ لیکن فنڈز کی کمی بیشی کی وجہ سے اس ریشو میں تھوڑی کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ لیکن جو رقم fix ہے وہ -/20,300 روپیہ فی کلومیٹر ہے' جس سڑک کی دس فٹ چوڑائی ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

ملک مظہر عباس ران، کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کیونکہ بیوروکریسی جو اس محکمے کی ہے۔ وہ اس کی priority fix کرتی ہے اور مقامی سیاست دانوں سے اس کی رائے نہیں لی جاتی۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ جو مرمت طلب سڑکیں نہیں ہوتیں' ان کو اس کھاتے میں ڈال کر فنڈز کو خورد برد کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، سر! جو میں نے عرض کیا ہے کہ -/20,300 روپے فی کلومیٹر سڑکوں کی مرمت کے لیے دیتے ہیں۔ یہ پیسہ in lumpsum متعلقہ ضلعے کے ایکسین کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کی صوابدید پر ہے کہ کون سی سڑک ہے' جسے top priority پر رکھنا ہے' کس کو دوسرے اور تیسرے نمبر پر رکھنا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی سیاسی عمل دخل نہیں۔ قاعدے اور کلیے کے مطابق سارا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ! جی افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، سر! میرے سوال کے جز (ج) میں تھا کہ کیا اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہے یا نہیں؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سڑک میں میری ناقص رائے کے مطابق ایک engineering

failure ہے اور اس کی ایک ٹیکنیکل انکوائری ہونی چاہیے۔ ہم نے دس سال میں 31 لاکھ خرچ کیے ہیں اور اب ہم پھر تیس پینتیس لاکھ خرچ کرنے لگے ہیں۔ وہاں پر یا تو کوئی water logging یا کوئی اور مسئلہ ہے۔ یہ ہر سال بننے کے تین مہینے کے بعد ٹوٹ جاتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ اس کی ایک ٹیکنیکل appraisal کرائیں اور اس کے لیے اگر کوئی دوسرا انجینئرنگ حل چاہیے تو میرا خیال ہے کہ اس کو ایک دفعہ کر لیا جائے تاکہ بار بار پیسے ضائع نہ ہوں۔ شکریہ جناب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے کہ water logging کا مسئلہ انکوائری سے تو حل نہیں ہوگا۔ اگر فنڈز استعمال نہیں ہوئے تو فرض کریں کہ دس سال پہلے 1989ء میں اس سڑک کے لیے دو لاکھ روپیہ دیا گیا تھا تو اس کی کیا انکوائری ہوگی؟ اس کے بعد تو کئی دفعہ پیسے آ چکے ہیں اور اس سال بھی جیسا کہ----

جناب سپیکر، ان کا یہ خیال ہے کہ چیک صرف یہ کیا جائے کہ آیا اس سڑک کی حالت ایسے کیوں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، محکمانہ طور پر اس کا سروے ہو سکتا ہے۔

جناب محمد افضل خان، پچھلے دو مالی سال میں ہمارے دور حکومت میں دس لاکھ روپیہ اس پر خرچ ہوا ہے۔ یہ جواب کے اندر figures موجود ہیں۔ مالی سال 98-1997ء میں 5 لاکھ 40 ہزار ہے اور 99-1998ء جو موجودہ مالی سال ہے اور اس کے دو مہینے پہلے اس میں دو دو فٹ کے گڑھے ہیں۔ دس لاکھ روپیہ تو پچھلے دو سال میں خرچ ہوا ہے۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کی ٹیکنیکل appraisal ہو جائے اور اگر اس کے لیے کوئی دوسرا حل چاہیے تو ہم اس کو ایک دفعہ زیادہ پیسے لگا کر ٹھیک کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، سر! انکوائری کروانے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ ماشاء اللہ ایم پی اے صاحب خود انجینئر بھی ہیں اور میں متعلقہ ایس ای اور ایکسئین کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں کہ ان کو ساتھ لے جا کر موقع پر ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔ کہ یہ دس لاکھ روپیہ کس کس portion پہ خرچ ہوا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

بند روڈ کی تعمیر مکمل کرنے کے اقدامات

*2357۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چوک داروغہ والا تا چوک یتیم خانہ بند روڈ کی تعمیر و مرمت کے کام کو کب تک مکمل کیا جائے گا۔ کس تاریخ کو بند روڈ کا ٹینڈر ہوا۔ کس کس فرم کو ٹھیکہ دیا گیا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا حکومت بند روڈ کی تعمیر مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) چوک داروغہ والا تا چوک یتیم خانہ بند روڈ دو مختلف محکمہ جات کی تحویل میں ہے۔ چوک داروغہ والا تا نیازی چوک (نیا راوی پل) سڑک محکمہ ہائی وے کے پاس ہے جب کہ نیازی چوک تا چوک یتیم خانہ کا حصہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے ایل۔ڈی۔اے (ٹیپا) کے حوالے کر دیا ہے۔ جہاں تک وہ حصہ (داروغہ والا تا نیازی چوک) جو محکمہ ہائی وے کے زیر انتظام ہے۔ اس حصے کی کشادگی و پختگی کا تخمینہ پہلے مورخہ 90-4-5 کو تین کروڑ 35 لاکھ منظور ہوا تھا بعد میں ترمیمی تخمینہ 93-9-23 کو 5 کروڑ 99 لاکھ روپے کا منظور ہوا تھا اس حصے کی لمبائی 7.80 میل ہے اس میں سے داروغہ والا سے شروع کر کے 3.75 میل کے حصے میں مکمل فنڈز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے کارپٹ کی صرف ایک تہ ڈالی جا سکی۔ مزید یہ کہ اسی لمبائی میں سے ایک کلومیٹر کے حصے میں آدھی چوڑائی میں کارپٹ کی پہلی تہ بھی مکمل فنڈز دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے نہ ڈالی جا سکی۔ آج تک 96-1995ء تک سکیم کے کل 4 کروڑ 41 لاکھ روپے فنڈز دست یاب ہوسکے اگر باقی فنڈز مہیا کر دیے جائیں تو سڑک کی تعمیر کا بقیہ کام مکمل کر دیا جائے گا۔ ٹینڈرز کے لیے 7.80 میل لمبائی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	لمبائی حصہ	تاریخ منظوری ٹینڈر	فرم کا نام جسے ٹھیکہ دیا گیا۔
1	1.51 میل	اپریل 1993ء	میسرز گیلان کنسٹرکشن کمپنی
	(چوک داروغہ والا سے شروع کرکے)		
2	2.24 میل	مارچ 1990ء	میسرز گیلان کنسٹرکشن کمپنی
3	4.05 میل	مارچ 1990ء	میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی

(ب) سکیم کے ترمیمی منظور شدہ تخمینہ لاگت 5 کروڑ 99 لاکھ روپے کے حوالے سے اگر بقیہ فنڈز مہیا کر دیے جائیں تو ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام داروغہ والا چوک سے نیازی چوک تک لمبائی 7.80 میل میں سڑک کی بقیہ درستی کا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی' حاجی صاحب! اس میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے اس کی یقین دہانی کرائی جائے کہ یہ سڑک کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر، جی' کب تک اس کو مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ اگلے مالی سال تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب کا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، سوال نمبر 2373 (دیوان عظمت سید محمد چشتی کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈسٹرکٹ کمپلیکس پاک پتن میں دفاتر کی تعمیر

*2373۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ڈسٹرکٹ کمپلیکس پاک پتن میں دسمبر 1998ء تک کتنے دفاتر تعمیر ہو چکے ہیں اور کن کن محکموں کے دفاتر زیر تکمیل ہیں' نیز کن کن محکموں کے دفاتر کی ابھی تک تعمیر شروع نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

ڈسٹرکٹ کمپلیکس پاکپتن میں مندرجہ ذیل دفاتر دسمبر 1998ء تک تعمیر ہو چکے ہیں۔

1۔ ہیلتھ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر آفس پاک پتن

2۔ تعلیم ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر خواتین پاک پتن

3۔ سی اینڈ ڈبلیو ایکسین بلڈنگ آفس پاک پتن

4۔ سی اینڈ ڈبلیو ایکسین ہائی ویز آفس پاک پتن

ڈسٹرکٹ کمپلیکس پاکپتن میں جن محکموں کے دفاتر زیر تعمیر ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ ایس اینڈ جی۔اے ڈی ڈپٹی کمشنر آفس پاک پتن

2۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ ایس۔پی آفس پاک پتن

ڈسٹرکٹ کمپلیکس پاکپتن میں مندرجہ ذیل دفاتر کی تعمیر نہ ہوئی۔

1۔ تعلیم ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) پاک پتن

2۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس پاک پتن

3۔ زراعت ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچر آفس پاک پتن

4۔ لائیو سٹاک اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز پاک پتن

5۔ لائیو سٹاک اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائیو سٹاک آفس پاک پتن

6۔ جنگلات ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر پاک پتن

7۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سول ڈیفنس آفس پاک پتن

8۔ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی' ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ آفس پاک پتن

9۔ امداد باہمی سرکل رجسٹرار کوآپریٹو آفس پاک پتن

10۔ خوراک ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر آفس پاک پتن

11۔ زراعت پاسکو آفس پاک پتن

12۔ خزانہ' ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس' پاک پتن

13۔ سی اینڈ ڈبلیو ڈپٹی ڈائریکٹر آرکیٹیکچر آفس پاک پتن

14۔ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ایکسین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ آفس پاک پتن

15۔ سوشل ویلفیئر اسسٹنٹ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر پاک پتن

16۔ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی انٹی کرپشن آفس پاک پتن

17۔ ایجوکیشن ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس پاک پتن

18۔ محنت پنجاب اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر آفس پنجاب

19۔ لوکل گورنمنٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ آفس پاک پتن

20۔ اطلاعات انفرمیشن آفیسر آفس پاک پتن

جناب سپیکر: چشتی صاحب! اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! یہ بیس محکمہ جات ہیں جن کی تعمیر شروع نہ کی گئی ہے اور ان کے لیے رقم بھی نہ رکھی گئی ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کون سے سال کے بجٹ میں ان کے لیے رقم مختص کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ میرا محکمہ تو executing agency ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کے جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ تعمیر ہو چکے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جو باقی رہتے ہیں وہ ان کا پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا' ٹھیک ہے۔ جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: رقم فراہم کرنا تو متعلقہ محکمے کا کام ہے۔ جس محکمے کی رقم ہمارے پاس پہنچ جاتی ہے ہم اس کا کام کر دیتے ہیں۔ اب دوسرے محکموں کا جن کا میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے' جب ان کی رقم ہمارے پاس آ جائے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر ان کا کام بھی شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی' ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب بارتھا رام صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ (موجود نہیں ہیں) اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ (وہ بھی موجود نہیں ہیں) اب سارے سوال مکمل ہو

چکے ہیں اور یہ وقفہ سوالات بھی ختم ہوتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! سوال نمبر 2220 کا لکھا ہوا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کے بارے میں فرمادیں کہ کیا یہ پینڈنگ ہو گا؟

جناب سپیکر، وہ اگلے سیشن پہ آئے گا۔ اُس وقت آپ یہاں پر نہیں تھے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، لیکن اس میں لکھا ہوا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وہ پھر اگلی دفعہ آجائے گا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سڑکوں کی تعمیر و مرمت

*684۔ سردار نسیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کچی شاہانی، بھکر سڑک کی لمبائی کتنی ہے اس سڑک کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی یہ سڑک اب تک کتنی بار مرمت ہوئی۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) نوانی، بھکر سڑک کی لمبائی کتنی ہے اس سڑک کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی یہ سڑک اب تک کتنی بار مرمت ہوئی اس سڑک کی مرمت پر اب تک کتنے اخراجات آئے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) کچی شاہانی بھکر روڈ" تعمیر سڑک بھکر تا داہل براستہ کچی خورد اور کچی شاھانی" کے نام سے کھیت سے منڈی تک کے پروگرام کے تحت سال 1988ء میں مکمل ہوئی۔ اس سڑک کی کل تعمیر شدہ لمبائی 11.03 کلومیٹر ہے اور اس پر 41 لاکھ 99 ہزار روپے لاگت آئی تھی۔ اس سڑک کی مرمت پر خرچ شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	سالانہ مرمت	اخراجات: ریسر فیسنگ	اخراجات: سپیشل مرمت
1۔	1991-92	14,008/-	—	—
2۔	1992-93	1,03,344/-	—	—

3۔	1993-94	40,000/-	—	—
4۔	1994-95	42,522/-	2,49,678/-	—
5۔	1995-96	11,716/-	—	—
6۔	1996-97ء	116186	—	—
	میزان	32,7776/-	2,49,678/-	—

(ب) نوانی بھکر سڑک محکمہ ہائی وے نے تعمیر نہ کی ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیل محکمہ کے علم میں نہ ہے۔

سڑکوں کی تعمیر

*688۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993ء سے 1996ء کے دوران ضلع سرگودہا اور ضلع بھکر میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے کتنی رقوم مختص کی گئیں۔

(ب) ضلع بھکر اور ضلع سرگودہا کے لیے مخصوص کی گئی رقوم میں اگر تفاوت ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) ضلع سرگودھا اور بھکر میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے سال 1993ء سے 1996ء تک درج ذیل رقوم مخصوص کی گئیں۔

سال		سرگودھا کے لیے مختص شدہ رقم (روپے)	بھکر کے لیے مختص شدہ رقم (روپے)
1992-93ء	تعمیر پنجاب پروگرام (R&B اینڈ FMR سیکٹر)	7,23,65,000/- روپے	4,64,07,000/- روپے
1993-94	ایضاً۔	2,62,37,532/- روپے	20,00,000/- روپے
1994-95	ایضاً۔	4,97,76,000/- روپے	6,00,35,000/- روپے
1995-96	ایضاً۔	3,35,07,400/- روپے	2,59,10,500/- روپے

(ب) مخصوص کی گئی رقوم میں تفاوت ہے البتہ کسی ضلعے میں شاہرات کی تعمیر کے لیے فنڈز

کی فراہمی کا انحصار ضلع کے رقبہ، آبادی، ترقی کی رفتار، پہلے سے موجود سڑک کی طوالت، ان کی حالت اور دیگر عوامل پر ہے اور اس بناء پر مختلف اضلاع کے لیے مختص کی جانے والی رقوم میں تفاوت ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کوارٹرز کو یکساں فنڈز مہیا کرنے کے اقدامات

*1744۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز اور گورنمنٹ وحدت کالونی کوارٹرز کی مرمت کے لیے حکومت ہر سال لاکھوں روپے خرچ کرتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کوارٹروں کی مرمت کے لیے حکومت جو رقم مہیا کرتی ہے وہ صرف ان الاٹیوں کے حصے میں آتی ہے جن کی سفارش اور اثر رسوخ ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1994-95ء سے 1997-98ء تک چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹر نمبر 15-E، 13-E، 11-E، 17-O اور L-1 پر مہیا کردہ فنڈز سے مرمت پر کثیر رقم خرچ کی گئی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کی بناء پر متذکرہ گورنمنٹ رہائشی کالونیوں کے کوارٹرز کو یکساں رقم مل سکے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ محکمہ ہر سال چوبرجی کوارٹرز کے لیے مختص کردہ فنڈ میں سے بلا امتیاز کوارٹروں کی مرمت اور دیکھ بھال کرتا ہے اور ضرورت کے مطابق کوارٹروں پر فنڈ خرچ کیے جاتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ کوارٹروں پر سپیشل مرمت کی مد میں مجاز اتھارٹی کی اجازت سے رقم خرچ کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کوارٹرز	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98

15-E	_	4573.00	_	(A.A) 11943.00
13-E	_	_	_	35643 00
17-O	_	_	8666 00	_
1-L	69783 00	9516.00	_	_

(د) حکام بالا کے نئے لائحہ عمل کے مطابق آئندہ صرف ان کوارٹروں میں مرمت کا کام کیا جائے گا جن کوارٹروں میں پچھلے سال سے خصوصی مرمت کا کام نہ ہوا ہے۔

سرکاری املاک کی تعمیر و مرمت FWO سے کرانے کے لیے اقدامات

*1771۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت اپنی املاک کی تعمیر و مرمت کا کام محکمہ PWD سے کراتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ PWD سرکاری املاک میں کام کرنے والے ٹھیکےداروں سے باقاعدہ کمیشن وصول کرتا ہے جو کہ 3، 5 اور 7 فیصد ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکےدار کا منافع اور کمیشن مہیا کردہ رقم سے نکالنے کے بعد اصل رقم تقریباً نصف رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ہر سال لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام سرکاری املاک کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جا رہی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام سرکاری املاک کی تعمیر و مرمت(FWO)(Frontier Works Organisation) ادارے سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنی املاک یعنی سڑکات اور محکمہ صحت، تعلیم، پولیس، S&GAD اور اس طرح کے کچھ محکموں کی عمارات کی تعمیر و مرمت C&W ڈیپارٹمنٹ سے کراتی ہے۔

(ب) اس مسئلے پر کوئی حتمی بات درست نہ ہو گی۔ اصلاح کی کوشش جاری ہے۔ اس سلسلے میں جب کبھی کوئی بےضابطگی علم میں آتی ہے تو آفیسران کے خلاف قانون کے مطابق

کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ Competitive ٹینڈر کے بعد ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور ہر کام شروع کرنے سے پہلے تخمینہ لگایا جاتا ہے تا کہ کوئی من مانی نہ ہو سکے۔

(د) یہ حکومتی پالیسی پر منحصر ہے محکمہ مواصلات و تعمیرات اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔

ضلع سرگودھا کی اے۔ڈی۔پی99-1998ء میں سڑک کی تعمیر کے لیے فنڈز کی فراہمی

*1845۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں کانڈیوال روڈ تا چک جودھ احمد نگر روڈ 1997-98ء اے۔ڈی۔پی کی سکیم ہے۔ اس سڑک کا کل تخمینہ کتنا ہے۔ 1997-98ء میں کتنے فنڈز اس سڑک کے لیے رکھے گئے تھے اور کتنے 30-6-98 تک خرچ ہوئے اس سال کی ADP-1998-99 میں صرف 40 ہزار روپیہ فنڈز رکھے گئے ہیں اس میں سے کتنے فنڈز خرچ ہوئے ہیں اور کتنے فنڈز بقایا ہیں کیا ان فنڈز سے ٹھیکیدار سال بھر کا کام جاری رکھ سکے گا یا نہیں۔ نیز اتنے کم فنڈز رکھنے کی کیا وجوہات ہیں کیا محکمہ اس سڑک کو سال بھر چلانے کے لیے فنڈز دینے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اگر ٹھیکےدار نے کام روک دیا تو دوبارہ ٹینڈر سے محکمہ کو کتنا نقصان ہو گا اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

ہاں یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں کانڈیوال روڈ تا چک جودھ احمد نگر روڈ لمبائی 54.00 کلومیٹر کو چوڑا کرنے کے لیے کشادگی اور مضبوطی کی سکیم 1997-98ء کی اے۔ڈی۔پی میں شامل تھی سرگودھا تا کانڈیوال کلومیٹر 0.00 تا 25.20 (فیز-I) کا تخمینہ لاگت 393.59 لاکھ ہے۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے مذکورہ سڑک کا کام گروپ نمبر I کلومیٹر 0.00 تا 10.20 برائے معاہدہ رقم 161.56 لاکھ مورخہ 18-3-98 کو ٹھیکےدار کو الاٹ کیا گیا۔ 1997-98ء میں اس سڑک کے لیے کل 47.00 لاکھ روپے فراہم کیے گئے تھے اور جب کہ

30-6-98 تک اس سڑک پر کل 46.89 لاکھ خرچ کیے گئے۔

رواں مالی سال میں گورنمنٹ نے اس سڑک کے لیے 1998-99ء اے۔ڈی۔پی میں صرف 40 ہزار روپے مختص کیے ہیں۔ جن میں سے صرف -/19,000 ہزار روپے فراہم کیے گئے ہیں۔ اس سڑک کی صرف 10.00 کلومیٹر لمبائی مکمل کرنے کے لیے مالی سال 1998-99ء میں مزید 114.67 لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ مہیا کردہ رقم میں ٹھیکےدار کو اس کام کو جاری رکھنا ممکن نہ ہے۔ اگر اس سکیم کے لیے مزید فنڈز مہیا نہ کیے گئے تو الاٹ کردہ کام 161.56 لاکھ سے بڑھ کر 177.71 لاکھ ہو جائے گا اور کل تخمینہ 393.59 لاکھ سے بڑھ کر 448.69 لاکھ ہو جائے گا۔ حکومت کو منصوبے کی تکمیل پر موجودہ تخمینہ سے 55.10 لاکھ زیادہ خرچ کرنا پڑیں گے۔

لاہور رنگ روڈ کی تعمیر کو مکمل کرنے کے اقدامات

*1892۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور رنگ روڈ کی تعمیر پر کتنی لاگت آئے گی اور اس کی تعمیر کا کنٹریکٹ کس فرم کے پاس ہے اور اس کی تعمیر کب تک مکمل ہو گی اور رنگ روڈ کس کس گاؤں کی حدود سے شروع ہو گی اور کہاں ختم ہو گی۔

(ب) حکومت کس ملک سے رنگ روڈ کی تعمیر کے لیے قرضہ لے رہی ہے اگر لے رہی تو کتنا قرض لے رہی ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) ہائی وے ڈویژن لاہور کے زیر غور ایسی کوئی سکیم نہیں۔

(ب) معلوم نہ ہے۔

ضلع لیہ میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ کی تعمیر

*1928۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1992-93ء میں ضلع لیہ میں F.M.R روڈ چک نمبر 222/TDA' (ایم۔ایم روڈ) تا چک نمبر 96/TDA براستہ چک نمبر 223/TDA' چک نمبر 224/TDA' چک

نمبر 96/ML، چک نمبر 89/TDA، چک نمبر 92/TDA کی منظوری ہوئی تھی۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کیا re-appropriation کے ذریعے سال 1998-99ء میں شروع کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) سال 1992-93ء اور اس کے بعد اب تک سڑک کی منظوری نہ ہوئی ہے۔

(ب) جز بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

ضلع لیہ جھرکل سے دین پور روڈ کی تکمیل

*1929۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1989-90ء میں جھرکل سے دین پور روڈ ضلع لیہ میں منظوری کے بعد شروع ہوئی تھی اور بقایا حصہ کی منظوری سال 1992-93ء میں ہو چکی تھی۔ آج تک مکمل کیوں نہیں کرائی جا سکی؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے کیا حکومت re-appropriation کے ذریعے سال 1998-99ء میں سڑک کے بقایا حصہ کو مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) سڑک از جھرکل تا دین پور کی موقع پر کل لمبائی تقریباً 9 میل ہے۔ 1989-90ء میں صرف 5 میل کی تعمیر کے لیے منظور ہوئی تھی۔ ضروری وسائل / فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔ 1992ء میں دوبارہ منظوری ہونے پر 5 میل کا کام جون 1996ء میں مکمل ہو گیا۔

(ب) بقایا 4 میل سڑک کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے مورخہ 29-10-98 کو تین ملین روپے کی منظوری دی ہے۔ مورخہ 16-11-98 کو (پی اینڈ ڈی) ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو فنڈز مہیا کرنے کے لیے لکھ دیا گیا ہے۔ فنڈز کی دست یابی اور سکیم کی منظوری کے بعد کام شروع کر دیا

جائے گا تاہم اس سکیم کے لیے re-appropriation کی فی الحال ضرورت نہ ہے۔

بھاگووال سڑک کی تعمیر

*1969۔چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سڑک بھاگووال معراج کے چاروہ لکھنال ضلع سیالکوٹ کی تعمیر کب شروع ہوئی اس وقت کتنی بن چکی ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گی۔

(ب) کیا سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس کے لیے کوئی رقم مختص کی گئی ہے، اگر کی گئی ہے تو کتنی کی گئی ہے۔

(ج) اس سڑک کی کل لمبائی کتنی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) اس سڑک کی تعمیر مئی کے مہینے 1996ء میں شروع ہوئی۔ اب تک تقریباً 10.50 کلومیٹر بن چکی ہے۔ 99-1998ء کو 5.00 ملین روپے اور آئندہ مالی سال 2000-1999ء کو بقایا رقم مہیا کردی جائے تو یہ سڑک جون 2000ء تک مکمل ہو جائے گی۔

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں اس کے لیے 0.001 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ج) سڑک کی کل لمبائی 00 22 کلومیٹر ہے۔

لاہور تا فیصل آباد روڈ کی تعمیر

*1970۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 99-1998ء میں لاہور تا فیصل آباد روڈ کی دو رویہ تعمیر کے لیے بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس روڈ کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کمپنی یا پارٹیوں کو دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بجٹ میں رقم مختص ہونے کے باوجود اس سڑک کی تعمیر ابھی تک شروع نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس سڑک پر چلنے والی ٹریفک کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سڑک کی جلد از جلد کس تاریخ سے تعمیر شروع کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) امسال 1998-99ء میں شیخوپورہ فیصل آباد روڈ کی دو رویہ تعمیر کے لیے بجٹ میں مبلغ 500.00 ملین روپے صوبہ پنجاب کی بنیاد پر رکھے گئے ہیں۔ یہ منصوبہ مورخہ 8 دسمبر 1998ء کو CDWP(Central Development Working Party) میں منظور ہو چکا ہے اب اس کی منظوری ECNEC (Executive Committee of National Economic Council) سے ہونا باقی ہے

(ب) بجٹ میں مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لیے رقم مختص ہے تاہم تخمینہ لاگت کی منظوری اور فنڈز جاری نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک سڑک کی تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔

(ج) فنڈز جاری ہونے اور ٹینڈر کی منظوری کے بعد کام تین ماہ کے اندر شروع ہو سکتا ہے۔

فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ کی تعمیر

*1977۔ سید ذیشان الٰہی شاہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد، شیخوپورہ دو رویہ روڈ کی تعمیر کے لیے موجودہ سال 1998-99ء کے بجٹ میں کتنے فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) اس روڈ کی تعمیر کا کام کب شروع کیا جائے گا اور مدت تکمیل کیا ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی تعمیر کے لیے اس سال 500 ملین روپے رکھے گئے ہیں یہ منصوبہ مورخہ 8 دسمبر 1998ء کو (Central Development Working Party) میں منظور ہو چکا ہے اب اس کی منظوری (Executive Committee of National Economic Council) ECNEC سے ہونا باقی ہے

(ب) اس روڈ کی تعمیر کا کام تخمینہ لاگت کی منظوری اور فنڈز جاری ہونے کے بعد شروع کیا جائے گا اور تقریباً تین سال کی مدت میں تکمیل ہو سکے گی۔

اوکاڑہ شہر کی بڑی سڑک کی تعمیر

*2084۔ سردار سعید انور، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اوکاڑہ میں ٹریفک کا بہت زیادہ رش رہتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اوکاڑہ شہر کی بڑی سڑک بہت زیادہ ٹوٹی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہائی وے کی ٹریفک کو خصوصاً بارش کے دنوں میں بہت مشکلات درپیش آتی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی مرمت کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) سڑک مذکورہ جو کہ اوکاڑہ شہر کے وسط سے گزرتی ہے کا نام نہ دیا گیا ہے' تاہم جی۔ٹی۔ روڈ از میل 733 سے لے کر میل نمبر 736 تک شہر کی حدود میں مرمت طلب ہے۔ اس سڑک کی دیکھ بھال نیشنل ہائی وے اتھارٹی اسلام آباد کے ذمہ ہے اور محکمہ شاہرات پنجاب سے متعلق نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ جی۔ٹی۔روڈ کا وہ حصہ جو شہر کی حدود سے گزرتا ہے مرمت طلب ہے۔

(ج) سڑک مذکورہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی تحویل میں ہے۔ لہذا اس کی مرمت انہی کی ذمہ داری ہے۔

پاک پتن تا مرلے چوک تک دو رویہ سڑک کی تعمیر

*2125۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ بجٹ میں پاک پتن تا مرلے چوک کی سڑک کو دو رویہ کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک اس منصوبہ پر عمل درآمد شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ سکیم مورخہ 15-1-99 کو CDWP سے Clear ہو گئی ہے اس کی تخمینہ لاگت 83.801 ملین روپے ہے موجودہ مالی سال میں اس کی allocation 2 ملین ہے ۔ چند ہفتوں میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

بی۔ آر۔ بی نہر کی سڑک کی ناقص تعمیر پر ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی

*2151۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ آر۔ بی نہر کی پٹری کو میانوالی بنگہ سے ڈسکہ نہر تک مکمل کر لیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موڑھکی گاؤں سائفن کے ساتھ جو کام ٹھیکیدار نے بقایا کرنا تھا کیا وہ مکمل ہو گیا ہے اور کیا تمام رقم منصوبہ کی ادا کر دی گئی ہے اور بقیہ کام اب کب شروع کیا جائے گا۔

(ج) اس سڑک کی ناقص تعمیر پر کیا ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ بی۔ آر۔ بی نہر کی پٹری پر میانوالی بنگہ سے ڈسکہ نہر تک سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ تاہم اس سڑک میں سے میانوالی بنگہ سے پل سیاں تک جس کی لمبائی 5 کلومیٹر ہے ضلع کونسل سیالکوٹ کی تحویل میں ہے۔

(ب) اڈہ پل سیاں تا بھرو کے پل تک سڑک کی لمبائی 16.30 کلو میٹر ہے اور اسے دو گروپوں کی شکل میں مکمل کروایا گیا ہے۔ گروپ نمبر 2 جس کی لمبائی 6.80 کلو میٹر ہے اور جس کا تخمینہ 52.86 لاکھ روپے تھا اسی گروپ میں سائفن پر بقیہ کام مکمل کروا لیا گیا ہے ٹھیکیدار کو کل 14 46 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی ہے اور مزید چار لاکھ روپے کی ادائیگی رہتی ہے جو کہ فنڈز کی دستیابی پر کی جائے گی اس لیے اب اس سڑک پر کوئی کام بقایا نہیں ہے؟

(ج) اس سڑک کی تعمیر مالی سال 1995-96 میں مکمل کی گئی ہے اور یہ سڑک ٹریفک کے زیر استعمال ہے لیکن مرمت کے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے اس سڑک پر کسی قسم کی مرمت نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے اس سڑک پر patches وغیرہ بن گئے ہیں اس سڑک کے لیے فنڈز جو کہ دسمبر 1998ء میں مہیا کر دیے گئے ہیں لہٰذا اس کی مرمت کا کام مارچ تک مکمل کر لیا جائے گا ٹھیکےدار چونکہ معاہدہ کی شرائط کے مطابق سڑک مکمل ہونے پر ایک سال تک دیکھ بھال کا ذمہ دار تھا اور اس عرصہ میں کوئی خاص نقص وغیرہ نمودار نہ ہوئے تھے اس لیے اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

حلقہ پی۔پی 108 کے منصوبہ جات کی تفصیل

*2152۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک محکمہ ہائی ویز نے حلقہ پی۔پی 108 سیالکوٹ میں کتنے منصوبہ جات مکمل کیے ہیں۔

(ب) ان منصوبہ جات پر کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کتنی رقم ٹھیکےداروں کو ادا کی گئی ہے۔

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکےداروں نے مکمل کیا ہے۔ ان کی مکمل تفصیل کام وائز بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکےداروں نے کام بروقت اور اچھا کیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) 1993ء تا 1997ء محکمہ ہائی ویز نے حلقہ پی پی 108 سیالکوٹ میں درج ذیل جو منصوبہ جات مکمل کر لیے گئے ہیں

	تخمینہ لاگت (ملین)
1۔ تعمیر سڑک گرلز سکول منڈی کی تا سبان پل بی آر بی کینال	9 587
2۔ تعمیر سڑک پل سبان بی آر بی کینال تا موز لوڑھیکی	12,917
3۔ تعمیر سڑک پل دیوانہ تا پڑوپی ناگرہ	4.49
4۔ تعمیر سڑک بڈھا گورایہ تا منڈی کی گورایہ	4.20
5۔ تعمیر سڑک ایم آر لنک تا پڑوپی ناگرہ	2.68

6۔ تعمیر سڑک بھرو کی تا پل سبان براستہ راجہ گھمان 5.29

(ب) مذکورہ بالا منصوبہ جات کے لیے مختص کی گئی رقوم اور ٹھیکیداروں کو کی گئی ادائیگیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

		مختص کردہ	ادائیگی	نام ٹھیکیدار
1۔	تعمیر سڑک گرلز سکول منڈی کی تا سبان پل بی۔آر۔بی کینال گڑ گور تحصیل پسرور	8.53	8.53	چودھری سراج دین اینڈ کمپنی
2۔	تعمیر سڑک پل سبان بی۔آر۔بی کینال تا موڑ لوڑھیکی	12.426	12.426	چودھری محمد علی روبینہ کلینک روڈ سیالکوٹ کینٹ
3۔	تعمیر سڑک پل دیوانہ تا پڑوپی ناگرہ	3.69	3.69	محمد الیاس سکنہ فیروز کے ناگرے تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ
4۔	تعمیر سڑک بڈھا گورایہ تا منڈی کی گورایہ	3.63	3.63	میسرز نواز ستر محلہ گھے زئیاں پسرور
5۔	تعمیر سڑک ایم۔آر لنک تا پڑوپی ناگرہ	2.59	2.59	میسرز ابدال ایسوسی ایٹس بڈ سیداں سیالکوٹ
6۔	تعمیر سڑک بھرو کے تا پل سبان براستہ راجہ گھمان	4.87	4.87	میسرز کامز کنسٹرکشن 184 جنان روڈ لاہور

(ج) متذکرہ بالا منصوبہ جات کو مکمل کرنے والے ٹھیکیداروں کی تفصیل جز (ب) میں دے دی گئی ہے ان ٹھیکیداروں نے کام مذکورہ specification کے مطابق اور فنڈز کی دست یابی کے لحاظ سے بروقت کیا تھا۔

منڈی احمد آباد جھگیاں شام سنگھ روڈ کی تعمیر

*2409۔جناب بارتھا رام، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں منڈی احمد آباد جھگیاں شام سنگھ روڈ کی تعمیر محکمہ پانی وسے نے کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت کافی عرصے سے نہیں کی گئی، اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت نے سڑک مذکورہ کی خصوصی مرمت کے لیے موجودہ مالی سال 1998-99ء میں فنڈز مختص کیے ہیں؛ اگر ہاں تو ان کی مالیت کیا ہے اور اس کا ٹھیکہ کس ٹھیکیدار کو دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر و مرمت کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا، اگر نہیں

تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ محکمہ ہذا نے کمیت تا منڈی سکیم کے تحت عرصہ تقریباً دس سال قبل مکمل کی۔ سڑک کی لمبائی 4.50 کلو میٹر ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت کافی عرصہ سے نہیں کی گئی سڑک ہذا کی سالانہ مرمت پروگرام کے تحت ہوتی رہتی ہے سڑک ہذا کی خصوصی مرمت کے لیے کوئی رقم تجویز نہ کی گئی ہے تاہم سالانہ مرمت کے پروگرام کے تحت اس سڑک کی مطلوبہ مرمت کا کام ماہ فروری تک مکمل کر دیا جائے گا۔

ڈلووال تک سڑک کی تعمیر

*2475۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کھنیاہ تیجاں گوھڑ روڈ تا ڈلووال براستہ آکی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ کب شروع کیا گیا اور اس کا تخمینہ لاگت کتنا ہے نیز اب تک اس پر کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام کافی عرصہ سے بند ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے، نیز حکومت اس سڑک کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹر کو سڑک کی تعمیر کے کام سے زیادہ رقم ادا کی جا چکی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) اس سڑک کی تعمیر کا منصوبہ مورخہ 26 جون 1995ء کو شروع ہوا تھا اس کا تخمینہ لاگت 84.93 لاکھ ہے اور جون 1998ء تک اس پر 38.69 لاکھ خرچ ہو چکا ہے۔

(ب) سڑک کا کام جولائی 1998ء سے بند ہے۔ مالی سال 99-1998ء میں اس کی allocation صرف ایک ہزار ہے جس کی وجہ سے ٹھیکیدار نے کام بند کر دیا ہے اگلے مالی سال میں اگر

مکمل فنڈز دست یاب ہو گئے تو کام مکمل ہو جائے گا۔

(ج) ٹھیکے دار کو ادائیگی بمطابق تعمیر کردہ کام کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع بہاولنگر کی مین سڑک تعمیر کرنے کے اقدامات

399۔چودھری محمد جمیل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سال 98-1997ء میں ضلع بہاول نگر کی مین سڑک قاضی والا روڈ چشتیاں تا ہارون آباد کی تعمیر کے لیے بیس لاکھ روپے فنڈز مہیا کیے تھے جو ابھی تک اس سڑک پر خرچ نہیں ہوئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سال 99-1998ء میں اس سڑک کی تعمیر کے لیے صرف 50 ہزار روپے کے فنڈز مہیا کیے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر کرنے اور اس کو جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع بہاول نگر میں قاضی والا' چشتیاں روڈ کے لیے 20 لاکھ روپے مالی سال 98-1997ء کے لیے مہیا نہیں کیے۔ البتہ چشتیاں ہارون آباد روڈ براستہ پل 117 مراد آر 25/3 آر رگودی کے لیے 10 لاکھ مہیا کیے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چشتیاں ہارون آباد روڈ براستہ پل 117 مراد 25/3-R کے لیے برائے سال 99-1998ء مبلغ پچاس ہزار روپے مختص کیے۔ جس میں سے 23250 روپے بطور پہلی قسط وصول کی گئی ہے۔

(ج) یہ فنڈز خرچ نہیں ہوئے۔ کیونکہ حکومت نے ٹینڈر کو نامنظور کر دیا ہے اور ہدایت کی کہ ٹنڈر تیسری پارٹی کی نگرانی کے زمرے میں داخل کر کے کال کیے جائیں۔ امسال 23,250 روپے فنڈز وصول ہوئے ہیں جو کہ کام شروع کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ مزید فنڈز کی

ڈیمانڈ کی گئی ہے۔

بصیر پور تا چک حافظ لال تک سڑک کی مرمت

402۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں بصیر پور روہیلہ تجیکا روڈ (بصیر پور تا چک حافظ لال) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے تحت بنائی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے کئی سال سے اس سڑک کی مرمت نہیں کرائی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی مرمت کرانے کو تیار ہے؛ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ پختہ سڑک بصیر پور تا پل حافظ لال لمبائی 18 کلومیٹر فارم تا مارکیٹ روڈز پروگرام کے تحت سال 90-1989ء میں مکمل ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سڑک کی مرمت ہر سال ضرورت کے مطابق ہوتی رہی ہے اور رواں مالی سال میں پہلے 15(پندرہ) کلومیٹر مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اور آخری 3(تین) کلومیٹر میں پیچ ورک ہو رہا ہے۔ جو کہ دو ہفتوں میں مکمل ہو جائے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بارشوں کی وجہ سے جو پیچ وغیرہ پڑے تھے مرمت کر دیے گئے ہیں۔

(د) مذکورہ سڑک فارم تا مارکیٹ روڈز پروگرام کے تحت بنائی گئی ہے۔ جتنی بھی سڑکیں اس پروگرام کے تحت بنائی گئی ہیں۔ ان کے لیے بیل داروں کی بھرتی نہ کی گئی ہے۔ صرف ہائی وے ڈویژن دیپال پور میں اس پروگرام کے تحت تقریباً نو سو کلومیٹرز (900) سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ جن کی دیکھ بھال اور مرمت کے لیے 280 بیل داروں کی ضرورت ہے۔ جبکہ اس سب ڈویژن میں صرف بیل داروں کی تعداد 36 ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ سڑکوں پر مرمت کا کام فوری طور پر مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ سڑک پر آخری 3 کلومیٹر

میں پیچ ورک کا کام جاری ہے۔ تقریباً دو ہفتوں میں بیل داروں کی کمی کے باوجود مکمل کر دیا جائے گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

رائے ونڈ روڈ پر بم دھماکا

جناب سپیکر، اب ہم کال اٹینشن نوٹس لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا کال اٹینشن نوٹس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3 جنوری 1999ء کو رائے ونڈ روڈ پر بم دھماکہ ہوا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بم دھماکہ میں تین افراد موقع پر ہلاک ہو گئے اور متعدد افراد زخمی ہوئے۔

(ج) ایف۔ آئی۔ آر کا نمبر اور گرفتار ملزمان کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجہ) شکریہ' جناب سپیکر۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 3 جنوری 1999ء کو رائے ونڈ روڈ پر بم دھماکہ ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ بم دھماکہ میں تین افراد لقمہ اجل بنے جن کے نام یہ ہیں، ہدایت علی' اشرف مسیح' پطرس مسیح۔ دو پولیس ملازمین نہ کہ متعدد افراد' انسپکٹر خادم حسین اور ہیڈ کانسٹیبل خیریت حسین زخمی ہوئے۔

(ج) ایف۔ آئی۔ آر کا نمبر 1/99 بجرم 302 ' 324 ' 427 (ت پ) Explosives Act ہے جو تھانہ ستوکتلہ میں درج ہوا اور تاحال کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے ابھی فرمایا ہے کہ پطرس مسیح ہلاک ہوا۔ اخبارات اور پولیس بیانات میں یہ بتایا گیا ہے کہ پطرس کی نعش نہ موقع پر ملی ہے اور نہ ہی اسے کہیں زندہ دیکھا گیا ہے۔ کیا یہ confirmed طریقے سے بتا رہے ہیں کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اصل صورت حال یہ ہے کہ دھماکے کے بعد وہاں سے جو belongings ملی ہیں وہ تین سائیکلیں ہیں۔ تین افراد کے جوتے ملے ہیں۔ تین کی چادریں ملی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تین افراد کی ہلاکت ہوئی ہے۔ ایک فرد کی شناخت بھی ہوئی ہے۔ باقی دو افراد کی نعشیں اتنی بُری طرح مسخ ہو چکی تھیں اور اتنے ٹکڑے ہو چکے تھے کہ یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک شخص کی نعش ہے یا دو اشخاص کی نعشیں ہیں۔ لیکن معزز قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اخبارات کی حد تک یہ ضرور خبریں آ رہی ہیں کہ وہ لاپتا ہے۔ لیکن لواحقین کے بیان کے مطابق' پولیس کی رپورٹ کے مطابق اور جہاں کہیں بھی اس کے لواحقین لاہور سے باہر بھی ہیں' جو اب تک شواہد ملے ہیں ان کے مطابق یہی ہے کہ وہ بھی اس حادثہ میں ہلاک ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، جی' منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں آنریبل منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ ابھی تک یہ واضح طور پر نہیں فرما رہے کہ پطرس ہلاک ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ انھوں نے تو اس بات کا جواب دے دیا ہے۔ آپ کا پہلا سوال بھی یہی تھا۔ اس کے بعد ہی انھوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، پھر میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہلاک ہونے والے افراد کے لواحقین کو حکومت نے بطور امداد کتنی رقوم دیں؟ ان کے نام اور مالیت جو ان کو امداد دی گئی وہ بتائی جائے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہدایت علی' اشرف مسیح اور پطرس مسیح' ان کے لواحقین کو دو دو لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! آنریبل منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ابھی تک ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ لیکن پولیس کے بیانات' سے بلکہ آج کے اخبار میں بھی ایس۔ ایس۔ پی لاہور کی سٹیٹمنٹ ہے کہ دو ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا وہ جو اخباری خبر ہے یا پولیس سٹیٹمنٹ ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! دو اشخاص کو پولیس نے حراست میں لیا ہے اور ان سے تفتیش کی جا رہی

ہے۔ میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تک جو معلومات ہمیں ان دو اشخاص سے ملی ہیں ان کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بہت جلد اصل ملزمان تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آنریبل منسٹر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ ابھی تک وہ گرفتار نہیں ہوئے اور جو بیانات یا پولیس versions ' آ رہی ہیں کیا وہ سٹیج ڈرامہ ہے؟

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ پولیس versions اخبارات کی حد تک تو اور بات ہے لیکن یہاں جو بات ہو رہی ہے وہ اور ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تسلیم کر رہا ہوں کہ دو اشخاص کو حراست میں لیا گیا ہے اور ان سے ہمیں بہت اہم معلومات ملی ہیں اور ان کی بنیاد پر ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بہت جلد اصل ملزمان تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ اصلی ملزمان ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ تو وہ فرما رہے ہیں کہ ہم بہت جلد آپ کو بتا دیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ حراست میں لیے ہوئے ہیں وہ غلط آدمی انھوں نے پکڑے ہوئے ہیں اور کیا غلط آدمی پکڑنا درست ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معزز قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ اصلی ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا اور اس کی تصدیق ان سے بھی کروا لی جائے گی کیونکہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح پُرزور طریقے سے قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے ہیں کہ وہ اصلی نہیں ہوں گے۔ تو شاید اصلی ان کے علم میں ہوں تو یہ ہماری راہ نمائی فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ کوئی اطلاع ہے تو انہیں دے دیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر میں نے اپنی انفرمیشن دی تو شاید ان کو وہ

اچھی نہ لگے۔ میں یہ چاہتا ہوں' Because he is responsible for this department ویسے چاہیے تو یہ تھا کہ اس Call Attention Notice کا جواب وزیر اعلیٰ خود دیتے کیونکہ ان کے بڑے بھائی وزیر اعظم پاکستان ہیں ----

جناب سپیکر، نہیں۔ ان کے behalf پر جواب دیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس صوبے میں امن عامہ کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ خود انھیں یہاں بلاتے اور وہ Call Attention Notice کا جواب دیتے۔ اور میں جناب والا! آپ کی وساطت سے یہ سوال بھی کرنا چاہوں گا کہ پولیس میں اتنی confusion ہے کہ یہ پہلے کہتے ہیں کہ یہ 5 kg. وزنی بم تھا اس کے بعد کہتے ہیں کہ-----

جناب سپیکر، نہیں یہ اخباروں والی خبر ہے۔ یہ سوال تو ختم ہو چکے تھے مگر میں سعید اکبر خان صاحب کو ضمنی سوال کرنے کا موقع دے رہا تھا ویسے آپ کی بات تو ختم ہو چکی۔ کیا ابھی آپ کا کوئی اور سوال رہتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی۔ ہاں۔ میرا آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنا یہ آخری سوال بھی کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو confusion ہے' کہ یہ 5 kg. وزنی بم تھا' پھر انھوں نے کہا کہ 186 kg. وزنی بم تھا' پھر انھوں نے کہا کہ time deviced bomb تھا' پھر انھوں نے کہا کہ remote control bomb تھا۔ تو کیا آنریبل منسٹر صاحب فرمائیں گے کہ یہ کس قسم کا بم تھا؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ 86 kg. کا بم تھا' یہ locally manufactured bomb تھا اور یہ feddle کرنے سے explode ہوا ہے نہ کہ وہ remote control کے ذریعے explode ہوا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آنریبل منسٹر سے میرا سوال یہ ہے کہ یہ بم 86 kg کا تھا۔ جناب سپیکر! یہ نہایت ہی اہم VIP روڈ ہے' وہاں تمام سکیورٹی measures لیے گئے تھے اور بلیو بک میں یہ ہے کہ وی۔ آئی۔ پی' وی۔ وی۔ آئی۔ پی کی movements کے لیے پل کی بھی screening کی جائے گی اور اس کو تمام اطراف سے دیکھا جائے گا۔ تو جناب سپیکر! میرا یہ سوال

ہے کہ 86 kg. کا بم جو اتنی وی۔ وی ۔ آئی ۔ پی روڈ پر رکھا گیا کیا سکیورٹی والوں نے اس کو چیک نہیں کیا ۔ گورنمنٹ کی سکیورٹی کے بارے میں یہ کیا فرماتے ہیں کہ انھوں نے وہاں وی۔ آئی۔پی روڈ کو چیک کرنے یا اس کو secure کرنے کے لیے کیا measures اختیار کیے تھے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے اور اخبارات میں بھی یہ بات بارہا آئی ہے کہ اس سلسلے میں جو security lapse ہے' وفاقی حکومت کی ایجنسیز بھی ان بارے میں تحقیقات کر رہی ہیں اور تحقیقات کی رپورٹ سامنے آنے پر یہ responsibility بھی fix کی جا سکے گی اور شواہد بھی سامنے آجائیں گے کہ تمام حفاظتی اقدامات بروئے کار لائے گئے تھے یا نہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے یہاں دیکھا کہ پنجاب میں کوئی بھی وقوعہ ہوا ہے تو محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے فوری بڑا strong action لیا ہے' اور اس کی انکوائری کیے بغیر لیا ہے۔ فیڈرل ایجنسیز کے خلاف تو فیڈرل گورنمنٹ ایکشن لے گی ان کا اپنا طریق کار ہوگا۔ مگر یہ وقوعہ پنجاب میں ہوا ہے پنجاب کی ایجنسیز بھی اس میں اتنی ہی ملوث اور اتنی ہی ذمہ دار ہیں۔ کیا پنجاب حکومت نے اپنی ایجنسیز کے خلاف کوئی ایکشن اس وقت تک لیا ہے۔ اگر نہیں لیا تو کیوں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پنجاب کی کسی ایجنسی کی ذمہ داری کی بات نہیں کی ۔ معزز رکن فرما رہے ہیں کہ فلاں بھی اتنا ہی ذمہ دار ہے۔ میں نے تو ذمہ داری کی بات نہیں کی ۔ میں نے تو اتنی گزارش کی ہے کہ تحقیقات ہو رہی ہے اور اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔

جناب سپیکر، ابھی یہ investigation کی سٹیج پر ہی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ کیا انکوائری کر رہے ہیں۔ کیا یہ انکوائری کر رہے ہیں کہ بم blast ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ وہ تو ہر آدمی کو پتا ہے کہ وہ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مذموم ارادے سے محفوظ رکھا۔ جناب' یہ تمام وقوعہ ہو چکا ہے اور تمام ایجنسیز کی نااہلی ثابت ہو چکی ہے اور منسٹر صاحب فرماتے ہیں اور on the floor of the House منسٹر صاحب اپنی statement دے چکے ہیں۔ تو جناب' 86 kg کا بم اگر ایجنسیز والوں نے نہیں دیکھا اور ابھی تک یہ انکوائری کر رہے ہیں تو جناب وہ کون سی انکوائری ہے جو یہ کر رہے ہیں کیا یہ بم blast ہونے کی انکوائری کر رہے ہیں کہ یہ blast ہوا ہے یا نہیں؟ جناب یہ ہوا ہے اور اس کے بعد

ایجنسیز نے وہاں efficiently behave کیا ہے یا کہ یہ ان کو معاف کر رہے ہیں - کہیں یہ ان کی پسند تو نہیں ہے کہ جہاں ان کو پسند آتا ہے اور اس کا جتنا بھی قصور ہو اس کو یہ معاف کر دیتے ہیں اور جو پسند نہ ہو اس کا چاہے چھوٹا سا بھی قصور ہو تو اسے suspend بھی کر دیتے ہیں اور اس کو ٹرانسفر بھی کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ کوئی سوال نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس میں آپ کا سوال کیا ہے۔؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہمیشہ جب اس طرح کا جو وقوعہ ہو جاتا ہے تو وقوعے کی انکوائری اور بات ہے کہ کون ملوث ہے' یہ کیسے رکھا گیا ہے۔ لیکن کسی ایجنسی کی جو ڈیوٹی ہے وہ تو ثابت ہو گئی ہے۔ تو جناب والا! جب ان کی نااہلی ثابت ہو گئی ہے-----

جناب سپیکر، یہ ثابت کیسے ہو گئی ہے اس کی investigation تو ابھی ہو رہی ہے۔ آپ کا سوال کیا بنتا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت کی ایجنسیز کی نااہلی تو ثابت ہو گئی ہے کہ وہ اس وی۔آئی۔پی روڈ کو protect نہیں کر سکی۔ انھوں نے 86 kg کے بم کو install کیا اور وہ ایجنسی اس کو نہیں دیکھ سکی - جب یہ بم blast ہو چکا تو اب اس کی کیا انکوائری ہے - اس کے تمام واقعات تو ثابت ہو گئے اور ایجنسیز کی نااہلی سامنے آ گئی۔ انھوں نے ان ایجنسیز کے خلاف کیا ایکشن لیا؟

جناب سپیکر، نہیں۔ ابھی کسی ایجنسی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی یہ investigation کی سٹیج پر ہے اور ابھی تو انھوں نے ذمہ داری ڈالنی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے معزز رکن یہ فرما رہے ہیں کہ انکوائری تو وقوعہ کے بعد ہوتی ہے تو جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ انکوائری تو وقوعہ کے بعد ہی ہوتی ہے - جب کوئی وقوعہ رونما ہوتا ہے تو انکوائری اس کے بعد ہی ہوتی ہے۔ اب انکوائری اس بات کی ہو رہی ہے کہ آیا ایجنسیز کی negligence تھی اور وہ جو lapse ہوا ہے یہ کس کی کوتاہی تھی۔ اس کے سامنے آنے پر کوئی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! بے شک یہ انکوائری نہ کریں - اسی وجہ سے یہ حالات پیدا ہو رہے ہیں - ایکشن میں جو تضاد ہے ' پنجاب میں جتنے وقوعے ہوئے ہیں ان پر فوری ایکشن ہوا ہے - کرم داد قریشی میں ایکشن ہوا ' اور کسی انکوائری کے بغیر ایس-پی اور ڈی-آئی-جی suspend ہوئے - ایک گھنٹے کے بعد ڈی-آئی-جی transfer ' اور ایس - پی مظفرگڑھ suspend ہوا- تو جناب' اس ایک گھنٹے میں کیا انکوائری ہوئی تھی- یہ تو اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں بدنام ہوئے ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کا راستہ protect نہیں ہے' ان پر حملے ہو رہے ہیں- تو اس سلسلے میں میں یہ چاہتا ہوں کہ سکیورٹی میں جو lapses ہوئے ہیں' جو ایجنسیز ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟ اس میں انکوائری کی ضرورت نہیں ہے ----

جناب سپیکر، کیا آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا ایکشن لیا گیا؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں-

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ اسی پر رہیں-

جناب سعید اکبر خان ، جناب' میں یہ بھی چاہوں گا کہ تضاد کیوں ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! کوئی تضاد نہیں ہے- یہ اتنا حساس معاملہ ہے کہ ہم یہ نہیں چاہتے تھے کہ انکوائری کیے بغیر کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے-

جناب سپیکر، آپ ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچے-

وزیر قانون، نہیں جناب- جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہم کسی نتیجے پر پہنچنے والے ہیں-

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں-

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر- جناب والا! میرے فاضل دوست نے تین ' چار دفعہ ذکر کیا کہ 86 کلو کا بم تھا- وہ شاید اس غلط فہمی میں ہیں کہ 86 کلو کا بم وہ کمر پر اٹھا کر لے کر گئے اور پل کے نیچے گھسے اور اس کو install کیا اور کسی نے دیکھا نہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ 86 کلو اس کی طاقت کا تجزیہ ہے مگر یہ بم اصل وزن میں تین' چار کلو کا ہی ہو گا- تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی-

جناب سپیکر: یہ معاملہ اب ختم ہو چکا ہے۔

استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ جناب سعید اکبر خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے تحاریک استحقاق، تحاریک التواء اور قراردادیں ہر اجلاس میں دی جاتی ہیں اور ان میں سے اکثر موشنز یا قراردادوں کو one way or the other withheld کر لیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بجا ہے کہ یہ آپ کی صوابدید ہے اور رولز میں بھی آپ کی consent کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ لیکن ہم لوگ یہاں اہم ایشوز کو سامنے لانے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اگر آپ تھوڑا سا لبرل ہو جائیں اور ان موشنز یا قراردادوں کو ہاؤس میں آنے دیں، حکومت کو موقع دیں کہ وہ ان کا جواب دے، اس کے بعد پھر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ مناسب نہیں ہیں تو بےشک ان کو rule out کر دیں۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ اس اجلاس میں بھی ہماری طرف سے تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار اور قراردادیں دی گئی ہیں، جو کہ بڑی valid ہیں لیکن ان کو بھی withheld کر لیا گیا ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا ان کو ہاؤس میں آنے کی اجازت دیں اور آئندہ کے لیے بھی آپ مہربانی فرمایا کریں کہ ہماری جانب سے جو قرار دادیں، موشنز آئیں تو انھیں کم از کم آپ ہاؤس میں لے آئیں۔ اور حکومت کا جواب سن کر ان کا فیصلہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کی بہت ساری تحاریک اور قراردادیں آ رہی ہیں بلکہ زیادہ آپ ہی کی آ رہی ہیں۔ آج سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 40 بھی جناب سعید اکبر خان کی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ جو آپ کی تحاریک نہیں آ سکیں ان کے بارے میں مجھے بعد میں بتا دیں، میں دیکھ لوں گا۔ جناب سعید اکبر خان صاحب!

رکن اسمبلی کے خلاف غلط ایف آئی آر کا اندراج

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم فوری مسئلے

کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ کہ ایس۔ پی بھکر اور ڈی۔ایس۔پی' صدر بھکر نے ایک ایسے معاملے میں میرے خلاف تھانہ سٹی بھکر میں پرچہ درج کروایا تاکہ میری ساکھ کو نقصان پہنچے۔ حکومتی مشینری اور انتظامیہ کے ناروا رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! وقوعہ یہ ہے کہ 15 دسمبر کو ہمارے ضلع میں اور پورے پنجاب میں چیئرمین ضلع کونسل اور دوسری لوکل باڈیز کے سربراہ منتخب کرنے کے لیے اجلاس منعقد کیا گیا اور الیکشن ہوئے۔ ہمارے ضلع میں بھی 12 بجے دن ضلع کونسل بھکر کا چیئرمین منتخب کرنے کے لیے وقت مقرر تھا۔ میں تقریباً ساڑھے گیارہ پونے بارہ اپنے گروپ کے ممبران ضلع کونسل کو ساتھ لے کر ضلع کونسل میں پہنچا۔ ضلع کونسل کا مین گیٹ بلڈنگ سے ہٹ کر مین بھکر جھنگ روڈ پر ہے۔ وہاں پانچ چھ سو پولیس والے کھڑے تھے اور ڈی ایس پی صدر عصمت اللہ نیازی' جو نہایت ہی کرپٹ اور بددیانت آفیسر ہے ان پولیس والوں کی سربراہی کر رہا تھا۔ انھوں نے ہمیں روکا اور کہا کہ صرف ممبر ضلع کونسل ہی اندر جائیں گے ۔ میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہم وہیں رک گئے اور اپنے ممبران ضلع کونسل کو اندر بھیج دیا۔ الیکشن سے ایک دن پہلے ہم نے پریذائیڈنگ افسر کو گزارش کی تھی کہ ہمارے ممبران کو یہ اندر نہیں جانے دیں گے۔ لہذا آپ اس کا بندوبست کریں۔ انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنے ممبران کو گیٹ تک لے آئیں' اندر میں خود لے جاؤں گا۔ ہمارے ممبرز ضلع کونسل اندر پہنچ گئے۔ ہم گیٹ سے کافی دور تھے اور وہاں کھڑے الیکشن کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔ تو تھوڑی ہی دیر کوئی آدھ پونے گھنٹے کے بعد شیلنگ اور فائرنگ شروع ہوگئی جو کہ اندر سے پولیس والوں نے کی۔ یہ شیلنگ' ہوائی فائرنگ ہماری طرف کی گئی۔ ہم آنسوگیس سے بچنے کے لیے دوڑ کر دور چلے گئے۔ اس کے کافی دیر بعد' جب فائرنگ اور شیلنگ ختم ہو گئی تو وہاں پر موجود چند لوگوں نے کہا کہ ممبران ضلع کونسل کو اغواء کر لیا گیا ہے۔ بعد میں مجھے اس بات کا علم ہوا کہ ضلع کونسل کے ریسٹ ہاؤس میں رات سے ہی کوئی سو' دو سو کے قریب آدمی موجود تھے ۔ سول کپڑوں میں ملبوس پولیس والوں نے ہمارے گروپ کے چار ممبران کو وہاں سے اٹھا لیا۔ اس کے علاوہ 14 تاریخ کو تقریباً سات بجے ہمارے ایک ممبر ضلع کونسل تاج محمد کو اپنے گھر سے نکلتے ہوئے اٹھا لیا گیا۔ اس

بابت ہم نے سیشن جج کے پاس درخواست دی اور انھوں نے ڈی سی کو لکھا۔ جناب سپیکر! جب یہ وقوعہ ختم ہو گیا' تمام ممبران اغواء ہو گئے ' ہمارا ایک چھٹا ممبر جو کہ نسیم اللہ خان صاحب کے بھائی ہیں ان پر تشدد کیا گیا اور انھیں ان کے مدمقابل آدمی اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ جناب والا! اسے صرف اس لیے اٹھایا گیا کہ اس نے منع کیا تھا کہ آپ اس طرح کا طریق کار اختیار نہ کریں کیونکہ اس سے حکومت کی بدنامی ہوگی۔ تو اس غیر قانونی کام سے روکنے کی وجہ اس پر تشدد کیا گیا اور انھیں اغواء بھی کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس واقعے کے کافی دیر بعد ہم ضلع کونسل میں داخل ہوئے۔ میں جو الفاظ کہہ رہا ہوں ان کے بارے میں آپ انکوائری کروا لیں' اگر غلط ہوں تو پھر آپ جو بھی سزا تجویز کریں گے میں اسے نبھانے کے لیے تیار ہوں گا۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو جائے تو آپ جو فیصلہ کریں گے وہ مجھے قابل قبول ہوگا۔ جناب سپیکر! اس وقت گڑبڑ مچی ہوئی تھی اور جو پریذائیڈنگ آفیسر تھا وہ ہال سے باہر' ضلع کونسل کی بلڈنگ کے گیٹ سے باہر کھڑا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میرے سامنے یہاں سے آدمی اٹھائے گئے ہیں' یہ بہت بری بات ہے' اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہم نے ان سے احتجاج کیا کہ جناب' ابھی الیکشن نہیں ہونے چاہییں' کیونکہ ہمارے یہاں سے پانچ ممبرز اٹھا لیے گئے ہیں' اغواء کر لیے گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے خود دیکھا ہے۔ جناب سپیکر! اس نے اپنی اس رپورٹ میں بھی یہ لکھا ہے جو کہ اس نے چیئرمین الیکشن اتھارٹی کو بھیجی ہے۔ چنانچہ پریذائیڈنگ آفیسر نے تھوڑی دیر ڈسکس کرنے کے بعد' چیئرمین الیکشن اتھارٹی کے ساتھ بات کرنے کے بعد الیکشن ملتوی کر دیے۔ تمام لوگ گھر چلے گئے۔ میں نے ایڈمنسٹریشن سے احتجاج کیا کہ ہمارے بندے مہیا کیے جائیں۔ جناب والا! ہمارا ایک آدمی رات کے سات بجے آیا' باقی دوسرے دن آئے۔ جناب سپیکر! سارا وقوعہ پولیس کے سامنے ہوا' سب کچھ انھوں نے خود کروایا لیکن اس کا الزام مجھ پر لگا دیا گیا۔ اور تھانہ سٹی میں میرے اور میرے خاندان کے خلاف ایف آئی آر درج کروا دی گئی۔ میرے چچا' خان محمد اصغر خان بھکر گئے ہوئے تھے۔ وہ لاہور آنے کے لیے گزر رہے تھے۔ اس وقوعے کے بعد وہ لاہور آنے کے لیے اسی راستے سے گزر رہے تھے کیونکہ لاہور آنے کے لیے وہی راستہ ہے۔ تو راستے میں لوگوں نے انھیں روکا اور بتایا کہ ہمارے ممبرز اٹھا لیے گئے ہیں' ہمارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے' ہمارے اوپر ہوائی فائرنگ اور شیلنگ کی گئی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور صرف سیشن جج سے ملے۔ ان سے یہی درخواست کی کہ یہ وقوعہ ہو گیا ہے' لہذا آپ مہربانی کر کے

الیکشن ملتوی کر دیں۔ سیشن جج نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ بھی چلے گئے اور ہم بھی گھر آ گئے۔ جناب والا! رات کے 12 بجے ہمیں معلوم ہوا کہ ایف آئی آر ہمارے خلاف درج ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ خواہ مخواہ ہماری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے، ہمیں ایک جھوٹے پرچے میں ملوث کرنے کے لیے ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ پولیس وہاں موجود ہے، تمام واقعات اس کے علم میں ہیں، انھوں نے خود یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور پھر خود ہی ایک جھوٹا مدعی بنا کر ہمارے خلاف پرچہ درج کروایا۔ جناب والا! یہ 28 آدمیوں کے خلاف پرچہ ہے۔ نعیم اللہ خان کے والد اور چچا کے خلاف بھی پرچہ درج کر دیا گیا۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ضلع کونسل میں سب سے آخر میں جانے والا شخص میں ہوں۔ یعنی میں ضلع کونسل میں اس وقت گیا ہوں جب کوئی وقوعہ نہیں تھا، نہ کوئی جھگڑا تھا اور نہ ہی کوئی لڑائی ہو رہی تھی۔ انھوں نے جو کچھ کروانا تھا وہ سب کچھ ہو چکا تھا، وہ ممبران کو اٹھا کر لے جا چکے تھے۔ ہم نے ایڈمنسٹریشن کے کسی آدمی سے بات نہیں کی۔ ہم نے صرف سیشن جج سے یہ کہا کہ جناب، پریذائیڈنگ افسر! آپ کے سامنے بندے اٹھائے گئے ہیں اور انھوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہاں، میرے سامنے آدمی اٹھائے گئے ہیں۔ ہم نے ان سے یہ درخواست کی کہ اب آپ مہربانی کر کے الیکشن ملتوی کر دیں۔ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں، کیونکہ میری آنکھوں کے سامنے بندے اٹھائے گئے ہیں اور یہاں گاڑیاں کھڑی تھیں ان میں ڈالا گیا ہے، اس لیے میں یہ الیکشن نہیں کراؤں گا۔ تو انھوں نے الیکشن اتھارٹی اور تمام ایجنسیوں کو inform بھی کیا اور الیکشن ملتوی کر دیا۔ جناب والا! یہ کون سا انصاف ہے کہ وقوعہ کرنے والوں وقوعہ کروانے والوں کے خلاف کچھ نہ ہو لیکن جن کے ساتھ زیادتی ہو ایف آئی آر بھی انھی کے خلاف کاٹ دی جائے؟ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر یہ تحریک استحقاق، استحقاقات کمیٹی کو بھیجیں تاکہ وہاں ان افسران سے پوچھا جائے کہ آپ نے خود من مانی کر کے ایسا کیوں کیا ہے؟ جناب سپیکر! یہ ہو سکتا ہے کہ وقوعہ کہیں دور ہوا ہو اور وہاں سے مدعی چلے اور پولیس والوں کو پتا نہ ہو تو وہ ایف آئی آر درج کر دیتے ہیں لیکن جو پولیس والے وہاں موجود تھے اور سارا کچھ ان کے سامنے ہوا ہے بلکہ وہ ساری کارروائی میں موجود تھے تو انھوں نے خواہ مخواہ ہماری ذات کو اور ہماری ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے یہ من گھڑت وقوعہ درج کیا ہے۔ جس کے لیے میں آپ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرمائیں اور اسے استحقاقات

کمیٹی کو بھیجیں تا کہ وہاں پر تمام واقعات کی چھان بین ہو سکے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے لاءمنسٹر صاحب کو جواب دے لینے دیں۔ جی راجہ صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کے جذبات کا احترام کرتا ہوں اور انھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں قطعی طور پر ان سے اختلاف نہیں کرتا۔ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو مجھے ان کے ساتھ ہم دردی ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ ان کی اس تکلیف کا ازالہ ہونا چاہیے۔ لیکن جیسا کہ آپ کے سامنے معزز رکن نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آپ نے خود محسوس کیا ہوگا کہ انھوں نے کسی پولیس آفیسر کو نامزد نہیں کیا کہ فلاں آفیسر کے کہنے پر یا فلاں آفیسر نے یہ کام کیا ہے۔ میں تکنیکی بنیاد پر بات کرتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر، راجہ صاحب! انھوں نے ایس پی بھکر اور ڈی ایس پی صدر بھکر کا ذکر کیا ہے۔

وزیر قانون، انھیں ملوث کیا ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ،

> "The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law".

جناب والا! اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معزز رکن کا کون سا ایسا استحقاق مجروح ہوا ہے جو آئین نے انھیں دیا ہوا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قطعی طور پر یہ تاثر غلط ہے کہ یہ ایف آئی آر ایس پی یا ڈی ایس پی نے درج کی ہے۔ جناب والا! در اصل ملک محمد ایوب اوکھ ممبر ضلع کونسل بھکر نے تحریری درخواست پولیس کو دی اور اس تحریری درخواست پر یہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ اس میں پولیس کا قطعاً کوئی عمل دخل نہیں اور میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ کریمنل پروسیجر کوڈ کا ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے سیکشن 154 میں ہے کہ،

> "154 . The information in cognizable cases: Every information relating to the commission of a congnizable offence if given orally to an officer incharge of a Police Station, shall be reduced to writing by him or under his direction, and be read over to the information , and every such information , whether given in

writing or reduced to writing as aforesaid shall be signed by the person giving it, and the substance thereof shall be entered in a book to be kept by such officer in such form as the Provincial Government may prescribe in this behalf".

اگر کوئی آدمی پولیس اسٹیشن جا کر ایک زبانی واقعہ بھی درج کراتا ہے تو پولیس کا فرض ہے کہ اس کو تحریر میں لانے اور قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہیے۔ اسی میں آگے چل کر commentry میں لکھتے ہیں کہ،

"Police is bound to register FIR where allegations in report made to it discloses prima facie a case of commission of a cognizable offence. Refusal by Police to register case in such circumstances would be illegal and would attract exercise of writ jurisdication with direction to Police to register case".

اب ایک عام آدمی نے ایک عام شہری نے جس کو یہ مکمل اختیار حاصل ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی وقوعہ ہوتا ہے چاہے وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ میں قطعی طور پر اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ وقوعہ جھوٹا ہے یا سچا ہے۔ ایک آدمی جا کر پولیس کو اس دفعہ کے تحت درخواست دیتا ہے کہ میرے ساتھ یہ وقوعہ رونما ہوا ہے تو پولیس کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ اس سے انکار کرے۔ پولیس نے ایف آئی آر درج کر دی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ وقوعہ جھوٹا ہے یا سچا ہے۔ تو جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں کلی طور پر اعتماد رکھتا ہوں کہ میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہو گا لیکن وہ اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جس وقت تحقیقات ہو جائیں۔ اب اس میں پولیس افسر کا تو کوئی قصور نہیں، کیونکہ ایک عام شہری آتا ہے قانون اور ضابطے کے مطابق درخواست دیتا ہے تو ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ تو اب پولیس کا کام اسے investigate کرنا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے معزز بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح سے ان کی تسلی ہوگی ہم اس طرح کی تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہیں۔ تفتیش کروانے کے لیے تیار ہیں ہم ہر اس افسر سے تفتیش کروانے کے لیے تیار ہیں جس پر انھیں اعتماد ہو۔ اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو وہ جو حکم دیں گے ہم وہ کرنے کے لیے تیار

ہیں لیکن یہاں پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی کیونکہ پولیس افسر ملوث نہیں ایک تحریری درخواست آئی اور اس پر پرچہ درج ہوا۔ اب پولیس نے تحقیقات کرنی ہے اگر واقعہ جھوٹا ہوا تو خارج ہو جائے گا اور اگر درست ثابت ہوا تو چالان ہو جائے گا۔ لیکن یہ ان دو individual کی طرف سے ایف آئی آر نہیں ہے اور جیسے معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تو اگر یہ استحقاق کمیٹی کے پاس جائے گی تو اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو وہ ایوب اوکھ نے کیا ہے جو کہ ممبر ضلع کونسل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ استحقاق کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس لیے میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھے ان کے جذبات کا احساس ہے مجھے ان کے احساسات کا بھی احساس ہے۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں اور مجھے تکلیف ہوئی ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن میری ان سے یہ استدعا ہوگی کہ وہ اس کے لیے مناسب فورم استعمال کریں۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہوگی کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن اس کے باوجود میں انھیں on the floor of the House assure کراتا ہوں کہ غیر جانب دارانہ طور پر تفتیش کرائی جائے گی اور ان کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ابھی آپ تشریف رکھیں۔ کیا اس سلسلے میں آپ کی بھی کوئی تحریک استحقاق ہے؟

جناب نجیب اللہ خان نیازی، میری تحریک استحقاق نہیں ہے لیکن میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جو چل رہی ہے میں پہلے اسے handle کر لوں۔ جی سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! راجہ صاحب! نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی پولیس اسٹیشن جا کر درخواست دے تو پولیس ایف آئی آر درج کرنے کی پابند ہے۔ لیکن ہم نے اس تمام وقوعہ کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر، جی؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو وقوعہ ہمارے دوستوں کے ساتھ ہوا ہم نے اس کی تحریری درخواست دی کہ یہ وقوعہ ہوا ہے۔ ہمارے آدمیوں کو اٹھایا گیا ہے ان کے ساتھ تشدد ہوا ہے لیکن ہماری ایف آئی آر تو آج تک کسی نے نہیں کاٹی۔ جو وقوعہ نہیں ہوا اس کی تو ایف آئی آر کٹ

گئی۔ میں راجہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ خود بھی اسی victimization کا نشانہ بنے ہیں اور ان کو احساس ہے اور انھیں پتا ہے کہ کس طریقے سے تمام واقعات ہوئے ہیں۔ وہ میرے ساتھ ہمدردی اس لیے جتلا رہے ہیں میں ان کا مشکور ہوں وہ میرے بڑے بھائی ہیں مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ وہ بھی اسی process سے گزرکر اس ہاؤس میں آئے تھے اور میں بھی اسی process سے گزر کر on the floor of the House یہ تحریک استحقاق دے رہا ہوں۔ جناب والا! اگر راجہ صاحب اس جگہ ہوتے تو وہ بھی آج تحریک استحقاق پیش کر چکے ہوتے۔ یہ خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی ہے کہ میں آج یہاں ہوں اور میں اس process سے گزرا ہوں۔ ہمارے آدمیوں کو اٹھایا گیا اور اس کا یہ ثبوت ہے کہ آج تک وہاں الیکشن نہیں ہوئے۔ جناب والا! میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ٹاؤن کمیٹی دریا خان میں 21 ممبر ہمارے ساتھ ہیں میں ان کو لے کر جا رہا تھا ان کے خلاف اغوا کا مقدمہ درج ہوا ہے۔ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او نے میرا راستہ بلاک کر کے مجھے کہا کہ آپ نہیں جا سکتے اور ہم نے ان آدمیوں کو گرفتار کرنا ہے۔ تو میں نے ان کی روبکار دکھائی کہ میں نے ان کی عبوری ضمانت کروائی ہے۔ جن آدمیوں کو اغوا کروانے کا پرچہ ہے وہ میری گاڑی میں بیٹھے تھے انھوں نے کہا کہ ہم تو ان کے ساتھ ہیں ہم تو اغوا نہیں ہوئے اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں۔ تو میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ڈی ایس پی تھانہ سٹی میں بیٹھے رہے لیکن رات کے گیارہ بارہ بجے تک ایف آئی آر کا کوئی مدعی نہیں بنتا تھا۔ زبردستی مدعی بنایا گیا اور اسی کے کہنے پر یہ تمام وقوعہ ہوا' یہ تمام زیادتی ہوئی۔ تمام واقعات کا ذمہ دار ڈی ایس پی صدر ہے۔ میں اس کو نامزد کرتا ہوں اور میں استحقاقات کمیٹی میں ثابت کروں گا کہ تمام واقعات کا ذمہ دار یہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کو پتا بھی ہے ان کے ساتھ بیتی بھی ہے وہ اس طرح کے حالات سے گزرے بھی ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے تو ہمارے ساتھ ہمدردی کریں تاکہ شاید کسی دن ان کی بھی بات ہو اور مجھے موقع ملے تو میں ان کو support کر سکوں کہ کل میرے ساتھ بھی اس طرح کا وقوعہ ہوا تھا اور میرے بڑے بھائی نے مجھے support کیا تھا' کیونکہ وہ اس بات کو جائز سمجھتے تھے۔ جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جہاں تک وزیر قانون نے رولز اینڈ پروسیجر کی بات کی ہے تو آپ نے جتنی تحاریک استحقاق' استحقاقات کمیٹی کو بھیجی ہیں وہ تمام آپ نے روایات کے مطابق بھیجی ہیں۔ اگر پوری چھان بین کی جائے تو میرے خیال میں وہ اس category میں نہیں آئیں گی۔ تو اس اسمبلی کی اور سپیکر پنجاب اسمبلی کی جو روایات ہیں میں ان کا واسطہ دیتے

ہوئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اسے استحقاقات کمیٹی میں جانا چاہیے تاکہ میں کمیٹی کے تمام ممبران کے سامنے تمام واقعات لاؤں اور اس کی چھان بین ہو سکے۔

جناب سپیکر، اس میں سعید اکبر خان صاحب! جو چیز وزیر قانون صاحب نے فرمائی ہے کہ وہ کسی بھی دوسرے افسر سے انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں! جیسا کہ انھوں نے ایوان کے فلور پر بھی کہا ہے۔ اس میں کوئی حرج والی بات ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جس ایجنسی نے ہماری ایف آئی آر کی درخواست لینے سے انکار کیا۔ہم نے درخواست دی کہ یہ وقوعہ ہوا ہے ہمارے آدمی اٹھائے گئے' اس کے متعلق خالی درخواست لینے کے لیے کوئی تیار نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے لی اور نہ ہی کسی نے پرچہ درج کیا۔ کتنی مشکل سے ہم نے وہ درخواست دلوائی اور اس کے بعد اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! کس طریقے سے تفتیش ہوگی اور کیا طریقہ ہوگا۔ میرے سامنے جو سب سے بڑا فورم ہے جو مجھے کچھ دے سکتا ہے وہ استحقاق کمیٹی ہے ۔ اس نے بھی کوئی ایف آئی آر کو خارج نہیں کرنا۔ مجھے اس سے یہ مدد ملے گی کہ اس پر جو ان کے comments آئیں گے یا ان کی جو proceeding ہوگی اور اس میں جو رائے دیں گے مجھے شاید کل ہائی کورٹ میں وہ کام آئے اور میں ہائی کورٹ سے پرچہ خارج کروانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ جناب سپیکر! مجھے کسی ایجنسی پر یہاں پر اعتبار نہیں ہے کہ وہ اس ایف آئی آر کو ہاتھ بھی لگوائے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں اس لیے بے تاب ہو رہا تھا کہ ہمارے معزز رکن جھوٹ پر جھوٹ بول رہے تھے۔ میں بھی اس واقعہ میں موجود تھا اور جیسے یہ اپنے آپ کو چشم دید گیم کر رہے ہیں میں بھی اسی طرح چشم دید ہی تھا۔ وقوعے کو بڑا توڑ مروڑ کر یہاں پر پیش کیا گیا ہے۔ اسلحے سے لیس ان کے چچا جو لاہور جا رہے تھے اور راستہ میں گھوم کر اندر آ گئے' کلاشنکوف سے لیس اس وقت کے الیکشن میں موجود تھے۔ جناب والا! جو وقوعہ ہوا ہے ممبرز کی آپس میں لڑائی ہوئی ہے اور زیادتی ان کے ممبرز کی ہے یا اُن کے ممبرز کی ہے' اس سلسلے میں انکوائری ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ یہ سب کچھ پولیس نے کیا ہے انتظامیہ نے کیا ہے یا گورنمنٹ نے کیا ہے یہ سراسر الزام ہے۔ اگر ایف آئی آر درج کروانے والی بات ہے تو انھوں نے

جو ایف آئی آر لکھ کر دی ہے دوسری طرف سے ہمارے ممبر ضلع کونسل نے بھی لکھ کر دی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ سچ لکھ کر دیتے ہیں اور ہم جھوٹ لکھ کر دیتے ہیں۔ پرچہ درج ہوا ہے ان کا موقف بھی لکھا گیا ہے' اسی ایف آئی آر میں اُن کا مؤقف بھی درج ہے۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے جو آپ کے ممبر نے لکھ کر دیا ہے وہ تو درج ہو گیا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا! اسی ایف آئی آر میں ان کا مؤقف بھی درج ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ رکیں۔ جو درخواست انھوں نے لکھ کر دی ہے اس پر ایف آئی آر درج کیوں نہیں ہوئی۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب' ان کا مؤقف بھی درج ہے۔

جناب سپیکر، کیوں جی درج ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میرے ساتھ مسلح افراد ہیں۔ مجھے یہ گورنمنٹ نے provide کیے ہوئے ہیں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا! دس تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرے ساتھ دو مسلح گارڈ گورنمنٹ نے مہیا کیے ہوئے ہیں۔ خان صاحب کے ساتھ تین مسلح گارڈ پولیس کے سپاہی ہیں۔ رشید اکبر خان کے ساتھ پولیس کے گارڈ ہیں اور ڈی سی بھکر نے ہمیں اس سلسلے میں لیٹر دیا ہوا ہے اور اجازت دی ہوئی ہے اور ہمارے پاس کلاشنکوف کے پرمٹ ہیں۔ یہ کوئی ناجائز اسلحہ نہیں۔ ہمیں یہ ہدایت ہے کہ آپ اپنے ساتھ مسلح سکیورٹی گارڈ رکھیں۔ ڈی سی نے ہوم سیکرٹری نے اور آئی جی نے ہمیں یہ سکیورٹی گارڈ مہیا کیے ہوئے ہیں۔ سپاہیوں کے پاس پولیس کا اسلحہ ہے اور ہمارے ساتھ ہم نے جو کلاشنکوف کے پرمٹ لیے ہوئے ہیں وہ اسلحہ ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہاں حلف دے کر کہتا ہوں کہ اگر ہمارے کسی بندہ نے کوئی فائرنگ کی ہو یا اس وقت کوئی وقوعہ ہوا ہو یا اندر کسی ضلع کونسل کے ممبران کی لڑائی ہوئی ہو۔ جناب سپیکر! ہمارے ممبر اندر جانے لگے اور چند آدمیوں نے

ان کو اٹھا کر ویگنوں میں ڈال دیا۔ یہ کہتے ہیں ممبرز لڑے ہیں۔ ممبر کیوں لڑیں' یہ تو وہ لوگ لڑ رہے تھے جن کو سیاسی ناکامی ہو رہی تھی وہ باہر لڑ رہے تھے اور وہ اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے تھے۔ جناب سپیکر! ان کے تو ٹاؤن کمیٹی دریا خان میں آٹھ ممبر ہیں اور ہمارے ساتھ 21 ممبر ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ آٹھ والے چیئرمین بنیں۔ ہمارے پاس ضلع کونسل کے تیس ممبر تھے دوسری طرف سے 26 تھے اور یہ چاہتے تھے کہ 26 والوں کا چیئرمین بنے۔

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ میں نے اگر معزز رکن سے یہ عرض کی ہے کہ میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ان کے احساسات کی قدر کرتا ہوں تو اس پر بھی وہ معترض تھے اور اس کی بھی انھوں نے وجہ نکال لی کہ میں کیوں ان کے جذبات اور احساسات کی قدر کرتا ہوں۔ میں صرف عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کر رہے تھے کہ میرے ساتھ واقعہ ہوا تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اگر وکیل کی ضرورت پیش آئی تو میں انھیں وکیل ضرور کر لوں گا' کیونکہ انھوں نے اپنا کیس اچھی طرح سے پیش کیا ہے۔ لیکن میں نے ان کو ابھی وکیل کیا نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جو واقعہ انھوں نے بیان فرمایا ہے کہ اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی' اگر اس کو وہ تحریک استحقاق کے طور پر لے آتے تو ہم کہتے کہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو تو وہ لائے ہی نہیں اور ایک عام ممبر ضلع کونسل جس نے قانون اور قاعدے کے مطابق پولیس کو جا کر درخواست دی اور پولیس نے کوئی غلط کام نہیں کیا پولیس اس کو انکار کر نہیں سکتی تھی۔ کسی قانون کے تحت انکار نہیں کر سکتی تھی۔ ان کو پولیس نے انکار کیا ہے تو یہ تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ ان کو پولیس نے انکار کیا ہے ہائی کورٹ میں جائیں ہائی کورٹ آرڈر کرے گا اور ایف آئی آر درج ہوگی۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ ایک ایف آئی آر جو ایک عام ممبر ضلع کونسل نے درج کروائی ہے ------

جناب سپیکر، میرا خیال ہے راجہ صاحب! اس طرح کریں آپ اس کی دوبارہ صحیح طریقے سے انکوائری کروا لیں۔ تو اس کو ہم مؤخر کر لیتے ہیں اور تین چار روز کے بعد ہم اس کو دوبارہ ٹیک اپ کریں گے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز وزیر قانون نے ابھی آئین کے حوالے سے اور کچھ تحریک استحقاق کی admissibility کے حوالے سے quote کیا تھا۔ اس میں محترم ممبر جناب سعید اکبر خان نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ جب کبھی بھی ممبرز کا کوئی معاملہ آتا رہا ہے تو آپ اس میں لبرل رہے ہیں اور اجازت دیتے رہے ہیں اور تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھی بھیجتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایم این اے اور ایم پی اے کے والدین کا ذکر ہو' میرے خیال میں وہ ان کا استحقاق بنتا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے آپ کو صرف یہ quote کرنا چاہوں گا کہ صرف admissibility کی بات پر' راجہ صاحب چونکہ active وکیل نہیں ہیں اور وکلاء حضرات کی یہ ہمیشہ توہین بھی کرتے رہتے ہیں اور جیسا کہ انھوں نے اگلے دن بھی کیا۔ اس پر میں بعد میں بات کروں گا۔ اگر یہ انسائیکلو پیڈیا آف پارلیمنٹ جو کہ نارمن ولڈن نے لکھی ہے' اس کو اٹھا کر دیکھیں تو ساری بات statute کی نہیں ہوتی اور نہ ہی ساری بات آئین کی ہوتی ہے۔اس میں دیا ہوا ہے کہ

> Some privileges are based solely on customs and precedents while others have been confirmed by statutes.

اگر یہ آئین کی بات بھی کرتے ہیں اور یہاں جو precedents of customs ہیں ان کو بھی اگر مد نظر رکھا جائے تو اس تحریک استحقاق کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! آپ کو اس تحریک کو admit کرکے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، اب تو اس کے اوپر میں کہہ چکا ہوں کہ چار دن کے بعد پھر اسے ٹیک اپ کریں گے۔

وزیر قانون، ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! مجھے پھر یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور مجھے ان صاحبان کو سمجھانا

پڑتا ہے جن کے اوپر سے بات گزر جاتی ہے۔ جناب والا! میں نے تو آئین کی بات ہی نہیں کی۔ میں نے تو میجر ایکٹ میں سے کریمنل پروسیجر کوڈ کو نکالا تھا اور اس کی سیکشن ان کو جتائی تھیں۔ کوئی شخص اگر پولیس کو جا کر درخواست دے تو پولیس کو ایف آئی آر درج کرنی پڑتی ہے اور ایک عام شہری کے خلاف یہ تحریک استحقاق کس طرح سے لا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس کے اوپر اب کافی بات ہو چکی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں صرف ایک بات ایک دو لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اس وقوعہ میں تھا ہی نہیں۔ میں نے درخواست دی نہیں جو وقوعہ میں تھے انھوں نے درخواست دی ۔ میری ایف آئی آر کے لیے درخواست ہی نہیں تھی ۔ میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ میں وقوعہ میں نہیں تھا اور مجھے خواہ مخواہ ڈی ایس پی نے وقوعہ میں ڈالا اور اپنی ذاتی عناد کی بنیاد پر ڈالا۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک موقع مجھے بھی دے دیں۔

جناب سپیکر، آپ کو موقع دے دیا ہے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

اخبار میں رکن اسمبلی کے بارے میں غلط خبر کی اشاعت

حاجی مقصود احمد بٹ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ " خبریں" اور " صحافت " کی اشاعت مورخہ 22 جنوری 1999ء کو میں صفحہ پر ایک بہت بڑی اس صدی کی جھوٹی خبر میری گرفتاری کے بارے میں لگائی گئی ہے۔ میرا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

حقیقت حال اس طرح ہے کہ حاجی ظفر اقبال جو کہ تاجر اور میرے حلقہ انتخاب کا رہائشی بھی ہے۔ اس کا ناصر نامی شخص کے ساتھ کاروباری لین دین کا تنازع تھا۔ مجھے حاجی ظفر اقبال اپنے ساتھ تصفیہ کے لیے ناصر کی کوٹھی پر لے کر پہنچا ہی تھا کہ " خبریں " اخبار کا رپورٹر اور فوٹو گرافر تھانہ ڈیفنس کی پولیس کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے۔ سب انسپکٹر نے بتایا کہ ہم نے کوٹھی کے اندر چھپے ہوئے

مفرور کو گرفتار کرتا ہے۔ اس دوران " خبریں " اخبار کے فوٹو گرافر نے کوٹھی کے باہر مین گیٹ پر پولیس کے ہمراہ میری تصویر اتار کر نام نہاد اخبار میں مجھے بلیک میل کرنے کے لیے جھوٹا سکینڈل چھاپ دیا ہے حالانکہ اس سکینڈل سے میرا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے یہ صرف مجھے اور میری پارٹی مسلم لیگ کو بد نام کرنے کے لیے سازشیں کی جا رہی ہے۔

اس جھوٹی خبر سے نہ صرف میرا بلکہ تمام اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرکے انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس کے اوپر کافی بات ہوچکی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! مجھے تھوڑا سا موقع دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اس کا فیصلہ ہو جائے۔ آپ کی مہربانی ہے۔ یہ مسئلہ پچھلے چھ سال سے چل رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو اصل بات بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، مختصر بیان دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، بالکل جناب۔ جس دن سے یہ واقعہ ہوا آج تک لگاتار پورا پورا صفحہ میرے خلاف چھاپا جا رہا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سوائے میرے نام کے اس کو دنیا میں کوئی دوسری خبر نہیں مل رہی۔ خیر یہ نئی بات نہیں۔ آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ 1993ء کی بات ہے کہ جس وقت اس نے مجھ سے 10 لاکھ روپے مانگے تھے اور میں نے وہ دس لاکھ روپے دینے سے انکار کیا۔ جس کے بارے میں پچھلے دنوں میں نے اس دن بھی یہ بات کہی تھی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے دس لاکھ روپے دینے سے انکار کیا جس کی آج تک میں سزا بھگت رہا ہوں۔ ٹھیک ہے وہ بات چل رہی ہے دعوٰی بھی چل رہا ہے۔ پچھلے دنوں پھر اسی طرح اس نے جھوٹی خبریں لگائیں اور میں نے ایک تحریک استحقاق دی اور وہ منظور ہوگئی اور آج تک یہ شخص اس میں پیش نہیں ہوا۔ ایک دن تاریخ تھی اور اس کی طرف سے درخواست آئی کہ میں آج اپنے وکیل کے ہمراہ ہائی کورٹ میں مصروف ہوں اور مجھے آئندہ تاریخ دی جائے۔ جناب والا! اس دن ہفتہ تھا اور ہائی کورٹ بند تھا اور یہ اس کے جھوٹ کا عالم تھا۔ لیکن یہ بات چلتے ہوئے پچھلے دنوں بھی اس نے اسی طرح خبریں لگائیں تو

ایک دن اس نے لکھا کہ حاجی مقصود بٹ نے خانہ خدا کو نہ چھوڑا اور 20 لاکھ روپے مسجد کے کھا گیا۔ جناب والا! خدا جانتا ہے کہ میں نے ایک نیکی کی تھی جس کو میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا جس کے بارے میں اس نے لکھا کہ میں 20 لاکھ کھا گیا۔ جناب والا! اس مسجد کے لیے میں نے وہاں اپنی گرہ سے زمین خریدی۔ اپنی گرہ سے آٹھ دکانیں بنائیں اور آٹھ کی آٹھ دکانیں میں نے مسجد کے نام رجسٹری کر دیں۔ اور کم از کم پچیس تیس لاکھ روپیہ وہاں سے آمدن ہوئی۔ وہ ساری کی ساری مسجد پر لگی اور آج تک اس جائیداد کا جو کرایہ آ رہا ہے وہ مسجد پر صرف ہو رہا ہے۔ اور یہ لکھتا ہے کہ حاجی مقصود بٹ نے خانہ خدا کو نہ چھوڑا۔ یعنی یہ ہے اس کا انداز۔ لیکن جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کب تک یہ جنگ جاری رہے گی۔ میں نے اسی لیے آج آپ سے تھوڑا سا وقت لیا ہے اور میں نے ایک درخواست ان کے قائم مقام صدر اسے پی این ایس حمید ہارون کو بھی لکھی ہے۔ اسی طرح ایک درخواست سی پی این ای کے جو صدر بھی لکھی ہے۔ اور میں نے آخر میں جو لکھا ہے' صرف آپ کی اجازت سے' کہ میں نے ان کو لکھا ہے جناب صدر! میں ایک بار یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں صحافت اور صحافیوں کا۔۔۔

جناب سپیکر، اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، آگے صرف ایک لفظ ہے' "صحافیوں کا بے حد احترام کرتا ہوں"۔ اور پریس سے ہمیشہ میرے انتہائی خوش گوار دوستانہ تعلقات استوار رہے ہیں۔ ان کی عزت ہمیشہ میرے پیش نظر رہی ہے۔ اس لیے میں صحافیوں کے خلاف کسی ایسے اقدام کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جناب والا! میں نے ان کو یہی لکھا ہے کہ کیا صحافت کو بے لگام کرنا آزادیٔ صحافت کا دوسرا نام ہے؟ کیا کوئی ایسا ضابطۂ اخلاق نہیں جو صحافت کی ذاتیات کی بنیاد پر دوسروں کی تذلیل سے روکے۔ اسی طرح میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اور میں آج چاہتا تھا کہ اس کا مکمل طور پر فیصلہ کر لیا جائے۔ ایک درخواست میں آج سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی دے کر آیا ہوں۔ اور میں نے ان کو یہ بات بتلائی ہے۔ اور آپ کے علم میں بھی یہ بات ہوگی کہ یقیناً وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف کی محنت اور کارکردگی کا بہترین ثبوت ہے کہ پولیس معاشرے سے جرائم کے خاتمے کے لیے شبانہ روز مصروف ہے۔ اور اس کے مثبت نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ مجرموں کے گروہ کے گروہ پکڑے جا

رہے ہیں۔ اور لاہور پولیس نے بہترین کارکردگی اور فرض شناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹمی سکندر شاہین کا پورے کا پورا گینگ پکڑ لیا ہے۔ میں اس موقع پر جہاں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں وہاں آپ کی توجہ ایک اہم حقیقت کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جرائم کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک مجرموں کے سرپرستوں کو بھی نہ پکڑ لیا جائے۔ یہ بات لاہور کا کون شہری نہیں جانتا کہ ٹمی سکندر شاہین اور اس کے گروہ کی مذموم کارروائیوں کی حمایت سرپرستی لاہور کا ایک بدنام زمانہ بلیک میلر اخبار "خبریں" دوپہر کا "صحافت" اور اس کا مالک ضیا شاہد کرتا رہا ہے۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے۔ بڑی بڑی سرخیوں کے ذریعے اس کو مظلوم ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور آج آپ کے سامنے جو حالات میں نے انھیں کہا ہے کہ انھیں بھی شامل تفتیش کیا جائے، ہو سکتا ہے کہ یہ بھی اس گروہ کا بانی ہو۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اب بس کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، آخر میں صرف مختصر سی بات کہ آپ میری تحریک، استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہوئے صرف یہ ہدایت جاری کر دیں کہ آج تک جتنے بھی اس نے مجھ پر الزامات لگائے ہیں ان سب کو اکٹھا کر لیا جائے سب کی انکوائری کی جائے۔ اگر جرائم ثابت ہو جائیں تو میں از خود resign کرنے کے لیے تیار ہوں۔ نہیں تو کمیٹی میرے بارے میں لکھ دے کہ اس کی رکنیت منسوخ کر دی جائے۔ اگر کوئی الزام ثابت نہ ہو تو کم از کم کمیٹی کو یہ ہدایت کریں کہ "خبریں" اور "صحافت" کی ڈیکلریشن کو منسوخ کیا جائے۔ لیکن جناب والا! میں آپ سے یہی استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کب تک یہ بات اس طرح چلتی رہے گی۔ آپ کی مہربانی ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اور آپ کی وساطت سے آخر میں ضیا شاہد کے نام ایک شعر کہنا چاہتا ہوں کہ،

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب والا! معزز رکن اسمبلی جناب حاجی مقصود احمد بٹ صاحب

نے روز نامہ "خبریں" اور "صحافت" میں مورخہ 22 جنوری کو شائع ہونے والی ایک خبر کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ یہ خبر باضابطہ طور پر معزز رکن کے استحقاق کے زمرے میں اگرچہ نہیں ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ اخبارات خبروں کی اشاعت کے سلسلے میں آزاد ہیں۔ اور آزادیٔ صحافت کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت انھیں کسی خبر کی اشاعت سے باز رکھنے سے قاصر ہے۔ تاہم محکمہ اطلاعات معزز رکن کا نقطۂ نظر اور مؤقف اخبار تک پہنچانے میں کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ جناب والا! میں نے اس سے پہلے، بھی حاجی صاحب کی تحریک پر بھی اور دوسرے معزز اراکین کی تحاریک استحقاق پر بھی، ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اگر اخبارات کے خلاف یہ تحریک استحقاق دیتے ہیں تو قانون کے مطابق وہ بنتی نہیں ہے۔ لیکن ان کی دل جوئی کے لیے ہمیشہ میں نے concede کیا۔ اب بھی concede کرتا ہوں۔ لیکن ان سے میری یہ استدعا ہے کہ جس طرح آج سے دو دن پہلے حاجی صاحب نے اپنا نقطۂ نظر بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے علاوہ بھی فورم موجود ہیں۔ ان کو بھی انھیں avail کرنا چاہیے۔ اس لیے میری ان سے استدعا ہوگی کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، زیادتی ہوئی ہے تو وہ دوسرے فورم بھی استعمال کریں۔ لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کو اپوز نہیں کرتا۔ فیصلہ جو جناب والا مناسب سمجھیں وہ کریں۔

جناب سپیکر، جی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! دوسرے فورم کی بات ہوئی ہے۔ میں نے اس فورم کو بھی اپنی طرف سے چٹھیاں لکھی ہیں۔ لیکن اصل فورم تو میرا یہ ایوان ہے۔ جناب والا! اگر میرے پاس بھی اس جیسا ہتھیار ہو جس ہتھیار کو وہ استعمال کر رہا ہے تو پھر لڑائی کا مزہ آتا ہے۔ لیکن حالات تو یہ ہیں کہ**********

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوچنا یہ ہے کہ اس سے بچنا کس طرح ہے۔ اس سے بچنے کے لیے میں اسے یہاں اسمبلی میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ نہیں جناب والا! یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ میری ذات کو کس طرح اچھال رہا ہے اور میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیا مجھے یہ حق نہیں ہے؟

***(بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا)

جناب سپیکر، نہیں نہیں حاجی صاحب! آپ کو حق ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ **********
لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ تو گلے کاٹ رہا ہے۔ جب چاہتا ہے جس کی مرضی عزت کو اچھال دیتا ہے۔ خدارا! اب بھی میں کہہ رہا ہوں اور میں گزشتہ چھ سال سے برداشت کر رہا ہوں۔ اور برداشت کرتا رہوں گا۔ لیکن میں اپنے ان بھائیوں کو جو شرافت کی وجہ سے نہیں بول رہے جگانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے آپ بیٹھیں۔ جذباتی نہ ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! جذباتی والی بات نہیں ہے اس نے میرے پورے خاندان کو ہلا کر رکھ دیا ہوا ہے' جھوٹی خبر ہے۔ یا تو وہ کہہ دے آئیں قرآن درمیان میں رکھ لیتے ہیں اور ثالثی فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اگر مجھ پر الزامات ثابت ہو جائیں تو میں از خود استعفیٰ دے دوں گا۔ ورنہ اس کی ڈیکلریشن کو منسوخ کیا جائے۔

جناب سپیکر، میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں اگر کوئی آپ کو گالی دیتا ہے تو ضروری نہیں کہ آپ اس گالی کا جواب گالی سے ہی دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے کلمہ پڑھ کر کہا ہے کہ اس نے 10 لاکھ مانگا تھا۔ وہ بھی کلمہ پڑھ کر کہہ دے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے تو میں withdraw ہو جاتا ہوں۔ یہی میرے پاس ایک فلور ہے جس کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ دوسرے فلور استعمال کریں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے حاجی صاحب! ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ اس میں دیکھنے والی بات ہے کہ اس طرح کی تحریک استحقاق خبریں کی پہلے بھی تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس چل رہی ہے۔ تو وزیر قانون صاحب کا کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ پہلے ایک چل رہی ہے اور اس کے علاوہ بھی فورم استعمال ہو سکتے ہیں یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ آپ کی اس تحریک استحقاق کی مخالفت کر رہے ہیں انھوں نے آخر میں کہا ہے کہ میں پھر بھی' اگر حاجی صاحب اصرار کرتے ہیں تو میں مخالفت نہیں کرتا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ آپ کلینر ہدایات جاری کر دیں کہ 1993ء سے لے کر آج تک جتنے الزامات ہیں ان سب کو اکٹھا کر لیں اور کمیٹی بنا لیں اور کمیٹی خود ہی فیصلہ کر

***(بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا)

دے۔ اگر کمیٹی میں یہ ثابت ہو جائے کہ میں مجرم ہوں' مجھ پر الزامات صحیح ہیں تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کی یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجی جاتی ہے اور اس کی رپورٹ دو مہینے کے اندر اندر ہاؤس میں پیش کی جائے۔ تو میں نے حاجی صاحب کے جو الفاظ حذف کیے ہیں وہ چھپنے نہیں چاہییں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں نے کون سا غلط لفظ استعمال کیا ہے؟ وہ شخص تو اتنے اتنے غلیظ لفظ استعمال کرتا ہے۔ آپ ذرا لوگوں سے پوچھیں۔ ہر آدمی تو کہتا ہے کہ یہ لعنتی ہے۔ میں نہیں کہتا' لوگ کہتے ہیں۔ ان رپورٹروں سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ میں صرف ایک کے بارے میں کہتا ہوں' باقی پوری صحافت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب نماز کے لیے وقفہ ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ 6 بجے دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے وقفہ ہوا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 14 منٹ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: خاکوانی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی): جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو فرمایئے!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کسی پر الزام لگانے یا شکایت کرنے کی بجائے میں چاہتا ہوں کہ صرف وضاحت کر دوں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے عمرے پر گیا ہوا تھا' رات ہی پہنچا ہوں۔ تو آج پہلی سلامی ملی' بہت سارے قومی اخبارات میں خبر آئی کہ" حافظ اقبال خاکوانی کے باڈی گارڈوں نے کسی مکان پر قبضہ کر لیا اور الٹا پرچہ بھی درج کروا دیا۔" جناب والا! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے صرف ایک سرکاری گن مین مہیا کیا جاتا ہے جو کہ پنجاب پولیس کا کوئی جوان ہوتا ہے۔ میرے ساتھ ایک ہی گن مین ہے جس کا نام توفیق احمد ہے۔ جن دو آدمیوں کا اخبارات میں ذکر کیا گیا ہے' نہ تو میں انھیں جانتا ہوں' نہ ان سے میرا کوئی لینا دینا ہے' نہ ہی وہ میرے باڈی گارڈ ہیں۔ ہمارے بعض ایسے دوست ہیں کہ باڈی گارڈ رکھنا جن کی مجبوریاں ہیں۔ لیکن الحمد للہ مجھے ایسی کوئی

مجبوری نہیں۔ میری کسی سے کوئی ذاتی مخالفت یا دشمنی نہیں کہ میں اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھوں۔ میرا کوئی باڈی گارڈ نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے خواجہ ریاض محمود صاحب ہے' جوکہ کھلی کچہری لگاتے ہیں' جنھیں وہاں کسی آدمی نے درخواست دی ہے' کہتا ہوں کہ میں اس مظلوم آدمی کے ساتھ ہوں۔ اگر کسی نے میرا نام استعمال کر کے کوئی ایسی بات یا حرکت کی ہے تو میں اس مظلوم کے ساتھ ہوں۔ بے شک ان کے خلاف ایکشن لیا جائے' پکڑا جائے اور انھیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ کیونکہ میرا کوئی باڈی گارڈ نہیں' میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو ذاتی طور پر قبضہ گروپوں کے خلاف ہوں اور آج بھی میں ملتان یا دوسری جگہوں پر اس قماش کے لوگوں کے خلاف جنگ لڑ رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس کے فلور پر یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا' مجھے امید ہے کہ میرے پریس کے محترم نمائندگان اسی spirit کے ساتھ اس خبر کی تردید کریں گے' کیونکہ میرا اس قسم کے کسی واقعے سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ خاکوانی صاحب! آپ ایک پریس ریلیز لکھ کر بھی بھجوا دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! ابھی وقفہ نماز سے پہلے جب معزز وزیر قانون و پارلیمانی امور حاجی مقصود بٹ صاحب کی تحریک استحقاق پر جواب دے رہے تھے۔ اس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ حکومت وقت آزادیٔ صحافت پہ یقین رکھتی ہے۔ تو میں اس سلسلے میں "جنگ" گروپ آف انڈسٹریز کا ایک معاملہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں' میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا' کیونکہ وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ میرے پاس جناب سعید اکبر خان صاحب کی تحریک التوائے کار pending ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اس کے بارے میں آج سوال آ گیا ہے اور اس کا جواب ہاؤس میں دے دیا گیا ہے۔ لہذا میں اب اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں اس کو withdraw کرتا

ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تو یہ پھر disposed of تصور ہوئی۔ حاجی امداد حسین صاحب کی تحریک ہے، یہ بھی pending چلی آ رہی ہے۔ میرے خیال میں حاجی صاحب ابھی ہاؤس میں تشریف نہیں لائے، صبح تو موجود تھے۔ وزیر قانون صاحب! کیا اس کو pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ آپ بے شک اس کو dispose of فرما دیں، کیونکہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 5 ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ پیش ہو چکی ہے اور اس پر محرک نے بات بھی کر لی تھی۔ یہ specific تھی، محرک نے ایک گاڑی کا نمبر بتایا تھا۔ اور آپ نے حکم دیا تھا کہ اس کی لاگ بک منگوا لی جائے۔ میں نے اس کی details منگوا لی ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر ان کو دکھا دیتا ہوں، ان کی تسلی کروا دوں گا۔ اگر وہ مطمئن ہو گئے تو ٹھیک ہے۔ بصورت دیگر جیسے جناب حکم دیں گے ویسے ہی کر لیں گے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ٹھیک ہے؟

سید ذی شان الہیٰ شاہ، جناب سپیکر! ہم بیٹھ کر اس پر فیصلہ کر لیتے ہیں۔ آپ اس وقت تک اسے pending کر لیں جب تک اس پر فیصلہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، pending کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ بیٹھ کر بات کر لیں اور یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔

سید ذی شان الہیٰ شاہ، جناب والا! اگر معاملہ حل نہ ہوا تو پھر؟

جناب سپیکر، تو پھر آپ اور لا سکتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب سعید احمد خان صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ لیکن اسی طرح کا آپ کا Call Attention Notice بھی تھا، اس لیے اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر مزید وضاحت ہو جاتی تو بہتر تھا۔

جناب سپیکر، اسی طرح کی جناب سعید اکبر خان صاحب کی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے درخواست کی ہے کہ آپ اسے بحث کے لیے منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ چونکہ Call Attention Notice آ چکا ہے' اس لیے اس کی ضرورت نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ اس میں appreciate کریں کہ یہ معاملہ وزیر اعظم پاکستان کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے' اسی لیے آج اس پر ابھی خاصی بحث ہوئی ہے اور یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔

بوائز سکول کیرج فیکٹری راولپنڈی میں بم دھماکا

(جاری)----------

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 9 بھی جناب سعید احمد خان منیس اور وٹو صاحب کی طرف سے ہے یہ بھی پڑھی جا چکی ہے لیکن اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں معزز اراکین نے راولپنڈی میں بوائز سکول کیرج فیکٹری میں جو بم دھماکا ہوا اس کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ راولپنڈی سکول میں جو بم دھماکا ہوا اس تحریک میں بتایا گیا کہ اس میں 15 بچے زخمی ہوئے۔ لیکن صحیح صورت حال یہ ہے کہ 10 بچے زخمی ہوئے جن میں سے دو اسی دن فارغ کر دیے گئے۔ چھ کو دو دن بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا اور اس وقت دو بچے ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور دونوں بچوں کا حکومت کے خرچ پر علاج ہو رہا ہے۔ جناب والا! اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کوئی تخریبی کارروائی تھی اور کسی نے وہاں پر بم بلاسٹ کیا تھا لیکن اصل صورت حال یہ نہیں ہے' بلکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ سکول کی چھت پر جو کہ سڑک سے کافی ہٹ کر ہے ایک انتہائی چھوٹی ساخت کا پلاسٹک نما بم پھینکا گیا تھا اور وہ کافی عرصے سے چھت پر پڑا ہوا تھا۔ جس دن کا وقوعہ ہے اس دن بچے سکول میں کھیل رہے تھے اور اس کھیل کے دوران کسی بچے کی گیند سکول کی چھت پر گئی۔ چونکہ سکول کی سیڑھیاں نہیں ہیں تو باقی بچوں نے ایک بچے کو اٹھا کر کسی طریقے سے بھیجا۔ تو جب اس نے گیند نیچے پھینکی تو اس کے ساتھ ہی اوپر جو پلاسٹک نما چیز پڑی تھی اسے بھی اٹھا کر نیچے لے آیا اور نیچے لانے کے بعد اس نے اس پن

کو ہلایا تو اسے احساس ہوا کہ یہ تو کوئی خطرناک چیز ہوسکتی ہے۔ تو اس نے اسے اٹھا کر سکول کے برآمدے میں پھینک دیا اور اسی دوران وہ مواد پھٹ گیا۔ اس کے نتیجے میں جیسے میں نے عرض کیا ہے، دس بچے زخمی ہوئے۔

جناب والا! یہ تو میں وقوعے کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یہاں یہ کہا گیا کہ اس طرح کے واقعات زیادہ ہو رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو یہ وقوعہ ہوا ہے اگر اس کے صحیح محرکات دیکھے جائیں تو درحقیقت وہ جو ایک بم نما چیز تھی جو کوئی تخریب کار تخریب کاری میں استعمال کرنے کے لیے لایا تھا۔ لیکن حکومت کے سخت اقدامات کے باعث وہ اسے استعمال نہیں کر سکا اور اسے abandon کر دیا اور اسے سکول کی چھت پر پھینک دیا جو کہ کافی عرصہ وہاں پڑا رہا۔

جناب والا! اس وقت تک حکومت نے جو دہشت گردی اور بالخصوص بم دھماکوں سے نپٹنے کے لیے اقدامات کیے ہیں میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس لحاظ سے معزز اراکین کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس جانب ہماری توجہ مبذول کروائی اور میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس بات کا پہلے سے نوٹس لیا ہوا ہے۔ صوبائی سطح پر ایک کمیٹی کام کر رہی ہے جس کی باقاعدگی سے ہر ہفتے میٹنگ ہوتی ہے اور صوبے میں دہشت گردی سے نپٹنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں ان کا جائزہ لیتی ہے۔ جناب والا! مجھ سے بہتر آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ گزشتہ تقریباً چھ سات مہینوں سے خاص طور پر بم دھماکوں سے نپٹنے کے لیے حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں اس کے نتیجے میں بے شمار ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جہاں پر قبل از وقت بم detect کر لیے گئے ہیں۔ ریلوے لائنز پر detect کیے گئے ہیں سڑکوں پر detect کیے گئے ہیں اور پبلک تفریح گاہوں پر detect کیے گئے ہیں اور یہ سارا صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس سلسلے میں کافی vigilant ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ تمام سینما ہاؤسز میں داخل ہونے سے پہلے تلاشی لی جاتی ہے اور صوبے میں تمام سینما ہاؤسز کو سختی کے ساتھ یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ metal detectors رکھیں۔ اسی طرح تمام صوبے میں جتنے بھی ریلوے اسٹیشن ہیں، ریلوے کو ہدایت کی گئی کہ وہ وہاں پر metal detectors رکھیں اور میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے اپنے طور پر 50 metal detectors پاکستان ریلوے کو خرید کر دیے ہیں جو وہ مختلف اسٹیشنوں پر استعمال کر رہے ہیں اور جو انھوں نے اپنے وسائل سے خریدے ہیں، وہ ان کے علاوہ

ہیں۔ اسی طرح جتنے ٹرانسپورٹرز ہیں ان کو حکومت نے ہدایت کی ہے کہ وہ بھی metal detectors خریدیں اور جو سامان ان کی ٹرانسپورٹ پر لادا جاتا ہے اسے لوڈ کرنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کر لیں تاکہ کوئی شخص اس قسم کا مواد لے کر بس یا ویگن میں سوار نہ ہو سکے۔ جناب والا! میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی ممکنہ انسانی وسائل ہیں ان تمام کو بروئے کار لاتے ہوئے حکومت اپنے طور پر اقدامات کر رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک خاص طور پر جو بم detect ہوئے ہیں کم از کم ہمیں انھیں appreciate ضرور کرنا چاہیے کہ وہ صرف قانون نافذ کرنے والے اداروں کے vigilant ہونے کی وجہ سے ہم ان کو detect کر سکے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کو اور معزز اراکین کو جنھوں نے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے یقین دلاتا ہوں کہ پہلے سے جو اقدامات ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس قسم کے واقعات کی مکمل طور پر سرکوبی کی جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت اور اس یقین دہانی کے بعد معزز اراکین اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی وٹو صاحب!

جناب منظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب والا! یہ ایک نہایت تشویش ناک واقعہ تھا جس کی طرف ہم نے حکومت کی توجہ مبذول کروانے کے لیے یہ تحریک التوائے کار پیش کی۔ راولپنڈی میں سکول میں جو واقعہ ہوا ہے یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ پہلے مساجد میں دہشت گردی ہوئی ہے لیکن کسی تعلیم ادارے میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور چند بچے زخمی ہوئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ دہشت گردی نہیں تھی تو یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور حکومت کو اسے بطور warning لینا چاہیے اور مزید ایسے اقدامات کرنے چاہییں کہ سکولوں میں اس طرح کے واقعات کو روکا جا سکے۔ ہم قطعاً یہ afford نہیں کر سکتے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں ہمارے معصوم بچے کل کو کسی دہشت گردی کی نذر ہوں اور انھیں جانی نقصان ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے جس طرح مساجد اور پبلک مقامات پر سکیورٹی کا بندوبست کیا ہے اور پولیس تعینات کی ہے تو سکولوں میں بھی اسی طرح کے بندوبست کیے جائیں تاکہ کوئی اس طرح کا واقعہ رونما نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' یہ وضاحت تو انھوں نے کی ہے۔ تو اب آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 10 جناب سعید احمد خان منیس صاحب اور وٹو صاحب کی طرف سے ہے۔

اسلحہ کے استعمال میں پولیس کی ناکافی تربیت

جناب سعید احمد خان منیس۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی 17 جنوری 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ " گورنر کے کہنے پر کانسٹیبل بندوق چلا کر نہ دکھا سکا" تفصیل اس کی یہ ہے کہ گورنر پنجاب نے مورخہ 16 جنوری 1999ء کو پولیس کے نظام میں اصلاح کے لیے طے شدہ پالیسی اور پروگرام کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے تھانے مسلم ٹاؤن کا دورہ کیا اس موقع پر کمشنر لاہور خواجہ نعیم' آئی جی پنجاب جہانزیب برکی' ڈی آئی جی لاہور شوکت جاوید اور ایس ایس پی لاہور احمد رضا ملک بھی پہلے سے تھانے میں موجود تھے۔ تھانے کے دورے کے دوران گورنر پنجاب نے تھانہ کے ایس ایچ او سے پوچھا کہ جوانوں کو اپنی پیشہ وارانہ تربیت کے بعد فائرنگ کیے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے جس پر ایس ایچ او confuse ہو گیا اور کانپنے لگا لیکن گورنر نے اسے تسلی دی کہ میں آپ کا امتحان نہیں لے رہا' ویسے پوچھ رہا ہوں کہ یہ وقت آنے پر اسلحہ بروقت چلا بھی سکتے ہیں؟ گورنر پنجاب نے اس موقع پر ایس ایچ او اور دیگر پولیس ملازمین سے جب چند چبھتے ہوئے سوالات کیے تو وہ جواب نہ دے سکے اور اکثر سوالات کے جواب میں مسلسل جھوٹ بولتے رہے جس پر گورنر پنجاب اور آئی جی پنجاب مسکراتے رہے۔ گورنر پنجاب نے تھانے کے ایک پولیس مین سے پوچھا کہ آخری مرتبہ گن کب چلائی تھی۔ جس پر اس نے کہا 1980ء میں ٹریننگ کے دوران گن چلانے کا اتفاق ہوا تھا ایک اور پولیس ملازم سے گورنر پنجاب نے جب یہ پوچھا کہ آپ اپنی گن کھول کر دوبارہ اسے بند کر کے فائرنگ پوزیشن میں لا سکتے ہیں؟ جس پر اس نے سب کے سامنے طریقہ نہ آنے پر معذوری ظاہری کر دی۔ پولیس افسران اور پولیس اہل کاران کا گورنر پنجاب کے سامنے یہ اقرار کہ وہ پیشہ وارانہ تربیت سے نابلد و نا آشنا ہیں

اور وہ بندوق جو پولیس والے اٹھائے پھرتے ہیں نہ اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ چلا سکتے ہیں۔ پنجاب کے حاکم اعلیٰ کے سامنے پولیس کے اس اقرار سے پنجاب کے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا ۔ اس لیے میری یہ استدعا ہوگی کہ اس کو مؤخر فرمالیا جائے ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس تحریک کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی جناب سعید احمد خان منیس صاحب اور معظم وٹو صاحب کی طرف سے ہے ۔ وٹو صاحب پیش کریں گے؟

بیمار جانوروں کو غیر قانونی مذبح خانوں میں ذبح کرنا

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کینسر اور یرقان زدہ بھینسیں لاہور کے غیر قانونی مذبح خانوں میں دھڑا دھڑ ذبح ہو رہی ہیں۔ لاہور والے گوشت کھا کر مہلک بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ مذبح خانے میں گندگی اور بدبو میں بیمار اور کمزور جانور ذبح کیے جاتے ہیں بیماریوں کو چیک کرنے کے لیے کوئی لیبارٹری نہیں۔ ویٹرنری ڈاکٹر محض اپنی نظر اور تجربے کی بنیاد پر بیمار جانور کا تعین کرتے ہیں۔ سلاٹر ہاؤس کی چھتیں ٹوٹ چکی ہیں' لائٹس اور صفائی کا کوئی انتظام نہیں بدبو اور گندگی کے باعث سلاٹر ہاؤس میں چند لمحے گزارنا انتہائی مشکل ہے۔ لاہور کے سب سے بڑے مذبح خانے میں روزانہ تین سو کے قریب بڑے اور ہزار کے قریب چھوٹے جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ کارپوریشن بڑے جانور کی فیس -/12 روپے اور چھوٹے جانور کی -/8 روپے فی جانور وصول کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کارپوریشن کے دو چھوٹے سلاٹر ہاؤس شاہدرہ اور باغبانپورہ میں ہیں جہاں روزانہ 20 سے 30 جانور ذبح ہوتے ہیں۔ سرکاری سلاٹر ہاؤسوں میں ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت لاہور والوں کے لیے ناکافی ہے جس کی وجہ سے لاہور میں ناجائز مذبح خانے قائم ہیں اور قصابوں نے کارپوریشن کی جعلی مہریں بنا رکھی ہیں۔ سرکاری سلاٹر ہاؤس میں دانستہ ذبح ہونے والے جانوروں کی تعداد میں اضافہ نہیں کیا جاتا۔ اس صورت حال سے

صوبے بھر کے عوام میں بالعموم اور لاہور کے عوام میں بالخصوص شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ الزام درست نہ ہے کہ بلدیہ کے مذبح خانوں میں کینسر یا یرقان زدہ جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ اس الزام کے درست نہ ہونے کے واضح ثبوت یہ ہیں کہ آج تک بلدیہ کی حدود میں ایسا کوئی کیس کسی ہسپتال میں درج نہ ہوا ہے کہ کوئی شخص ناقص گوشت کے استعمال سے مذکورہ بیماریوں کا شکار ہوا ہو۔ مذبح خانہ جات پر جب ہزاروں کی تعداد میں جانور ذبح کیے جاتے ہیں ۔ اس وقت جانوروں کی آنتریاں ' اوجھڑیاں' ضفلہ' خون ' کھالیں بکھری پڑی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وقتی طور پر ماحول کی آلودگی ہوتی ہے۔ جانوروں کا مذبح مکمل ہونے پر عملہ صفائی مذبح خانوں سے ضفلہ واعضاء اٹھا کر مذبح خانہ جات کی مکمل صفائی ودھلائی کروا دیتا ہے۔ مذبح کے لیے لائے گئے جانوروں کی انٹی مارٹم کے لیے لیبارٹری کا نظریہ بے معنی ہے۔ بلدیہ حدود میں واقع چار مذبح خانہ جات کوٹ کمبوہ بند روڈ ' شاہدرہ ٹاؤن 'باغبانپورہ میں واقع ہیں ۔اس کی نگرانی کوالیفائیڈ ویٹرنری آفیسرز کر رہے ہیں۔ جو کہ مذبح خانے کے داخلہ گیٹ پر ہمراہ ویٹرنری اسسٹنٹ ودیگر عملہ بیٹھ کر مذبح خانہ کے اندر داخل ہونے والے جانوروں کو لائن میں چلا کر ان کا ملاحظہ کرتے ہیں ۔ ان میں کوئی جانور کمزور ' لاغر 'لنگڑا' کم عمر یا حاملہ نظر آئے تو اسے علیحدہ کر کے مسترد کر دیا جاتا ہے اورمسترد شدہ جانور کو ان مٹ سیاہی سے نشان لگا کر مذبح خانے سے باہر نکال دیا جاتا ہے ۔اس طریق کار کو انٹی مارٹم کا نام دیا جاتا ہے ۔ اس کے لیے لیبارٹری کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک بلدیہ کی ناقص بلڈنگ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ پچھلے سال بلدیہ حکام نے خصوصی طور پر مذبح خانہ جات کی تمام گرل وجالی ستون فرش دیواریں نالیاں و مین ڈرین کی مرمت کروائی ہے ۔ جس پر لاکھوں روپے لاگت آئی ہے۔ مذبح خانہ جات کے اندر لائٹ کے اعلیٰ انتظام کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ بلدیہ حکام واپڈا کو ماہانہ دو لاکھ روپے اوسطاً بل کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جہاں تک مذبح خانہ جات کے اندر صفائی وحفظان صحت کے اصولوں پر عمل درآمد کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ مذبح خانہ جات کے اندر

صفائی کا اندازہ جانور ذبح ہونے سے قبل اور اختتام پر جب دھلائی و صفائی کر دی جاتی ہے' لگایا جا سکتا ہے۔ بلدیہ حکام نے صفائی کے اعلیٰ و مناسب انتظام کے لیے ہر مذبح خانہ کو ٹرالی لوڈر اور وافر پانی کے لیے ٹربائین اور سٹوریج ٹینک و کثیر حد صفائی مہیا کر رکھا ہے۔ یہ بات حقیقت پر مبنی نہ ہے کہ بلدیہ کے سب سے بڑے مذبح خانہ جات پر تین سو بڑے اور ایک ہزار چھوٹے اور باغبانپورہ اور شاہدرہ ٹاؤن میں بیس تا تیس جانور یومیہ ذبح کیے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے مذبح خانہ جات پر چار سو بڑے اور چھ ہزار پانچ سو چھوٹے اور باغبانپورہ و شاہدرہ ٹاؤن میں پچاس بڑے اور دو سو چھوٹے جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ ان جانوروں پر بیس روپے فی راس بڑا اور آٹھ روپے فی شاخ چھوٹا جانور مذبح فیس وصول کی جاتی ہے۔ جس کی باقاعدہ فیس وصول کی جاتی ہے ۔ جس کی باقاعدہ رسید جاری کی جاتی ہے۔ وصول شدہ مذبح فیس محکمہ ٹیکس کے اہل کار خزانہ کارپوریشن میں جمع کرواتے ہیں۔ جہاں تک غیر قانونی مذبح اور جعلی مہروں کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں لاہور شہر میں قائم ناجائز مذبح خانہ جات و جعلی مہریں لگانے والے قصابان کے خلاف بلدیہ ویٹرنری سکواڈ بھر پور کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ جولائی 1998ء تا 22 جنوری 1999ء تک ویٹرنری سکواڈ نے غیر قانونی مذبح خانہ جات و چونگیوں پر ناکا بندی کرتے ہوئے 85 قصابان کو گرفتار کر کے متعلقہ تھانہ جات میں سلاٹر کنٹرول ایکٹ کے تحت مقدمات درج کروا دیے ہیں اور دوران کارروائی قبضہ شدہ گوشت قابل استعمال مبلغ دو لاکھ سات ہزار پچاس روپے میں نیلام کر کے رقم نیلامی خانہ کارپوریشن میں جمع کروائی۔ جب کہ دو ہزار تین سو پچیس کلو گوشت ناقابل استعمال انسانی' جناح ہال لا کر تلف کر دیا گیا۔ نیز بغیر لائسنس اور حفظان صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والے 471 قصابان کے چالان کر کے بلدیہ کی عدالتوں میں مزید قانونی کارروائی عمل میں لانے کے لیے ارسال کر دیے ہیں ۔ 784 قصابان کو لائسنس مہیا کر دیے گئے ہیں۔ بلدیہ کے مذبح خانہ جات پر مختلف ڈیزائن کے علیحدہ علیحدہ مٹن و بیف کی مہریں ثبت کی جاتی ہیں۔ یہ مہریں پاکستان منٹ حکومت پاکستان کے ادارے سے بنوائی جاتی ہیں ۔ ان مہروں کے مطابق جعلی مہریں بنانا ناممکن ہے ۔ لیکن ایسے اقدامات کرنے والے قصابان کے خلاف بلدیہ کے ویٹرنری سکواڈ بھرپور قانونی کارروائی عمل میں لاتے رہے۔ جس کا ثبوت اوپر بیان کی گئی کارروائی سے عیاں ہے ۔ یہ درست ہے کہ بلدیہ کے موجودہ مذبح خانہ جات میں مطلوبہ گوشت مہیا کرنے کی گنجائش نہ ہے۔ جس کے مستقل حل کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ذاتی دل چسپی اور کاوشوں

سے اعلیٰ رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس کے فیصلے کے مطابق کوٹ کمبوہ ' بند روڈ کے مذبح خانہ جات بمع منڈی مویشیاں و بکرمنڈی ملتان روڈ پرمنتقل کیے جا رہے ہیں۔ جس کے لیے بلدیہ حکام نے حال ہی میں 6 سو کنال زمین acquire کرکے گزٹ نوٹیفکیشن کروا دیا ہے جس کی کاپی لف ہے۔ جب کہ باغبان پورہ مذبح خانہ کو ہربنس پورہ منتقل کرنے کے لیے 144 مرلے پرمشتمل ایک جدید مذبح خانہ تعمیر کرنے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جس کے باقاعدہ ٹینڈر موصول ہو چکے ہیں اور جون 1999ء تک اس کے لیے مختص رقم مبلغ ایک کروڑ 11 لاکھ 60 ہزار روپے لگا کر مکمل کر دیا جائے گا۔ اس طرح لاہور کے عوام کے لیے گوشت کی کوالٹی کو مزید بہتر کرنے اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق سپلائی کرنے کو یقینی بنایا جائے گا۔ جناب والا! اس وضاحت کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ فاضل رکن اسے پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، وٹو صاحب! آپ اسے پریس نہیں کرتے۔

جناب منظم جہاں زیب احمد خان وٹو، انھوں نے کافی detail بتائی ہے۔ لیکن یہ ڈیپارٹمنٹ کی statement ہے۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے ڈیپارٹمنٹ کی statement متعلقہ منسٹر ہی دیں گے۔

جناب منظم جہاں زیب احمد خان وٹو، لیکن جو رولز ہیں وہ تو ٹھیک ہیں۔ لیکن جناب والا! جو عملی طور پر ہوتا ہے وہ تو آپ کے علم میں ہے کہ رولز کے مطابق نہیں ہوتا۔ میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ اس بارے میں مزید توجہ دے۔ کیونکہ یہ پبلک ہیلتھ کا معاملہ ہے' اس لیے اس پر مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں نے یہاں نکرز quote کیے ہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب انھوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ پریس نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ disposed of تصور ہوئی۔

جناب ایاز امیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ایاز امیر، جناب والا! یہاں پر گوشت کا ذکر ہوا۔ میں ایک چیز کہہ دوں کہ سردار صاحب بالکل

درست فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہوگا۔ ہم لوگ بہت دور بارانی علاقے سے آتے ہیں۔ اور ہم لاہور کی روشنیاں تب ہی دیکھنے آتے ہیں جب سیشن ہو یا کوئی ایسا کام ہو۔ ایک چیز کہ outside observer جب اس لاہور شہر میں آتا ہے وہ چیز اسے strike کرتی ہے کہ اس شہر میں گوشت بہت کھایا جاتا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ per capita گوشت کی consumption کے ضمن میں لاہور دنیا کے تمام شہروں میں سرفہرست ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ جو لاہور کا diet pattern ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی لانی چاہیے۔ یہ یہاں کے لوگوں کی بہتری کی بات ہے۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے۔ دو منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ آپ صرف پڑھ دیں تاکہ یہ پیش ہو جائے۔

لاہور میں ٹریفک سگنلز کی خرابی کے باعث ٹریفک میں رکاوٹ

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں بیشتر سڑکوں پر ٹریفک سگنل خراب ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔ نو تعمیر شدہ مین بلیوارڈ گلبرگ، ملتان روڈ اور وحدت روڈ پر ٹریفک سگنل کام نہیں کر رہے۔ میونسپل کارپوریشن اور ٹیپا کی نا اہلی کی وجہ سے لاہور شہر میں عوام کو از حد تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق 96 ٹریفک سگنلز میں سے 54 سگنل پچھلے کئی سالوں سے خراب پڑے ہیں۔ میونسپل کارپوریشن اور ٹیپا یہ دونوں ادارے ٹریفک سگنلز کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمے داری قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ٹریفک سگنلز کے خراب ہونے سے روزانہ لاہور شہر کی بیشتر سڑکوں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر جب کوئی وی آئی پی شخصیت کو گزارنے کے لیے ٹریفک سگنل بند کیا جاتا ہے تو شہریوں کو گھنٹوں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام اور بالخصوص لاہور کے شہریوں میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ کل اس کو take up کر لیں گے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! کل میری تھوڑی سی مصروفیت ہے۔ اگر 27 تاریخ تک اس کو pend کر

دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، 27 تاریخ تک pend کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ، شکریہ' جناب والا۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اجازت ہو تو عرض کروں۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر خزانہ، ایک فاضل رکن نے ایک قرار داد آپ کے سیکرٹریٹ میں پیش کی تھی۔

جناب سپیکر، وہ مجھے بتایا گیا تھا لیکن وہ ہمارے پاس ابھی آئی نہیں۔ میں نے ابھی سیکرٹری اسمبلی سے پتا کیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آئی تھی لیکن ہم نے واپس بھجوائی ہے کہ وہ بطور پارلیمانی سیکرٹری قرار داد نہیں دے سکتے۔ بطور پرائیویٹ ممبر بھی نہیں دے سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ قرارداد رائے ونڈ روڈ پر بم بلاسٹ کی مذمت کرنے کے سلسلے میں' میں نے آج ہی اسمبلی سیکرٹریٹ میں دی ہے۔

جناب سپیکر، وہ ابھی تک نہیں آئی۔ یہ آپ نے کب دی ہے؟

جناب آصف علی ملک، جناب والا! آج صبح سویرے دی ہے۔

جناب سپیکر، اچھا' پھر ابھی نہیں پہنچی۔ چیک کر لیتے ہیں۔ ویسے بھی رولز کے مطابق گورنمنٹ ہی کوئی قرارداد لے کر آئے' یا پھر کوئی رکن دے۔ پارلیمانی سیکرٹری قرار داد نہیں دے سکتے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب عادل شریف گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"Due to some kind of urgency I was unable to attend the session on 16th and 20th November, 1998. Leave for the said two days may kindly be granted".

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام مرتضےٰ میتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام مرتضےٰ میتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

ذاتی مصروفیت کی وجہ سے میں 23 تا 25 نومبر اور 26 تا 27 نومبر کے منعقدہ اجلاسوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خورشید احمد صوفی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خورشید احمد صوفی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

On account of personal engagement abraod, I could not attend the session beginning on 16th November, 1998 and will not be available upto 8th February, 1999 to attend the current session. Leave may be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار محمد اویس خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد اویس خان لغاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے 16 نومبر 1998 سے شروع ہونے والے اجلاس میں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر شریک ہونے سے قاصر ہوں۔ مکمل اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لالیکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 23 نومبر 26 نومبر اور 27 نومبر کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ ایوان سے رخصت منظور کروائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک احمد یار وٹو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد یار وٹو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"He has requested on telephone that he may be allowed leave for November 27th,1998 as he is unwell".

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید اکبر خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سعید اکبر خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that due to ill health I am not able to attend the Assembly session. It is reqeusted that Casual leave from 23rd November, 1998 to 27 November, 1998 may please be granted to me".

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"مورخہ 25 اور 26 نومبر کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہ کرسکا۔ دو دنوں کی رخصت منظور کی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"کہ میں مورخہ 26 نومبر کے اجلاس حلقے کی اہم مصروفیت کی وجہ سے attend نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد اکرم

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اکرم رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں ایک ضروری کام کے باعث 16نومبر اور 17 نومبر 1998 کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا دو دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام صابر انصاری

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام صابر انصاری رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ میں 30 نومبر 1998 کو اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا کیونکہ کھلی کچہری کا انعقاد تھا۔ لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری عبدالغفور

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبدالغفور رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"کہ گزارش ہے کہ قومی پرچم مارچ میں شمولیت کی وجہ سے 30-11-1998 اسمبلی میں حاضر نہیں ہوسکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا محمد اعظم طارق

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست مولانا محمد اعظم طارق رکن ، صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے،

"کہ میں حکومت کی تحویل میں ہونے کی وجہ سے گزشتہ اجلاس یعنی 16 تا 30 نومبر 1998ء میں شرکت نہ کرسکا۔ اور آئندہ بھی جب تک حکومت کی تحویل میں ہوں۔ شرکت نہیں کرسکوں گا۔ میری رخصت منظور کر دی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

نواب لیاقت علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست نواب لیاقت علی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"He has requested leave from 16th to 30th November, 1998 as he was away from the country due to illness"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضٰے میتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضٰے میتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"میں 22 جنوری 1999ء کے منعقدہ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست شوکت علی لالیکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"میں 22 جنوری کو میں اجلاس میں خرابی صحت کے باعث شرکت نہ کر سکا۔

رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد عارف چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد عارف چودھری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری آج مورخہ 25۔ جنوری 1999 کے اجلاس میں میری حاضری ناممکن ہے۔ لہٰذا آج کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خورشید احمد صوفی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خورشید احمد صوفی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

As I am scheduled to travel today and will remain abroad for atleast two weeks from now onwords to hold my business meetings with the customers, it would not be possible for me to attend the session which is likely to last till 8th February, 1999.

May I request that you may please register my leave of absence for the period for which the Assembly will remain in session. I shall be greatly obliged.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی کو take up کرتے ہیں۔ پہلے آرڈیننسز lay ہوں گے۔

ہنگامی قانون (گیارھویں ترمیم) مقامی حکومت پنجاب، مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House -

"The Punjab Local Government (11th Amendment) Ordinance, 1998"

MR SPEAKER: "The Punjab Local Government (11th Amendment) Ordinance 1998" has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report by 8th March, 1999.

ہنگامی قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑی ہائے مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: Next Ordinance is:

"The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 1998".

Minister for Law and Parliamentary Affairs".

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House.

"The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 1998.

MR SPEAKER: "The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 1998". has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure It is

referred to the Standing Committee on Transport Affairs for report by 8th March, 1999

ہنگامی قانون (ترمیم) ضروری ایشاء(کنٹرول) پنجاب مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: Next Ordinance is

"The Punjab Essential Articles Control (Amendment) Ordinance, 1998. Minister for Law and Parliamentary Affairs please

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House

"The Punjab Essential Articles Control (Amendment) Ordinance, 1998.

MR SPEAKER: "The Punjab Essential Articles Control (Amendment) Ordinance, 1998" has been laid on the Table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Industries and Mineral Development for report by 8th March, 1999

ہنگامی قانون (ترمیم) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن، مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: "The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Amendment) Ordinance 1998". Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House

"The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Amendment) Ordinance, 1998."

MR SPEAKER: "The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Amendment) Ordinance, 1998" has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill

introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure It is referred to the Standing Committee on Services, General Administration for report by 8th March, 1999.

ہنگامی قانون ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز پنجاب مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: "The Punjab District Education Authorities Ordinance, 1999." Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House.

"The Punjab District Education Authorities Ordinance, 1999"

MR SPEAKER: "The Punjab District Education Authorities Ordinance, 1999." has been laid on the Table of the House It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Education for report by 8th March, 1999"

حسابات مالیات/ حسابات مدبندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ 96-1995ء

MR SPEAKER: The Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor-General of Pakistan thereon for the year 1995-96. Minister for Law and Parliamentary Affairs

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House

"The Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1995-96."

MR SPEAKER: "The Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor-General of Pakistan thereon for the year 1995-96" has

been laid on the Table of the House, it is referred to the Public Accounts Committee No. I for report within one year.

مسودہ قانون (تحفظ) دکانیں و ادارہ جات مجریہ 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up

"That the Punjab Shops and Establishment (Security) Bill, 1998" Minister for Law and Parliamentary Affairs to move please.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Punjab Shops and Establishment (Security) Bill, 1998." be taken into consideration at once

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Shops and Establishment (Security) Bill, 1998." be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it. Sir.

جناب سپیکر، منیس صاحب oppose کرتے ہیں۔ اس میں دو ترامیم ہیں۔ پہلی ترمیم،

1- جناب سعید احمد خان منیس
2- جناب سعید اکبر خان
3- جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو
4- سردار رفیق حیدر خان لغاری
5- پیر شجاعت حسنین قریشی
6- سید مسعود عالم شاہ
7- جناب مسعود احمد خان

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت قانون سازی ہو تو اس ہاؤس میں صحیح نمائندگی ہونی چاہیے کیوں کہ جب بھی قانون سازی ہوگی تو اس میں تمام ممبران شرکت کریں

گے تو اس میں زیادہ بہتر آئے گی۔ تو میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس ہاؤس میں کورم پورا کیا جائے اور اسکے بعد قانون سازی شروع کی جائے۔

جناب سپیکر، جی گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---پانچ منٹ ہو گئے ہیں' گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔ Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move his amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Thank you Sir, I move:

> "That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill, 1998, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1999".

MR SPEKAER: The motion moved is:

> "That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1999".

MINISTER FOR LAW: I oppose it,Sir.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ منیس صاحب! آپ اس کے اوپر بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک بل ہے جو گورنمنٹ نے پیش کیا ہے۔ جسے The Punjab Shops and Establishments (Security) Bill, 1998 کا نام دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! پیچھے جو بھی بل پیش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے جو contribution ہوئی ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم یہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہیں' ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس میں contribute کریں اور legislation میں جو lapses ہیں' ہم ان کو پوائنٹ آؤٹ کریں تاکہ

گورنمنٹ ان کو ٹھیک کر سکے اور گورنمنٹ کا ہی اور ہم سب کا image باہر عوام میں بہتر طریقے سے پیش کیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو میری feelings ہیں وہ ایسی ہیں کہ یہاں جیسے بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ معزز وزیر قانون خاص طور پر ابھی پرسوں جمعہ کے دن کافی پریشان تھے۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ان کا پریشان ہونا واقعی درست بھی ہے' کیونکہ انھیں ایک تو بے گھر کر دیا گیا ہے اور ایک ابھی وہ جو ارمان تھا ضلع کونسل راولپنڈی کا' وہ بھی پورا نہ ہوا' تو انھوں نے اُدھر کا غصہ اُس دن اِدھر نکالا اور جب ----

جناب سپیکر، اس بات کا amendment سے بھی کوئی تعلق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہے سر' جناب سپیکر! بالکل ہے۔ میں نے پرسوں جو بات کی تھی کہ جو کچھ معزز وزیر قانون صاحب نے کہا اور آپ نے بھی سنا کہ ہم جو contribute کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ ایک نالائق وکیل کی طرح کتابیں لاتے ہیں لیکن پڑھتے نہیں اور جب کتابیں پڑھی جائیں تو وہ نہ آپ کو اچھی لگتی ہیں اور نہ معزز وزیر قانون صاحب کو اچھی لگتی ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! ہمیں تو ایک ہمیں خوشی ہے کہ آپ محنت کرتے ہیں۔ لیکن اس کی سمت ٹھیک کرنے کے لیے اگر آپ کو کوئی بات کہی جائے تو آپ کو غصہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ آپ جتنا متعلقہ ہوں گے تو وہ بھی آپ کے لیے بہتر ہے' ہاؤس اور میرے لیے بھی بہتر ہے۔ اس طرح ممبران کا interest رہتا ہے۔ آپ ممبران کا interest اکثر کھو دیتے ہیں' اس لیے کہ آپ ایک چیز کو بار بار repeat کرتے ہیں اور پھر جس چیز کا اس ترمیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ یہاں پر مختلف پندرہ بیس ڈکشنریاں لے آئیں' کچھ اور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے لے آئیں یا پوری لائبریری کو یہاں اٹھا کر لے آئیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جس چیز کا واسطہ یا تعلق اس ترمیم سے جو کہ ہاؤس میں پیش کی جا چکی ہو اور زیر بحث ہو' اگر نہ ہو تو ظاہر ہے کہ کسی کا بھی اس میں interest پیدا نہیں ہوگا۔ اس میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے لیے بھی بہتر یہی ہے کہ آپ جتنا متعلقہ رہیں گے' to the point رہیں گے تو اس کا اپنا ایک impact ہوگا۔ اس طرح نہ اس کا impact بنتا ہے نہ ممبران کا کچھ interest پیدا ہوتا ہے۔ اگر وقتاً فوقتاً آپ کو کہا جاتا ہے' یہ تو آپ کی بہتری کے لیے ہے' اس لیے آپ اسے mind نہ کیا کریں۔ جی منیس

صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! آپ نے جو اپنی observation دی ہے' میں کوشش کروں گا کہ اسے یاد رکھوں۔ لیکن میں یہ بات آپ کو ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ جو متعلقہ بات ہے' اب مثلاً اس دن میں نے ایک کارروائی کا حوالہ دیا جو وزیر قانون صاحب نے خود کارروائی میں بتایا تھا کہ جناب' سول لاء retrospective effects سے نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے آئین کے آرٹیکل 12 کو qoute کیا اور کہا کہ criminal law میں نہیں ہو سکتا۔ تو جب criminal law میں' میں نے اس دن اعتراض دیا ہے اور کارروائی کا حوالہ دیا ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ معزز وزیر قانون صاحب نے اس کی کوئی بات ہی نہیں کی کہ جو چیز اور points ہم لے رہے ہیں کم از کم ہم ان کو clarify کریں۔ لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے اس دن یہ کہا تھا' میں ان کے بارے میں ویسے کہہ بھی نہیں سکتا کہ ان کا محکمہ ایک نااہل محکمہ ہے اور میں نے کہا تھا کہ وزیر قانون غالباً بہت مصروف ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اس پر پوری توجہ نہیں دے سکتے۔ لیکن میں کم از کم آج یہ کہنے کے قابل ضرور ہوں کہ یہ محکمہ اور معزز وزیر قانون نہلے پہ دہلہ ضرور ہیں۔ انھوں نے انٹرنیشنل لیول کی ایک organ' جو وکلاء برادری کے خلاف ایک بات کر دی۔ ہاؤس کے باہر آج مجھے کچھ وکلاء نے' جن کا پنجاب بار کونسل سے بھی تعلق ہے' مجھے کہا ہے کہ آپ جا کر ہماری طرف سے معزز ایوان میں احتجاج کریں کہ انہیں وکلاء برادری کی اس طرح توہین نہیں کرنی چاہیے۔ بہرحال وہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے تو میں آج کی اس قانون سازی کی طرف آتا ہوں۔

جناب والا! یہ قانون سازی جو لا رہے ہیں اس میں Security of Esteblishments میں گورنمنٹ نے کہا ہے کہ،

"The Government may by order provide for the regulation of an enforcement of measures for the security of the property and persons connected within the establishment".

اب اس میں مزید ایک explanation دی ہے کہ۔

"Establishment includes a bank, a money changer or financial

institution and any office, firm, company, institution, industrial unit undertaking, shop or premises which undertakes any business, trade, manufacture, calling, service, employment or occupation".

جناب سپیکر! اس میں ایک اور آگے penalties کی کلاز ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی انسٹی ٹیوشن اس پر عمل درآمد نہیں کرے گا تو اس کے خلاف ایک penalty بھی رکھ دی ہے۔

which may extend to one month, or with fine which may extend to Rs.15000 or with both

اور اس طرح اگر کوئی اس offence کو continue کرتا ہے'

The establishment may be kept sealed till such time the order is complied with

آپ دیکھیں گے کہ جو حالات لاء اینڈ آرڈر کے یہاں پہلے اس صوبے میں چل رہے ہیں اور ہم نے متعدد تحاریک التوائے کار بھی دی ہیں اور آپ سے استدعا بھی کی ہے' معزز وزیر قانون سے بھی استدعا کی ہے کہ آپ لاء اینڈ آرڈر پر ضرور بحث رکھیں ' کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ سب لوگوں سے متعلق ہے' چاہے وہ امیر ہیں یا غریب ہیں' سب ہی اس کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں اور وزیر اعظم پاکستان جو اس ملک کے اعلیٰ ترین عہدے پہ چیف ایگزیکٹو ہیں وہ بھی اس سے نہیں بچے ہوئے اور پھر بھاری مینڈیٹ کے دعوے داروں کو میں تو کہوں گا کہ کیا مبارک باد دوں کہ یہاں مملکت خدا داد مسجدیں بھی آج محفوظ نہیں ہیں۔ آج کل مسجدوں میں بھی سکیورٹی کے تحت پانچ وقت کی نمازیں ادا کی جا رہی ہیں۔ چادر اور چار دیواری کی بات تو اب بہت دور کی ہے' عبادت گاہیں' جو کہ ایک دارالامن کی حیثیت رکھتی ہیں' وہاں بھی اب پولیس کی نگرانی میں نماز ادا کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل لیڈر آف دی ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کو چاہیے کہ وہ زیادہ وقت اپنے صوبے میں دیں۔ میں ان سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ وہ اسلام آباد اور بیرونی ممالک کے دوروں پر زیادہ نہ جائیں۔ جو کوئی معاملات فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق ہیں میرے خیال میں وہ اگر وہاں پرائم منسٹر صاحب کو موقع دیں تو ہو سکتا ہے کہ اگر وہ ان کو

اکیلے کوئی فیصلہ کرنے کا موقع دیں گے تو شاید وہ ان سے کوئی بہتر فیصلے بھی کر سکیں اور ان کو اپنے ہی صوبے میں زیادہ رہنے کی ضرورت ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو آپ دیکھیں کہ یہاں کوئی ایسا طبقہ یا شخص نہیں ہے جو کہ دہشت گردی سے بچا ہوا ہو۔ ہر طبقہ اس سے hit ہو چکا ہے۔ سیاست دانوں سے لے کر، بیوروکریٹس سے لے کر، سٹوڈنٹس سے لے کر، وکلاء برادری یا کسی بھی طبقے کا آپ نام لے لیں تو اس سے کوئی نہیں بچا اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہاں فیڈرل گورنمنٹ میں ایک وزیر خزانہ موجود ہیں، وزیر خارجہ موجود ہیں، اگر یہ اپنے صوبے پر زیادہ توجہ دے لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ آپ دیکھ لیں کہ یہاں پرائم منسٹر اور چیف منسٹر کو اب سکیورٹی اتنی under threat ہو گئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور آج آپ نے دیکھا ہی ہے کہ لاء منسٹر صاحب رانے ونڈ کے بم بلاسٹ کے بارے میں اتنا تسلی بخش جواب بھی نہیں دے پا رہے تھے۔

جناب سپیکر! میں اب اس طرف آتا ہوں کہ حکومت یہ جو بل لا رہی ہے، ان کے زرخیز ذہن میں ایک اچھوتا آئیڈیا، ایک نیا آئیڈیا آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اب وہ چاہ رہے ہیں کہ جتنے انسٹی ٹیوشنز ہیں، شاپس ہیں یا بنکس ہیں یا کاروباری ادارے ہیں، وہاں جو پرائیویٹ لوگ ہیں وہ اپنی سکیورٹی خود کریں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آئین کے تحت حکومت کی جو ذمہ داری ہے، اس سے تو حکومت بھاگ رہی ہے۔ اب وہ چاہ رہے ہیں کہ اگر کسی کا کلینک ہے تو وہ اس کلینک پر اپنی سکیورٹی لگائے۔ اگر کسی کا ہسپتال ہے تو وہ اس کی سکیورٹی کی دیکھ بھال خود کرے۔ جب یہ سب کچھ اس طرح ہونا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ابھی پچھلے دنوں جو کہ آج بھی بات ہوئی ہے کہ extra judicial killings بہت زیادہ ہو رہی ہیں کہ پولیس نے ہر کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور عدلیہ کی میرے خیال میں ہمیں ضرورت نہیں رہی، اس لیے کہ وہ خود ہی گرفتار کرتے ہیں، خود ہی اس کا فیصلہ کرتے ہیں اور خود ہی اس کو اڑا دیتے ہیں۔ تو وہ تو ضرورت ہی نہیں ہے کہ وہ لوگ عدلیہ میں جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں عدلیہ کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تو وہاں میں نے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ عدلیہ کو گولڈن ہینڈشیک دے دیں۔ ان کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ پولیس ہر کام کر رہی ہے۔ اب یہاں پر آپ دیکھیں کہ حکومت پولیس کو اپنے فرض سے ہٹا رہی ہے۔ ہم ٹیکسز کس لیے دیتے ہیں؟ عوام ٹیکسز اس لیے دے رہے ہیں کہ under the Constitution جو ہمیں protection ملی ہوئی ہے پولیس اس کا خیال رکھے۔ ان کی تنخواہیں ہیں، وہ سارا equipment ہے لیکن اب حکومت یہ کر

رہی ہے کہ سکیورٹی کو پرائیویٹائز کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی طریقے سے یہ درست نہیں۔ یہ ایسے ہی ہوگا' کہ حکومت اپنی ذمہ داری کو عوام کے کندھوں پر شفٹ کر رہی ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ پولیس کو بھی گولڈن ہینڈ شیک دے دیا جائے' اور کھلے عام یہ کہہ دیا جائے کہ ہم عوام کا تحفظ نہیں کر سکتے؛ عوام اپنا تحفظ خود کریں جو کہ وہ خود کر رہے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ کوئی بھی شخص جو صبح گھر سے نکلتا ہے اس کو یہ بالکل پتا نہیں ہوتا ہے کہ اس نے صحیح سلامت واپس جانا ہے یا نہیں جانا۔ تو حکومت اس میں عوام کے fundamental rights سے بھی بھاگ رہی ہے ۔ کیونکہ The government is bound to protect life and property of the citizens of the country. اس میں اگر میں پھر Articles of the Constitution کی بات کروں گا تو پھر آنریبل لاءمنسٹر صاحب کو اچھا نہیں لگے گا۔ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کو quote نہ کروں' کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور ویسے ان کی اطلاع کے لیے ہے کہ اگر یہ آرٹیکل 4 اور 9 کو پڑھ لیں تو شاید ان کی سمجھ میں کوئی بات آ جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل ویسے ہی against the provisions of the Constitution ہے اور ویسے بھی موجودہ حکومت کو پرائیویٹائزیشن کا بہت ہی زیادہ عشق ہے۔ جب اس نے سکیورٹی ہی پرائیویٹائز کر دینی ہے تو پھر اس کے بعد اس ملک میں رہنے کے لیے کیا بات رہ جائے گی۔ آپ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ یہاں کے بہت سے لوگ پہلے ہی یہاں سے باہر جانے کے لیے اپلائی کر رہے ہیں۔ خاص طور پر آپ اگر کینیڈین ایمبیسی میں جائیں تو وہاں سینکڑوں لوگوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں جو کہ اس ملک کو چھوڑ کر وہاں dual nationality لینا چاہتے ہیں اور یہ چیزیں بنیادی وجہ ہیں' جن کی وجہ سے یہ لوگ اس ملک کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس صوبے کو "Do it yourself Province" کا نام دیا جائے تو میرے خیال میں یہ ایک بے جا بات نہیں ہو گی۔ کیونکہ آپ دیکھیں کہ حکومت نہ تو روزگار فراہم کر رہی ہے' نہ مہنگائی کو کم کر رہی ہے' اور رہی سکیورٹی کی بات تو اس سے بھی اب حکومت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی طریقے سے یہ بل' جو یہ لا رہے ہیں' یہ مناسب نہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا اس میں جو کلاز 3 ہے اس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ:

If the offence continues the establishment may be kept sealed

till such time the order is complied with.

اب اس اسٹیبلشمنٹ میں بنک آ جاتے ہیں، منی چینجرز آ جاتے ہیں، فنانشل انسٹی ٹیوشنز ہیں جو کہ براہ راست صوبے کے ماتحت بھی نہیں ہیں۔ یہ فیڈریشن کے ماتحت ہیں۔ تو جو چیز فیڈریشن کے ماتحت ہے وہ اس کو کس طریقے سے re-seal کر سکتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ کافی ساری چیزیں جو ہیں وہ ultra vires of the Constitution اس ایوان نے کی ہیں جیساکہ میں نے پہلے بھی point out کیا تھا۔ اس میں اگر آنریبل لاءمنسٹر صاحب آرٹیکل 74 کو پڑھیں تو اس میں دیا ہوا ہے کہ ایک Federal Legislative List ہے اور ایک Concurrent List ہے جس کے Schedule IV میں دیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے یہی ہاؤس موبائل فونز پر ٹیکس لگا چکا ہے جو کہ ایک فیڈرل لسٹ میں شامل ہے۔ ایئر ٹکٹس پر یہ ٹیکس لگا چکے ہیں اور میں آپ کو یہاں آئین میں سے حوالہ دینا چاہوں گا تاکہ معزز لاءمنسٹر صاحب کی بھی تسلی ہو اور معزز ممبران صوبائی اسمبلی جو میرے بھائی یہاں بیٹھے ہیں ان کو بھی پتا لگے۔ جناب سپیکر! صفحہ 214 پر Legislative List کا دیا ہوا ہے اور اگر آپ صفحہ نمبر 215 پر دیکھیں گے تو اس میں دیا ہوا ہے کہ،

Posts and telegraphs including telephones, wireless, broadcasting and other like forms of Telecommunications, Post Office, Saving Bank

فیڈرل لسٹ میں یہ چیزیں شامل تھیں اور موبائل فون پر صوبائی اسمبلی نے ٹیکس لگا دیا جو ایک غلط کام کیا۔ اس کے بعد ایئر ٹکٹس پر ٹیکس لگا دیا گیا جو کہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ اور ہم نے اس کو بھی point out کیا تھا اس میں اگر 53 دیکھیں تو یہ،

Terminal taxes on goods or passengers carried by railway, sea or air; taxes on their fares and freights.

بھی فیڈرل لسٹ میں شامل تھا اور اس کو بھی یہ نہیں کر سکتے تھے۔ اب انھوں نے کلاز 3 میں یہ کہا ہے کہ بینکس کو سیل کر دیں گے یا فنانشل انسٹی ٹیوشنز کو سیل کر دیں گے۔ تو اس سلسلے میں اگر آپ آئین کے صفحہ نمبر 215 پر دیکھیں تو نمبر 9 پر لکھا ہوا ہے،

Foreign exchange; cheques, bills of exchange, promissory

notes and other like instruments."

یہ بھی ایک ایسی چیز ہے جو فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ میں شامل ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آیا انھوں نے آئین کو پڑھا نہیں یا یہ کہ یہ آئین کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب بھی اس کی ambit میں نہیں آتا۔

Because that has also link with the State Bank of Pakistan and the State Bank of Pakistan is concerned with the Federal Legislative list.

میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت ایسی legislation کریں جو اس کے اپنے دائرہ اختیار میں ہے اور جیسے میں نے پرسوں کہا تھا کہ ہم ایسا کام کریں جو باہر appreciate بھی ہو ہم یہ جتنے کام کر رہے ہیں یہ appreciate ہونے والے کام نہیں ہیں اب یہی جو بل ہے اس کو legislate کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ پہلے تو ان کو یہ بل لانا نہیں چاہیے تھا' کیونکہ under the Constitution protection of the citizens اور اس کی پراپرٹی کے تحفظ کا کام ہی حکومت کا ہے اور اگر لانا چاہتے ہیں تو پھر اس کو legislate کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ تو just by an executive order کر سکتے ہیں اور by an executive order پہلے ہی بہت کچھ ہو رہا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس legislation کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور جناب سپیکر! ویسے بھی کہا جاتا ہے کہ This is a skeleton legislation اور اس پر اعلیٰ عدالتوں کے متعدد فیصلے quote کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن میں آنریبل وزیر قانون صاحب کو کیا کہہ سکتا ہوں ' وہ میرے بڑے بھائی ہیں میں تو ان کو رائے دے سکتا ہوں ' ان کی وہ نمائی کر سکتا ہوں ' یہ پھر ان ہی پر depend کرتا ہے کہ یہ میری اس وہ نمائی یا اس رائے کو اچھا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ لیکن کم از کم یہ ضرور ہے کہ یہ قانون سازی skeleton legislation ہے and it is just to grab the law. اس legislation کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اور پھر آپ دیکھیں کہ There is no criteria in this legislation. اس میں گورنمنٹ کیا چاہتی ہے اور کیا نہیں چاہتی' اس میں کوئی aims and objects نہیں دیے ہوئے۔ اور میں جو بات کر رہا ہوں یہ میں اپنی انفرمیشن سے کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ سکیورٹی کو privatize کر رہی ہے and I must say it is privatization, کہ shops, اور banks کو یہ

کہیں کہ یہ خود اپنی سکیورٹی کا بندوبست کریں ۔ ویسے بھی اگر ان کو ضرورت ہو تو already ایک لاء موجود ہے۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے اگلے روز Maintenance of Public Order پر ایک گزارش کی تھی کہ Drugs Act, 1974 پہلے ہی موجود ہے اس کے تحت یہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کرلیں، اس کو Maintenance of Public Order کے ambit میں نہ لائیں ۔ اسی طریقے سے اگر یہ تھوڑا سا اپنا ذہن دوڑائیں تو اس میں West Pakistan Shops Establishment Ordinance, 1960 بھی موجود ہے اور اگر یہ اس کو تھوڑا سا پڑھ لیتے تو میرے خیال میں ان کی جو ضرورت ہے اس سے وہ پوری ہوسکتی تھی۔ اب جناب سپیکر! اس میں ہوگا کیا---- (اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجائی) جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر آپ مہربانی سے وقت کی کوئی قدغن نہ رکھیں ۔ قانون سازی کے لیے بہت وقت درکار ہوتا ہے اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو آپ نے بطور کارروائی کرنا ہے تو پھر میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ایک ایسی legislation لے آئیں جس میں by circulation یہ سارا کچھ پاس کروا لیا کریں۔ اور یہاں جو یہ سارے الاؤنسز ہیں ان کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہمارا ملک اور صوبہ تو پہلے ہی bankrupt ہو چکا ہے پھر ہمیں خود اپنے گھروں میں جا کر اپنا کام کرنا چاہیے----

جناب سپیکر، رولز کے مطابق تو وقت مقرر کیا جا سکتا ہے لیکن میں نے وقت مقرر نہیں کیا اور آپ نے پچیس منٹ سے زیادہ لیے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب legislation کے لیے تو پچیس منٹ کچھ بھی نہیں ہیں ۔ اگر آپ پرانی ہسٹری اٹھا کر دیکھیں یہاں تو پانچ پانچ دن ایک آدمی بولتا رہا ہے اور legislation کو جناب سپیکر دو، دو تین، تین مہینے لگے ہیں ----

جناب سپیکر، میں آپ کو رولز quote کروں کہ وقت مقرر ہو سکتا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، گویا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس پر بات ہی نہ کریں----

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر ہم نے کس پر بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر، آپ کی بات تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں جناب سپیکر! ابھی تو میں نے جانا ہے ----

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ نے پھر repeat کرنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس کو بھی اگر repetition کہتے ہیں' میں آئین کے کتنے مختلف حوالے دے رہا ہوں۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ ہم پہلے ہی کتنے غلط کام کر چکے ہیں اس کے باوجود حکومت کو اس کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ یہ پھر دوبارہ ایسی legislation لا رہے ہیں جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اگر آپ خود اسے ذرا غور سے پڑھیں تو یہ معاملہ ایک executive order سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ کہہ چکے ہیں۔ منیس صاحب! اگر آپ کہیں تو ٹیپ چلاتے ہیں' آپ خود محسوس کریں گے کہ repetition بہت زیادہ ہے۔ یہ آپ خود پہلے دو تین دفعہ کہہ چکے ہیں کہ یہ executive order سے ہو سکتا ہے۔---

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے آپ کو convince تو کرنا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ نے ایک دفعہ تو کہہ دیا کہ یہ executive order سے ہو سکتا ہے تو یہ آپ کی یہ بات ریکارڈ پر آ گئی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ تو خود ماشاء اللہ پرانے سیاست دان ہیں آپ لوگوں کے گھروں میں ووٹ مانگنے کے لیے کیوں بار بار جاتے ہیں جبکہ آپ کو پتا ہوتا ہے کہ فلاں نے نہیں دینا۔ لیکن اس کے باوجود آپ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، لیکن جب یہ مسئلہ under discussion ہے تو پھر اس میں repetition ٹھیک نہیں لگتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ بل کو پہلے عوام میں circulate کیا جائے' ان سے opinion لی جائے۔ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں-----

جناب سپیکر، آپ کی یہ ساری چیزیں تفصیل کے ساتھ آ گئی ہیں۔ آپ اس میں کتنی اور دیر لیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرے خیال میں ایک اور گھنٹا تو لوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ تو پھر میں وقت fix کر دوں گا۔ یہ تو پھر ٹھیک نہیں۔ پہلے ہی تیس منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! روایات یہی ہیں کہ legislation میں وقت fix نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ ٹائم fix ہوتے رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ نے تو بیٹھ کر سننا ہے۔ آپ ذرا سنیں اور آپ کی وساطت سے کچھ اور لوگ بھی سن لیں گے۔

جناب سپیکر، انھوں نے ایک امنڈمنٹ پر آدھے گھنٹے سے زیادہ سن لیا ہے۔ اب آپ ایک، دو منٹ میں ذرا وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب ایک، دو منٹ تو کچھ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آگے آپ کی اور بھی امنڈمنٹس ہیں آپ نے تو ابھی ان پر بھی بولنا ہے۔ اگر آپ اسی پر اپنا سارا میٹریل لگا دیں گے تو پھر آگے کچھ نہیں بچے گا۔ مجھے اس بات کا بھی پتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگلی امنڈمنٹس پر بولنے کے لیے میرے پاس کافی مواد ہے اگر آپ اجازت فرمائیں گے تو میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، بالکل آپ کی امنڈمنٹس آگے ہیں اور میں آپ کی بہتری کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ کے پاس میٹریل ہی ختم ہو جائے گا تو پھر آپ نے اس پر repeat ہی کرتے جانا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں۔ میں نے repeat نہیں کرنا۔

جناب سپیکر، اس کے بعد بھی آپ کی امنڈمنٹس آ رہی ہیں۔ لہٰذا ایک، دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کے بعد میں اپنی امنڈمنٹس پر تو بول نہیں سکتا۔

جناب سپیکر، آپ ایک' دو منٹ میں وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ بل پاس ہو اور آٹھ بجے تک ہم فارغ ہو جائیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے۔ کہ اس legislation میں ----

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب! میں آپ کو ایک تو وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں ' ویسے بھی تو یہ آج ہو نہیں سکتا۔ اس میں کافی امنڈمنٹس ہیں اور یہ بل کافی بڑا ہے آپ یہ تو اپنے ذہن سے نکال دیں کہ یہ بل آج ہو جائے گا یہ مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔ لیکن میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک امنڈمنٹ کے اوپر اب تیس پینتیس منٹ ہو چکے ہیں اور میرا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ جو بھی speech to the point چل رہی ہو اور جنھوں نے بھی امنڈمنٹ move کی ہو ان کو یہ بتانا تو میرا فرض ہے کہ وہ to the point بولیں اور relevant رہیں ۔اب تقریباً ساری بات تو ہو چکی ہے ۔ تو منیس صاحب' اب آپ ایک دو منٹ میں اسے وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر ایک دو منٹ کی بات کرتے ہیں اور اگر مجھے ایک دو منٹ میں ہی اسے ختم کرنا ہے تو پھر مجھے اور بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایک دو منٹ میں تو میں ختم نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، چلیں۔ پانچ منٹ میں ختم کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ مجھے کم از کم آدھا گھنٹا اور دیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! اجلاس کی پوری کارروائی کے دوران قائد حزب اختلاف' سعید اکبر خان اور معظم وٹو صاحب نے ہی سارے کا سارے وقت لیا ہے۔ جبکہ ہماری طرف سے صرف ہمارے

وزیر قانون ہی ان کی باتوں کا جواب دیتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ آپ سے شکوہ کر رہے ہیں کہ ہمیں وقت نہیں دیا جا رہا۔ یہ تین ہیں اور ہم 240 ہیں' میں یہ درخواست کروں گا کہ کیوں نہ ان کو ہاؤس ہی ٹھیکے پہ دے دیا جائے' ہم منہ پر ٹیپ لگا کر یہاں بیٹھ جایا کریں گے اور یہ جو مرضی چاہے کرتے رہیں۔ جناب سپیکر! ہمارا بھی بولنے کا حق بنتا ہے' ہم بھی لوگوں سے ووٹ لے کر آتے ہیں' ہم نے بھی یہاں پر لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے' آپ سے گزارشات کرنی ہیں' مختلف مسائل کی بات بحث کرنی ہے۔ لہٰذا آپ ہماری طرف بھی تھوڑا دھیان دیں' توجہ دیا کریں۔ ہمارا بلڈ پریشر کبھی اوپر ہوتا ہے' کبھی نیچے ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! جس آدمی کا ہاؤس میں بزنس ہوگا وہی اس پہ بات کرے گا۔ چونکہ ہم نے ترامیم پیش کی ہیں' اس لیے ہم ہی اس پر بول سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس قانون سازی میں کوئی ترمیم نہیں دی۔ اگر وہ کوئی ترمیم پیش کرتے تو پھر وہ بھی ضرور بولتے۔ اگر وہ کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار اس ہاؤس میں پیش کرتے تو اس پر ضرور بات کرتے۔ جناب والا! جس کا بزنس ہوگا اسی نے ہی بولنا ہے۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ پانچ منٹ میں wind up کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا! اگر مجھے آدھا گھنٹا دیں تو میں بات کرتا ہوں بصورت دیگر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس amendment پر آپ 35 منٹ بول چکے ہیں۔ آگے اور بھی آپ کی ترامیم آ رہی ہیں۔ میں آپ کے فائدے کی بات کر رہا ہوں کہ اگر آپ اپنا سارا مواد اسی پہ صرف کر دیں گے تو ان پہ کیا بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اگر ایسی بات ہے تو آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں بات نہیں کرتا' بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی قائد حزب اختلاف ہیں۔ اگر آپ دس منٹ دے دیں تو مناسب ہے۔ یہ روایات ہیں کہ قانون سازی پہ بولنے والے سپیکر کافی وقت لیا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں' دس منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! سکیورٹی کا معاملہ بہت touchy معاملہ ہے اور امن و امان کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔

وزیر آبپاشی (چودھری محمد اقبال): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے ایک درخواست کروں گا۔ ہمیں ان کا بے پناہ احترام ہے' یہ ہمارے بڑے اچھے دوست اور شریف النفس آدمی ہیں۔ آپ کی وساطت سے ان سے اپیل ہے کہ یہ جتنا مرضی بولیں' دس منٹ' پندرہ منٹ بولیں لیکن اپنی تقریر میں تھوڑی سی چاشنی پیدا کریں۔ ہمارے لیے مصیبت یہ ہے کہ جب یہ بولتے ہیں تو کورم ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کی بڑی پھیکی پھیکی تقریر ہوتی ہے۔ انھیں چاہیے کہ یہ اپنی تقریر میں چاشنی پیدا کریں' کوئی relevant' مزے کی بات کریں تاکہ لوگ بڑے غور اور آرام سے ان کی بات سنیں۔ لوگ ان کی تقریر سن کر باہر چلے جاتے ہیں اور ہمارے لیے مصیبت بن جاتی ہے کیونکہ اس طرح کورم ٹوٹ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بھی ان سے یہی درخواست کی ہے کہ اگر آپ مختصر اور to the point بات کریں گے تو اس کا impact زیادہ ہو گا۔ بہرحال منیس صاحب! آپ بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ میری بات سننا نہیں چاہتے۔ اور وزیر آبپاشی کو اگر چاشنی والی باتیں چاہییں تو پھر وہ کسی ڈرامے میں جا کر بیٹھیں وہاں آپ کو چاشنی ملے گی' یہاں چاشنی والی باتیں نہیں ملیں گے۔ جناب والا! academic بات تو ان کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ جناب والا! میں یہاں چاشنی والی باتیں کرنے نہیں آیا' یہ کوئی جلسۂ عام نہیں کہ یہاں چاشنی کی باتیں کی جائیں۔ قانون سازی تو ایک academic debate ہوتی ہے۔ پہلے تو میں سمجھتا تھا کہ وزیر قانون اور وزیر آبپاشی دونوں صاحبان چونکہ لاء گریجویٹس ہیں۔ لہٰذا academic بات پہ یہ سوچیں گے' سمجھیں گے اور سنیں گے۔ لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ لاء گریجویٹس اس طبقے کی توہین تو کر سکتے ہیں لیکن کوئی academic بات نہیں سن سکتے۔ میں حیران ہوا ہوں کہ انھیں یہاں صرف چاشنی کی ضرورت ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں ان کا یا آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا' صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں پہ مخدوم زادہ سید حسن محمود بھی قائد حزب اختلاف رہے ہیں۔ وہ تین تین' چار چار گھنٹے' متواتر

چار چار دن بولتے رہے ہیں اور جناب والا! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک ممبر بھی ہاؤس سے باہر نہیں جاتا تھا۔ اور بڑے انہماک ' پیار سے ان کی باتیں سنی جاتی تھیں۔ وہ بھی قانون سازی کی باتیں کرتے تھے' وہ کوئی ڈرامہ نہیں کرتے تھے۔ میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ میرے بھائی relevant رہیں اور دوسرے وہ بات کریں جو تھوڑی سی پسندیدہ ہو۔ اگر آپ پرسوں کی باتیں آج شروع کر دیں اور آج کی باتیں پرسوں شروع کر دیں تو اس سے کوئی relevancy نہیں ہوگی اور پھر ایسی باتیں کوئی نہیں سنتا۔ میں نے صرف یہی گزارش کی ہے اور بڑے ادب سے عرض کیا ہے۔ میرے بھائی اگر محسوس کرتے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی منیس صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اب کیا کہوں؟ academic debate پہ بھی ان کی تسلی نہیں ہوتی' اگر میں to the point بات کرتا ہوں تو وہ بھی انھیں پسند نہیں۔ میرے خیال میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ by circulation والی قانون سازی لے آئیں۔ ان کو گھروں پہ ہی by circulation بھجوا دیا کریں اور پھر وہاں سے ان کے انگوٹھے ثبت کروا کر یہاں سے چیک بھجوا دیا کریں' تب انھیں خوشی ہوگی۔ معزز وزیر قانون صاحب اب اپنے سینے پہ ہاتھ مار رہے ہیں' میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ اگر ان کو ضلع کونسل کی چیئرمینی کا موقع نہیں دیا گیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے' اگر ان کو بے گھر کر دیا گیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ وہ گھر بھی تو خواجہ ریاض محمود صاحب کو ملا ہے' جہاں وہ لوگوں کی شکایات سنیں گے اور وہاں مزید خود سوزیاں ہوں گی۔ جناب والا! اجتماعی خودکشیوں اور خود سوزیوں کا سکیورٹی کے ساتھ تعلق نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر یہ مہنگائی کریں گے' بے روزگاری کریں گے تو پھر ان کھلی کچہریوں کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہاں تو خودسوزیاں اور اجتماعی خودکشیاں ہی ہوں گی۔ جناب والا! آپ اخبار پڑھیں' آج لوگوں نے حکومت کو دھمکی دی ہے کہ اگر ان کی بات نہیں مانی جائے گی تو پھر وہ اجتماعی خود کشیوں پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا براہ راست امن و امان کے ساتھ تعلق ہے۔ یہاں بار بار آوازیں آ رہی ہیں کہ amendment سے متعلقہ باتیں نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! اگر انھوں نے بل پڑھا ہو تو انھیں پتا چلے کہ یہ ترمیم سکیورٹی کے بارے میں ہے۔ اور سکیورٹی امن و امان میں

آتی ہے۔ حکومت کی طرف سے یہاں بڑے بلند بانگ دعوے کیے جا رہے ہیں' جبکہ حال یہ ہے کہ امام بارگاہیں' مسجدیں محفوظ نہیں ہیں' یہاں تک کہ حکم ران خود محفوظ نہیں ہیں۔ اس عید پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ نہ تو وزیر اعظم صاحب لوگوں کو عید مل سکے اور نہ ہی وزیر اعلیٰ صاحب لوگوں سے عید مل سکے۔ وہ لاہور میں اپنے گھر جانے کے لیے بھی ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں ۔ جناب والا! سکیورٹی کا تو یہ حال ہے' آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ معاملات حکومت کے کنٹرول میں ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ امن و امان کی صورت حال قطعاً صحیح نہیں ہے' بلکہ انتہائی گھمبیر ہے۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات کی ہے کہ ہیلی کاپٹر اُڑتے ہیں' میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ہفتے دو مرتبہ وزیر اعظم موٹر وے کے ذریعے آئے ہیں' انھوں نے کار میں چار چار گھنٹے سفر کیا ہے' وہ اسلام آباد سے لاہور موٹر وے کے ذریعے آئے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں' وہ مسلمان حکمران ہیں' ان کی نیت درست ہے۔ وہ زندگی موت پر یقین رکھتے ہیں۔ عام مسلمان کی طرح ان کا بھی یہی یقین اور عقیدہ ہے' وہ بالکل ڈرنے والے نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کسی بھی دہشت گرد سے نہیں ڈرتے۔ اس ملک کی بقاء کے لیے' لوگوں کے حالات کو درست کرنے کے لیے ہمیں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں' ہم اپنی جان پر بھی کھیل کر پاکستان کو قائد اعظم کے نظریے کی روشنی میں ترقی یافتہ ملک بنائیں گے۔ ان کی باتوں سے کیا ہوتا ہے' ان کے پاس تو اور کوئی بات نہیں ' یہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے وقت ضائع کرتے ہیں تاکہ یہ قانون سازی نہ ہو سکے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ سے یہی استدعا کروں گا کہ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے کہ اس کو ہاؤس میں consider کرنے سے پہلے متداول کیا جائے۔ حالات ایسے ہیں کہ جب تک ہم لوگوں کی رائے نہ لیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس properly اپنی رائے نہیں دے سکتا۔ آپ فیلڈ میں جا کر دیکھیں تو لوگ پریشان ہیں اور خاص طور پر وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال سے بہت پریشان ہیں۔ میرے بھائیوں کو بار بار یہ اعتراض ہو رہا ہے اور انھیں پارلیمنٹری پریکٹس کا تو علم ہی نہیں' اس لیے یہ کہتے ہیں کہ ان کو بولنے کا موقع نہیں دیا جا رہا اور روایات کے برعکس کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو ٹوکا نہیں جاتا۔ لیکن بار بار ٹوکا جا رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کبھی

بھی serious نہیں ہوا اور خاص طور پر وزرائے کرام serious نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر محترم وزیر اعظم پاکستان جو کہ اس قائد ایوان کے بڑے بھائی ہیں نے وزراء سے جھنڈا چھین لیا ہے تو اس میں میرا قصور نہیں۔ اور اگر اختیارات کا ڈنڈا وزیر اعلیٰ صاحب نے چھین لیا ہے تو اس میں بھی میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر یہ وزرائے کرام بغیر اختیارات کے صرف اس پروسیڈنگ کو interrupt کرنے کے لیے بیٹھے ہیں تو میں اس میں اور کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں تو آپ کی وساطت سے صرف یہ عرض کروں گا کہ اس کو عوام کی رائے لینے کے لیے circulate کیا جائے۔ آراء آنے دیں اور اس کے بعد اسے ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی وٹو صاحب! آپ بھی اس پر بولیں گے؟

جناب منظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جی۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔

جناب منظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا!

"The Punjab Shops and Establishment (Security) Bill"

آج ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور ہم نے اس میں ترمیم پیش کی ہے کہ اسے عوام کی رائے کے لیے circulate کیا جائے' کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اس صوبے کے عوام کے مفاد میں قطعاً نہیں۔ کم از کم اتنا ضرور ہو کہ جب یہ بل circulate ہو تو عوام یا جو تاجر طبقہ ہے ان کو پتا چلے کہ پنجاب اسمبلی میں ایسی قانون سازی کی جا رہی ہے جس سے ان کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور آنے والے دنوں میں ان کے لیے پریشانیاں اور ان کی مشکلات میں اضافے کرنے کے لیے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے۔ جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کی اکانومی کی جو حالت ہے اور جو reaction ہے اس سے ہر طبقہ متاثر ہوا ہے۔ کاشت کار بھی اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور تاجر طبقہ بھی اس سے شدید متاثر ہوا ہے۔ آج آپ ملک کے جو حالات دیکھ رہے ہیں روزانہ ڈکیتیاں اور لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اکانومی سے related ہے۔ اگر ہمارے ملک کی اکانومی ٹھیک ہو گی تو ہمارا لاء اینڈ آرڈر بھی ٹھیک ہو سکتا ہے لیکن اگر ہماری اکانومی ٹھیک نہیں' بے روزگاری ہے تو ہم جرائم میں اضافے کو کبھی بھی نہیں روک سکتے۔ جناب والا! جو بل آج پیش کیا گیا ہے آپ اس میں ایک compulsion لگا رہے ہیں کہ ہر

اسٹیبلشمنٹ خواہ وہ کسی بھی نوعیت کی ہے وہ اپنی سکیورٹی کے لیے خود گارڈز رکھے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کو جرمانہ کیا جائے گا' انھیں سزا دی جائے گی اور اسٹیبلشمنٹ کو بند کر دیا جائے گا۔ یہ کس طرح کا بل ہے؟ کاروباری طبقہ تو پہلے ہی مالی مشکلات میں گھرا ہوا ہے جو اسٹیبلشمنٹ جو بنکس جو مالی ادارے afford کرتے ہیں انھوں نے already اپنی سکیورٹی کے لیے سکیورٹی گارڈز رکھے ہوئے ہیں اور جو چھوٹے کاروباری طبقے کے لوگ ہیں جو afford نہیں کر سکتے انھوں نے سکیورٹی گارڈ نہیں رکھے ہوئے۔ لیکن آپ اس بل کے ذریعے ایک compulsion لگا رہے ہیں کہ خواہ وہ afford کریں یا اپنا پیٹ کاٹیں خواہ جیسے بھی کریں وہ بھی اپنی سکیورٹی کے لیے گارڈز رکھیں۔ تو کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں۔ کہ وہ عوام کو سکیورٹی مہیا کرے؟ جناب والا! حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو سکیورٹی مہیا کرے' ان کی جان و مال کا تحفظ کرے۔ اسی کے لیے عوام ٹیکس دیتے ہیں۔ عوام پولیس کے لیے ٹیکس دیتے ہیں۔ میں معزز ایوان کے ممبران کی اطلاع کے لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 99-1998ء کے بجٹ میں 6 ارب 41 کروڑ 50 لاکھ 31 ہزار روپیہ صرف پولیس کے لیے رکھا گیا ہے۔ تو یہ ٹیکس کیوں دیتے ہیں؟ اس لیے دیتے ہیں کہ حکومت ان کی زندگی اور پراپرٹی کی حفاظت کرے۔

جناب سپیکر: ایاز امیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایاز امیر: جناب والا! میں خواہ مخواہ معزز مقرر کو interrupt نہیں کرنا چاہتا' بلکہ صرف اپنی معلومات کے لیے جاننا چاہتا ہوں کہ جو بل زیر بحث ہے اس میں یہ تو ہے کہ:

> "The Provincial Government can take measure for the security of shops and establishment".

لیکن یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ان کو وہاں پر لازماً گارڈز لگانے ہیں۔ ان کا بل میں کہیں ذکر ہے؟

جناب سپیکر: جی وٹو صاحب!

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب والا! پولیس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو تحفظ مہیا کرے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو آپ پولیس کو بہتر کریں اور پولیس کی کارکردگی کو improve کریں اور ایسی اصلاح کریں کہ اگر آپ ڈکیتیوں' چوریوں کی روک تھام اور اسٹیبلشمنٹ کی سکیورٹی چاہتے ہیں تو وہ پولیس کے ذریعے ہی بہتر طور پر کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بل قطعاً

عوام کے مفاد میں نہیں۔ کچھ روز پہلے بی بی سی کے حوالے سے ایک رپورٹ سامنے آئی تھی جس میں یہ آیا تھا کہ اس وقت پاکستان میں اگر کوئی کاروبار ترقی کر رہا ہے تو وہ سکیورٹی کمپنیز کا کاروبار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی عزت ' ان کی جان اور ان کا کاروبار محفوظ نہیں' اس لیے ان کو لازماً سکیورٹی کمپنیز سے رابطہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے سکیورٹی کمپنیز کو hire کریں تاکہ ان کا کاروبار اور ان کی زندگی محفوظ رہ سکے۔ جناب والا! ہم یہ ٹیکس کس لیے ادا کرتے ہیں؟ حکومت جو کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے یہ کس لیے کرتی ہے؟ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں ایلیٹ فورس کے لیے 15 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور محض ایلیٹ فورس کے لیے ٹوٹل 27 کروڑ 10 لاکھ روپے رکھا گیا۔ صرف ان کے راشن الاؤنس کے لیے ایک کروڑ 35 لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ جناب والا! اتنے پیسوں سے کتنے سکول کھل سکتے ہیں' کتنے لوگوں کو صحت کی سہولت مل سکتی ہے اور میں چاہوں گا کہ معزز وزیر قانون اپنی تقریر میں مجھے اتنا ضرور بتا دیں کہ اب تک ایلیٹ فورس نے ایک بھی کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ کوئی robbery ہو رہی تھی' کوئی دہشت گردی کی کارروائی ہو رہی تھی جسے روکنے میں یہ کامیاب ہوئے ہیں؟ اگر کوئی ہوئے ہیں تو میری اور ہاؤس کی معلومات کے لیے ضرور بتائیں کہ انھوں نے جو اتنے بھاری اخراجات کیے ہیں وہ کہاں تک سود مند ثابت ہو رہے ہیں؟ جناب والا! میں آخر میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ اس بل کو رائے عامہ متداول کرانے کے لیے circulate کیا جائے تاکہ اس میں جو خامیاں ہیں انھیں درست کر کے دوبارہ اسے ہاؤس میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا' کیونکہ پہلے ہی معزز اراکین کے صبر کا امتحان لیا جا چکا ہے اور میں معزز اراکین کے صبر کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس صبر کے ساتھ اور جس جبر کے ساتھ انھیں معزز قائد حزب اختلاف کے ارشادات سننے پڑتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اب اس ایوان کا مقدر ہے کہ جتنا عرصہ اس ایوان نے رہنا ہے یہ تو آپ کو برداشت کرنا پڑے گا۔ بہرحال' میں یہاں ایک وضاحت ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے ایک دفعہ نہیں سو دفعہ نا اہل کہیں یہ ان کا حسن ظن ہے میں قطعی طور پر اعتراض نہیں کروں گا۔ لیکن کم از کم ان لوگوں کو نا اہل کہنا جنھوں نے اپنی ساری زندگی اس محکمے کے لیے

وقف کر رکھی ہو۔ جو صبح سے لے کر شام تک اس محکمے کے لیے کام کرتے ہوں۔ اِن کے لیے کام کرتے ہوں، میرے لیے کام کرتے ہوں۔ اس ایوان کے لیے کام کرتے ہوں ۔ جناب سپیکر! ہر بات پر، اور اگر آپ ٹیپ چلا کر دیکھیں تو کم ازکم پچاس دفعہ معزز قائد حزب اختلاف نے لاء ڈیپارٹمنٹ کے اہل کاروں کو نا اہل کہا ہے۔ مجھے کہیں میں بُرا نہیں مناؤں گا، کیونکہ مجھے اس کا جواب دینے کا حق ہے۔ مجھے ایک دفعہ کہیں گے میں بھی سو دفعہ کہہ سکتا ہوں لیکن میں کہتا نہیں، کیونکہ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ لیکن ان لوگوں کو نااہل کہنا، جن کو یہاں پر جواب دینے کا حق بھی نہیں ہے۔ جو لوگ جواب کا حق نہیں رکھتے ان پر تنقید کرنا ان کو زیب نہیں دیتا۔ اس لیے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ انھوں نے کہنا ہوتا ہے مجھے کہہ لیا کریں۔ میں ان سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کو جواب نہیں دوں گا کیونکہ میں ان کا احترام کرتا ہوں وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے متعلق نہ کہا کریں جو اس ایوان میں اپنا جواب نہیں دے سکتے یا اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے بات کی قانون کے حوالے سے، کہ پولیس یہاں پر تحفظ دینے میں ناکام ہو چکی ہے اور پولیس یہاں پر تحفظ دے نہیں سکتی۔ اس لیے اب یہ بل لایا جا رہا ہے اور عوام کو اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں۔ جناب سپیکر! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمیں ورثے میں ایک ایسا سسٹم ملا تھا اور اتنا فرسودہ سسٹم ملا تھا کہ ہمیں یہ انقلابی اقدامات اٹھانے پڑ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں تو وہ سسٹم ورثے میں ملا ہے لیکن ہم نے یہاں آ کر رول آف لاء کو establish کیا ہے۔ جناب والا! ورنہ اسی صوبے میں یہ ہوتا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ تھانے میں جا کر ملزمان کو چھڑاتے رہے ہیں۔ معزز قائد حزب اختلاف اس سسٹم کا حصہ رہے ہیں۔ اب یہ بات کرتے ہیں اور منظم ونو صاحب فرما رہے تھے کہ صوبے کے عوام کو اس قانون کی ضرورت نہیں۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں، کیونکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ سب کچھ کھلا چھوڑ دیں تاکہ وہ لوٹ کر لے جائیں۔ چوروں کو کھلا موقع ملنا چاہیے۔ کسی کو اپنی حفاظت کرنے کا اختیار نہیں۔ کسی کو یہ احساس دلانے کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنی حفاظت کرے اور اپنی حفاظت کے لیے سکیورٹی گارڈ رکھے۔ یہ چاہتے ہیں کہ کھلا چھوڑ دیا جائے اور چور لوٹیں سب کا کام بھی چلتا رہے۔ جناب سپیکر! سب کو اس قانون کی ضرورت تھی۔ میں صرف ایک بات معزز قائد حزب اختلاف سے پوچھنا

چاہتا ہوں کہ مجھے وہ دنیا کا کوئی ایک ملک ایسا بتا دیں جہاں پر پرائیویٹ ادارے سکیورٹی کا انتظام نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! آپ دنیا کے کسی بڑے سٹور میں چلے جائیں۔ پاکستان کے اندر آپ بنکوں کو دیکھ لیں بنک خود اپنی سکیورٹی کا بندوبست کرتے رہے ہیں۔ لیکن اگر اس کو قانونی شکل دے دی جائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ دنیا کی کسی بڑی اسٹیبلشمنٹ میں جائیں انھوں نے اپنے سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں، سکیورٹی سسٹم رکھا ہوا ہے اور اس پر وہ کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی قباحت والی بات ہے نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ وہ کوئی مثبت بات کرتے اور صرف یہ کہہ دینا کہ حکومت ناکام ہو چکی ہے، میں کہتا ہوں حکومت ناکام نہیں ہوئی۔ حکومت نے پہلی دفعہ لوگوں کو بھی اس بات کا احساس دلایا ہے کہ جو ادارہ کروڑوں روپے کا کاروبار کرتا ہے اس پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسے انتظامات کریں کہ وہ جو کاروبار کر رہا ہے اس کی سکیورٹی بھی ہونی چاہیے۔ جناب، انھوں نے بات کی ہے وفاقی قانون سازی کی اور صوبائی قانون سازی کی۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے صوبائی حکومت نے سٹیٹ بنک کے ساتھ بھی مذاکرات کیے ہیں اور ان سارے اداروں کے نمائندہ افراد سے بھی مذاکرات کیے ہیں اور consensus کے بعد یہ قانون لایا جا رہا ہے۔ مجھے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس قانون کو نافذ کیے ہوئے دو اڑھائی مہینے ہو گئے ہیں اور اس دوران بھی بے شمار ایسے ادارے ہیں جنھوں نے اپنی سکیورٹی کے اقدامات خود کیے ہیں اور وہ اپنی حفاظت خود کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد میرے انتہائی قابل احترام دوست قائد حزب اختلاف نے یہ کہا کہ صوبائی اسمبلی قانون سازی کی طرف توجہ نہیں دیتی۔ گو اس پر بات کرنے کا یہ موقع نہیں لیکن میں ان کی خدمت کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ اسمبلی جس کا وہ خود حصہ ہیں بجا طور پر کریڈیٹ ان کو جاتا ہے، آپ کو جاتا ہے اور معزز ایوان کے ہر رکن کو اس بات کا کریڈیٹ جاتا ہے۔ یہ پارلیمانی سال مکمل ہونے پر میں آپ کو صحیح اعداد و شمار دوں گا کہ یہ اسمبلی وہ اسمبلی ہے جس نے ریکارڈ قانون سازی کی ہے۔ یہ موجودہ سال جو ہمارا جا رہا ہے۔ اس وقت تک ہم اتنی قانون سازی کر چکے ہیں کہ اس سے پہلے اور 1947ء سے اگر آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو کسی اسمبلی نے اتنی قانون سازی نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔اس کے لیے میں ان کو بھی کریڈیٹ دیتا ہوں لیکن اگر وہ بلا وجہ اپنے آپ کو discredit کرنا چاہتے ہیں اور اس ایوان کو discredit کرنا

چاہتے ہیں اور عوام کی نظر میں خود بھی تماشہ بننا چاہتے ہیں اور ہمیں بھی تماشا بنانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی سوچ ہوسکتی ہے، ہماری نہیں۔ ہم نے تو عوام پر یہ بات ثابت کرنی ہے کہ ہم نے قانون سازی کی ہے اور عوام کی بہتری کے لیے کی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ جناب سپیکر! یہاں پر انھوں نے ایک اور بات کی میں اس کو زیادہ ہوا نہیں دینا چاہتا۔ انھوں نے میرے متعلق کہا کہ میں نے وکیلوں کے بارے میں کہا ہے۔ میں دوبارہ اس بات کو دہراتا ہوں۔ میں نے تو نالائق وکیلوں کی بات کی تھی اور کوئی وکیل جس نے ان سے رابطہ کیا ہوگا اور اس نے کہا ہوگا کہ ان کے موقف کو یہاں بیان کریں۔ وہ اس کا نام بتائیں تاکہ میں کل کو اس کو سلام تو پیش کروں کہ میں نے تمہارے متعلق بات نہیں کی تھی میں نے تو نالائق وکیلوں کی بات کی تھی۔ اس نے انھیں کہا ہوگا کہ آپ زیادہ کتابیں اٹھا کر ہمیں کیوں بدنام کرتے ہیں۔ اس نے انھیں کہا ہوگا اور انھوں نے یہ بات کسی وکیل کے نام ڈال دی ہے۔ میرے بھائی اس بات کے شاہد ہیں جس دن میں نے یہ بات کی ہے اسی دن چودھری اقبال صاحب میرے بڑے بھائی یہاں پر موجود ہیں اسی شام پنجاب بار کونسل کے فنکشن میں گیا ہوں۔ تین گھنٹے اس فنکشن میں رہا ہوں۔ وہاں پر شریعت کورٹ کے چیف جسٹس بھی تھے، ہائی کورٹ کے جج بھی تھے، وکلاء بھی تھے اور وکلاء کا ہی فنکشن تھا۔ کسی نے بھی اس بات کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا، بلکہ صوبائی اسمبلی اور صوبائی حکومت کے وہ معترف ہیں کہ موجودہ حکومت نے وکلاء کی بہتری کے لیے تین دن پہلے کی بات ہے 35 لاکھ روپے پنجاب بار کونسل کو گرانٹ دی ہے۔ خواہ مخواہ یہ آگ لگانے والی بات ہے کہ کسی وکیل نے ان کو ٹیلی فون کر کے کہا۔ میں اس وکیل کو بھی سلام کرتا ہوں جس نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے معزز قائد حزب اختلاف کو چنا۔ اس کی سوچ اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوش رکھے۔

جناب سپیکر! آپ کا اور اس معزز ایوان کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرتا اور آپ کی خدمت میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ بل صحیح معنوں میں عوامی مفاد کا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تو ایک ایگزیکٹیو آرڈر کے تحت کیا جا سکتا تھا، جب ایگزیکٹیو آرڈر کے تحت ہم بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ قانون سازی کیوں نہیں کرتے، اسمبلیاں کس لیے بنائی ہیں اور جب قانون سازی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایگزیکٹیو آرڈر کے تحت کر دیں۔ تنقید کرنا ان کا فرض ہے، اعتراض کرنا ان کا فرض ہے، اس لیے وہ اپنا فرض نبھا رہے ہیں اور ہم ان شاء اللہ اپنا فرض نبھاتے رہیں گے۔ میری آپ سے استدعا ہے

کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

"That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1999"

(The motion was lost)

جناب سپیکر، اب اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

منگل' 26۔ جنوری 1999ء

(یوم الثلاثہ'7۔ شوال' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح دس بج کر دس منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین اختر محمود ایڈووکیٹ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ
نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٧٤﴾
وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾

سورۃ المؤمن آیات 73 تا

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلا بھی کیسا خوب ہے اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ زراعت)

جناب چیئرمین(جناب اختر محمود ایڈووکیٹ): وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ آگے رانا ثناء اللہ خان صاحب کا سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 1579۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں افسران کی تعیناتی کی تفصیل

*1579۔رانا ثناء اللہ خان۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بروئے حکم نمبری PS4(276)83/1493-1502 و PS-4(389)88/1518-27 اور No. PS-4(353)87/1548-57 بالترتیب اسسٹنٹ پروفیسر آصف تنویر شعبہ ایگرانومی، اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر طارق محمود شعبہ ایگرانومی اور اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر راشد احمد شعبہ کارپ فزیالوجی زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد کو revert کر کے لیکچرار بنا دیا گیا تھا اور ان متذکرہ بالا آرڈر کے ساتھ ہی نئے آرڈر جاری کر کے ان صاحبان کو دوبارہ بطور اسسٹنٹ پروفیسر promote کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یکم جنوری 1997ء سے آج تک کتنے ملازمین/افسران زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو ان کے عہدوں سے revert کیا گیا اور پھر کن کن کو دوبارہ promote کیا گیا اور کن کن کو نہیں کیا گیا ہر کیس کی علیحدہ تفصیل مع وجوہات ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر آصف تنویر و ڈاکٹر طارق محمود شعبہ ایگرانومی، و ڈاکٹر رشید احمد شعبہ کراپ فزیالوجی کو اسسٹنٹ پروفیسر کے عارضی عہدے سے ان کے مستقل عہدے پر revert کیا گیا تھا۔ مگر یہ تنزلی سلیکشن بورڈ کی مورخہ 21 جون 1997ء کی سفارشات اور سنڈیکیٹ کے مورخہ 24 جون 1997ء کے فیصلے کے تحت کی گئی تھی۔ یہ بھی درست

ہے کہ وائس چانسلر نے بعض انتظامی و anomalous وجوہات کی بناء پر اپنے خصوصی اختیارات جو انہیں یونیورسٹی ایکٹ 1973ء کے سیکشن 15(3) کے تحت حاصل ہیں ان اساتذہ کی عارضی طور پر بطور اسسٹنٹ پروفیسر تقرری مورخہ 24 جون 1997ء سے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 3 فروری 1998ء متعلقہ تدریسی محکموں میں کر دی تھی نیز یہ اسامیاں قومی اخبارات میں مشتہر کی جا چکی ہیں تا کہ مروجہ قوانین کے تحت سلیکشن بورڈ کی وساطت سے پر کی جا سکیں۔ مندرجہ بالا اساتذہ بشمول دیگر امیدواران کے compete کر سکیں گے۔

(ب) جزو(الف) میں سلیکشن بورڈ / سنڈیکیٹ کے مذکورہ فیصلے کے تحت مندرجہ ذیل اساتذہ کی انکے مستقل عہدہ پر تنزلی (reversion) کی گئی تھی۔

1۔ ڈاکٹر اقرار احمد خان (شعبہ ہارٹیکلچر)

2۔ ڈاکٹر عبدالسلام (شعبہ پلانٹ بریڈنگ)

3۔ ڈاکٹر رشید احمد (شعبہ کراپ فزیالوجی)

4۔ ڈاکٹر آصف تنویر (شعبہ ایگرانومی)

5۔ ڈاکٹر فاروق محمود (شعبہ ایگرانومی)

سیریل نمبر 2 تا 5 کی دوبارہ عارضی تقرری hardship اور anomalous وجوہات کی بناء پر وائس چانسلر صاحب نے اپنے خصوصی اختیارات جو انہیں یونیورسٹی ایکٹ کے سیکشن 15(3) کے تحت حاصل ہیں کر دی تھی۔ جبکہ سیریل نمبر 1 ڈاکٹر اقرار احمد خان (شعبہ ہارٹیکلچر) سنڈیکیٹ کے مورخہ 24 جون 1997ء کے فیصلے کی Notification جو کہ 3 فروری 1998ء کو ہوئی اس سے پہلے ہی 31 اگست 1997ء سے بغیر تنخواہ دو سال کی رخصت لے کر بیرون ملک سروس کرنے چلے گئے تھے۔ ان کی تنزلی (reversion) عارضی تقرری ہونے کی بناء پر پہلے ہی ہو چکی تھی۔ لہذا یونیورسٹی سے عدم موجودگی کی بناء پر ان کی دوبارہ عارضی تقرری ممکن نہ تھی۔ علاوہ ازیں ایک اور ٹیچر ڈاکٹر انس سرور قریشی جو کہ شعبہ اناٹومی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر عارضی طور پر متعین تھے۔ وہ مورخہ یکم اگست 1998ء سے پوسٹ ڈاکٹریٹ سٹڈی پر بیرون ملک چلے گئے تھے لہذا عارضی تقرری ہونے کی بناء پر ان کی (reversion) ان کے لیکچرار کے مستقل عہدے پر کی گئی تھی۔ وہ تاحال بیرون ملک ہیں۔

یہاں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی شعبہ پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان کے شعبہ ہارٹیکلچر میں پروفیسر کی دو عارضی اسامیاں اور شعبہ اناٹومی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی ایک عارضی اسامی قومی اخبارات میں مشتہر کی جا چکی ہیں تاکہ یہ حضرات دوسرے امیدواروں کے ساتھ مقابلہ (compete) کر سکیں۔ ان اساتذہ کی تنزلی اور عارضی بنیاد پر دوبارہ عارضی تقرری کا جواب دینے کے بعد وضاحت کرنا ضروری ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں تقرریاں یونیورسٹی ایکٹ کی متعلقہ سٹیچوٹری دفعات کے تحت کی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل ملحقہ نمبر I میں درج ہے۔

ملحقہ نمبر I

1۔ یونیورسٹی ایکٹ سے منسلکہ سٹیچوٹس کے پیراگراف 7(1) کے تحت سلیکشن بورڈ جس کی تشکیل پیراگراف 6 (1) کے تحت دی گئی ہے۔ اساتذہ کی اور دیگر اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تقرریوں کی سفارش کرنا جو قومی اخبار میں مشتہر کی گئی ہوں۔

2۔ یونیورسٹی میں اساتذہ و دیگر افسران (بی۔17 اور اوپر کے) کی تقرری سلیکشن بورڈ کی سفارش پر یونیورسٹی ایکٹ کی دفعہ 25(2) (ایس) کے تحت سنڈیکیٹ کرتی ہے۔ جس کی تشکیل یونیورسٹی ایکٹ کے سیکشن 24(1) کے تحت دی گئی ہے۔

3۔ سنڈیکیٹ نے یونیورسٹی سلیکشن بورڈ کو اپنے اجلاس منعقدہ 86-11-4، 86-11-5 اور 93-1-28 میں ہدایت کی تھی کہ وہ صرف مشتہر شدہ اسامیوں پر ہی اپنی سفارشات کیا کرے مگر بعض تحقیقی و تدریسی مجبوریوں کے تحت مشتہر شدہ اسامیوں پر اساتذہ کی تقرری کی سفارش کرنے کے علاوہ اس خواہش کا اظہار کرتی رہی کہ موزوں امیدوار جن کی سفارشات سلیکشن بورڈ نہیں کر سکا۔ ان کی وائس چانسلر صاحب اپنے خصوصی اختیارات کے تحت عارضی بنیادوں پر تقرری کر لیں۔ یہ معاملہ 96-5-9 تک چلتا رہا۔ جب سنڈیکیٹ نے سلیکشن بورڈ کی ایسی سفارشات کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا اور فیصلہ کیا کہ مشتہر شدہ اسامیوں کے علاوہ سلیکشن بورڈ کی طرف سے کی گئی ڈیزائر کو منظور نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا سنڈیکیٹ نے سلیکشن بورڈ کے اجلاس منعقدہ 7 مارچ 10 مارچ اور 11

سلیکشن بورڈ کی مندرجہ بالا معارشات کو سنڈیکیٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ 97-8-24 کو اس توضیح کے ساتھ منظور کیا کہ کسی استاد کو حق نمبر 3 میں دی گئی معارشات کے تحت سردست سروس سے فارغ نہیں کیا جائے گا۔

ا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! سوال کے جز(الف) کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا ہے کہ تزلی سلیکشن بورڈ کے 21 جون 1997ء اور سنڈیکیٹ کے مورخہ 24 جون 1997ء کے فیصلہ کے تحت گئی تھی۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس تاریخ کو تنزلیاں کی گئی اور پھر ں تاریخ کو دوبارہ انھی افسران کو re-instate or promote کیا گیا؟

یر زراعت: جناب سپیکر! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو ہم نے ان کی خدمت میں بہت لمبا جواب ں کیا ہے، کوئی تفصیل چھوڑی نہیں گئی۔ اگر میرے فاضل دوست کو اس میں کسی قسم کا ربھی ابہام ہے ' یا تقرریوں میں کوئی اعتراض ہے تو میں out of the House بھی ان کی تسلی روانے کے لیے تیار ہوں۔ متعلقہ یونیورسٹی کے لوگ بھی آئے ہوئے ہیں۔ جواب میں ہم نے پوری میل دے دی ہے، لیکن میرے فاضل دوست اگر اس پہ مطمئن نہیں تو ہم انھیں out of the Hou تسلی کروانے کے لیے تیار ہیں۔

ناب چیئرمین: جی رانا صاحب!

انا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے بھی میری چودھری صاحب ے اس سوال کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ تو ٹھیک ہے، میں out of the House ان کے ساتھ ٹھنے کے لیے تیار ہوں۔ جواب میں جو تفصیلات انھوں نے دی ہیں، یہ صرف اس لیے دی گئی ہیں کہ اصل معاملہ سامنے نہ آ سکے۔ غیر ضروری قسم کے معاملات جواب میں شامل کیے گئے ہیں۔ بہرحال ں وقفہ سوالات کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔

ناب چیئرمین: اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ے ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ل ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1717۔

مارچ 1996ء کو کوئی ایسی ڈیزائر کو منظور نہ کیا۔

4۔ مزید برآں سلیکشن بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ 7-7-92 میں تجویز کیا تھا کہ مشتہر شدہ اسامیوں کے علاوہ جن اساتذہ کی تقرریوں کے لیے سلیکشن بورڈ نے واضح سفارشات کی تھیں مگر مستقل اسامیاں مہیا نہ ہونے کی بناء پر اساتذہ کی عارضی بنیادوں پر تقرریاں کی گئی تھیں ایسے کیسوں میں اسامیاں مہیا ہونے پر وائس چانسلر صاحب مستقل بنیادوں پر تقرری کر دیا کریں۔ سنڈیکیٹ نے بھی سلیکشن بورڈ کی اس تجویز کی توثیق کر دی تھی۔

5۔ جب موجودہ وائس چانسلر نے عہدہ سنبھالا تو انہوں نے سلیکشن بورڈ اور سنڈیکیٹ سے واضح طور پر گزارش کی کہ وہ ایسے اختیارات استعمال نہیں کرنا چاہتے جو ایکٹ کی شقوں سے متصادم ہوں جب کہ سلیکشن بورڈ کی مورخہ 7-7-92 کی تجویز ایکٹ کی متعلقہ شق سے مطابقت نہیں رکھتی۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر سلیکشن بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ 21-6-97 کو تمام معاملہ کا بغور از سر نو جائزہ لینے کے بعد سنڈیکیٹ کو سفارش کی کہ۔

i۔ سلیکشن بورڈ صرف اور صرف انہی اسامیوں پر سفارشات محدود رکھے گا جو قومی اخبار میں مشتہر کی گئی ہوں۔

ii۔ جن اساتذہ کی تقرریاں سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر عارضی اسامیوں پر ایکٹ کی تمام دفعات پر عمل درآمد کرتے ہوئے کی گئی تھیں ان کی تقرریاں مستقل بنیادوں پر کر دی جائیں۔ بشرطیکہ متعلقہ محکمہ میں مستقل طور پر اسامیاں مہیا ہو گئی ہوں۔

iii۔ وہ عارضی تقرریاں جو وائس چانسلر صاحب نے سلیکشن بورڈ کی سفارشات کے بغیر غیر مشتہر شدہ اسامیاں پر کی تھیں وہ سنڈیکیٹ کی منظوری کی تاریخ منسوخ تصور ہوں گی۔ کیونکہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے مختلف فیصلوں کے مطابق بھی غیر مشتہر شدہ اسامیوں پر تقرریاں کرنا خلاف قانون و انصاف ہے۔

1996-98ء کے دوران زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*1717۔ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیا اقدامات کر رہا ہے۔

(ب) سال1996ء تا 1998ء کے دوران زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والا کوئی فرد ' ادارہ یا ایجنسی پکڑی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ زراعت زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف مندرجہ ذیل اقدامات کر رہا ہے۔

1۔ صوبائی سطح پر زرعی ٹاسک فورس کا قیام اور اس مقصد کے لیے ایڈیشنل سیکرٹری زراعت کا تقرر کیا گیا ہے۔

2۔ زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف ڈویژن' ضلع اور تحصیل کی سطح پر Adulteration Control Committees قائم کر دی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں ملاوٹ کے خاتمے کے لیے اپنے اجلاس بلائیں گی اور اس کی رپورٹ محکمہ زراعت اور چیف سیکرٹری کو بھیجیں گی۔ ڈویژن کی سطح پر یہ کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہو گی۔

1۔ کمشنر	کنوینر
2۔ ڈی۔آئی۔جی	ممبر
3۔ ڈویژن کے تمام ڈی۔سی	ممبر
4۔ تمام ایس۔پی	ممبر
5۔ ایس۔پی سپیشل برانچ	ممبر
6۔ ڈی۔اے / ڈی۔ڈی۔اے توسیع	ممبر
7۔ ڈپٹی ڈائرکٹر پیسٹ وارننگ	ممبر

8۔ توسیع پسند زمیندار ممبر

اسی طرح ضلع کی سطح پر ڈپٹی کمشنر کنوینر ہو گا اور تحصیل کی سطح پر اسسٹنٹ کمشنر صدارت کرے گا۔

3۔ محکمہ زراعت کے پیسٹیسائڈ انسپکٹرز اور دوسرے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران کی تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ پیسٹیسائڈ آرڈیننس 1971ء کا نفاذ موثر طور پر کیا جا سکے۔

4۔ پیسٹیسائڈ ڈیلرز حضرات کے لیے یہ لازم کر دیا گیا ہے کہ وہ صرف رجسٹرڈ ڈسٹری بیوٹرز سے ادویات خریدیں اور ان کے پاس ہر خریدی ہوئی دوائی کی مکمل اور صحیح انوائس بھی موجود ہو۔

5۔ پورے صوبہ میں ایمان دار پیسٹیسائیڈ انسپکٹروں کا تقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے علاقے میں مکمل طور پر پیسٹیسائیڈ آرڈیننس پر عمل کروا سکیں۔

6۔ زرعی اودیات میں ملاوٹ جانچنے اور معیار معلوم کرنے کے لیے تجزیہ کے عمل کو انتہائی شفاف بنا دیا گیا ہے۔

7۔ پیسٹیسائیڈ ڈیلر لائسنس کے حصول کے لیے ضلعی سطح پر کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ تاکہ لائسنس کے حصول میں کوئی دشواری پیش نہ آ سکے۔ اس سے پہلے لائسنس لاہور آفس سے بنانے اور تجدید کی جاتی تھی یہ کمیٹی مندرجہ ذیل افسران پر مشتمل ہے:۔

1۔ ڈی۔ڈی۔اے زراعت(توسیع)

2۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر پیسٹ وارننگ

3۔ پیسٹیسائیڈ انسپکٹر

8۔ ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف فوری طور پر مقدمات درج کیے جاتے ہیں اور ملزمان کو گرفتار کیا جاتا ہے۔

9۔ ٹاسک فورس کے سربراہ اور محکمہ زراعت کے اعلیٰ افسران اس مہم کی

کامیابی کا جائزہ لینے کے لیے دور دراز علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں اور ان علاقوں میں ضلعی انتظامیہ، پولیس، پیسٹیسائیڈ انسپکٹروں، کمپنیوں، ڈیلروں اور زمینداروں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں تا کہ شکایات اور مسائل کو فوری طور پر حل کیا جا سکے۔

10۔ ملاوٹ کے خلاف اس مہم کی وجہ سے بڑی بڑی بین الاقوامی کمپنیوں نے اپنی علیحدہ ماڈل شاپس بنانا شروع کر دی ہیں تا کہ ملاوٹ کے امکان کو ختم کیا جا سکے۔

11۔ زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خلاف یہ مہم 1-5-98 سے شروع کی گئی جس پر مندرجہ بالا اقدامات سے قلیل عرصہ میں قابو پا لیا گیا ہے۔

(ب) 1۔ سال 1996ء سے لے کر 1998ء تک 695 افراد کے خلاف مقدمات/شکایات درج ہوئی ہیں۔

2۔ 1996-98ء کے دوران 403 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے لیکن یہاں اس امر کی نشان دہی ضروری ہے کہ 1-5-98 سے زرعی ٹاسک فورس کے قیام کی وجہ سے صرف پانچ ماہ میں 254 مقدمات کا فیصلہ ہوا جس میں سے 73 افراد بری اور 181 افراد کو تین سال تک قید اور 5 لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا سنائی گئی ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ زرعی ادویات میں ملاوٹ کیا اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ اس کے لیے زرعی ٹاسک فورس کا قیام عمل لایا گیا ہے اور ایک ایڈیشنل سیکرٹری کی تقرری کی گئی ہے؟ کیا یہ محکمہ زراعت پر عدم اعتماد نہیں ہے؟ کیا اس کے لیے وزیر اعلیٰ، وزیر زراعت یا محکمہ زراعت کافی نہیں تھے؟ اس کے علاوہ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا محکمہ زراعت اپنی اہمیت کھو چکا ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میرے نہایت ہی محترم بھائی شاید بات کو سمجھ نہیں سکے، خدانخواستہ ایڈیشنل سیکرٹری کہیں اور سے نہیں آئے، وہ اسی محکمے کے ایڈیشنل سیکرٹری ہیں۔ اگر انھیں خصوصی

طور پر یہ ڈیوٹی تفویض کی گئی ہے تو یہ محکمے کا prerogative ہے اور عین رولز کے بھی مطابق ہے۔ جناب والا! حکومت کی کارکردگی کو میرے فاضل دوست' بھائی کو سہرانا چاہیے کہ ہم نے جعلی ادویات کے معاملے میں دل چسپی لیتے ہوئے اسے ترجیحی بنیادوں پر حل کیا ہے۔ ہمارے سارے فاضل دوست جانتے ہیں کہ یہ ہماری حکومت کا ایک سنہری کارنامہ ہے۔ ہمارے کاشت کاروں کو دو طرح کی سزا ملتی تھی۔ ایک تو ادویات پر ان کے پیسے خرچ ہوتے تھے اور دوسرا اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا' ان کی فصل بیماریوں سے بچ نہیں سکتی تھی۔ اس لیے ہم نے اس کو top priority دیتے ہوئے خصوصی طور پر ایک ایڈیشنل سیکرٹری کی ڈیوٹی لگائی اور ان کے ساتھ پوری ایک ٹیم attach کی گئی تاکہ اس معاملے کو حل کیا جائے ۔ ہمارے کاشت کار بھائیوں کی حالت زار کو بہتر بنایا جا سکے اور بیماریوں کا تدارک ہو سکے۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ آج کل بیماریاں فصلوں کو بالکل تباہ کر دیتی ہیں' جس سے نہ صرف یہاں کی پیداوار کم ہو رہی تھی بلکہ زمینداروں کا دہرا نقصان بھی ہو رہا تھا۔ یہ سارے اقدامات اسی لیے اٹھائے گئے ہیں' میرے بھائی کو اسے سہراہنا چاہیے تھا۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! جو بات میں نے پوچھی تھی اس کے جواب میں خود ہی انھوں نے لکھا ہے کہ محکمہ زراعت زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف درج ذیل اقدامات کر رہا ہے۔ اس میں سب سے پہلے صوبائی سطح پر ایک ٹاسک فورس کا قیام اور اس مقصد کے لیے ایڈیشنل سیکرٹری کا تقرر کیا گیا ہے۔ میں وزیر صاحب کی بات اب سمجھ چکا ہوں۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے آگے جواب میں لکھا ہے کہ ڈویژن کی سطح پر کنٹرول کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں کمشنر' ڈی آئی جی' ڈویژن کے تمام ڈی سی حضرات' ایس پی' ایس پی سپیشل برانچ شامل ہیں۔ جبکہ اس کمیٹی میں صرف ایک زمیندار کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ اس کمیٹی کا ممبر ہوگا۔ جناب سپیکر! جس سے متعلقہ کام ہے اس کا آپ صرف ایک آدمی رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر ڈویژن کی سطح پر کمیٹی بنانی ہے تو اس میں کمشنر اور ڈی آئی جی کافی ہیں باقی محکمہ زراعت کا ایک نمائندہ اور چار پانچ زمیندار ہونے چاہییں جو کہ اپنے مسائل بتا سکیں۔ میرے خیال میں ہمیں پولیس اور سپیشل برانچ کی کوئی ضرورت نہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے فاضل دوست' بھائی کی تجویز بڑی اچھی ہے

لیکن یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ کمشنر، ڈی آئی جی، ڈویژن کے تمام ڈی سی، ایس پی، سپیشل برانچ، ڈی ایس پی، ڈی ڈی اے، ڈپٹی ڈائرکٹر پیسٹ وارننگ اور ترقی پسند زمیندار پر مشتمل کمیٹی اس لیے بنائی گئی ہے کہ جب محکمہ نہر کے پرچے درج ہوتے ہیں تو ان کی کوئی پیروی نہیں کرتا، انھیں کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ جناب سپیکر! جو لوگ ملاوٹ کرتے تھے ہم نے ان آدمیوں کو پکڑ کر حوالات میں بند کیا ہے اور انھیں قرار واقعی سزا دلوانے کے لیے، پورا follow up کرنے کے لیے یہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ جناب والا! ہم تو زمینداروں کا تحفظ کر رہے ہیں، کمشنر اور ڈی آئی جی آخر کار اس حکومت کے نمائندے ہیں، انھیں اگر کام نہیں کرنا تو پھر کیا کرنا ہے۔ اگر پولیس پرچے درج نہیں کرے گی اور ان لوگوں کو قرار واقعی سزا نہیں دلوائی جائے گی، چالان کا follow up نہیں کرے گی تو پھر وہ سارے لوگ چھوٹ جائیں گے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ پرچے درج ہوتے تھے لیکن کوئی آدمی ایسے کیسوں میں گرفتار نہیں ہوتا تھا۔ اسی لیے یہ ساری انتظامیہ کو اس میں involve کیا گیا ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ میرے بھائی کو سارے اقدامات کو appreciate کرنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے معزز کیئرٹیکر وزیر زراعت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ تمام لوگ کمشنر، ڈی آئی جی، ایس پی سپیشل برانچ جو کہ ان کمیٹیوں میں شامل کیے گئے ہیں یہ امن و امان کی صورت حال کو تو کنٹرول کر نہیں پا رہے اور اب ان پر یہ اضافی بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہاں کوئی کل وقتی وزیر زراعت نہیں۔ کیا حکومت مستقل وزیر زراعت بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر جماعتی طور پر کوئی قائد حزب اختلاف بن سکتا ہے تو کیئرٹیکر وزیر زراعت کیوں نہیں بن سکتا؟ یہ میرے بڑے ہی محترم بھائی ہیں، میں ان کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے احترام کرتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کے پاس بہت سارے محکمے ہوتے ہیں، یہ روایات ہیں کہ پانچ پانچ، چار چار محکمے وزیر اعلیٰ کے پاس ہوتے ہیں اور وہ جس وزیر کی ڈیوٹی لگائیں ان کا حق ہے کہ وہ ہاؤس کے اندر وزیر اعلیٰ کے ایما پر جواب دیں۔ اسمبلی کوئی رولز کی خلاف ورزی نہیں اسمبلی روایات کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف اسمبلی کی روایات اور رولز کا احترام نہیں کریں گے اور اگر وہ نہیں جانتے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب والا! میرے سوال کے جواب میں انھوں نے فرمایا ہے کہ ٹاسک فورس کے سربراہ اور محکمہ زراعت کے اعلیٰ افسران دورے کر رہے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ٹاسک فورس کے سربراہ اور زراعت کے اعلیٰ افسران نے کہاں کہاں کے دورے کیے ہیں؟ اور زمینداروں کے کون کون سے نمائندوں سے ملاقات کی ہے؟ اور خاص طور پر میانوالی، بھکر، خوشاب، چکوال اور یہ کے دوروں کی تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس وقت ٹاسک فورس کے چیئرمین جناب جہانگیر ترین ہیں۔ پاکستان کی سب سے اہم فصل کاٹن ہے اور کاٹن پر ہی ہماری معیشت کا دارومدار ہے۔ اس لیے ہر حکومت نے اور محکمہ زراعت نے ہمیشہ اس کو top priority دی ہے کہ کاٹن کو پورا monitor کیا جائے۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ ٹاسک فورس کے چیئرمین ہفتہ وار ملتان میں میٹنگز لیتے رہے ہیں اور کاٹن کی فصل کو بچانے کے لیے ان کی efforts کو پورے پاکستان میں سراہا گیا ہے کہ کسی اور صوبے میں ایسی efforts نہیں کی گئیں جو صوبہ پنجاب میں کی گئی ہیں۔ آسمانی آفات یا موسم کا ساتھ نہ دینا علیحدہ بات ہے جس پر کسی فصل کا خراب ہو جانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اگر کوئی طوفان آ جائے یا کوئی آسمانی آفت آ جائے تو اس کا کسی کے پاس حل نہیں۔ لیکن جہاں تک انسانی کاوشوں کا تعلق ہے اس میں ٹاسک فورس اور چیئرمین ٹاسک فورس نے بلاشبہ بہت اعلیٰ کام کیا ہے اور انھوں نے پورے پنجاب میں دورے کیے ہیں اور کاٹن کی فصل کو بچانے کے لیے ان کی efforts قابل ستائش ہیں اور سارے زمیندار اس کے گواہ ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب والا! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ ٹاسک فورس کے چیئرمین صرف وہاں جاتے ہیں جہاں ان کا جہاز جاتا ہے۔ ایسے اضلاع جہاں ایئرپورٹس نہیں وہ وہاں نہیں جاتے۔ تو میں نے سوال یہ کیا ہے کہ انھوں نے کہاں کہاں دورے کیے ہیں ان کی تفصیل بتائیں اور اگر ٹاسک فورس اتنی اہم ہے تو محکمہ زراعت ختم کر دیں، کیونکہ ایک ہی ٹاسک فورس کافی ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! اگر میرے محترم بھائی کو چیئرمین ٹاسک فورس کے جہاز رکھنے پر اعتراض ہے تو اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ اگر اللہ نے انھیں پیسے دیتے ہیں تو وہ رکھ سکتے ہیں اور ہر آدمی کا حق ہے۔ انھوں نے اپنے پیسوں سے جہاز خریدا ہے اس میں گورنمنٹ کی کوئی contribution نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں وسائل دیے ہیں اور وہ اپنے وسائل گورنمنٹ کے لیے

استعمال کر رہے ہیں تو یہ بھی قابل ستائش بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹاسک فورس کے چیئرمین تو ایک ہیں باقی تو سارا وہی محکمہ ہےاور محکمے کو on the toes رکھا ہوا ہے۔ پورے محکمے سے کام لے رہے ہیں اور پوری efforts put کر رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی کو مطمئن کرنے کی بھر پور کوشش کروں گا کہ انھیں ان ساری باتوں کو سراہنا چاہیے کہ وہ اپنے اخراجات پر گورنمنٹ کا کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! ٹاسک فورس کی بات ہو رہی تھی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر زراعت صاحب یہ بتائیں گے کہ جب سے ٹاسک فورس بنی ہے کپاس کتنی کم ہوئی ہے اور بتدریج کیوں کم ہو رہی ہے؟ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے efforts کی ہیں تو کیا یہ بتائیں گے کہ اس سال جو کپاس کی فصل minimum ہوئی ہے' اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میں پہلے اپنی گزارشات میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ کچھ ایسے حالات ہوتے ہیں۔ جو انسانی بس میں نہیں ہیں۔ موسمی اثرات ایسے ہو جاتے ہیں ' خدا نخواستہ فصل پر کوئی بیماری پڑ جاتی ہے تو اس میں ٹاسک فورس کے چیئرمین کا کوئی قصور نہیں۔ آپ دیکھیں کہ پچھلی دفعہ گندم کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے اور اگر اس دفعہ کپاس کو کوئی بیماری ہو گئی ہے یا کوئی عارضہ ہو گیا ہے تو اس میں ٹاسک فورس کے چیئرمین کا کوئی قصور نہیں۔ لیکن جہاں تک انسانی efforts کا تعلق ہے میں نے وہ بیان کی ہیں کہ میرے فاضل بھائی کا ملتان ڈویژن سے تعلق ہے' ان کو پتا ہوگا کہ کاٹن کو بچانے کے لیے کتنی efforts کی گئی ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں جاؤں گا تو ان کو مجھ سے زیادہ پتا ہے۔ لیکن اگر پیداوار کم ہوئی ہے تو اس میں کسی کا قصور نہیں۔ جب میں وزیر زراعت تھا تو صوبہ پنجاب میں کاٹن کی ریکارڈ پیداوار ہوئی تھی۔ لیکن اس میں صرف میرا ہاتھ نہیں تھا' بلکہ اس میں آسمانی مہربانیاں اور موسم کی مہربانیاں شامل تھیں اور اس دفعہ گندم کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے کہ ہمیں باہر سے گندم منگوانا ہی نہیں پڑی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! 1990ء میں چودھری صاحب وزیر زراعت تھے یہ حقیقت ہے کہ کپاس کی پیداوار maximum ہوئی تھی' لیکن انھیں ان کا انعام یہ ملا ہے کہ انھیں وزارت نہیں ملی۔ اور اب جب کہ سب سے minimum ہوئی ہے تو زراعت کے افسران کو انعام دیا گیا ہے۔ کیا اس کی تصدیق کریں گے کہ کپاس کم ہونے کی وجہ سے accelerated promotion

اور لاکھ لاکھ روپیہ انعام دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! اگر دیکھا جائے تو اس سال پورے پاکستان میں موسمی حالات کی وجہ سے کاٹن کی پیداوار کم ہوئی ہے اور میں نے اپنی گزارشات میں اس کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ باقی یہ بات کہ میرے دور میں کپاس کی ریکارڈ پیداوار ہوئی لیکن مجھے وزیر زراعت نہیں بنایا گیا۔ میں اس وقت بھی وزیر تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے کوئی نہ کوئی محکمہ میرے پاس رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی بھی محکمہ چلا رہے ہوں۔ اگر ٹاسک فورس کی وجہ سے فصل کم ہوئی ہے تو ڈاکٹر صاحب مجھے سمجھا دیں کہ اس میں چیئرمین ٹاسک فورس نے کیا کمی کی ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا فصل کم ہونے پر انعام دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! دوائیوں میں ملاوٹ ختم کرنے پر سیکرٹری زراعت کو انعام دیا گیا تھا اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کو accelerated promotion دی گئی تھی۔ اگر ملاوٹ میں کمی واقع نہیں ہوئی تو پھر انعام غلط تھا' اگر ملاوٹ میں کمی واقع ہوئی ہے تو پھر انعام درست تھا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ملاوٹ میں کمی ہوئی ہے---

جناب چیئرمین، آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں؟ کیونکہ آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اس کا تو انھوں نے جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میرا آگے سوال آ رہا ہے میں اس میں بتاؤں گا۔

جناب چیئرمین، اگر آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! کاٹن سب سے اہم ہے اور صرف زراعت ہی کا نہیں' بلکہ 80 فی صد انڈسٹری بھی cotton based ہے۔ اگر ہماری کاٹن نہیں ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ملکی معیشت بالکل تباہ ہو جائے گی جو پہلے ہی ختم ہو چکی ہے۔ اگر وزیر زراعت اس کو اسی طرح ٹالتے رہے تو پھر اس پر کون action لے گا؟ میں seriously بات کر رہا ہوں کہ آیا کاٹن کم ہونے کے بعد بھی جو انعام دیا گیا ہے وہ کس بات کا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! میں پھر اپنے فاضل دوست کو مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا' باقاعدہ اس میں تفصیل بھی دی گئی تھی کہ انعام اس لیے دیا گیا ہے کہ ملاوٹ سے جو کاشت کاروں کو بچایا گیا ہے' ان کے پیسے بچائے گئے ہیں' ان کو نقصان سے بچایا گیا ہے انھیں اس سلسلے میں انعام دیا گیا تھا۔ جہاں تک کاٹن کی پیداوار کا تعلق ہے اس دفعہ سندھ میں 30 فی صد کاٹن کم پیدا ہوئی ہے اور ہمارے صوبے میں پہلے سے صرف چار فی صد کم پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھی ایک effort کی وجہ سے ہوا۔ جتنی بچی ہے وہ بھی کاوشوں کی وجہ سے بچی ہے۔ اس لیے میرے فاضل دوست کو ٹاسک فورس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ یہ محکمہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور care taker وزیر کی حیثیت سے ہمارے انتہائی قابل احترام بھائی چودھری اقبال صاحب گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹاسک فورس کے حوالے سے یا زرعی اصلاحات کے حوالے سے میاں صاحب نے جو اقدامات کیے ہیں وہ خدا کے فضل و کرم سے انقلابی اقدامات ہیں۔ ماضی میں کسی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی۔ لیکن جہاں تک میرے بھائی ڈاکٹر فاور صاحب کہہ رہے ہیں میں ان کی اس بات تک تسلیم کرتا ہوں' کیونکہ پچھلے دور میں تمام ڈیپارٹمنٹ کا سسٹم تباہ کیا گیا' افسروں کو بددیانت کیا گیا۔ کارکردگی کو انتہائی متاثر کیا گیا۔ اب ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب جو صبح شام کوشش کر رہے ہیں اور انھوں نے اس سلسلے میں خدا کے فضل و کرم سے بے پناہ کوشش کی ہے۔ اگر کپاس کی فصل موسمی حالات سے کم ہوئی ہے تو اس میں ٹاسک فورس کا کیا قصور ہے؟ یا وزیر اعلیٰ کا کیا قصور ہے؟ چودھری اقبال صاحب کا کیا قصور ہے؟ اگر اس بار کم ہوئی ہے تو اگلے سال بڑھ جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بڑھے گی اور زراعت کے سلسلے میں خدا کے فضل وکرم سے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو تمام محکموں سے زیادہ priority دی ہوئی ہے اور یہاں انقلاب کے ذریعے ہر معاملے میں پنجاب کو اور پورے پاکستان کو خود کفیل کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا سا حوصلہ کیجیے اور وقت دیجیے کہ حالات کو بہتر بنایا جا سکے۔

جناب چیئرمین، مہربانی۔ جی حاجی عمر فاروق صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

حاجی عمر فاروق ملک، جناب والا! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خلاف جو

آپریشن شروع کیا گیا اور ٹاسک فورس قائم کی گئی۔ کیا اس ٹاسک فورس نے ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کرائی ہے یا کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب چیئرمین، اس کا جواب پہلے دے چکے ہیں۔ غالباً اس وقت آپ توجہ سے سن نہیں رہے تھے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنا ہے۔ خواجہ ریاض محمود صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑے خوبصورت انداز سے کہا کہ سابقہ حکومت۔ جناب سپیکر! اس صوبے میں صرف تین سال مسلم لیگ کے علاوہ کوئی حکومت رہی ہے۔ اس سے پہلے یہاں پر میاں نواز شریف صاحب وزیر اعلیٰ رہے اور ان کا عرصہ دراز تقریباً پانچ ساڑھے پانچ سال رہا۔ یہ سابقہ حکومت سے کیا مراد لیتے ہیں؟ ان کے اوپر بھی یہی الزامات لگاتے ہیں کہ انھوں نے بھی کچھ نہیں کیا۔

جناب چیئرمین، آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں یا ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال کے حوالے سے جو آپ کا ضمنی سوال ہے مہربانی فرما کر وہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ ادویات میں جو ملاوٹ ہوتی تھی ان کی کوششوں سے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ میرے بھائی ڈاکٹر خاور علی شاہ کا بھی یہی نکتہ تھا۔ انہوں نے جو ملاوٹ کے بارے میں کوشش کی میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ ضرور انھوں نے کوششیں کی ہوں گی۔ لیکن ان ادویات کو جب کاٹن پر سپرے کیا گیا تو اس کا اثر کچھ نہیں ہوا جس کی وجہ سے کاٹن کی فصل ختم ہو کر رہ گئی۔ اس کے اوپر جو وائرس بھی آیا ان ادویات نے کوئی اثر نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ملاوٹ ختم کرنے کی انھوں نے اتنی کوشش بھی کی اس کے باوجود کپاس کی فصل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

وزیر زراعت، جناب والا! حیران ہوں کہ یہ بات اگر ملتان ڈویژن سے کوئی صاحب کرتے تو جواز بھی پیدا ہوتا تھا۔ انھوں نے تو کبھی کاٹن بھی نہیں، کبھی دیکھی نہیں، ان کو تو پتا نہیں کہ کاٹن ہوتی کیا ہے؟ یہ تو جتنے کی بات کریں یا کوئی اور بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہمارے ہاں کاٹن ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، جناب سعید اکبر خان! آپ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ ابھی آپ کے جو ضمنی سوالات ہیں اس کا جواب دے رہے تھے۔ ان کا جواب مکمل ہو جائے اور آپ ان سے مطمئن نہ

ہوں تو آپ ایک الگ ضمنی سوال کر سکتے ہیں، مگر وہ بھی چیئر کی اجازت سے۔ اس طرح cross talk شاید اسمبلی روایات کے خلاف ہوگی۔ براہ مہربانی آپ اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں۔ پہلے آپ ان کا جواب سن لیں۔ اگر آپ اس سے غیر مطمئن ہوں تو پھر اپنا سوال اٹھائیں۔

جناب سعید اکبر خان، نکتہ ذاتی وضاحت۔

جناب چیئرمین: آپ کو پہلے بھی نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنی چاہیے تھی۔ اور چیئر سے اجازت لینی چاہیے تھی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا نکتہ ذاتی وضاحت یہ ہے کہ میرا علاقہ بھی کپاس کی کاشت کا علاقہ ہے۔ ہمارے علاقے میں بھی کاٹن ہوتی ہے۔ انھوں نے سوال کا جواب دینے میں بھی غلط طریقہ کار اختیار کیا، میں اسی کی تصحیح کرنا چاہتا تھا۔ ہمارے علاقے میں بھی کاٹن ہوتی ہے، ضلع بھکر میں چار پانچ جننگ فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور جننگ فیکٹریاں وہیں لگتی ہیں جہاں کاٹن ہوتی ہے۔ میں تصحیح کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین، تصحیح ہو گئی۔

وزیر زراعت، جناب والا! اگر میرے بھائی نے کاٹن کی بوائی شروع کر دی ہے تو مجھے خوشی ہوئی ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کاٹن کی پیداوار میں جو کمی ہوئی ہے وہ ملاوٹ والی دوائیوں کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ وہ اس سے نا واقف ہیں، میں نے اس لیے بات کی ہے۔ جناب والا! میں جب سوال کا جواب ختم کر لوں تو پھر بات کریں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ ایک ایکڑ میں کاٹن کا کتنا بیج ڈالا جاتا ہے؟ میں مان جاؤں گا کہ یہ کاٹن سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ اس کو موضوع بحث نہ بنائیں آپ اپنے سوال پر رہیں۔ جو ضمنی سوال تھا اس کا آپ نے جواب دے دیا۔ اب کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ، سوال نمبر 1740۔

ضلع خانیوال میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام

*1740۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لیے کتنے

ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کا نام عہدہ' گریڈ اور اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) سال 1995ء سے لے کر آج تک ضلع خانیوال میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ ان کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء سے آج تک ضلع خانیوال میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت بڑھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ اس کوتاہی کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال میں جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لیے 6 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام' عہدہ	گریڈ	تاریخ تعیناتی بطور پیسٹی سائیڈ انسپکٹر
1۔	ظفر احمد ناصر' ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت (توسیع) خانیوال	18	7 ماہ
2۔	شیخ نبی بخش' ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر' زراعت (توسیع) کبیر والا	17	5 ماہ
3۔	چودھری عطاء اللہ' ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت (توسیع) میاں چنوں	17	2 سال
4۔	شیخ نبی بخش' ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت (توسیع) خانیوال	17	8 ماہ
5۔	میاں عتیق احمد' اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت' پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول خانیوال	17	5 ماہ
6۔	ملک نجم الحسن زراعت آفیسر پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول کبیر والا	17	5 ماہ

(ب) ضلع خانیوال میں 1995ء سے لے کر آج تک 24 افراد کو گرفتار کیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 1995ء

نمبر شمار　　نام و پتہ

1۔ نذیر احمد ولد محمد اقبال مشتاق میاں چنوں

2۔ سکندر ولد شاہمند 8 کسی کبیر والا

3۔ عطاء اللہ ولد سرفراز 8 کسی کبیر والا

سال 1996ء

1۔ محمد نعیم ولد محمد شریف قوم آرائیں سکنہ 387 گ۔ب'
تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

سال 1997ء

1۔ خدا بخش ولد نذر محمد 90/ آر۔ 10 خانیوال

2۔ محمد شریف ولد امیر بخش 90/ آر۔ 10 خانیوال

3۔ محمد فیاض ولد حاجی بہاول ۔ایضاً۔

4۔ قیصر فیاض ولد حاجی فیاض ۔ایضاً۔

5۔ خان محمد ولد نذر محمد ۔ایضاً۔

6۔ غلام مصطفیٰ چوکیدار محکمہ خوراک' خانیوال

7۔ محمد یونس ولد یٰسین' کالونی نمبر 2 خانیوال

8۔ محمد اصغر اویس ایگرو سروسز غلہ منڈی خانیوال

9۔ بشیر احمد ولد محمد رمضان کسان ٹریڈرز مخدوم پور ضلع خانیوال

10۔ فراست علی اعظم ٹریڈرز غلہ منڈی جہانیاں

سال 1998ء

1۔ عامر امجد ولد احمد بخش خالد ٹریڈرز پل 114/10-R
تحصیل جہانیاں ضلع خانیوال

2۔ عبدالستار ولد ولی محمد میسرز اے۔ڈی۔خان ایگرو حکیم آباد خانیوال

3۔ محمد اقبال ولد غلام حسین، ۔ایضاً۔

4۔ عمر حیات ولد فیض محمد وارڈ نمبر 2 بمقام عمر آئس فیکٹری اڈہ میر شاہ

5۔ رانا جاوید اقبال ولد چودھری صلابت خانیوال، ۔ایضاً۔

6۔ زاہد اقبال ولد عبداللطیف، ملازم رانا جاوید ۔ایضاً۔

7۔ افتخار احمد ولد محمد شفیع قوم راجپوت ملازم کاشف ٹریڈرز

غلہ منڈی میاں چنوں

8۔ شفقت محمود ولد خلیل احمد موضع امیر گڑھ تحصیل کبیر والا

9۔ محمد ارشد قریشی القریش ٹریڈرز کوٹ اسلام تحصیل کبیر والا

10۔ مظفر حسین شاہ، مظفر برادر کبیر والا ضلع خانیوال

(ج) سال 1995ء، 1996ء، 1997ء، 1998ء میں ان فٹ سیمپلوں کی فی صدی تعداد بالترتیب 5.52، 9.17، 15.2 اور 5.88 رہی جس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ پہلے کی نسبت اس سال جعلی زرعی ادویات کی فروخت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ صوبائی سطح پر زرعی ٹاسک فورس کا قیام اور اس مقصد کے لیے ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ زراعت کا تقرر کیا گیا ہے۔

2۔ زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف ڈویژن، ضلع اور تحصیل کی سطح پر Adulteration Control Committees قائم کر دی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں ملاوٹ کے خاتمے کے لیے اجلاس بلاتی ہیں اور اس کی رپورٹ محکمہ زراعت اور چیف سیکرٹری کو ارسال کرتی ہیں۔

3۔ ضلع خانیوال کے ساتھ ساتھ پورے صوبے میں ایمان دار پیسٹیسائیڈ انسپکٹروں کو تقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے علاقے میں پیسٹیسائیڈ آرڈیننس پر مکمل عمل کروا سکیں۔

4۔ ڈیلر شپ لائسنس کے حصول کے طریق کار کو آسان بنا دیا گیا ہے تاکہ لائسنس کے حصول میں دشواری پیش نہ آ سکے۔

5۔ ملاوٹ کرنے والے افراد کے خلاف فوری طور پر مقدمات درج کیے

جاتے ہیں اور ملزمان کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

6۔ ٹاسک فورس کے سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری زراعت نے اس مہم کی کامیابی کا جائزہ لینے کے لیے کاٹن زون کے تمام اضلاع، بشمول خانیوال کا مستقل دورہ کیا ہے اور ضلعی انتظامیہ پولیس، پیسٹی سائیڈ انسپکٹروں، زمینداروں، پیسٹی سائیڈ کمیٹیوں کے نمائندوں اور ڈیلر حضرات سے مسلسل رابطہ رکھا ہے۔

7۔ زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خلاف ضلع خانیوال میں 59 افراد پر مقدمات درج ہوئے اور ان میں سے 24 افراد کو گرفتار کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھاری جرمانے کی وجہ سے جعلی زرعی ادویات کی فروخت میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ ان فیصلوں کی اخبارات میں بھی تشہیر کی گئی ہے تاکہ پورے صوبے میں جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والے اس امر سے باز رہیں

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا اس سوال کے جواب کے جز (ج) میں وزیر زراعت صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 1995ء میں ملاوٹ شدہ ادویات کا تناسب 5.52 تھا 1996ء میں 9 17 تھا اور 1997ء میں 15 2 تھا جب کہ 1998 میں کم ہو کر 5 88 رہ گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب 1995ء میں 5.5 تھا تو اس وقت تو کاٹن زیادہ ہوئی تھی۔ جب یہ بڑھ کر 1997ء میں 15.2 ہو گیا۔ اس سال بھی اس سال کی نسبت زیادہ کاٹن ہوئی۔ اب جب کہ جعلی ادویات کا تناسب بھی کم ہو گیا ہے تو کاٹن کیوں کم ہوئی ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں نے بارہا کہا ہے کہ یہ وجوہات نہیں ہیں۔ اس میں درجہ حرارت کی کمی اور ستمبر میں بارشوں کی وجہ سے کاٹن کو نقصان پہنچا ہے۔ میں نے بار بار عرض کیا ہے کہ دوائیوں کا مسئلہ اس میں نہیں تھا۔ جناب والا! یہ جو میں نے اعداد و شمار دیے ہیں (قطع کلامیاں)۔

جناب چیئرمین، مہربانی فرما کر ہاؤس کو ان آرڈر رکھیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! ہاؤس کو ان آرڈر کریں تاکہ میں کوئی بات کر سکوں۔

جناب چیئرمین، وزیر موصوف سوال کا جواب دے رہے ہیں آپ توجہ سے سنیں۔ جناب سعید اکبر خان صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ بیٹھ کر اس طرح کی cross talk کرنا شاید مناسب نہیں ہو گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ میرے چھوٹے بھائی بھی ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین بھی ہیں۔ ان کو یہ نہیں پتا کہ بیٹھے بیٹھے ہاؤس میں کمنٹری نہیں کرتے۔ اگر انھوں نے بات کرنی ہے تو کھڑے ہو کر اجازت لے کر بات کریں۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ (ج) جز میں ان فٹ سیمپلوں کا تناسب پیش کیا ہے۔ میں نے جواب میں وہ بتانے کی کوشش کی ہے جو جناب ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تھا۔ آپ ان کا جواب پڑھ لیں یہ پوچھتے ہیں

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء سے آج تک ضلع خانیوال میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت بڑھی ہے اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ اس کوتاہی کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس طرح جناب والا! میں نے جواب میں ان فٹ سیمپلوں کی تفصیل بتائی تھی کہ 1995ء سے لے کر 1998ء تک کیا صورت حال رہی ہے اور یہ سال وار میں نے ساری تفصیل عرض کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے سات آٹھ پوائنٹس بھی عرض کیے ہیں کہ ٹاسک فورس نے زرعی ادویات میں ملاوٹ کم کرنے کے لیے کون سے اقدامات کیے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ساری تفصیل پڑھ دوں۔

جناب چیئرمین، کافی تفصیل اس میں آ چکی ہے۔اب ڈاکٹر صاحب بھی اس سے مطمئن ہوں گے۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! میں ابھی ضمنی سوال کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب چیئرمین! میں جواب سن رہا تھا۔ جناب والا! جب بھی ان سے کوئی سوال پوچھا جاتا ہے یہ ٹاسک فورس کی تعریف شروع کر دیتے ہیں۔ بات ہو رہی ہے کم ہوا ہے یا

زیادہ۔ لیکن ایک صفحہ ٹاسک فورس کی تعریف میں لکھ دیا گیا ہے۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ پچھلے سال تو بارشوں کی وجہ تھی' انھوں نے کہا اب پچھلے سال سے کچھ کم ہوئی ہیں اور اس سے ٹمپریچر کنٹرول ہو گیا ہے؛ اس سال بارش نہیں ہوئی تو کہتے ہیں کہ ٹمپریچر زیادہ ہوگیا ہے۔ کیا وزیر زراعت صاحب اپنی ٹاسک فورس سے یہ پوچھیں گے کہ اگر بارشیں نہ ہوں تو ٹمپریچر کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ ہے ۔اس سال تو انھوں نے یہ بہانہ بنایا کہ ٹمپریچر زیادہ ہو گیا ہے۔ پچھلے سال جب کم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ بارشیں زیادہ ہو گئی ہیں۔ اب ٹاسک فورس جس کی تعریف میں ایک صفحہ لکھا گیا ہے۔ کیا وہ ٹاسک فورس انھیں بتائے گی کہ اگر بارشیں نہ ہوں تو ٹمپریچر کیسے کنٹرول ہوگا۔ اگر ٹمپریچر زیادہ ہوگا تو پھر بھی کاٹن نہیں ہوگی اور اگر بارشیں ہوں گی تو پھر بھی نہیں ہوگی تو پھر کاٹن کیسے ہو گی۔

جناب چیئرمین، آپ کو ٹاسک فورس کی تعریف پر اعتراض ہے یا جواب پر اعتراض ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ،جناب والا! تعریف پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جو تعریف کے لائق ہو اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے ۔ پچھلے صفحے پر بھی ٹاسک فورس کی تعریف اس صفحے پر بھی ٹاسک فورس کی تعریف۔

وزیر زراعت، جناب والا اس وقت آپ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں۔ میری آپ سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ آپ ہی مجھے سمجھا دیں کہ ہم نے سوال کیا ہوا۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ دوبارہ وضاحت فرما دیں۔ وہ آپ کے جوش بیان میں سن نہیں سکے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لیے ہو رہا ہے۔ لیکن کپاس کی پیداوار کم ہو رہی ہے ۔ اس میں صرف کاشت کار ہی نہیں 'مزنس مین اور پاکستان کے دوسرے عوام کپاس چننے والی مزدور عورتیں سب پریشان ہیں کیونکہ سب کا اس میں مستقبل ہے۔ اگر تو کپاس کی پیداوار صرف دوائیوں سے ٹھیک ہوسکتی ہے تو پھر اس پر زور لگائیں ورنہ ٹاسک فورس کے ذمہ یہ لگائیں کہ وہ ایسی پالیسی بنائیں اور اس کا کوئی علاج نکالیں جس سے اس کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کپاس کی پیداوار کیوں کم ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین، آپ کی یہ تجویز بڑی اچھی ہے۔ لیکن آپ کا سوال یہ ہے کہ کپاس کی پیداوار

کیوں کم ہوئی۔ اس سوال کا جواب غالباً وہ پہلے سوال کے جواب میں بھی دے چکے ہیں کہ موسمی حالات پر تو ان کا کوئی کنٹرول نہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، پچھلے سال بارش کی وجہ سے ٹمپریچر کم رہا' وجہ یہ بتائی گئی کہ بارشیں ہو گئیں اس لیے کپاس کی پیداوار کم ہو گئی۔ اس سال اللہ تعالیٰ نے بارشوں کا سلسلہ کچھ کم کیا تو اب کہتے ہیں کہ ٹمپریچر بڑھ گیا ہے۔اس لیے کپاس کی پیداوار کم ہو گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹاسک فورس اصل صورت حال کی طرف آئے تاکہ ملک کی پیداوار بڑھ سکے۔

جناب چیئرمین، ماشاء اللہ۔

وزیر زراعت، میرے فاضل دوست اگر ٹاسک فورس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو میں یہ بھی کروا سکتا ہوں دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی ان کی تجاویز ہوں دیں۔ ہمیں ان کے علم سے فائدہ اٹھانا ہے۔ ویسے بھی یہ ڈاکٹر ہیں۔ ٹمپریچر کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ جو بھی ان کی تجاویز ہوں سر آنکھوں پر وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں ہمیں تجاویز دیں۔ اور ہماری حکومت کے لیے اتنا مفید آدمی کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا جتنے یہ ہیں۔ ہم ان کی قابلیت سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! اسی ہاؤس میں چودھری صاحب وزیر تعلیم تھے۔ اور میرا سوال وائرس پر تھا۔ چودھری صاحب نے پھر تحریک التوائے کار پر بات کی۔ انھوں نے اس پر سنجیدگی کے ساتھ سیمینار کیے۔ میں ان لوگوں کی تعریف کرتا ہوں جنھوں نے آج اللہ کے فضل سے اس ملک میں وائرس کو کنٹرول کیا۔ وہی بات میں پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں۔ لیکن اس مرتبہ چودھری صاحب اس پر سوچنے کی بجائے اس کو ٹال رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک ہم لوگ اس پر بیٹھ کر سوچیں گے نہیں اور یہ کہہ دینے سے کہ پچھلے سال بارشیں زیادہ ہوئی ہیں اس سال گرمی زیادہ ہوئی ہے اور ہماری کاٹن پروڈکشن کم ہوگئی ہے یہ کوئی جواز نہیں۔ میں خود کاشت کار ہوں۔ میرے فاضل دوست پر اعتراض کیا جا رہا تھا۔ میری بہترین پروڈکشن آئی ہے اور میرے پاس کوئی ٹاسک فورس والا نہیں آیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر میں پچیس من فصل لے سکتا ہوں اس سیزن میں اس گرمی میں تو کیا میں نے ائیر کنڈیشنر لگا رکھے تھے؟ کیا میرے ہاں گرمی نہیں پڑی تھی؟

جناب چیئرمین، وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ آپ کی تجاویز سے محکمے کو فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، یہ میں کہہ رہا ہوں ان کی ٹاسک فورس نہیں کہہ رہی۔

جناب چیئرمین، جی!

وزیر زراعت، جناب والا! پہلے تو میرے فاضل بھائی خود ڈاکٹر ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ ذرا غصے میں بات کر رہے ہیں اور میں پیار سے جواب دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' وہ غصے سے بات نہیں کر رہے۔ وہ اچھے جذبے کا اظہار کر رہے ہیں ملک کے لیے کاٹن کی فصل کے لیے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ انھوں نے جو تجاویز دی ہیں یا دینا چاہیں تو آپ ان کو قبول کریں۔

وزیر زراعت، جناب والا! I am very grateful to you میں نے تو بڑے کھلے دل کے ساتھ کہا ہے کہ آپ اپنی ساری تجاویز اور قابلیت سے اس ملک کو فائدہ پہنچائیں۔ اس کے لیے ہم تیار ہیں۔

جناب چیئرمین، جی ملک صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! ڈاکٹر صاحب جو بات کر رہے تھے کہ یہ ہر زمیندار کے دل کی آواز ہے۔ موجودہ حکومت کی جو کوششیں زراعت سے متعلق ہیں بالخصوص جو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کر رہے ہیں ہم اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو سراہتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے دور میں زراعت کے ساتھ جو کچھ شاہ محمود نے کیا تھا۔ اس کے اثرات ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ اور ہمارے ٹاسک فورس کے چیئرمین صاحب جو کر رہے ہیں وہ زراعت ہماری زراعت نہیں۔ وہ امریکہ کی زراعت ہوسکتی ہے پنجاب کی زراعت نہیں ہوسکتی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ہماری نمائندگی نہیں کرتے۔ اگر کاشت کاروں کی آراء لینی ہیں تو آپ ایوان زراعت کو زندہ کریں۔ یہ جو ٹاسک فورس کے چیئرمین صاحب ہیں یہ ہمارے زمینداروں کی نمائندگی نہیں کرتے۔ میں یہ ہر زمیندار کی آواز عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، انھوں نے سوال نہیں کیا بلکہ اپنا ایک نقطۂ نظر اس بارے میں بیان کیا۔

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے سوال نہیں کیا۔ یہ بات کی کہ جب بجٹ پیش ہوا تو انھوں نے کہا کہ ہم وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے علاقے کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ ہمارے علاقے میں کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔ اور آخر میں ہم پھر اس بہترین بجٹ پر مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔انھوں نے بھی یہی کہا کہ وزیر اعلیٰ کو میں مبارک باد اور ان کے اقدامات کو سراہتا ہوں۔جو ٹاسک فورس کا چیئرمین ہے اس کا ہماری زراعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور انھوں نے بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ یہ سراہنے کے بعد تعریف ہے جو انھوں نے کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹاسک فورس کا سربراہ کون ہے؟

جناب چیئرمین، وہ بیان کر چکے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! اگر مجھے اجازت دیں تو میں اس کا جواب پنجابی میں دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ ساری رات روندے رہے صبح پتا لگا کہ رانجھا بندہ سی کہ عورت۔ جناب والا! میں نے ٹاسک فورس کے چیئرمین کا متعدد مرتبہ ذکر کیا ہے۔

جناب چیئرمین، جی ان کا ذکر آچکا۔ میرا خیال ہے کہ یہ غیر ضروری بات ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہاں ایڈیشنل سیکرٹری زراعت کو ٹاسک فورس کا سربراہ کہا گیا۔ جو میرے نوٹس میں ٹاسک فورس کا سربراہ ہے وہ کوئی اور ہے۔ جو چودھری صاحب فرماتے ہیں وہ کوئی اور ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، چودھری صاحب بھی وہی فرما رہے ہیں جو آپ کے نوٹس میں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، یہاں پر تو کچھ اور ہی لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ کافی ہو چکا اب اگلا سوال لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس کی تصحیح کروا دیں۔

جناب چیئرمین، جناب ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری، 1753

بھرتی سے متعلق قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی

*1753۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس نے طے شدہ قوانین برائے ماہر شماریات گریڈ-18 کی ایک خالی اسامی جو پروموشن کوٹہ کی تھی، ابتدائی تقرری

بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پُر کرنے کے لیے کہا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمیشن کے تمام مراحل ختم ہونے سے پہلے محکمہ نے کمیشن سے اس خالی اسامی کو پُر نہ کرنے کی درخواست کی۔ مگر ضروری کارروائی کرنے کی بجائے کمیشن نے اپنا "کامیاب امیدوار" محکمہ کو برائے تقرری بھیج دیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے اس "متنازعہ امیدوار" کو لینے سے انکار کیا تو اس نے لاہور ہائی کورٹ میں محکمہ کے خلاف رٹ دائر کی جو بعد میں خارج ہو گئی۔ اس رٹ میں محکمہ کا جو مؤقف تھا۔ اب اس سے منحرف ہو کر محکمہ اس امیدوار کو خالی اسامی پر تعینات کر رہا ہے جس کا وہ حق دار نہیں۔

(د) کیا محکمہ زراعت اور پنجاب پبلک سروس کمیشن اس امیدوار کو کامیاب کروانے پر سپریم کورٹ کے فیصلہ کی نفی نہیں کر رہا۔ اگر کر رہا تو حکومت نے محکمہ زراعت کے متعلقہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی ہے تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جواب تصور پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس نے سیکرٹریٹ 10۔جی۔اے کی دو ماہر شماریات کی پوسٹوں کو کراپ رپورٹنگ سروس کے تحت سمجھتے ہوئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ابتدائی تقرری کے لیے ایک پوسٹ محکمہ زراعت کو بھجوائی۔ محکمہ زراعت نے اس پوسٹ کو پبلک سروس کمیشن کو برائے سفارش تقرری بھجوا دی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ معاملہ تاحال عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔

(د) جیسا کہ جزو (ج) میں بیان کیا گیا یہ معاملہ ابھی تک عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ اس موقع پر حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ شکریہ۔ جناب بارتھا رام۔ --- تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی امداد حسین صاحب۔ --- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد اشرف کلیار صاحب۔ تشریف رکھتے ہیں۔

سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کی آمدن کی تفصیل

*1922۔ جناب محمد اشرف کلیار، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی میں کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر تعینات کیا گیا اور ان کا عرصہ تقرری کیا ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران ہر چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے دور میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ اس عرصہ کے دوران کتنی تقرریاں غیر قانونی کی گئیں اور کس کس کی سفارش پر ہوئیں۔

(د) اس عرصہ کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے مارکیٹ کمیٹی کے فنڈ سے کتنی کتنی لاگت کے مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے نامکمل رہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی میں تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کی تفصیل لف ہذا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی میں سال 1979 تا 1998ء تک تعینات ایڈمنسٹریٹر و چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کی تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	عہدہ	نام	از	تا	کس کی سفارش پر تعینات کیا گیا
1۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	چودھری عطا محمد بھٹہ ای اے ڈی اے (توسیع)	31-03-77	26-06-80	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
2۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	شوکت علی خان ای اے ڈی اے (معاشیات و تجارت)	26-06-80	01-10-80	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
3۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	چودھری عطا محمد بھٹہ ای اے ڈی اے (توسیع)	01-10-80	21-11-80	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
4۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	محمد شریف	22-11-80	18-12-83	بذریعہ انتخاب
5۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	حاجی برکت علی ای اے ڈی اے (توسیع)	19-12-83	31-05-86	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب

6۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	رائے احمد شیر	01-06-86	08-05-87	بذریعہ انتخاب
7۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	حاجی برکت علی ای اے ڈی اے (توسیع)	09-05-87	30-06-87	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
8۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	شوکت علی خان ای اے ڈی اے (معاشیات و تجارت)	09-07-87	30-06-87	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
9۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	چودھری نعمت اللہ	15-11-87	14-11-87	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
10۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	عطا محمد	12-11-90	12-11-91	بذریعہ انتخاب
11۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	ڈاکٹر قمر پرویز	13-11-91	02-10-93	بذریعہ انتخاب
12۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	محمد یعقوب ای اے ڈی اے (معاشیات و تجارت)	03-10-93	31-01-94	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
13۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	محمد شریف کسانہ ای اے ڈی اے (معاشیات و تجارت)	01-02-94	09-03-97	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب
14۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	بشیر احمد گوندل ڈی ڈی اے (توسیع)	10-03-97	15-06-97	سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب

(ب) سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کی آمدن و اخراجات کی تفصیل بمطابق تعینات چیئرمین/ ایڈمنسٹریٹر لف ہذا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی میں سال 1979 تا 1998ء تک تعینات ایڈمنسٹریٹرو چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کے دوران تعیناتی آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	نام	دوران تعیناتی کا آمدن	دوران تعیناتی کل اخراجات
1۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	چودھری عطا محمد چٹھہ ای اے ڈی اے (توسیع)	66992	151197
2۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	شوکت علی خان ای اے ڈی اے (معاشیات و تجارت)	20852	23432
3۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	چودھری عطا محمد چٹھہ ای اے ڈی اے (توسیع)	31236	11356
4۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	محمد شریف	730571	568428
5۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	حاجی برکت علی ای اے ڈی اے (توسیع)	747009	456217

6۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	رانے احمد شیر	312826	322208
7۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	حاجی برکت علی	165953	85283
		ای' اے ڈی' اے (توسیع)		
8۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	شوکت علی خان	26710	79494
		ای' اے ڈی' اے (معاشات و تجارت)		
9۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	چودھری صمت اللہ	1289376	1043902
10۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	عطا محمد	223724	859657
11۔	چیئرمین مارکیٹ کمیٹی	ڈاکٹر قمر پرویز	1460884	1544903
12۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	محمد یعقوب	237090	189712
		ای' اے ڈی' اے (معاشیات و تجارت)		
13۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	محمد شریف کسانہ	2566393	2407892
		ای' اے ڈی' اے (معاشیات و تجارت)		
14۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	بشیر احمد گوندل	62525	247688
		ڈی' ڈی' اے (توسیع)		
15۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	اللہ دتہ نون	1334713	1096554

(ج) مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور سال 1979ء سے 1998ء تک کی گئی تقرریوں کی تفصیل کی لف ہذا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کی منظور شدہ آسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	عہدہ	تعداد اسامی
1۔	سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی	1
2۔	انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی	1
3۔	سب انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی	3
4۔	جونیئر کلرک	2
5۔	ڈرائیور	1
6۔	نائب قاصد	2
7۔	مالی	1
8۔	مالی	1

9۔	چوکیدار	1
10۔	خاکروب	1
	میزان	14

اس عرصہ کے دوران مارکیٹ کمیٹی سلانوالی میں کوئی بھی غیرقانونی تقرری نہ کی گئی تاہم تین ملازمین کو بمعہ اسامی تبادلہ کر کے مارکیٹ کمیٹی سلانوالی میں تعینات کیا گیا' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

تاریخ تبادلہ	اسامی	نام	کس مارکیٹ سے کمیٹی تبادلہ کیا گیا	کس کس کی سفارش پر تبادلہ کیا گیا
05-05-95	جونیئر کلرک	عاصم رضا علی	مارکیٹ کمیٹی شکر گڑھ	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی شکر اور ایڈمنسٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی
02-07-95	سب انسپکٹر	اشفاق احمد گوندل	مارکیٹ کمیٹی بھکوال	ناظم اعلیٰ زراعت (فیڈ) پنجاب لاہور
10-10-97	جونیئر کلرک	غلام حسین	مارکیٹ کمیٹی پنڈی بھٹیاں	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی پنڈی بھٹیاں ایڈمنسٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی

(د) سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز سے شروع کیے گئے' ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل لف ہذا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی میں سال (1979 تا 1998ء) شروع کیے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	ترقیاتی منصوبہ	کل لاگت	کیفیت
1۔	1979-80ء	تعمیر دفتر مارکیٹ کمیٹی	103001	کام مکمل ہو چکا ہے۔
2۔	1981-82ء	تعمیر نالیاں (ڈرین) غلہ منڈی	79955	کام مکمل ہو چکا ہے۔
3۔	1982-83ء	تعمیر سڑک غلہ منڈی	10222	کام مکمل ہو چکا ہے۔
4۔	1986-87ء	تعمیر کمرہ' برآمدہ دفتر مارکیٹ کمیٹی و سپیشل مرمت دفتر مارکیٹ کمیٹی	89582	کام مکمل ہو چکا ہے۔
5۔	1987-88ء	سپیشل مرمت دفتر مارکیٹ کمیٹی	39775	کام مکمل ہو چکا ہے۔
6۔	1988-89ء	سولنگ دونوں اطراف سڑک غلہ منڈی	88961	کام مکمل ہو چکا ہے۔
7۔	1990-91ء	سولنگ غلہ منڈی' لیٹرین دفتر مارکیٹ کمیٹی	37889	کام مکمل ہو چکا ہے۔

8۔	1992-93ء	تعمیر تین عدد لیٹرین غلہ منڈی	40863	کام مکمل ہو چکا ہے۔
9۔	1995-96ء	بقیہ کام تعمیر تین عدد لیٹرین غلہ منڈی	20745	کام مکمل ہو چکا ہے۔
10۔	1997-98ء	تعمیر سولنگ و نالیاں(ڈرین) غلہ منڈی	33256	کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: کلیار صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! میں یہ پڑھ دوں؟

جناب چیئرمین: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب محمد اشرف کلیار: یہ جناب والا! میرے حلقے میں ایک مارکیٹ کمیٹی ہے اس کے متعلق یہ ہمارے سوالات ہیں۔ اس میں جز (ب) کے سیریل نمبر 10 اور 11 میں انھوں نے درج فرمایا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحب کی تعیناتی کے دوران کل اخراجات کی منظوری مجاز اتھارٹی سے نہیں لی گئی۔ جو کہ لاکھوں روپے کے حساب سے بنتی ہے۔

میرا سوال اس میں یہ ہے کہ اگر ہاں تو اس کی اجازت کس سے لی گئی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر زراعت: میں سوال نہیں سمجھ سکا۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کو ذرا دہرا دیجئے۔

جناب محمد اشرف کلیار: جناب والا! ہمارے سیریل نمبر پر جو انھوں نے نام دیئے ہیں اس میں دس اور گیارہ نمبر پر میں عرض کر رہا ہوں۔ ہمارے جو ایڈمنسٹریٹر ہیں ان کے جو نام ہیں۔ اس میں ان کے ذمے جو خورد برد کا الزام لگایا گیا ہے۔ اس میں' میں نے عرض کی تھی کہ جو انھوں نے چیزیں خریدی ہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ گورنمنٹ سے اس کی اجازت لیتے۔ انھوں نے گورنمنٹ سے اس کی اجازت لی ہے یا نہیں؟ اگر اجازت لی ہے تو کس سے لی ہے اگر نہیں لی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین: جی چودھری صاحب!

وزیر زراعت: جناب والا! یہ جو ان کا جز (ب) ہے شاید یہ اس کے بارے میں سوال پوچھ رہے ہیں۔ اس کا جز (ب) یہ ہے کہ،

اس عرصے کے دوران ہر چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے دور میں کتنی کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے:

(ب) سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کی آمدن و اخراجات کی تفصیل بمطابق تعینات چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر لف ہذا ہے۔

کیا وہ اس کی بابت پوچھ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، نہیں، وہ پوچھ رہے ہیں کہ سیریل نمبر دس اور گیارہ پر جن صاحبان کے نام دیئے گئے ہیں ان کے ذمے کچھ خورد برد ہے وہ کہتے ہیں کہ جو اخراجات انھوں نے کیے کیا اس کی کسی مجاز اتھارٹی سے اجازت لی گئی؟ اگر اجازت لی گئی تو کس سے، اور اگر نہیں لی گئی تو کیوں؟

وزیر زراعت، جناب والا! ذرا آپ سوال سامنے رکھیں۔ سوال نمبر 1922 ہے۔ اس کا جز (ب) میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں حاجی کلیار صاحب نے سوال پوچھا ہے کہ

اس عرصہ کے دوران ہر چیئرمین ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے دور میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا؟ یہ سوال انھوں نے پوچھا ہے۔

کیا میں درست ہوں؟

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر زراعت، اس کا جواب میں نے عرض کر دیا ہے۔

جناب محمد اشرف کلیار، سر یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ اتنی آمدن اور خرچ کیسے ہوا؟ اجازت سے ہوا یا بغیر اجازت کے ہوا؟ انھوں نے جو لاکھوں روپے خرچ کیے وہ کیسے کیے؟

جناب چیئرمین، آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے جو اخراجات کیے ہیں اس کی تفصیل بتائیں اور یہ کہ وہ کس کی اجازت سے کیے گئے اور وہ درست اخراجات تھے اور اگر اجازت نہیں لی گئی تو کیوں نہیں لی گئی؟

وزیر زراعت، میرا خیال ہے کہ یہ کسی اور سوال کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ انھوں نے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ اس عرصے کے دوران ہر چیئرمین ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے دور

میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا۔

جناب چیئرمین، ابھی آپ کا اگلا سوال نہیں آیا جس کے حوالے سے آپ نے یہ ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب محمد اشرف کلیار، جناب! ہمارے سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ انھوں نے یہ خرچ کیا۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ انھوں نے کس کی اجازت سے خرچ کیا؟ کسی سے اجازت لی ہے یا نہیں؟ ہم نے تو پوچھا آمدن کتنی ہوئی اور خرچ کتنا ہوا۔ جو خرچ ہوا اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ انھوں نے اس میں کرپشن کی۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! آپ کا یہ سوال ابھی نہیں آیا جس کا آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔ وہ اگلا سوال ہے۔

جناب محمد اشرف کلیار، یہی سوال ہے۔ میں سوال نمبر 1922 کی ہی بات کر رہا ہوں۔ اسی سوال پہ بات ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین، اس میں تو آپ ان کی تقرریوں کی تفصیل پوچھ رہے ہیں اور ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل پوچھ رہے ہیں جس کا یہ جواب دے رہے ہیں۔

آپ کا سوال نمبر 1922 یہ ہے کہ سال 1979ء سے 1998ء تک سلانوالی مارکیٹ کمیٹی نے کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین ایڈمنسٹریٹر تعینات کیا گیا اور ان کا عرصہ تقرری کیا ہے۔ آپ پوچھ رہے ہیں کہ،

> اس عرصے کے دوران چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ سلانوالی کے دور میں کتنی آمد ہوئی اور کتنا خرچ ہوا۔

جناب محمد اشرف کلیار، جناب! ہم نے اس کے جز (ب) میں سوال کیا تھا کہ کتنی آمدن ہوئی' کتنا خرچ ہوا اور کیسے خرچ کیا۔

ملک حاجی عمر فاروق، جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ الیاس قریشی صاحب سرگودھے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ معاملہ ہے تو شاید وہ بہتر بتا سکیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری صاحب! یہ آپ سے جز (ب) کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں کہ جو اخراجات کیے اس میں کسی کی اجازت لی گئی یا بلا اجازت خرچ ہوئے۔ ان کا یہ سوال ہے۔ آپ اس کو دوبارہ ذرا دیکھ لیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! جہاں تک ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات ہیں اس کی اجازت کے بغیر تو ہو نہیں سکتا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ براہ مہربانی ان کے سوال کا اپنے ریکارڈ سے جواب دیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں سمجھتا یہ چاہ رہا ہوں کہ وہ سوال نمبر 1922 کے جز (ب) کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ناں؟

جناب چیئرمین، انھوں نے جز (ب) کے بارے میں یہ سوال کیا ہے کہ جو آمدن ہوئی اور اخراجات ہوئے اس کا آپ نے جواب دیا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اخراجات کے حوالے سے فرمائیں کہ انھوں نے کیا کیا اخراجات کیے اور کیا انھوں نے ان اخراجات کے لیے متعلقہ اتھارٹی سے اجازت لی؟

وزیر زراعت، جناب والا! میں اپنے موقف کو دہرانے کی ذرا پھر کوشش کرتا ہوں۔ اگر آپ سوال سامنے رکھ لیں تو ہم نے ان کے سوال کی تفصیل عرض کر دی ہے۔ یہ جز (ب) میں پوچھتے ہیں کہ اس عرصہ کے دوران ہر چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے دور میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا۔ اس کی تفصیل ہم نے عرض کر دی ہے اس کے بعد اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو۔۔۔

جناب چیئرمین، وہ ضمنی سوال کے طور پر یہ پوچھ رہے ہیں۔ آپ شاید اس کو سمجھ نہیں رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو اخراجات ہوئے' کیا وہ اخراجات مجاز اتھارٹی کی اجازت سے کیے گئے اور اگر کیے گئے تو کس اتھارٹی کی اجازت سے اور اگر اجازت نہیں لی گئی تو کیوں نہیں لی گئی؟ یہ ان کا ضمنی سوال ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! اس میں چیئرمین کا جتنا اختیار ہوتا ہے وہ اس کے تحت کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! آپ کا کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب محمد اشرف کھیار، جناب! میں نہیں سمجھ سکا کہ چودھری صاحب نے کیا فرمایا ہے۔

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے چیئرمین کے

دائرہ اختیار کے مطابق اخراجات کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کے اور حاجی صاحب کے درمیان کوئی communication gap ہے۔ نہ وہ آپ کی بات سمجھ رہے ہیں' نہ آپ ان کی بات سمجھ رہے ہیں۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب چیئرمین! یہ مارکیٹ کمیٹی سیلانوالی کے آمدن اور خرچ کا بتایا گیا ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ جو بھی ایڈمنسٹریٹر آیا ہے' اس کی آمدن کا ایک شیڈول بنایا گیا ہے کہ ایک ایڈمنسٹریٹر کی 4,500 مہینہ کی آمدن ہے' پھر 5 ہزار' پھر 20 ہزار' پھر 25 ہزار' پھر 28 ہزار' 66 ہزار' 79 ہزار' 69 ہزار روپے مہینے کی' تو یہ آتے آتے پھر 5 روپے ہزار ہو گئی ہے۔ اس میں کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ آمدن کیوں کم ہوئی ہے۔ اخراجات اسی طرح سے ہیں۔ میں اس میں ایک تو یہ چاہوں گا کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے' اس کی چھان بین کی جائے۔ یہ ایسے کیوں ہوا ہے؟ وزیر موصوف اس کا صحیح جواب نہیں دے پا رہے ہیں کہ یہ اس طرح کیوں ہوا ہے۔ اتنی بے قاعدگی ہے۔ آپ اس کو ملاحظہ کریں گے تو آپ کو پتا چلے گا۔ انھوں نے یہ خرچہ دیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی زمین دار کی سہولت کے لیے کہ اس کی جنس غلہ منڈیوں میں پہنچائی جائے اور اس کو صحیح دام ملیں۔ اگر اس پہ کوئی اخراجات آتے ہیں تو وہ کیے جائیں' وہ اس کے لیے بنائی گئی تھی مگر یہاں دیکھیں انھوں نے ترقیاتی پروگرام مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کے خرچے کا ایک گوشوارہ دیا ہے۔ انھوں نے 10 سال کے عرصے میں ترقیاتی کاموں پر زیادہ سے زیادہ 3/4 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں اور باقی اتنی زیادہ جو آمدن ہے وہ کہاں گئی ہے؟ کیا وہ صرف ملازمین پہ خرچ ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ سرگودھا مارکیٹ کمیٹی میں بھی اسی طرح ہوا ہے کہ یہاں بھی آمدن بہت زیادہ ہے۔ 25 ہزار روپے مہینہ آمدن ہے' پھر ایک لاکھ' پھر ایک لاکھ 72 ہزار روپے مہینہ آمدن ہو چکی ہے۔ ایسے بڑھتے بڑھتے 3 لاکھ روپے دی ہوئی ہے اور 3 لاکھ روپے کے بعد پھر کم ہو کر ایک لاکھ ہو گئی ہے۔ اسی طرح پھر بڑھ کے ایک لاکھ سے اڑھائی لاکھ اور پھر ایک لاکھ ہو گئی ہے۔ یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہے اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے' اس کی چھان بین ہونی چاہیے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! آپ نے بڑا آسانی سے فرما دیا ہے کہ وزیر موصوف کوئی جواب درست نہیں دے پا رہے۔ جناب والا! آپ sitting کو چیئر فرما رہے ہیں' آپ ذرا مجھے سمجھا دیں کہ ان کا ضمنی سوال کیا ہے؟ میں اس کا کیا جواب دوں؟ جناب والا! مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کی بات ہو رہی ہے' یہ سرگودھا مارکیٹ کمیٹی کو ڈسکس کر رہے ہیں۔ اب میں اس پر کیا جواز پیش کروں؟ میں نے عرض کی ہے کہ تھوڑا سا communication gap ان کے ساتھ ہوا ہے چونکہ مجھے ان کا سوال سمجھ نہیں آ رہا تھا' وہ اگلے سوال پہ چلے گئے تھے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی اپنے اختیارات کے مطابق ریزولیوشن پاس کرتا ہے اور اس کے ذریعے اخراجات کرتا ہے۔ اب آپ فرما رہے ہیں اور جو میں ان کا سوال سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اس میں تفاوت ہے۔ میں نے جو گوشوارہ دیا ہے اس مہینے میں تفاوت ہے۔ جناب چیئرمین! آپ جانیں کہ جب سبزیوں کا سیزن ہوتا ہے' گندم کا سیزن ہوتا ہے' مونجی کا سیزن ہوتا ہے' جب بھی فصلوں کا سیزن ہوتا ہے تو مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی بڑھتی ہے' جب سیزن ختم ہوتا ہے تو آمدنی گھٹتی ہے۔ اس گوشوارے میں اگر ماہوار کمی بیشی آئی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ انصاری صاحب اس کو سمجھ نہیں پا رہے۔ جناب والا! میں ان کو بالکل درست جواب دے رہا ہوں۔ اگر اس کے بارے میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہیں تو میں بڑا خندہ پیشانی سے اس کا جواب عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین، جی' حاجی صاحب۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب چیئرمین! آپ دیکھیں یہ 37 ماہ ہیں' شریف کسانہ صاحب ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں انہوں نے ان 37 مہینوں میں 25 لاکھ 67 ہزار روپے کی آمدنی دی ہے اور 24 لاکھ ان کا خرچہ ہے۔ میں سیزنل نہیں بلکہ پورے سال کی آمدن بتا رہا ہوں کہ یہ کم یا زیادہ کسی حساب سے نہیں ہوئی۔ یہ ٹھیک ہے جب سیزن ختم ہوتا ہے تو آمدن کم ہو جاتی ہے مگر وہ ہوتا ہے کہ ایک مہینہ کم ہوئی ہے یا دو مہینے کم ہوئی ہے پھر اگلے مہینے cover ہو جاتی ہے' پھر زیادہ آمدن ہو جاتی ہے۔ جنوری سے مارچ' اپریل تک مالٹے کا سیزن زیادہ ہوتا ہے' وہاں آمدن کم ہوتی ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کے حوالے سے ضمنی سوال فرما رہے ہیں یا over all بات کر رہے ہیں۔

حاجی اللہ یار انصاری، میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس کی چھان بین ہونی چاہیے تاکہ ہم یہ جو تفاوت محسوس کر رہے ہیں اس کی ہمیں تسلی ہو۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ اگر ہاؤس وزیر موصوف کے جوابات سے مطمئن نہیں ہوتا اور سوالات کنندہ یا ہاؤس کے باقی اراکین اس میں کوئی ابہام محسوس کریں گے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہاس کے لیے کوئی خصوصی کمیٹی بنائی جائے لیکن فی الحال وہ ضمنی سوالات چل رہے ہیں اور وہ جوابات دے رہے ہیں۔ تو ابھی کلیار صاحب کا ضمنی سوال آ رہا ہے۔ جی' کلیار صاحب۔

جناب محمد اشرف کلیار، سر! ابھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا' میں نے کہا ہے کہ یہ جو سیریل نمبر 10 اور 11 ہیں۔ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ جو ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی نمبر 10 پر ہیں۔ ان کی سالانہ آمدنی 2 لاکھ 23 ہزار 724 روپے ہے اور ان کا خرچ 8 لاکھ 59 ہزار 657 روپے دکھا رہے ہیں۔ یہ جو انھوں نے 6 لاکھ روپیہ زیادہ خرچ کیا ہے یہ انھوں نے کہاں سے اور کیسے خرچ کیا ہے؟ اس قسم کے گھپلے ہوئے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو 10 اور 11 سیریل نمبرز ہیں' انھوں نے جو خرچے کیے ہیں' کیا انھوں نے گورنمنٹ سے اجازت لی ہے؟ حالانکہ وہ قانونی طور پر اتنے خرچے کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ ایک بالکل صحیح سوال ہے۔ آپ براہ کرم اس کا جواب دیں کہ ان کی آمدن اور اخراجات میں جو تفاوت ہے' انھوں نے یہ اخراجات کیسے کیے؟ وسائل کہاں سے حاصل کیے اور اجازت کس نے دی؟

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ پہلی دفعہ کوئی ضمنی سوال تو آیا ہے' جس کا میں جواب دے سکوں۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی جو ہیں وہ ایک قرارداد پاس کرتے ہیں' اس کے ذریعے یہ اخراجات کیے جاتے ہیں۔ وہاں ہر طبقہ فکر کی نمائندگی ہوتی ہے' ان میں مارکیٹ کمیٹی والے بھی ہوتے ہیں' کسان بھی ہوتے ہیں' کاشت کاروں کے نمائندے بھی ہوتے ہیں' جیسے آپ کو معلوم کہ آڑھتیوں کے نمائندے بھی ہوتے ہیں۔ ان سے قرارداد پاس کروا کر وہ اخراجات کرتے ہیں۔ اب انھوں نے جو فرمایا ہے کہ ایک جگہ کے اوپر

اخراجات زیادہ ہوئے ہیں اور آمدن کم ہوئی ہے۔ میں نے ویسے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سیزنل مارکیٹ کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ سیزن میں ان کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ چیئرمین صاحب کا جو تعیناتی کا عرصہ ہے' اس میں ہو سکتا ہے کہ انھوں نے کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع کیا ہو اور اس پر اخراجات زیادہ آ گئے ہیں۔ اس دوران ان کی آمدنی کم ہوئی ہو۔ اس کو پورے سال کے بعد بیلنس کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! آپ مفروضے پر بات نہ کریں' ریکارڈ سے بات کریں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ترقیاتی منصوبہ ہو۔ ایسا نہیں ہے۔ مہربانی کر کے آپ اپنا ریکارڈ دیکھ کر جواب دیں' جو 6 لاکھ روپے کا اس میں تفاوت ہے' وہ کیوں ہے؟ کس منصوبے کے حوالے سے ہے؟ اس کی منظوری کس نے دی؟ اور وہ اخراجات کس مد میں ہوئے؟ اس کا درست جواب دیں۔

وزیر زراعت، انھوں نے چونکہ یہ ایک جنرل سوال پوچھا تھا۔ اس کے لیے میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ سال کے بعد اس کا پورا آڈٹ بھی ہوتا ہے اور سال کے بعد اس پوری مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی اور اخراجات کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ اس کو چار مہینے یا دو مہینے پر محیط کر کے اس کا حساب نہیں نکالا جا سکتا۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! آپ شاید ان کا سوال سمجھ نہیں سکے۔ میں بالکل واضح طور پر عرض کر رہا ہوں کہ 6 لاکھ روپے کا جو فرق اس خاص مد میں ہے۔ اس سال میں ان کی آمدن 2 لاکھ 23 ہزار ہے اور خرچ ان کا 8 لاکھ 59 ہزار روپے ہے تو یہ تفاوت کیوں ہے؟ یہ اخراجات کہاں ہوئے؟ اور کس کی اجازت سے ہوئے؟ سوال بڑا آسان ہے۔ براہ کرم آپ ریکارڈ سے جواب دیں یا اس سوال کو pend کر دیتے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! سوال pend کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں pending کرنے والا مسئلہ نہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پورے سال کے اندر مارکیٹ کمیٹی میں کسی وقت آمدنی کم اور زیادہ ہوتی ہے' اسی طرح اخراجات کا حساب پورے سال کے بعد نکالا جاتا ہے۔ اور پورے سال کے بعد آڈٹ ہوتا ہے اور اس میں اگر کوئی ایسی کوتاہی نظر آ جائے تو پھر ان افسران کے خلاف کارروائی ہوتی ہے' جنھوں نے کوئی غلط کارنامہ وہاں کیا ہو۔

جناب چیئرمین، یہ تو آپ ایک اصول بیان فرما رہے ہیں۔

وزیر زراعت، اس میں آگے میں تفصیل آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس مارکیٹ کمیٹی میں صرف دو اشخاص عطا محمد بھٹی اور ثمر اقبال کے خلاف آڈٹ کے دوران کوئی ایسی ناجوازیاں پائی گئی تھیں۔ آڈٹ والوں نے انھیں پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی گئی ہے اور جو بے قاعدگی وہاں سمجھ آئی ہے اس کے مطابق کارروائی بھی کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین، جی حاجی صاحب۔

جناب محمد اشرف کلیار، (پنجابی) میرے خیال میں چودھری صاحب میرے سوالات کو پڑھ کر نہیں آئے، ان کے اوپر بریفنگ لے کر نہیں آئے اور تیاری کر کے نہیں آئے۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکے اور مطمئن نہیں کر سکے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس سے گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک شخص پر ہے جسے ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا ہے۔ کیا اس نے اس رقم کو جو ہم سے ٹیکس کی صورت میں لیتے رہے ہیں، ایمان دارانہ طور پر استعمال کیا گیا ہے یا اس میں گھپلا کیا گیا ہے؟ اس میں گھپلا کیا گیا ہے۔ اس سے محکمے یا کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس آدمی نے گھپلا کیا ہے، اگر اس نے گھپلا کیا ہے تو ہم اس سٹیج پر کھڑے ہو کر اس کا ذکر نہ کریں؟ ہم عوام سے دیہاتوں سے دو دو، چار چار روپے اکٹھے کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے پاس نہ کوئی بڑی مارکیٹ ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی منڈی ہے۔ اس میں جتنا یونین کونسلوں کے حساب سے علاقہ ہے، ہم دیہاتوں میں جاتے ہیں، چکیوں والوں سے ہم دو دو چار چار روپے ماہوار اکٹھے کرتے ہیں۔ اور انھوں نے اپنی شاہ خرچیوں کے اوپر خرچ کر دیا ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ مہربانی کریں، کیونکہ چودھری صاحب نے اس پر پوری ریسرچ نہیں کی۔ اس پر ایک انکوائری کمیٹی بنا دی جائے۔ وہ اس ساری رقم کو اور اس سوال کو دیکھ لے اور بعد میں ہاؤس میں آ کر جواب دے دے۔ اگر اس کے ذمے ہوگا تو گورنمنٹ اس سے وصول کر لے، میں نے کوئی ذاتی طور پر نہیں لینا۔

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! میں تو ویسے ہی غلط طور پر دفاع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں تو ہاؤس کے اندر بڑی مثبت بات کرتا ہوں۔ مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں، جس نے کوئی ناجوازی کی

ہے۔ حاجی صاحب پنجابی میں بھی شروع ہو جاتے ہیں' مجھے ان کی بات بھی بڑی کم سمجھ آتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے جن دو بندوں کے خلاف ناجوازی پائی ہے' ان کی نشان دہی کی گئی ہے۔ حالانکہ انھوں نے ان کے متعلق نہیں پوچھا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر میرے فاضل بھائی کے علم میں کوئی ایسی ناجوازی ہے تو وہ مجھے بتائیں۔ ان کے خلاف پورا ایکشن ہوگا۔ میں On the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی' حاجی صاحب۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر آپ کے نوٹس میں اس حوالے سے کوئی ایسے معاملات ہیں۔ جس سے آپ حکومت کی اس بارے میں مدد کر سکتے ہیں۔ تو بتائیں وہ On the floor of the House آپ کو یہ یقین دلا رہے ہیں کہ وہ اس شخص کے خلاف کارروائی نہ صرف کریں گے بلکہ اسے قرار واقعی سزا بھی ملے گی۔

جناب محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور آپ سے درخواست بھی کروں گا کہ کیا ایک ہی سوال پر آپ نے ایک گھنٹہ صرف کر دینا ہے؟ کیا اور معزز ممبر صاحبان کے سوال نہیں ہیں؟ کیا قومی اسمبلی میں بھی یہی طریقہ کار ہے؟ ایک آدمی کتنے ضمنی سوال کر سکتا ہے؟ یہ آپ بتائیں' ورنہ ایک ہی سوال پر دو گھنٹے بحث بھی ہو سکتی ہے اور باقی سوال سب رک جائیں گے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' آپ تشریف رکھیں۔ گزارش یہ ہے کہ انھوں نے عوامی مفاد کے حوالے سے ایک سوال ہاؤس میں پیش کیا ہے اور وہ اس کے جواب سے فی الوقت مطمئن نہیں ہوئے لہذا ان کا اطمینان اور اس ہاؤس کا اطمینان انتہائی ضروری ہے۔ کلیار صاحب! کیا آپ وزیر موصوف کے اس بیان پر مطمئن ہیں؟

جناب محمد اشرف کلیار، (پنجابی) جناب! میرے علاوہ باقی سارے ہاؤس سے پوچھ لیں کہ کوئی اور مطمئن ہو گیا ہے تو میں بھی ہو جاؤں گا۔ اگر سارے ہاؤس میں کوئی اور آدمی مطمئن ہے تو میں بھی مطمئن ہو جاتا ہوں۔ میں نہیں' ہاؤس میں سے کوئی اور آدمی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میرے محترم وزیر موصوف نے اس کو خوبصورت انداز میں ٹالنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جب انھوں نے indicate کر دیا ہے کہ اخراجات 8 لاکھ روپے کچھ ہیں

اور آمدنی 2 لاکھ روپے کچھ ہے تو اخراجات اور آمدن میں فرق خود انھوں نے بتا دیا ہے۔ جب انھوں نے پہلے ہی بتادیا ہے تو اب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ان کے نوٹس میں کوئی بات ہے تو میرے نوٹس میں لائیں، میں اس کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! وہ نوٹس میں لے آئے ہیں۔ جب وزیر موصوف کے پاس جواب آیا تھا تو وہ خود اس کی انکوائری کروا لیتے۔

جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ آپ ان کی بات کو سن نہیں سکے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! میں نے سنا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اگر ان کے اخراجات میں کوئی گڑبڑ ہے تو میرے نوٹس میں لائیں میں اس کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جواب میں گڑبڑ سامنے آ گئی ہے، جو آپ فرما رہے تھے کہ اتنا تفاوت ہے، اخراجات میں اتنا تضاد ہے۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ اگر وہ اس کو سمجھتے ہیں کہ اخراجات اور آمدنی ٹھیک ہے تو وہ یہ کہہ دیں کہ اس میں کوئی خرابی نہیں، میں مطمئن ہوں اور وہ اس کا جواب دے دیں۔ اگر اس میں فرق سمجھتے ہیں تو خود انکوائری کروالیں۔

جناب چیئرمین، انھوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس شخص کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے اور ان کے پاس کوئی اضافی معلومات ہیں تو وہ دے دیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! ان کو تو خواہ مخواہ بیچ میں ٹانگ اڑانے کی عادت ہو گئی ہے۔ حالانکہ ان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ اس بات کو نہ سمجھے ہیں اور نہ انھوں نے اس کو پڑھا ہے۔ جناب والا! میں نے یہ عرض کی ہے کہ یہاں پر کچھ چیئرمینوں کی تعیناتی کا عرصہ چار مہینے ہے، کسی کا چھ مہینے۔ ایک سال کے بعد مارکیٹ کمیٹی کا آڈٹ بھی ہوتا ہے، اس کے اخراجات کا بھی تخمینہ لگایا جاتا ہے اور آمدنی کا بھی سال سے پہلے اس کا چار مہینوں میں تفاوت نکالا نہیں جا سکتا کہ اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں اور آمدنی کم ہو گئی ہے۔ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب میں لکھا بھی ہے اور زبانی بھی عرض کر رہا ہوں۔ میں نے پھر بھی کہا ہے کہ میرے فاضل دوست کو سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کے متعلق کچھ شکایت ہے۔ تب ہی انھوں نے اتنا لمبا چوڑا سوال کیا ہے۔ اگر کوئی شکایت ان کے علم میں ایسی ہو جو اس میں نہیں آسکی تو میں اس کے لیے بھی ایکشن لینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر میرے فاضل دوست، بھائی کے علم میں اس سوال کے علاوہ بھی ذہن میں کوئی

ابہام ہے تو اس کو بھی دور کرانے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے تو یہاں تک کھلے دل سے بات کی ہے۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! یہ ٹھیک ہے کہ آپ کے ذہن میں جو بھی شبہات اس بارے میں ہیں۔ ان کو وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر دور کروانے کو تیار ہیں۔

جناب محمد اشرف کلیار، جناب سپیکر! اس بارے میں کمیٹی بنے گی۔ یہ اور میں ذاتی طور پر کیا کریں گے؟ میں نے پچھلی دفعہ وزیر تعلیم صاحب سے متعلقہ سوال دیے تھے کہ ہمارے ڈویژن میں ایس۔ ایس۔ ٹی کی کتنی سیٹیں ہیں اور وہ کتنے سالوں سے خالی پڑی ہیں؟ تو اس وقت مجھے یہاں یہ بتایا گیا تھا کہ منسٹر صاحب آپ کے ساتھ میٹنگ کریں گے؟ ڈائرکٹر صاحبان کریں گے اور وہ تمام سیٹیں پوری کریں گے۔ لیکن اس بات کو چھ مہینے گزر گئے ہیں آج تک کسی نے کوئی میٹنگ نہیں کی۔ یہ تو صرف ٹالنے والی بات ہے۔ یہ ہمارا وہاں کا معاملہ ہے اور پیسوں کا معاملہ ہے' کرپشن کا معاملہ ہے اور ایک آدمی کے ساتھ ہے۔ گورنمنٹ کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے لیے میں ساری چیزیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ وہ 96-1995ء میں وہاں ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں۔ اب تک آڈٹ نہیں ہوا اور گورنمنٹ کو پتا نہیں لگا کہ اس نے کتنا گھپلا کیا ہے اور کتنا پیسہ کھایا ہے یا نہیں کھایا؟ اب ہم اس میں نئے سرے سے کیا شروع کریں؟ کوئی نیا آدمی تو ہے نہیں۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں اس بات کو on the floor of the House کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ political problem ہے۔ جو حضرات پہلے وہاں رہے ہیں ان سے حاجی صاحب کو کوئی شکایت ہے اس لیے میں نے کہا ہے کہ on the floor of the House اس کو discuss کرنے کی بجائے' میں ان کی اگر کوئی شکایت ہے تو اس کو دور کروانے کے لیے تیار ہوں۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو اس کا تو میں جواب دوں لیکن اگر ویسے ہی انھیں ان کا وہاں ہونا پسند نہیں تھا تو اس کا میرے پاس کوئی حل نہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ اب آپ نے یہ سارا جواب سنا ہے۔ سوال بھی آپ نے پڑھا ہے اور جوابات بھی آپ نے دیکھے ہیں۔ اگر اس میں کوئی ابہام ہے تو آپ مجھے نشان دہی فرما دیں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ میں ان کی تسلی کرواتا ہوں۔ اگر کوئی political

problem ہے تو میں اس کو بیٹھ کر حل کروا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پھر اس طرح سے ہے کہ اس پورے جواب کو اور حاجی صاحب کے اعتراضات کو اس محکمے سے متعلق سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کے لیے اگر کہا جائے تو آپ اس پر مطمئن ہیں؟

وزیر زراعت، جناب والا! اس کی ضرورت نہیں۔ آپ چیئرمین ہیں۔ آپ جو بھی چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں۔ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس میں کوئی ضمنی سوال ایسا نہیں کہ جس کا جواب نہیں آ سکا۔ ان کی اگر ضلع سے متعلق ویسے کوئی شکایات ہیں تو میں ان کی ان کے ساتھ میٹنگ کروا کر تسلی کروا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر اس کے باوجود آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ fresh question لے آیئے گا۔ ہم اس کو entertain کریں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برق: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

حاجی محمد اشرف کلیار، جناب والا! مہربانی کر کے اس سوال کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے گزارش کر دی ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو fresh question لے آیئے گا۔ ہم اس کو entertain کر لیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں کافی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا تھا۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! آپ نے جو سوالات کا وقفہ ختم کیا ہے۔ اس میں بڑے اہم سوالات بھی تھے۔ اب وہ ایگریکلچر کی بحث تو نہیں ہو رہی تھی۔ اب وقفہ سوالات کا جو ٹائم تھا اس میں آپ دیکھ لیں کہ سوالات کے لیے ٹائم کم دیا گیا ہے اور اس میں ڈیبیٹ زیادہ ہو گئی ہے۔ تو ایگریکلچر کے اوپر ڈیبیٹ تو کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔ اور بقیہ سوالات کو پینڈنگ کر لیں۔ چودھری صاحب' ماشاء اللہ بڑے competent ہیں۔

[redacted] ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گاڑیوں کی تعداد

*600۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد' میں محکمہ کے زیر استعمال کل کتنی گاڑیاں ہیں۔ ان کے ماڈل نمبر رجسٹریشن نمبر اور ان اہل کاران کے نام و عہدہ جات جن کے زیر استعمال مذکورہ گاڑیاں آئیں ان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) سال 1993ء سے 1996ء کے دوران متذکرہ ادارہ میں سرکاری گاڑیوں پر ہر ایک گاڑی کے حساب سے پٹرول/ ڈیزل/ سروس / مرمت و دیگر امور پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے محکمہ میں 172 گاڑیاں ہیں۔ ان کے ماڈل نمبر رجسٹریشن نمبر اور ان اہل کاران کے نام و عہدہ جات' جن کے زیر استعمال گاڑیاں ہیں کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1993ء سے 1996ء کے دوران سرکاری گاڑیوں پر ہر ایک گاڑی کے حساب سے پٹرول/ ڈیزل/ سروس/ مرمت و دیگر امور پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل ہر ایک گاڑی کے سامنے مہیا کر دی گئی ہے۔ جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مارکیٹ کمیٹیوں سے فیس کی وصولی

*911۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جنوری 1996ء سے جون 1997ء تک صوبے میں قائم اے کلاس مارکیٹ کمیٹیوں کو ہر ماہ کے حساب سے سبزی اور فروٹ منڈیوں سے بطور فیس کتنی رقومات وصول ہوئیں۔

(ب) مالی سال 94-1993ء سے رواں مالی سال کے دوران صوبے میں مارکیٹ کمیٹیوں کے زیر اہتمام سبزی و فروٹ منڈیوں میں کاشت کاروں' کمیشن ایجنٹوں' پلے داروں' بیوپاریوں کے

لیے مطلوبہ سہولتیں پہنچانے کی غرض سے کتنی رقمات ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئیں، ہر ایک مارکیٹ کمیٹی کے حساب سے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) جنوری 1996ء سے جون 1997ء تک صوبے میں قائم اے کلاس مارکیٹ کمیٹیوں کو سبزی اور فروٹ منڈیوں سے بطورفیس جتنی رقومات وصول ہوئیں، اس کی تفصیل ہر ماہ کے حساب سے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 94-1993ء سے 97-1996ء تک صوبے میں مارکیٹ کمیٹیوں نے سبزی و فروٹ منڈیوں میں کاشت کاروں، کمیشن ایجنٹوں، پلے داروں، بیوپاریوں کو سہولتیں فراہم کرنے کے لیے جتنی رقوم ترقیاتی کاموں پر خرچ کیں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جبکہ رواں مالی سال 98-1997ء میں بجٹ میں تجویز کردہ رقم بھی درج کی گئی ہے۔

Harvester کے استعمال اور نیلام کی تفصیل

*1596۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جاپان ایڈ سے کل کتنے Harvesters Crowler منگوائے گئے ہیں اور صوبہ پنجاب کے حصہ میں کتنے آئے ہیں۔

(ب) اس سیزن میں پنجاب کے Harvester نے کل کتنے رقبے سے گندم کی کٹائی کی ہے نیز کل رقبہ، آمدنی اور خرچہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان کے استعمال کے لیے بنائی گئی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے اگر عمل نہیں ہو رہا تو اس کی وجہ بتائی جائے۔

(د) ان Harvester Crowlers کی نیلامی کے لیے کل کتنی تعداد میں درخواستیں موصول ہوئی ہیں نیز مذکورہ نیلام کی پالیسی بتائی جائے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ین مار Crowler کی Corted Price مبلغ 25 لاکھ روپے ہے جبکہ نیلامی میں اس کی Offer دو لاکھ روپے کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) وفاقی حکومت نے جاپانی گرانٹ کے تحت پاکستان بھر کے لیے کل 134 کمبائن ہارویسٹرز منگوائے جبکہ صوبہ پنجاب کو 54 کمبائن ہارویسٹرز فراہم کیے گئے۔(30 عدد وہیل ٹائپ نیو ھالینڈ' 24 عدد ٹریک ٹائپ ین مار)

(ب) اس سیزن میں محکمے نے کمبائن ہارویسٹرز گندم کی کٹائی کے لیے کرایہ پر فراہم نہیں کیے۔ کیونکہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق یہ کمبائن ہارویسٹرز خواہش مند زمینداروں ایگرو رینٹل اداروں اور NGOs کو پٹے پر دیے گئے ہیں۔ تاہم سال 97-1996ء کے دوران کمبائن ہارویسٹرز گندم کی کٹائی کے لیے پٹے زمینداروں / کاشت کاروں کو کرایہ پر فراہم کیے گئے تھے جس کی آمدن اور خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

فصل	رقبہ(ایکڑ)	لاگت(روپے)	آمدن(روپے)
گندم	2484.35	5,74,,250.28	21,39,513.00

(ج) حکومت پاکستان کی بتائی گئی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے دوبار ٹینڈر طلب کیے گئے مگر خواہش مند ٹینڈرز نے کمبائن ہارویسٹر کی قیمت ہدف سے بہت کم لگائی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹینڈز منسوخ کر دیے گئے۔ پالیسی کے مطابق کمبائن ہارویسٹر زائد بولی دھندہ کو فروخت کرنا تھیں جن کے لیے این۔جی۔اوز' کوآپریٹو سوسائٹیز (واٹر یوزر ایسوسی ایشن) فارمر اریگرو کمپنیز' سالونٹ پلانٹ ایسوسی ایشنز اور افراد (individuals) ٹینڈر دینے کے اہل تھے۔ حکومت کی مقرر کردہ قیمت نیو ہالینڈ کمبائن 29 لاکھ اور ین مار 28 لاکھ تھی جس کے مطابق ٹینڈر طلب کیے گئے تھے۔ ملکی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب کے کمبائن ہارویسٹرز کو پٹہ پر دینے کی پالیسی وضع کی۔ اس پالیسی کے مطابق یہ مشینیں کسانوں' ایگرورینٹل کمپنیز اور این۔جی۔اوز کو لیز پر دینے کا فیصلہ کیا گیا اور نیو ہالینڈ کمبائن کی لیز کے لیے 5.80 لاکھ روپے بنک گارنٹی اور 2 50 لاکھ روپے سالانہ زر پٹہ مقرر کیا گیا۔ جبکہ ین مارکمبائن کے لیے 2.80 لاکھ روپے بنک گارنٹی اور 1.25 لاکھ روپے سالانہ زر پٹہ مقرر کیا گیا۔

(د) ان پارویسٹرز کی نیلامی کے لیے مندرجہ ذیل درخواستیں اور آفرز آئیں۔ نیلامی کی پالیسی کے مطابق حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے زیادہ بولی دہندگان کو کمپائن پارویسٹرز فروخت کرنا تھیں۔

پہلی نیلامی مورخہ 16-2-98

نمبر شمار	درخواست گزار کا نام و پتہ	آفر برائے نیو مالینڈ (روپے)	آفر برائے ین مار (روپے)	تعداد مشین
1۔	ملک عبدالرزاق، مین روڈ بھوانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ	1000400(NH-8) 1600600(NH-18)	_	2
2۔	خان بہادر، موضع بدہ تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ	1000000	_	1
3۔	اشتیاق علی مکان نمبر CA-367 فیض کالونی احمد پور روڈ بہاول پور	2000000	_	1
4۔	محمد اکرم مان، پی۔او محمد تحصیل ننکانہ شیخوپورہ	_	200000	5
5۔	مجید فخری، موضع جنگال بالا ضلع وہاڑی	_	1500000	1
6۔	حسنین مصطفیٰ، کوٹ واہ جہانیاں	2000000	_	1
7۔	راؤ عبدالغفار خان، 8-B سٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور	2000500	_	5
8۔	ممتاز محمد، بہ سلطان پور ضلع وہاڑی	2000000	_	1
	کل 8			17

دوسری نیلامی مورخہ 15-9-98

1۔	مبشر احمد کوٹلی کروتانہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ	2100000	_	1
2۔	افتخار احمد، چک نمبر 2?DBN، پی۔او نمبر 19/DBN تحصیل یزمان ضلع بہاول پور	1701786	_	1
3۔	محمد ابو بکر جنجوعہ قلعہ دیدار سنگھ	1825000	_	1

	ضلع گوجرانوالہ			
4۔	آفتاب اقبال، مراد پور، تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ	—	450000	1
	کل 4			4

(ہ) یہ درست نہیں ہے کہ ین مار کمبائن ہارویسٹر کی قیمت 25 لاکھ روپے مقرر کی گئی تھی۔ دراصل حکومت پاکستان نے اس کی قیمت 28 لاکھ روپے مقرر کی تھی جبکہ اس کے لیے سب سے زیادہ آفر 15 لاکھ روپے موصول ہوئی تھی۔ ین مار کمبائن ھارویسٹر پہلے پاکستان میں متعارف نہیں اور پہلی بار متعارف ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی اہلیت نیو ھالینڈ کی نسبت آدھی سے کم ہے۔ ان وجوہات کی وجہ سے اس کی آفر کمی آئی۔

محکمہ زراعت میں گریڈ 18 کی بھرتی میں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی

*1754۔ جناب بارتھا رام، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس میں ماہر شماریات (گریڈ -18) کی ایک متنازعہ اسامی کو پُر کرنے کے لیے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو سفارش کی تھی۔ لیکن بعد ازاں اس سے دستبرداری کی درخواست کی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے محکمہ زراعت کی درخواست دستبرداری کے باوجود قواعد و ضوابط کو بروئے کار نہ لاتے ہوئے اپنا سفارش کردہ امیدوار کو تعینات کرنے پر مجبور کیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ کے منافی اور محکمہ زراعت کی درخواست دستبرداری کے باوجود پنجاب پبلک سروس کمیشن مذکورہ امیدوار کو جو صرف زون نمبر 1 کے حلقہ سے بھرتی ہوا۔ کو قبول کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ زراعت زون نمبر 1 کے "متنازعہ کامیاب امیدوار" کو قبول کرنے سے لاہور ہائی کورٹ میں جو نقطۂ نظر اپنایا تھا اس سے انحراف کر کے اب اس امیدوار کو کیوں قبول کر رہا ہے جو نہ صرف غلط طریقے سے کامیاب قرار پایا گیا بلکہ اس سے ملازمین کی حق تلفی ہونے کا بھی اندیشہ ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے دستبرداری کی درخواست کے باوجود ایک امیدوار کی تقرری کی سفارش کی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن، محکمہ زراعت کو امیدوار مذکور کو تقرری پر مجبور کر رہا ہے۔ بلکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اس تقرری کو عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کے متذکرہ فیصلہ کی روشنی میں واپس لے لیا ہے اور محکمہ نے بھی امیدوار مذکور کو جو تقرری کی پیش کش کی تھی اس کو واپس لے لیا ہے۔

(د) امیدوار مذکور نے دوبارہ عدالت عالیہ لاہور سے رجوع کیا ہے اور معاملہ ابھی تک عدالت میں زیر سماعت ہے۔

باغبانپورہ، سنگھ پورہ منڈی لاہور میں آڑھتیوں کو زمین کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*1907۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 98-1997ء کے دوران بادامی باغ مارکیٹ کمیٹی نے باغبانپورہ، سنگھ پورہ منڈی لاہور میں کتنے آڑھتیوں کو آڑھت کی دکانوں کی زمین نیلام کی یا الاٹمنٹ کی اور نیلامی یا الاٹمنٹ میں کون کون سے افراد شامل تھے۔

(ب) کیا جو درخواستیں پینڈنگ تھیں انہیں بھی شامل کیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے نیز نیلامی یا الاٹمنٹ کا میرٹ کیا ہے۔ دکانات کی اراضی حاصل کرنے والوں کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) سال 98-1997ء میں مارکیٹ کمیٹی لاہور نے کوئی الاٹمنٹ نہ کی ہے۔ البتہ 22 لائسنس یافتہ کمیشن ایجنٹس نے عدالت عالیہ لاہور سے رجوع کیا۔ چنانچہ عدالت عالیہ کی ہدایات کے مطابق ان 22 کمیشن ایجنٹس کو سال 99-1998ء میں الاٹمنٹ کی گئی ہے۔ یہ الاٹمنٹ درج ذیل خصوصی طور پر تشکیل یافتہ کمیٹی کے ذریعے کی گئی۔

1۔	ڈپٹی کمشنر، لاہور	کنوینر
2۔	ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی لاہور	ممبر
3۔	ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت (ای اینڈ ایم) ضلع لاہور	ممبر
4۔	صدر انجمن آڑھتیاں سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	ممبر
5۔	سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی لاہور	ممبر/سیکرٹری

(ب) تفصیل یوں ہے کہ سبزی منڈی لاہور میں پلاٹوں کی کل تعداد 58 ہے۔ ان میں سے 70 فی صد جو کہ 40 پلاٹ بنتے ہیں کمیشن ایجنٹس کو الاٹ ہونے ہیں۔ ان میں سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ لاہور کے حکم کے مطابق 22 پلاٹ پہلے ہی الاٹ ہو چکے ہیں۔ (تفصیل الاٹیاں لف ہے) اور اب صرف 18 پلاٹ الاٹمنٹ کوٹہ میں باقی ہیں جبکہ منڈی مذکورہ میں 115 کمیشن ایجنٹس ہیں۔ اس لیے متذکرہ الاٹمنٹ کمیٹی اس سلسلے میں معیار وضع کر رہی ہے۔

فہرست الاٹیاں پلاٹ سنگھ پورہ سبزی و پھل منڈی لاہور

نمبر شمار	نام و پتہ	پلاٹ نمبر	کیفیت
1۔	مسماۃ صبیحہ سلطانہ سکنہ شالامار ٹاؤن لاہور (بذریعہ محمد آصف)	47	
2۔	بابو نواب دین سکنہ باغبانپورہ لاہور	6	
3۔	محمد شریف سکنہ باغبانپورہ لاہور	52	
4۔	محمد نذیر عرف بلا آڑھتی سبزی منڈی سنگھ پورہ لاہور	49	مقررہ تاریخ تک پہلی قسط جمع کرانے میں ناکام رہا ہے۔
5۔	مسماۃ شمیم کوثر بیوہ محمد حفیظ سکنہ باغبانپور لاہور (بذریعہ وقاص حفیظ، بیٹا)	3	
6۔	محمد ابراہیم سکنہ باغبانپورہ لاہور	4	
7۔	علیم جاوید محمد آصف سکنہ شالامار ٹاؤن لاہور	1	
8۔	مشتاق حسین سکنہ سلامت پورہ لاہور	51	
9۔	محمد ندیم سکنہ باغبانپورہ لاہور	11	
10۔	چوہدری فضل حق سکنہ باغبانپورہ لاہور	56	
11۔	بابو محمد رفیق سکنہ باغبانپورہ لاہور	57	

12-	چوہدری حسن دین (مرحوم) سکنہ باغبانپورہ لاہور (بذریعہ حاجی مظہر حسین بیٹا)	7 جانشینی سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر الاٹ منٹ آرڈر جاری کیا جائے گا۔
13-	چوہدری محمد صادق سکنہ مادھولال حسین	5
14-	مسماۃ کنیز اختر بیوہ نذیر حسین سکنہ باغبانپورہ لاہور	15
15-	محمد نذیر (مرحوم) سکنہ باغبانپورہ لاہور	53 جانشینی سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر الاٹمنٹ آرڈر جاری کیا جائے گا۔
16-	محمد عاشق سکنہ رہی پورہ باغبانپورہ لاہور	9
17-	محمد حفیظ سکنہ باغبانپورہ لاہور	48
18-	محمد نواز سکنہ باغبانپورہ لاہور	54
19-	محمد لطیف سکنہ باغبانپورہ لاہور	10
20-	محمد صدیق سکنہ باغبانپورہ لاہور	55
21-	محمد عارف سکنہ باغبانپورہ	50
22-	محمد رفیق، حق نواز، روڈ باغبانپورہ لاہور	2

مارکیٹ کمیٹی سرگودھا ایڈمنسٹریٹروں کی تعیناتی

*1941۔حاجی محمد اشرف کلیار، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا میں سال 1980ء سے 1993ء تک کون کون، کب سے کب تک چیئرمین/ ایڈمنسٹریٹر تعینات رہا۔ ہر ایک چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کی عرصہ تعیناتی کے دوران کمیٹی مذکورہ کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) جز(الف) میں مذکور کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر کی سرکاری رہائش گاہ کتنے کمروں اور کتنی جگہ (رقبہ) پر مشتمل ہے۔ سال 1980ء سے 1998ء تک اس رہائش گاہ میں کون کون افسر رہائش پذیر رہا ہے اور ان سے ماہانہ کتنا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ نیز کیا اس عرصے کے دوران کمیٹی کا آڈٹ ہوا ہے۔

(ج) کیا سال 1980ء سے 1998ء تک مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے لیے گاڑیاں خرید کی گئیں۔ اگر ہاں تو کب اور کتنی مالیت کی کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں۔ ان کی مرمت پر کتنا خرچ ہوا۔ اس وقت وہ گاڑیاں کس کے استعمال میں ہیں اور کس حالت میں ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا میں سال 1980ء سے 1993ء تک تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر او ان کے عرصہ تعیناتی کے دوران گوشوارہ آمدن اور اخراجات لف ہے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کی سرکاری رہائش گاہ چار عدد کمروں وغیر پر مشتمل ہے۔ اس کا کل رقبہ 5520 مربع فٹ ہے۔ سال 1985ء سے 1998ء تک اس رہائش گاہ میں چودھری محمد اکرم چیمہ سابقہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی سرگودھا رہائش پذیر ر ہے۔

اس سے مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کا وضع کردہ کرایہ بحساب 150 روپے ماہانہ وصول کیا جا ر ہے۔ ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی نے متعدد بار چودھری محمد اکرم چیمہ سابقہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کو سرکاری رہائش گاہ خالی کرنے کے لیے کہا اور ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو متحرک کیا گیا ہے کہ وہ حسب ضابطہ مذکورہ رہائش گاہ خالی کروائے۔ ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے چودھری محمد اکرم چیمہ کو سرکاری رہائش گاہ خالی کرنے کے لیے نوٹس جاری کیا جس پر اس نے سول جج سرگودھا کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ مزید کارروائی عدالت سے حکم امتناعی خارج ہونے کے بعد کی جائیگی۔ مارکیٹ کمیٹی مذکورہ کا آڈٹ سال 97-1996ء تک ہو چکا ہے۔

(ج) سال 1980ء سے 1998ء تک مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے لیے دو عدد گاڑیاں خرید کی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ خرید	گاڑی	کل لاگت	خرچ پٹرول	خرچ مرمت
01-11-1986	سوزوکی جیپ	124000	97379	53195
02-05-1989	نسان کار	355000	107159	100239

یہ گاڑیاں اس وقت کسی کے استعمال میں نہ ہیں۔ سوزوکی جیپ ناقابل استعمال حالت میں مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے دفتر میں موجود ہے۔ جبکہ نسان کار ناقابل استعمال حالت میں ناظم اعلیٰ زراعت (فیلڈ) کے دفتر میں موجود ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سرگودھا میں سال 1980ء تا 1993ء تک تعینات چیئرمین/ ایڈمنسٹریٹر کی تفصیل مع گوشوارہ آمدن و اخراجات درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	نام	عرصہ از	تعیناتی تا	دوران تعیناتی کل آمدن	دوران تعیناتی کل اخراجات
1۔	ایڈمنسٹریٹر	شوکت علی خان' ای۔اے' ڈی اے' (معاشیات و تجارت)	01-02-79	30-10-80	562408	680667
2۔	چیئرمین	چودھری انور علی چیمہ	01-11-80	06-12-83	4293951	4135232
3۔	ایڈمنسٹریٹر	نثار علی ملک' ای۔اے' ڈی۔اے (معاشیات و تجارت)	10-12-83	18-04-84	1239884	1259452
4۔	ایڈمنسٹریٹر	چودھری غلام محمد' ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت (توسیع)	19-04-84	04-09-84	998856	1077027
5۔	ایڈمنسٹریٹر	چودھری نذیر احمد' ای۔اے' ڈی۔اے (معاشیات و تجارت)	05-09-84	17-03-85	1481937	1112045
6۔	ایڈمنسٹریٹر	رانا محمد اجمل خان' ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت (توسیع)	18-03-85	26-10-85	1691648	1580023
7۔	چیئرمین	چودھری محمد اکرم چیمہ	27-10-85	04-07-87	3149058	3205555
8۔	ایڈمنسٹریٹر	چودھری بشیر احمد گوندل' ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت' (توسیع)	05-07-87	16-01-88	1637388	1515875
9۔	چیئرمین	چودھری انور علی چیمہ	17-10-88	13-11-90	3512321	2982939
10۔	ایڈمنسٹریٹر	چودھری انور علی چیمہ	14-11-90	10-01-92	2136930	2175467
11۔	چیئرمین	چودھری عامر سلطان چیمہ	11-01-92	09-10-93	2646156	2519612
12۔	ایڈمنسٹریٹر	مظہر علی خان' ڈپٹی کمشنر سرگودھا	10-10-93	31-07-95	5252963	5662375

ضلع بہاول نگر کے کاشت کاروں کو لیزر لیولر کی سہولت مہیا کرنا

*1981۔حاجی محمد اکرم، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کاشت کاری کو فروغ دینے کے لیے لیزر لیولر برائے ہمواری زمین صوبہ پنجاب کو دیے ہیں۔ ان لیزر لیولر کی تعداد کتنی ہے۔ اور ان میں

سے ضلع بہاولنگر کو کتنے لیزر لیولر دیے گئے ہیں۔

(ب) لیزر لیولر کے کرایہ کی شرح کیا ہے اور اسے حاصل کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔

(ج) فروری 1997ء سے آج تک ضلع بہاولنگر کی لیزر لیولر کی بکنگ کی تفصیل کیا ہے نیز آج تک اس سے حاصل شدہ کرایہ کی کل مالیت کیا ہے۔

(د) اب تک کتنے کاشت کاروں کو لیزر لیولر کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ اگر زیادہ کاشت کاروں کو یہ سہولت مہیا نہیں کی گئی تو اس کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) حکومت نے کاشت کاری کو فروغ دینے کے لیے لیزرلیولر برائے ہمواری زمین 133 مشینیں فراہم کی ہیں۔ جن میں سے 80 بمہ ٹریکٹر ہیں اور 53 بغیر ٹریکٹر کے ہیں۔ ان میں سے 3 مشینیں ضلع بہاول نگر کو مہیا کی گئی ہیں۔ دو مشینیں بمع ٹریکٹر ہیں ایک بغیر ٹریکٹر کے ہے۔

(ب) لیزر لیولر کے کرایہ کی شرح -/150 روپے فی گھنٹا بمہ ٹریکٹر ہے۔ اور -/75 روپے فی گھنٹا ٹریکٹر ہے۔ اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصلاح آب پاشی کے کسی ضلعی یا تحصیل لیول کے دفاتر میں موجود عملے سے مشینوں کی بکنگ کرائی جا سکتی ہے۔ اور اس کا طریقہ "پہلے آیے پہلے پایے" پر مبنی ہے۔

(ج) فروری 1997ء سے آج تک لیزرلیولر کی بکنگ کی تفصیل اور اس سے حاصل شدہ کرایہ کی کل مالیت درج ذیل ہے۔ دو مشینیں بمع ٹریکٹر 372 گھنٹے چلائی گئی ہیں۔ جن میں سے -/55800 روپے موصول ہوئے، جبکہ ایک بغیر ٹریکٹر استعمال ہوئی اور اس سے =/4650 روپے حاصل ہوئے۔ اس طرح کل آمدنی =/60450 روپے ہوئی۔ بکنگ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع بہاول نگر میں لیزر ٹیکنالوجی سے کل 23 زمین دار مستفید ہوئے، جن میں سے 19 نے لیزر بمہ ٹریکٹر استعمال کیے جبکہ بقایا چار نے بغیر ٹریکٹر سہولت حاصل کی، جس زمین دار نے بھی محکمہ سے رجوع کیا ہے۔ سب کو یہ ٹیکنالوجی مہیا کی گئی اور کوئی بکنگ زیر التواء نہ

ہے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت قرعہ اندازی

*2077۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں گرین ٹریکٹر سکیم کے لیے کل کتنی درخواستیں وصول ہوئیں۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ب) گرین ٹریکٹر کے فارم بیچنے سے کل کتنی رقم جمع ہوئی۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) جن لوگوں کو یہ ٹریکٹر قرعہ اندازی میں ملے ان کے نام اور پتا جات کی ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔ نیز قرعہ اندازی کا طریقہ کار کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

جز الف 'ب' اور ج کے جوابات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ضلع	جز(الف) کل وصول شدہ فارموں کی تعداد	جز(ب) کل فروخت شدہ فارموں سے آمدنی روپوں میں	جز(ج) افراد کے نام قرعہ اندازی میں نکلے ان کی تعدا
راولپنڈی	262	107500/-	99
اٹک	708	216250/-	129
جہلم	329	114500/-	52
چکوال	1716	466250/-	128
سرگودھا	4282	1224000/-	208
خوشاب	2258	610000/-	189
میانوالی	1090	315500/-	114
بھکر	2977	827250/-	285
ملتان	1373	404500/-	125
لودھراں	1960	490000/-	98
خانیوال	2148	669000/-	148

وہاڑی	3246	958750/-	154
ساہیوال	2521	752750/-	109
پاکپتن	2520	707500/-	99
بہاولپور	2417	755250/-	171
رحیم یار خان	3368	932250/-	251
بہاول نگر	4702	1175500/-	229
ڈیرہ غازی خان	1245	389500/-	162
مظفر گڑھ	1696	534750/-	194
لیہ	2136	596000/-	186
راجن پور	879	254750/-	120
لاہور	646	222500/-	51
قصور	2739	79700/-	120
اوکاڑہ	3068	969000/-	141
شیخوپورہ	4145	1058750/-	193
گوجرانوالہ	2578	324000/-	127
حافظ آباد	1646	470500/-	76
سیالکوٹ	1960	605250/-	103
گجرات	761	274000/-	92
منڈی بہاؤالدین	2641	660250/-	89
نارووال	1337	358000/-	76
فیصل آباد	3808	952000/-	198
ٹوبہ ٹیک سنگھ	1734	503750/-	103
جھنگ	3341	981500/-	270
میزان	74337	21185000/-	4889

(ج) جن افراد کے ٹریکٹر بذریعہ قرعہ اندازی نام نکلے ہیں۔ ان کے نام اور مکمل پتاجات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ نیز قرعہ اندازی بذریعہ کمپیوٹر بلحاظ سب ڈویژن کی گئی۔ کمپیوٹر میں تمام امیدواروں کے کوائف فیڈ کیے گئے اور قرعہ اندازی سے چند روز قبل کمپیوٹر میں فیڈ کیے گئے تمام ناموں کی فہرستیں صوبے بھر میں ڈپٹی کمشنروں کے دفاتر کے باہر آویزاں کی گئیں تا کہ اگر کسی امیدوار کا نام فیڈ ہونے سے رہ گیا ہو تو وہ بروقت نشان دہی کر سکے۔ بذریعہ کمپیوٹر قرعہ اندازی کا جو طریقہ اپنایا گیا۔ اس کے مطابق ہر نمبر کے انتخاب کے امکانات مساوی تھے۔ اس سلسلہ میں ضلعی کمیٹیوں اور بنک آف پنجاب کو برابر کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود حکومت کو اس سلسلہ میں ایک شکایت بھی موصول نہ ہوئی ہے۔ جو اس بات کا آئینہ دار ہے کہ یہ تمام عمل انتہائی شفاف طریقہ سے انجام پایا۔

زراعت آفیسر کا تبادلہ

*2083۔ سردار سعید انور، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 31' جولائی 1998ء کو محمد اکرم ' زراعت آفیسر کا تبادلہ کمالیہ سے ربوہ ہوا اور وہ 15۔ اگست 1998ء کو چارج چھوڑ کر گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر نے ٹرانسفر گرانٹ بھی وصول کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر زراعت عبدالمجید ظفر نے دوبارہ مذکورہ افسر کو ستمبر 1998ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹرانسفر کر دیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب درست ہے تو ڈائرکٹر مذکور نے کس مجبوری کے تحت اس کا تبادلہ کیا۔ اور اس افسر کو ٹرانسفر گرانٹ کیوں دی گئی؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) محمد اکرم زراعت آفیسر کی درخواست برائے تبادلہ پر آفیسر مذکورہ کا دوبارہ تبادلہ کیا گیا۔ ان احکامات تبادلہ میں لکھا گیا تھا کہ کوئی ٹی۔اے/ڈی۔اے نہ دیا جائے گا اور نہ اس نے ٹرانسفر گرانٹ وصول کی ہے۔ (کاپی تبادلہ احکامات منسلک ہے)

DIRECTORATE OF AGRICULTURE (EXTENSION) LAHORE

ORDER

The following transfers/postings between the Agricultural Officers are hereby made as under with immediate effect:-

Sr. No.	Name of A. O.	From	To	Remarks
1.	Mr. Muhammad Akram	A. O(Ext:) Rabwah	A. O. (Trg) T. T. Singh	Vice Sr. No. 2 At his own request.
2.	Fazal-ul-Rasool, Shahid Javed No. TA/DA is allowed	A. O. (Trg) T. T. Singh	A. O(Trg) Kamalia	Against Vacant post in the Public Interest

(Ch. Abdul Majeed Zafar)
DIRECTOR OF AGRICULTURE
(EXTENSION) LAHORE

No. 12918-22/4-109/Estt:

Copy forwarded to the:-

1. Deputy Director of Agriculture (Ext:) Jhang.
2. Deputy Director of Agriculture (Trg) Sheikhupura.
3. District Accounts Officers, T. T. Singh & Jhang.
4. Extra Assistant Director of Agriculture (Ext:) Chiniot and (training), Toba Tek Singh.
5. Officer concerned.

for information and necessary action

DIRECTOR OF AGRICULTURE
(EXTENSION) LAHORE

رولز میں نرمی کر کے بغیر میرٹ بھرتی کرنے کی وجوہات

*2109۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1995ء سے آج تک ڈائرکٹر، کراپس رپورٹنگ سروس کے دفاتر میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کے اضلاع کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا ان افراد کو بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو کون سے اخبار میں اور کس تاریخ کے اخبار میں مشتہر کیا گیا۔

(ج) کیا بھرتی سے قبل Competent Authority سے ان افراد کو بھرتی کرنے کی منظوری حاصل کی گئی تھی۔

(د) بھرتی کس کس اور کن کن افسران کی زیر نگرانی میں ہوئی ہے۔ اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؛ اگر بغیر میرٹ کے بھرتی کی گئی تو اس کی وجوہات کیا تھیں؛ نیز جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام بتائے جائیں۔ نیز رولز میں کس مجاز اتھارٹی نے نرمی کی ۔ آیا کچھ ملازمین بلا میرٹ بھرتی ہوئے، اگر ایسا ہے تو ان کو کن کن کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) کتنے بھرتی ہونے والے افراد کا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے اور ان کا موجودہ ڈائرکٹر سے کیا تعلق ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) سال 1995ء سے آج تک ڈائریکٹر کراپ رپورٹنگ سروس کے دفاتر میں دو افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان میں سے ایک مسٹر نوید الرحمان کو اس کے والد حبیب الرحمان، کراپ رپورٹر، راجن پور کے دوران سروس فوت ہونے پر اور دوسرے ملک خرم شہباز کو اس کے والد ملک شیر رسول، کراپ رپورٹر کے دوران ملازمت بیماری کی بناء پر ریٹائر ہونے پر بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کیے گئے افراد کے کوائف حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	مستقل پتا ڈومیسائل
1۔	مسٹر نوید الرحمان ولد حبیب الرحمان (مرحوم)	کمپیوٹر کلرک	5	میٹرک	محلہ مہتم وارڈ نمبر 6 راجن پور
2۔	مسٹر خرم شہباز ولد ملک شیر رسولی (میڈیکلی ریٹائرمنٹ)	ایضاً۔	5	میٹرک	مکان نمبر 15۔ایل میانوالی محلہ زادے خیل ضلع میانوالی

(ب) مذکورہ افراد کی بھرتی کے لیے اخبارات میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔

(ج) یہ بھرتی ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ کی منظوری سے ہوئی جو رولز کے مطابق مجاز اتھارٹی تھی۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں ذکر کیا گیا ہے میرٹ کا اطلاق نہیں ہوتا اور نہ ہی رولز میں نرمی کی گئی۔

(ہ) بھرتی کیے گئے ان دو افراد میں مسٹر نوید الرحمان کا تعلق ضلع راجن پور اور ملک خرم شہباز کا تعلق ضلع میانوالی سے ہے۔ اس طرح ان کا نہ تو ضلع سیالکوٹ اور نہ ہی موجودہ ڈائرکٹر سے کوئی تعلق ہے۔

دفتر ڈائرکٹر جنرل (ایکسٹینشن) محکمہ زراعت سے متعلق تفصیلات

*2110۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈائرکٹر جنرل، زراعت (extension) کے لاہور میں کتنے دفاتر ہیں۔ یہ کس کس جگہ واقع ہیں۔

(ب) ہر ڈویژن اور ضلع میں اس کے ماتحت دفاتر اور ان کے انچارج کا عہدہ بتایا جائے۔

(ج) لاہور کے دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ جات، اور تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(د) سال 1996ء سے آج تک ڈائرکٹر جنرل (ایکسٹینشن) کو کتنی گرانٹ کس کس مقصد کے لیے فراہم کی گئی۔ اس کی تقسیم کس کس ڈویژن وائز اور ضلع وائز کی گئی ہے۔

(ہ) موجودہ ڈائرکٹر جنرل کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ یہ گاڑیاں کن کن کے زیر تصرف میں ہیں۔ سال 1996ء سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) ڈائرکٹر جنرل زراعت(ایکسٹینشن) کے لاہور میں مع ماتحت کل چھ دفاتر ہیں۔ جو کہ تمام کے تمام زرعی ہاؤس 21۔ ڈیوس روڈ' لاہور میں واقع ہیں۔

(ب) راولپنڈی' لاہور' ملتان اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں میں زراعت(توسیع) کے جو دفاتر واقع ہیں۔ وہ ریجنل دفاتر کہلاتے ہیں۔ ان کے انچارج ڈائرکٹر سطح کے افسران ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ضلع کے دفاتر کا انچارج ڈپٹی ڈائرکٹر سطح کا افیسر ہوتا ہے۔ تاہم نئے معرض وجود میں آنے والے اضلاع میں ابھی تک ڈپٹی ڈائرکٹر کی اسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے ساتھ والے ضلع کے ڈپٹی ڈائرکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) لاہور کے دفاتر میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈائرکٹر جنرل زراعت(ایکسٹینشن) کو سال 1996ء سے آج تک جتنی گرانٹ (بجٹ) ملا ہے۔ اس کی تقسیم ڈویژن وائز اور ضلع وائز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈائرکٹر زراعت (ایکسٹینشن) کے دفتر میں 12 گاڑیاں ہیں۔ جن میں سے ایک ڈائرکٹر جنرل زراعت اور ایک ڈائرکٹر ہیڈ کوارٹر کے سرکاری استعمال کے لیے مختص ہے۔ دو عدد پک اپ لوڈنگ کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ بقایا آٹھ عدد گاڑیاں جنرل پول میں ہیں۔ جو جس آفیسر کو سرکاری فرائض کے لیے ضرورت ہوتی ہے مہیا کر دی جاتی ہے۔ ان گاڑیوں پر سال 1996ء سے آج تک مرمت پر مبلغ -/2210566 روپے اور پٹرول پر مبلغ -/2157169 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

صوبے میں جعلی ادویات فروخت کرنے والے ڈیلرز کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*2144۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 98-1997ء کے دوران پنجاب میں کتنی کتنی مالیت کی کون کون سی زرعی ادویات Fingicides,Pesticides, Weedicides درآمد کی گئی ہیں۔ کس کس کمپنی نے کتنی کتنی مقدار میں یہ ادویات درآمد کی ہیں۔

(ب) صوبے میں سال 98-1997ء کے دوران کتنے ڈیلرز، ڈسٹری بیوٹر اور کمپنیوں کے خلاف جعلی ادویات فروخت کرنے پر چالان کیے گئے۔

(ج) سال 98-1997ء کے دوران محکمہ نے کتنے ڈیلرز سے ادویات کے کون کون سے samples حاصل کیے اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) زرعی ادویات کی درآمد و نگرانی وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتی ہے اور اس لیے حکومت پنجاب اس سلسلہ میں کوئی حتمی اعداد و شمار مہیا نہ کر سکتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 98-1997ء کے دوران 368 ڈیلرز کے خلاف جعلی ادویات فروخت کرنے پر چالان کیے گئے۔ جب کہ کوئی بھی چالان کسی کمپنی یا ڈسٹری بیوٹر کے خلاف نہ ہے۔

(ج) سال 98-1997ء کے دوران 3123 ڈیلرز سے ادویات کے 3830 سیمپلز حاصل کیے جن میں سے 3462 درست اور 368 ناقص پائے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجر خان زرعی انجینئرنگ ورکشاپ سے ہینو لوڈر کی چوری

*2154۔ جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرخان زرعی انجینئرنگ ورک شاپ سے ہینو لوڈر چوری ہوا تھا۔

(ب) کیا مذکورہ ہینو لوڈر برآمد ہو گیا ہے۔ اگر برآمد نہیں ہوا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے نیز اس لوڈر کی مارکیٹ میں قیمت کیا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ہینو لوڈر یونٹ آفس گوجر خان سے چوری ہوا تھا۔

(ب) مذکورہ لوڈر ابھی تک برآمد نہیں ہو سکا۔ لوڈر 2-12-95 کو چوری ہوا تھا۔ پولیس اسٹیشن گوجر خان میں ایف۔ آئی۔ آر نمبر 663 مورخہ 2-12-95 درج کرائی گئی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مختلف سطح پر محکمہ پولیس سے رابطہ رکھا گیا لیکن ایس ایس پی راولپنڈی نے اپنی رپورٹ میں قرار دیا ہے کہ پولیس نے لوڈر کی برآمدگی کے لیے بہت کوشش کی لیکن

لوڈر برآمد نہیں ہو سکا(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمانہ انکوائری شروع کی گئی لیکن ایک اہل کار کی رٹ پٹیشن پر لاہور ہائی کورٹ لاہور نے مجاز اتھارٹی کے احکامات کو معطل کر رکھا ہے(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) لوڈر کی مارکیٹ قیمت تقریباً ساڑھے انیس لاکھ (Rs,19,50,000) ہے۔

راجباہ لالو گدڑ پر پختہ کھال کی تعمیر کے اقدامات

*2337۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں راجباہ لالو گدڑ پر موضع پوران' واں سڑک والی کے لیے پختہ کھال محکمہ اصلاح آب پاشی پنجاب کے تحت تعمیر کروایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کاغذات میں اسے انجمن اصلاح آبپاشاں موضع پوران' واں سڑک والی کے انتظام کے تحت تعمیر کردہ ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ انجمن کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے لاپرواہی سے کھال تعمیر کرایا کہ پرانی نہر کے اوپر سے ستونوں کے اوپر lanter کے طریقہ سے ہی کھال کامیاب ہو سکتا تھا اور محکمہ نے یہ طریقہ اختیار کرنے کی بجائے اینٹوں پر سیمنٹ لگوایا جس سے کھال پہلی مرتبہ ہی پانی آنے پر ٹوٹ گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمے کے کنسلٹینٹ نے بھی کھال کی معیاری تعمیر ہونے کی تصدیق کی ہے۔

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کھال کی معیاری تعمیر کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر ہاں' تو کب تک' اگر نہیں' تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ کھال نمبر 77714 موضع پوران واں سڑک والی شعبہ اصلاح آب پاشی پنجاب کے تحت اور متعلقہ انجمن اصلاح آبپاشاں کی زیر نگرانی تعمیر کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ کھال صرف کاغذات میں انجمن اصلاح آبپاشاں موضع پوران

واں سڑک والی کے انتظام کے تحت تعمیر کردہ ظاہر کیا گیا ہے بلکہ واقعتاً یہ کھال مذکورہ کھال انجمن ہی کی زیر نگرانی و زیر انتظام تعمیر کیا گیا تھا جس کی تصدیق " تصدیق کھال کمیٹی برائے تعمیر پختہ کھال" سے کی جا سکتی ہے۔(جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ کھال محکمے کی لاپرواہی سے تعمیر کیا گیا۔ کھالوں کی اصلاح وتعمیر کے ضمن ایک باقاعدہ ڈیزائن کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ماہر کنسلٹنٹ مامور کیے جاتے ہیں۔ جو کھال بننے سے پہلے ڈیزائن کی منظوری دیتے ہیں۔ اسے دوران تعمیر چیک کرتے ہیں اور کھال کی مکمل تعمیر کے بعد تکمیلی سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ موقع پر کھال کی تعمیر کے معیار کو برقرار رکھنا متعلقہ انجمن اصلاح آبپاشاں کی ذمہ داری ہوتی ہے جس کی تصدیق انجمن اصلاح آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981ء کے "معاہدہ" کے شق "6" کی ذیلی شق "ز" سے ہو جاتی ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ کوائف تصدیق کھال کمیٹی برائے تعمیر پختہ کھال کی شق نمبر 9,7 میں بھی درج ہے۔(ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(د) یہ درست ہے کہ محکمے کے نیسپاک کے انجینئر نے بھی کھال کی معیاری تعمیر ہونے کی تصدیق کی ہے۔ تصدیق شدہ تکمیلی رپورٹ (ضمیمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ھ) انجمن اصلاح آب پاشی مجریہ ایکٹ 1981ء کے معاہدہ کے شق "6" کی ذیلی شق "ز" کے تحت بعد از تعمیر و مرمت بذمہ انجمن اصلاح آبپاشاں ہو گی۔ نیز محکمے کے پاس کھالوں کی مرمت کے لیے کوئی فنڈ نہیں مہیا کیے گئے۔ تاہم محکمہ فنڈ کی عدم دستیابی کے باوجود فنی معاونت کرتا رہا ہے۔(ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

صوبے میں ضلع وار ٹریکٹروں کی تقسیم کی تفصیل

*2381۔ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے ٹریکٹروں کی قیمتوں میں ایک، ایک لاکھ روپے کی

کمی کی گئی ہے۔ اس کمی کے بعد صوبہ (مارکیٹ) میں ٹریکٹروں کی نئی قیمتیں کیا ہیں۔

(ب) صوبے میں وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق کتنے ٹریکٹر چھوٹے کاشت کاروں میں تقسیم کیے جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں حکومتی پالیسی کیا ہے۔

(ج) کیا صوبے میں ٹریکٹروں کی تقسیم ضلع وار مساوی ہو گی' اگر جواب ہاں میں ہے تو ضلع میانوالی کے حصے میں کتنے ٹریکٹر آئیں گے اور باقی اضلاع کے حصے میں کتنے' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) وفاقی حکومت نے ٹریکٹروں کی قیمتوں میں 57375 روپے سے لے کر 1,28,500 روپے تک کمی کی۔ سابقہ اور موجودہ قیمتیں حسب ذیل ہیں۔

نام ٹریکٹر بمعہ ماڈل	سابقہ قیمت	وزیر اعظم کے ایجنڈے کے بعد قیمت (روپوں میں)	موجودہ قیمت (روپوں میں)	قیمت میں کمی (روپوں میں)
میسی فرگوسن MF-375	688500	549000	560,000	128600
میسی فرگوسن MF-240	389700	305000	313,000	76700
فیٹ FIAT-640	516375	459000	459,000	57375
فیٹ FIAT-480	389250	320000	320,000	69250

وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر حکومت پنجاب نے رواں مالی سال کے دوران چھوٹے کاشت کاروں کو 5000 ٹریکٹروں پر ایک لاکھ روپے فی ٹریکٹر کے حساب سے سبسڈی دینے کا اعلان کیا ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق صوبہ میں 4898 ٹریکٹر تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومتی پالیسی کی کاپی بر "ضمیمہ الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبہ میں ٹریکٹروں کی تقسیم ضلع وار مساوی نہیں ہے بلکہ سب ڈویژن کی سطح پر کاشتہ رقبہ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ضلع وار / سب ڈویژن وار ٹریکٹروں کی تقسیم ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع میانوالی کے لیے 114 ٹریکٹر مختص کیے گئے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

پختہ نالے کی ناقص تعمیر

401۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گڑ سے موضع واں سڑک والی تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ تک اصلاح آب پاشی پروگرام کے تحت پختہ نالہ بنایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پختہ نالہ میں ناقص میٹریل استعمال کرنے کی وجہ سے تعمیر سے لے کر آج تک نہیں چل سکا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پختہ نالے کے اخراجات علاقے کے زمینداروں سے مالیہ کے ساتھ وصول کیے جا رہے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نالے کی ناقص تعمیر کی وجہ سے مذکورہ گاؤں کے لوگ پہلے سے دستیاب پانی سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا پختہ نالے کو ٹھیکے دار سے مکمل کروا کر مذکورہ گاؤں کے لوگوں کا مسئلہ حل کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ موضع واں سڑک والی (چک روہیلہ پوران) کا کھال محکمہ زراعت اصلاح آبپاشی، پروگرام پنجاب فیلڈ ٹیم دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے تعاون سے پختہ تعمیر ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ کھال کی پختہ تعمیر کا سارا کام انجمن اصلاح آبپاشاں کھال ہذا (نالہ) کی زیر نگرانی مکمل ہوا۔ جس میں صحیح (اعلیٰ قسم) میٹریل سے اور محکمہ کی تصریحات کے مطابق پختہ تعمیر ہوا اور کافی عرصہ تک چلتا رہا۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ کھال سے محکمہ کو زمینداروں نے استعمال شدہ میٹریل کی کل لاگت کا تیس فیصد بمطابق اقرار نامہ / معاہدہ واپس کرنا ہے۔ جس کی وصولی کے لیے حصہ داران موگھہ کو اطلاعات بھیج دی گئی ہیں۔ لیکن ابھی تک وصولی نہیں ہوئی۔

(د) یہ درست نہیں ہے کیونکہ پختہ کھال (نالہ) 95-1994ء میں تعمیر ہوا۔ جو کہ انجمن اصلاح آبپاشاں نے اپنے ٹھیکیدار راج بانوں سے اپنی ہی نگرانی میں پختہ تعمیر کرایا اور تعمیر کے بعد کافی عرصہ تک رقبہ کو سیراب کرتا رہا۔ اب عرصہ دراز سے راجباہ لالو گدڑ کے پانی کی موگھہ تک ترسیل نہ ہونے کی وجہ سے پختہ کھال میں پانی دست یاب نہ ہے اور زمیندار محروم ہیں۔

(ہ) جواب اثبات میں نہ ہے کیونکہ محکمہ سے اقرار نامہ (معاہدہ) کے مطابق انجمن اصلاح آبپاشاں (حصہ داران موگھہ) پختہ کھال کی ہرقسم کی دیکھ بھال اور ٹوٹ پھوٹ کے خود ذمہ دار ہیں اور اس کی مرمت کا انتظام بھی انجمن (حصہ داران موگھہ) نے خود کرنا ہے۔ اس کی صحیح تکمیل نیسپاک کنسلٹنٹ سے تصدیق شدہ ہے۔

جناب چیئرمین: اب ہم باقی بزنس لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب بھی وزارت زراعت کے question hours ہوئے ہیں ان میں آپ appreciate کریں گے کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کے صحیح جوابات نہیں آئے یا ایوان کو مطمئن نہیں کیا جا سکا اور ہمیشہ ایک نیا آدمی جوابات دینے کے لیے آتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ چونکہ یہ محکمہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں) جناب چیئرمین! ذرا خاموشی کروا دیں تو یہ بہتر طریقے سے سن سکیں گے۔

جناب چیئرمین: براہ کرم ہاؤس کو in order رکھا جائے۔ منسٹر صاحبان خاص طور پر اس بات کو نوٹ کریں۔ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! چونکہ یہ محکمہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے اور ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ اس محکمے کو ٹائم دے سکیں یا اس ایوان کو ٹائم دیں۔ کبھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہاں آ کر جواب دیتے ہیں تو کبھی آنریبل منسٹر فار ایریگیشن کو یہ کام سونپا جاتا ہے۔ مجھے ان کے جوابات دینے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کے اپنے محکمہ جات ہیں۔ ان کا اپنا کام ہے۔

انھوں نے اس پر بھی کام کرنا ہے اور صرف اسمبلی بزنس کے لیے ان کو یہ کام سونپ دیا جاتا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی ان کے لیے مشکل ہے۔ چونکہ فل ٹائم ان کے پاس یہ محکمہ نہیں ہے تو یہ ایوان کو مطمئن نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ امن عامہ کی صورت حال اور زراعت کا محکمہ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معیشت کے لیے بہت اہم ہے-----

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، میری بار بار درخواست کے باوجود میں محسوس کر رہا ہوں کہ ممبران ہاؤس کا decorum اس طریقے سے نہیں رکھ رہے جس طرح رکھنا چاہیے۔ وہ ایک بہت اہم نکتہ اعتراض پر ہیں۔ براہ کرم ان کی بات کو توجہ سے سنیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کل بھی میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ امن عامہ کی صورت حال پر بھی جو کال اٹینشن نوٹس ہیں، آج کل جو پوزیشن اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے چل رہی ہے اس کے لیے بھی نہایت موزوں تھا اور میں نے تجویز کیا تھا کہ آنریبل لیڈر آف دی ہاؤس خود آ کر اس ہاؤس کو اعتماد میں لیں۔ پھر آپ نے دیکھا کہ محکمہ زراعت کے سوالات جب بھی آئے ہیں تو ایوان اس سے مطمئن نہیں ہوا اور ایک دفعہ تو آنریبل سپیکر صاحب نے اس سارے question hour کو defer کیا تاکہ وہ جو متعلقہ آدمی deal کر رہے ہیں وہ اس پر تیاری کر کے آئیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یا تو اس پر ایک فل ٹائم وزیر تعینات کر دیے جائیں۔ میرا اپنے محترم بھائی چودھری اقبال صاحب پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ماشاء اللہ پڑھے لکھے بھی ہیں اور انھوں نے زراعت کو deal بھی کیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کے پاس اپنا ایک قلم دان ہے۔ یہ اس کو look after کر سکتے ہیں اور جب ایوان میں ایک دن کے لیے انھوں نے جوابات دینے ہوتے ہیں تو وہ مکمل طور پر ایوان کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ یا تو وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لایا کریں یا اس پر ایک فل ٹائم منسٹر تعینات کر دیں اور ماشاء اللہ یہاں اتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ بے شک خواجہ ریاض محمود صاحب کو ہی وزیر زراعت بنا دیں۔ لیکن کم از کم فل ٹائم وزیر بنا دیں تاکہ ایوان کو مطمئن کیا جا سکے۔

وزیر زراعت، جناب والا! اس وقت وزیر زراعت کا جو قلم دان ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں سب سے قابل ہستی کے پاس ہے اور پنجاب میں سب سے قابل ہستی، وزیر اعلیٰ پنجاب اس کو اتنے اعلیٰ طریقے سے چلا رہے ہیں جتنی کسی آدمی کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس طرح سے زراعت کے محکمے کو چلا سکتا ہو جس طرح وہ چلا رہے ہیں۔ اس کے باوجود پتا نہیں کیوں میرے بھائی فکرمند رہتے ہیں۔ اب جو واقعات ہو جاتے ہیں ان کو برداشت تو کرنا پڑتا ہے۔ اب میرے فاضل بھائی میرے لیے بڑے محترم ہیں۔ میں تو ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ اب وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، تو وہ مطمئن کریں یا نہ کریں، ہم نے تو انہیں قبول کیا ہوا ہے۔ اس میں اس طرح کا اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ یہ خواجہ ریاض محمود صاحب کو دے دیں یا کسی کو دے دیں۔ یہ ان کا اپنا prerogative ہے کہ وہ کسی کو محکمہ دیں یا نہ دیں۔ آپ یہ جانیں کہ وہ زراعت کو صحیح طرح سے چلا رہے ہیں یا نہیں چلا رہے؟ اس کے اوپر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ اس کی بات کریں۔ میں ان کو جواب دوں گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 10 پینڈنگ ہو گئی تھی۔ یہ جناب سعید احمد خان منیس، جناب منعم جہاں زیب احمد خان وٹو، چودھری خالد جاوید وڑائچ، جناب منصور احمد خان اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے آئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں نے کل کے لیے گزارش کی تھی۔

جناب چیئرمین، جی۔ اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ کل کے لیے پینڈنگ کی جاتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! مجھے اس پر اعتراض تو نہیں، لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر اتنی depth میں جانے کی ضرورت نہیں۔ Law Minister Sahib, who is looking after the Home Ministry. اگر مناسب سمجھیں تو اس کا جواب دے دیں اور اگر انتظار کرنا ہے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، مجھے قائد حزب اختلاف سے یہ کہنا ہے کہ چونکہ ان کو اس کا ابھی جواب موصول

نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ کوئی مبہم یا کم معلومات کا جواب دینا مناسب نہیں۔ اس لیے پینڈنگ کر دی گئی اور جب کوئی چیز پینڈنگ کر دی جائے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اس پر مزید کسی گفتگو کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو کی ہے اور یہ 27 تاریخ کے لیے پینڈنگ ہو گئی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13 جناب سعید احمد خان منیس، جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، چودھری خالد جاوید وڑائچ، جناب منصور احمد خان، جناب سعید اکبر خان کی طرف سے ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ آپ ہاؤس کو پہلے in order کر لیں۔

جناب چیئرمین، میں ہاؤس کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کر رہا ہوں کہ چیئر سے قطع نظر اس ہاؤس کا ایک decorum ہوتا ہے براہ کرم آپ جب ایوان کے اندر تشریف فرما ہوں تو اس بات کا خیال رکھیں اور آپ کی آپس کی جو گفتگو ہے وہ بہرحال کارروائی کو متاثر کرتی ہے نہ ہی mover اسے properly move کر سکتا ہے اور نہ ہاؤس اسے properly سن سکتا ہے، نہ اس کا properly جواب دیا جا سکتا ہے۔ تو براہ کرم ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں۔ بہت شکریہ ----- جی سعید اکبر خان صاحب۔

مسلم آباد شالیمار ٹاؤن لاہور میں سیوریج سسٹم کی خرابی

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلم آباد شالیمار ٹاؤن لاہور کی پوری آبادی سیوریج کے انتہائی ناقص نظام کی وجہ سے سخت پریشان ہے۔ گندے پانی کی نکاسی نہ ہونے کی وجہ سے اس آبادی کے لوگ اور خاص طور پر معصوم بچے مختلف قسم کی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اس سے وبائی امراض پھیلنے کا بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے جب کہ یہ سب کچھ واسا کی مجرمانہ غفلت سے ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے متذکرہ آبادی کے عوام میں شدید بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی ۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی نے تحریک التوائے کار میں جس مسئلے کی طرف نشان دہی کی ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مسلم آباد شالیمار ٹاؤن اور ملحقہ علاقوں میں ایل ۔ ڈی۔ اے نے 1994ء میں سیوریج نصب کیا تھا۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب بھی اجلاس ہوتے ہیں تو ہم وزیر قانون صاحب کو سنتے رہتے ہیں آج خوش قسمتی سے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے وزیر بھی موجود ہیں لہٰذا اس کا جواب اگر وہ اس ایوان میں پیش کر دیں تو ہمیں بڑی خوشی ہو گی ۔ جناب یہ پابندی تو نہیں' لیکن میری یہ خواہش اور request ہے ۔

جناب چیئرمین، آپ نے خود ہی point of order raise کیا اور خود ہی آپ نے اس کا جواب دے دیا کہ یہ ان پر کوئی پابندی نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں request کر سکتا ہوں' کیونکہ ہم وزیر قانون کو سارا دن سنتے ہیں اور وہ ہمیں سنتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو سن سن کر تنگ آئے ہوئے ہیں۔ آج ایک اور منسٹر انھیں اور اپنا جواب دیں۔ میری یہ خواہش ہے اور اسے پورا کیا جائے۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون صاحب جواب دینے کے لیے کھڑے ہو چکے ہیں اور انھوں نے آپ کی یہ تحریک التوائے کار لے لی ہے۔۔۔۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ ایسا تھا کہ اس کے لیے میں نے محکمے سے باقاعدہ briefing لی ہے اور اگر وزیر ہاؤسنگ و فزیکل کو کہا جائے گا تو وہ off hand اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ باقاعدہ اس کے ساتھ یہاں پر نقشہ جات منسلک ہیں اور میں نے محکمے سے باقاعدہ briefing لی ہے اس لیے میں خود عرض کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ایل۔ڈی۔ اے نے 1994ء میں اس علاقے میں سیوریج نصب کیا تھا جو آبادی بڑھنے سے ناکافی ہو گیا۔ واسا نے سیوریج کی صفائی کر کے اور بیشتر

علاقوں کو بڑے سیوریج سے ملا کر صورت حال کو بہتر بنایا۔ شالیمار ٹاؤن میں بھی سیوریج کی صفائی کی جا رہی ہے اور اس کے لیے مشینری اور مین سیوریج دونوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جیسے میں ابھی گزارش کر رہا تھا کہ باقاعدہ میں نے محکمے سے اس سلسلے میں briefing لی ہے اور انھوں نے باقاعدہ نقشے کے حوالے سے مجھے ایک بات بتائی ہے کہ انھوں نے اس کی صفائی کا جو پورا پروگرام بنایا تھا اس میں تقریباً تین چوتھائی کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس علاقے کا پرانا نام نیو سگیاں تھا اور اب اسے شالیمار ٹاؤن کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس علاقے کی معزز رکن نے نشان دہی کی ہے اس علاقے میں اب کام جاری ہے اور میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انھوں نے جس مسئلے کی نشان دہی کی ہے محکمے نے اس پر پہلے سے کام شروع کیا ہوا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ میسر وسائل کے اندر رہتے ہوئے اس کام کو جلد سے جلد مکمل کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں بھی اس طرح کی کوئی خرابی ہو ہم گورنمنٹ کے نوٹس میں لائیں اس پر ایکشن ہو۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح انھوں نے فرمایا کہ اس پر کام شروع ہے اور میں یہی توقع کروں گا کہ وہاں کے عوام کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے یہ خود محکمے کو زیادہ pressurize کریں گے تاکہ وہاں کے عوام کی صفائی کے متعلق جائز تکالیف دور ہوں۔ اور اس کے علاوہ میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، تو آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جی جناب۔

جناب چیئرمین، اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14 راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ جی راجہ صاحب۔

چھوٹے زمینداروں کے لیے رعایتی نرخوں پر ٹریکٹروں کی فراہمی

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

حکومت پنجاب نے زراعت کی ترقی اور چھوٹے زمینداروں کی بحالی کے لیے رعایتی نرخوں پر ٹریکٹرز کی سکیم شروع کی اور ہر تحصیل کا کوٹا مقرر کیا گیا اور قرعہ اندازی کے ذریعہ ٹریکٹر تقسیم کیے گئے۔ لیکن تحصیل گوجر خان، کہوٹہ کے زمینداروں کو مختص کوٹا کے مطابق ٹریکٹر نہیں دیے گئے اور مقامی تحصیل آفس کے ملازمین کی نااہلی کی بناء پر اکثر زمیندار اس سہولت سے محروم ہو گئے جس پر زمینداروں نے قرعہ اندازی والے دن چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے زبردست احتجاج کیا کہ وہ میرٹ پر پورے اترتے ہیں اور انہیں اسسٹنٹ کمشنرز متعلقہ کی جانب سے باقاعدہ تحریری اطلاع کروائی گئی کہ آج آپ قرعہ اندازی کے موقع پر ڈسٹرکٹ کونسل ہال راولپنڈی حاضر ہوں اور انہوں نے وہ کاپیاں بھی پیش کیں لیکن اب ہمارا نام لسٹ میں شامل نہیں۔ کافی دیر معاملہ الجھا رہا اور آخر میں کمیٹی کی جانب سے اس یقین دہانی پر کہ جو کوٹا بچ گیا ہے اس کے لیے دوبارہ قرعہ اندازی کی تاریخ طے کی جائے گی اور جن لوگوں کی درخواستیں حکومت کے مقرر کردہ معیار پر پوری اترتی ہیں انہیں قرعہ اندازی میں شامل کر لیا جائے گا۔ لیکن اب انہیں جواب دے دیا گیا ہے جس سے ضلع راولپنڈی کے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور آئے روز لوگ اخبارات اور عوامی نمائندوں کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں جس سے حکومت کی بدنامی ہو رہی ہے لہذا اس معاملہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب تحریری طور پر انتہائی طویل ہے میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل معزز رکن نے اس معاملے کے بارے میں جب یہ تحریک التوائے کار جمع کروائی تو یہ معاملہ پہلے بھی میرے نوٹس میں تھا کیونکہ یہ جو الاٹمنٹ کمیٹی تھی اس کا چیئرمین میں تھا اور معزز رکن اس کمیٹی کے رکن بھی تھے اور ہمارے دوسرے معزز رکن عمر فاروق صاحب اور شوکت بھٹی بھی اس کمیٹی کے رکن تھے۔ تو یہ کوئی تھوڑا سا confusion تھا۔ اس کے بعد میں نے ذاتی طور پر سیکرٹری زراعت سے بات کی تھی۔ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم اس واقعے کے باقاعدہ حالات و واقعات کے مطابق اور معزز رکن نے جن امور کی نشان دہی کی ہے ان کی ایک مفصل رپورٹ ڈپٹی کمشنر سے لے دیتے ہیں، اس کے بعد جو مناسب

ہوگا ہم فیصلہ کریں گے۔اس [illegible] میری جناب سے [illegible]
فرمایا جائے۔ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے مفصل رپورٹ آنے کے بعد میں کوشش یہ کروں گا کہ معزز رکن کی تسلی کے مطابق اس معاملے کو حل کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے پھر اس کو ہم pend کر لیتے ہیں---- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 جناب سعید احمد خان منیس ، جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، چودھری خالد جاوید وڑائچ، جناب منصور احمد خان اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے ۔ کون صاحب اسے پیش کریں گے۔

میو ہسپتال لاہور کی کلینیکل لیبارٹریوں کی کروڑوں روپے کی مشینری میں خرابی

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "صحافت" لاہور کی 21 جنوری 1999ء کی اشاعت کے مطابق میو ہسپتال میں کلینیکل لیبارٹریوں کی کروڑوں روپے کی مشینری خراب ہونے سے دور دراز علاقوں سے علاج معالجہ کے لیے آنے والے مریض اور ان کے لواحقین شدید پریشانی سے دوچار ہیں۔ بعض مریض بروقت ٹیسٹ نہ ہونے سے وقت سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلے گئے ہیں۔ مختلف لیبارٹریوں کی مشینری بیرون ملک سے منگوائی گئی جو ناقص اور غیر معیاری ہونے کے باعث اپنی مدت پوری ہونے سے قبل ہی ناکارہ ہو گئی۔ جسے آج تک ٹھیک نہیں کروایا گیا ۔ شعبہ حادثات (ایمرجنسی) کو جدید ترین بنانے کے لیے بہت قیمتی جدید ترین مشینریاں منگوائی گئیں جن میں lab system Blood Gases Analyser & cold counters شامل ہیں جو عرصہ سے خراب پڑی ہیں - ان کروڑوں کی مالیت کی مشینری کو صرف چند ہزار روپے خرچ کر کے قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے مگر ان کو ناکارہ کر کے ایم۔آئی روم اور سینٹری انسپکٹر کے دفتر کے قریب برآمدے میں پھینک دیا گیا ہے جو ایک سال سے کھلے آسمان تلے پڑی ہے۔ محکمہ صحت اور خاص طور پر میو ہسپتال کی انتظامیہ کی مجرمانہ غفلت، لاپرواہی اور بے حسی کی وجہ سے قومی خزانے کو شدید نقصان پہنچا ہے اور

مریض اور ان کے لواحقین بھی سخت مشکل اور پریشانی سے دوچار ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

وزیرصحت(راجہ اشفاق سرور): جناب والا! یہ بات درست نہیں کہ میوہسپتال میں لیبارٹریوں کی خراب مشینوں کی وجہ سے دور دراز علاقوں سے علاج معالجہ کے لیے آنے والے مریضوں اور ان کے لواحقین کو شدید مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں حقائق یہ ہیں کہ میو ہسپتال میں کلینیکل لیبارٹریز 24 گھنٹے کام کرتی ہیں اور ہسپتال میں علاج معالجہ کی غرض سے آنے والے تمام مریضوں کے ٹیسٹ ہسپتال میں ہی بروقت کیے جاتے ہیں۔ پچھلے سال 1998ء میں یکم جنوری سے 31 دسمبر تک 839441 ٹیسٹ کیے گئے۔ شعبہ حادثات ایمرجنسی میں لیبارٹری میں مشینیں 1984ء میں نصب ہوئی تھیں۔ جن میں Blood Gases Analyser, Cold counter, Lab.System شامل ہیں جبکہ Blood Gases Analyser اور Lab System باقاعدگی سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک Cold counter کا تعلق ہے اس میں بیک وقت 100 ٹیسٹ کرنا اس مشین پر مہنگا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ مشین صرف مخصوص حالات میں استعمال کی جاتی ہے۔ بہرحال ایسے تمام ٹیسٹ دوسری مشینوں سے اور بذریعہ مائیکروسکوپ فوری طور پر کیے جاتے ہیں۔ کوئی مشین ایسی نہیں جو کہ عرصہ دراز سے خراب پڑی ہو اور اس کو ناکارہ کر کے ایم آئی روم اور سینیٹری انسپکٹر کے دفتر کے قریب برآمدے میں پھینک دیا گیا ہو۔ جو مشینیں خراب ہو جاتی ہیں یا ان کی maintenance چاہیے ہوتی ہے وہ حسب معمول ٹھیک کروا لی جاتی ہیں۔ مشینوں کی ایسی مرمت اور maintenance معمول کا حصہ ہے۔ جناب والا! میں ان حقائق کی روشنی میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو رد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: منیس صاحب! وزیرصحت صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ تو آپ نے سن لیا ہے۔ آپ نے شاید ایک اخباری خبر کو اس تحریک کی بنیاد بنایا ہے اور خود موقعے پر جا کر تصدیق نہیں کی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ پارلیمانی روایات کے مطابق تحریک التوائے کار حکومت کی توجہ کے لیے ہوتی ہے۔ معزز وزیرصحت نے محکمے کا ایک لکھا لکھایا جواب تو پڑھ دیا، میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں، میں یہ چاہوں گا کہ یہ صرف محکمے کے بیان تک ہی اکتفا نہ کیا کریں بلکہ جیسے یہ باہر جا کر چھاپے مارتے ہیں، وہاں پہ ڈاکٹرز اور نرسوں کو معطل کرتے ہیں۔

میو ہسپتال جو کہ پورے پنجاب کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہسپتال ہے ۔ میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب وہاں بذات خود بھی تشریف لے جائیں اور اپنی تسلی کر لیں' یہ ملک اور صوبے کے لوگوں کے لیے بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: تو آپ اسے پریس نہیں فرما رہے؟

وزیرصحت: میرے معزز بھائی نے فرمایا ہے کہ میں نے محکمے کا لکھا لکھایا بیان پڑھ دیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ میں ہسپتال انتظامیہ کے بھجوائے ہوئے بیان پر کلی طور پر اکتفا نہیں کر رہا بلکہ میں نے اپنے ذرائع سے اس بات کو چیک کروایا ہے ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں برآمدے میں کوئی چیز نہیں پڑی۔ ڈاکٹرز کو مطعل کرنے والی بات کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب والا! میو ہسپتال کی افادیت کو ہم بھی سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے میں نے گزارش کی ہے کہ پچھلے سال اس لیبارٹری میں 839441 ٹیسٹ ہوئے ہیں۔ تو ہسپتال کی کارکردگی آپ کے سامنے ہے۔ ان کی تجویز well taken ہے اور ان شاء اللہ ہم مزید بھی بہتری کرنے کی کوشش کریں گے مگر اس تحریک کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: تو یہ تحریک disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16' سعید اکبر خان صاحب کی ہے جو درخواست کر گئے ہیں کہ وہ ایک ضروری کام سے جا رہے ہیں۔ لہذا اسے کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17' ملک محمد حیات اترا صاحب کی ہے۔

چشمہ لنک کینال میں پانی کی فراوانی سے ضلع خوشاب کے دیہات زیر آب آنا

ملک محمد حیات اترا: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔34 ضلع خوشاب میں واقع چشمہ لنک کینال میں کئی سالوں سے پانی کی مقدار زیادہ ہو جانے کے سبب مواضعات آدھی کوٹ ' رنگ پور' چن وغیرہ زیر آب آ جاتے ہیں۔ جس سے مواضعات کے لوگ نہ صرف سخت پریشان بلکہ تقریباً بے گھر ہو جاتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی

عیدالفطر کے موقع پر پانی کی مقدار زیادہ ہو جانے کے سبب seepage کی وجہ سے یہ مواضعات زیر آب آ گئے اور لوگوں کی عید کی خوشیاں برباد ہوگئیں۔ یہ معاملہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب چیئرمین! چشمہ جہلم لنک کینال دریائے سندھ کا پانی دریائے جہلم میں ٹرانسفر کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ اس نہر کی گنجائش 21700 کیوسک ہے اور یہ واپڈا کے زیر کنٹرول ہے۔ پنجاب میں جب تربیموں کے مقام پر پانی کی کمی ہو جاتی ہے تو محکمہ انہار اپنے حصے کے پانی میں سے ارسا کے پاس زیادہ مقدار کا indent دیتا ہے یا پھر تونسہ میں اگر کوئی ایمرجنسی مرمت درکار ہو تو سندھ کے حصے کا پانی دینے کے لیے یہ نہر استعمال ہوتی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اس نہر کو تقریباً گنجائش کے مطابق چلانا پڑتا ہے۔ پچھلے دنوں 8 جنوری 1999ء سے تونسہ میں سالانہ بندی کے دوران مرمت کی وجہ سے سندھ کا پانی اس نہر کے ذریعے گزارنا پڑا۔ اب مورخہ 25 جنوری 1999ء سے یہ نہر بند کر دی گئی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ صورت حال متذکرہ علاقہ جات میں بہتر ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بنیادی طور پر واپڈا کے زیر کنٹرول ہے اور یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے کل محکمے کی میٹنگ لی تھی اور میں معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ چاہیں تو ان کی تسلی کے لیے متعلقہ محکمے سے ان کی میٹنگ کروائی جا سکتی ہے اور ان کے جو تحفظات ہیں یا جو بھی یہ اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ ہم وفاقی حکومت کو بھیج دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد معزز رکن اس کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ

ملک محمد حیات اترا: جناب والا! یہ مسئلہ کافی دیر سے درپیش ہے۔ ممبر منتخب ہونے کے بعد میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی تھی اور اس وقت انھوں نے فوری طور پر میاں الیاس قریشی صاحب کو وہاں بھیجا، اس کے علاوہ محکمہ انجینئرنگ کے بھی کافی لوگ وہاں پر گئے۔ جناب والا! دو سال سے یہ نہر بہت زیادہ seepage کر رہی ہے اور جس سے نہ صرف ان مواضعات میں بہت سے لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سارا زرعی رقبہ بھی برباد ہو جاتا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ

اس پر فوری توجہ دی جائے۔ وزیر صاحب متعلقہ محکموں کو اپنی طرف سے لکھیں یا وفاقی حکومت کی وساطت سے لیکن یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے کیونکہ یہ میرے حلقے کا بہت اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ وفاقی حکومت کے ساتھ take up کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے' اسے disposed of تصور کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 18' راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

ڈھلیاں فتح جنگ روڈ اور براھمہ جھنگ روڈ کی ناگفتہ بہ حالت

راجہ جاوید اخلاص: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈھلیاں فتح جنگ اور براھمہ جھنگ روڈ صوبہ پنجاب کی نہایت اہم شاہرات ہیں۔ کراچی سے مظفر گڑھ' میانوالی' تلہ گنگ سے ہوتے ہوئے صوبہ سرحد تک پہنچنے کے لیے سب سے کم فاصلہ کی شاہراہیں ہیں۔ روزانہ ایک ہزار سے لے کر پندرہ سو تک گاڑیاں گزرتی ہیں۔ دونوں سڑکیں ADP میں منظور تھیں لیکن اس سال میں کام بند پڑا ہے۔ ان سڑکات کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ آدھے سے زیادہ کام ہو چکا ہے بقیہ حصہ پر شنگل وغیرہ بچھایا جا چکا ہے۔ کام رک جانے سے روزانہ عوام اور ٹرانسپورٹر مسائل کا شکار ہیں۔ گھنٹوں ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے اور عوام سراپا احتجاج بن رہے ہیں جو حکومت کی بدنامی ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میری استدعا ہو گی کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لیے اسے pending کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

قراردادیں

(معاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین، اب قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

ہیروئن کے نشے کے سدّباب کے لیے اقدامات

سردار سعید انور، شکریہ جناب چیئرمین!

"یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہیروئن کے نشے کے سدباب کے لیے مناسب اور سخت اقدامات کیے جائیں۔"

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہیروئن کے نشے کے سدباب کے لیے مناسب اور سخت اقدامات کیے جائیں۔"

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہیروئن کے نشے کے سدباب کے لیے مناسب اور سخت اقدامات کیے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، اگلی قرارداد خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔

فیصل آباد تا لاہور ہائی وے پر پلیوں کی کشادگی

خواجہ محمد اسلام، شکریہ جناب چیئرمین!

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیصل آباد تا لاہور ہائی وے پر موجود پلیوں کو سڑک کے علاوہ پانچ پانچ فٹ چوڑا کیا جائے۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیصل آباد تا لاہور ہائی وے پر موجود پلیوں کو سڑک کے علاوہ پانچ پانچ فٹ چوڑا کیا جائے۔"

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)، جناب چیئرمین! میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد لاہور روڈ پر جتنی بھی پلیاں تعمیر کی گئی ہیں وہ محکمے کے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کی گئی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ کا جو منظور شدہ ڈیزائن ہے اس سے زائد کسی پلی کی width بڑھانا مناسب نہیں ہو گا اور ویسے بھی اس ملک اور خاص طور پر اس صوبے کے

معاشی حالات آپ کے سامنے ہیں۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! اگر وہ اس قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں تو پہلے انھیں oppose کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، درست بات ہے۔ جناب منسٹر صاحب! اگر آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر پہلے محرک کا حق ہے کہ وہ اپنی قرارداد کے حق میں تقریر فرمائیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ تو کیا آپ oppose کرتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں oppose کرتا ہوں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب چیئرمین! محترم منسٹر صاحب نے اسے oppose کیا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لاہور تا فیصل آباد ہائی وے کا ریکارڈ نکال لیں کہ آج تک جتنے بھی حادثے ہوئے ہیں وہ ان پلیوں کی وجہ سے ہوئے ہیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! قرارداد پر تقریر تو اس وقت ہوتی ہوتی ہے جب قرارداد کو oppose کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی انھوں نے oppose کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، کس نے oppose کیا ہے؟

جناب چیئرمین، وزیر مواصلات و تعمیرات نے oppose کیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، رانا صاحب! میں نے oppose کیا ہے۔

جناب چیئرمین، جی خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! لاہور تا فیصل آباد ہائی وے پر آج تک جتنے بھی حادثات ہوئے ہیں اگر ان کا ریکارڈ نکال لیں تو ان کی اصل وجہ یہ پلیاں ہیں۔ جناب منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ محکمے کے منظور شدہ ڈیزائن پر بنی ہوئی ہیں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان کے اپنے علم میں بھی نہیں۔ ہوا یہ ہے کہ ہائی وے پر جو موجود پلیاں ہیں' ہونا تو یہ چاہیے کہ ہائی وے کی مین روڈ سے پلیاں پانچ فٹ زیادہ چوڑی کی جائیں۔ لیکن انھوں نے سڑک کی چوڑائی سے بھی پلیوں کی چوڑائی پانچ فٹ کم کی ہوئی ہے۔ ہائی وے پر سڑک کی چوڑائی 40 فٹ ہے لیکن پل پر سڑک کی چوڑائی 20 فٹ ہے۔

آپ لاہور سے شیخوپورہ تک چلے جائیں یا شیخوپورہ سے فیصل آباد چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ پلیاں حادثات کا سبب بن رہی ہیں۔ میں جناب وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پلیاں محکمے کے منظورہ شدہ ڈیزائن پر بنی ہوئی ہیں تو مجھے وہ ریکارڈ لا دیں۔ اگر ریکارڈ میں یہ درست پائی گئیں تو میں اپنی قرارداد واپس لے لوں گا۔ جناب والا! میری یہ بھی گزارش ہوگی کہ آپ اس ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں اور میں ایوان میں جو بیان دے رہا ہوں اگر یہ غلط ثابت ہو جائے تو میں وزیر صاحب سے معذرت کروں گا لیکن میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ آج جتنے حادثات لاہور تا فیصل آباد ہائی وے پر ہو رہے ہیں اتنے کسی اور ہائی وے پر نہیں ہو رہے اور ان کی بنیادی وجہ صرف یہ پلیاں ہیں۔ اس لیے میری گزارش ہو گی کہ منسٹر صاحب ایوان میں وہ ریکارڈ لائیں تاکہ چیک کیا جا سکے۔ جناب والا! ہونا تو یہ چاہیے کہ روڈ سے پلیاں پانچ دس فٹ چوڑی ہونی چاہییں لیکن یہ پلیاں پانچ پانچ دس دس فٹ اندر کی طرف ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آٹھ دس دن پہلے وزیر موصوف، چیئرمین P&D، اور کچھ معزز ممبران فیصل آباد موجود تھے جہاں یہ فیصلہ ہوا کہ فیصل آباد سے شیخوپورہ تک یہ سڑک دورویا بنا دی جائے گی۔ جس کی منظوری دے دی گئی ہے اور ادائیگی بھی ہو گئی ہے۔ جب اس سڑک نے دورویا بننا ہے تو اگر اب اس پر پلیاں پہلے بنا دی جائیں گی تو دہرا خرچ ہو گا۔ یہ سڑک دو سال میں مکمل ہونی ہے یہ فیصلہ ریکارڈ پر ہے اور وزیر موصوف اس میں موجود تھے آپ ان سے دریافت کر لیں۔ میں خواجہ صاحب کی مخالفت نہیں کرتا، مگر واقعات بتاتا ہوں کہ جب وہ مدینہ شریف گئے ہوئے تھے ان کے بعد یہ فیصلے ہوئے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! چونکہ میں عمرہ کے لیے گیا ہوا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ تقریر کا اپنا حق استعمال کر چکے ہیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میں صرف تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی چودھری صدیق سالار صاحب نے فرمایا ہے۔ چونکہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا ہوا تھا اس لیے مجھے پتا نہیں تھا کہ میرے بعد کوئی میٹنگ ہوئی ہے یا وہاں پر کوئی فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن چونکہ کل اس روڈ کے بارے میں میرا ایک سوال تھا جس کا یہ جواب دیا گیا تھا کہ ابھی تک فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔ جب فنڈز مہیا ہوں گے اس کے بعد ہی پتا چلے گا کہ سڑک کب بنتی ہے۔ اگر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ سڑک چھ

ہفتے میں شروع ہونی ہے تو وزیر صاحب مجھے یقین دہانی کرا دیں، میں اپنی قرارداد کو پیش نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، تو پھر آپ یہ قرارداد واپس لے لیں گے؟

خواجہ محمد اسلام، اگر یہ اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ یہ سڑک چھ ہفتوں میں شروع ہو جائے گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! آپ ایک قرارداد پیش کر چکے ہیں۔ وہ قرارداد ایوان میں پیش ہوئی ہے اب اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ وہ قرارداد واپس لے سکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ منسٹر صاحب کی تقریر کے بعد اس پر ہاؤس کی رائے لے لی جائے گی۔ تو پھر یہ قرارداد منظور ہو گی یا مسترد ہوگی۔ تو آپ اس وقت کس پوزیشن میں ہیں؟ کیا قرارداد واپس لینا چاہتے ہیں؟ کیونکہ یقین دہانی آپ کسی سوال یا کسی تحریک التوائے کار کے against حاصل کر سکتے ہیں۔ قرارداد تو منظور ہوئی ہے یا مسترد ہوتی ہے۔

خواجہ محمد اسلام، اگر یہ بات طے ہو چکی ہے تو مجھے قرارداد واپس لینے میں کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے تو یہ بات صرف عوام کے مفاد میں کی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اگر معزز رکن اپنی قرارداد دوبارہ پڑھیں تو انھوں نے بار پلیوں کا ذکر کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جن bridges پر حادثے ہوئے ہیں جن کا انھوں نے ذکر ہے وہ پلیاں نہیں ہیں، بلکہ وہ bridges ہیں۔ culverts اور bridges میں فرق ہے۔ culverts 20 water way فٹ یا اس سے کم ہوتا ہے۔ 20 فٹ یا اس سے اوپر جو water way ہے اس bridge کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس میں میری یہ گزارش ہے اور میں نے پہلے بھی عرض ہے کہ فیصل آباد سے شیخوپورہ تک جتنی بھی پلیاں ہیں وہ محکمہ کے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق ہیں پلیوں کے لیے محکمہ کا منظور شدہ ڈیزائن کیا ہے؟ جناب والا! جتنی formation width ہوتی ہے مع earth work جتنی ٹوٹل چوڑائی ہوتی ہے وہ محکمہ کی formation width ہوتی ہے۔ فیصل تا شیخوپورہ formation width 32 فٹ ہے اور تمام پلیاں جو اس سڑک پر تعمیر کی گئی ہیں ان چوڑائی بھی 32 فٹ ہے۔ جناب والا! 32 فٹ کے علاوہ جہاں earth work بھی نہیں ہے وہاں

پلی بنانے کا کیا فائدہ ؟ ابھی میرے ایک بزرگ نے فرمایا کہ وہ عمرے پر گئے ہوئے تھے ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے' حالانکہ ان کے علم میں ہونا چاہیے کہ اِس سکیم کی dual carriage way کی اسی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اور اسی ایوان میں 50 کروڑ روپے کی منظوری ہوئی ہے۔ یہ ٹوٹل سکیم 1 ارب 32 لاکھ روپے کی سکیم بنتی ہے ۔ ایوان نے اس کی منظوری دی ہے ۔ اس کی آخری منظوری بھی ہو چکی ہے۔ میرے محکمے نے اس کا تخمینہ بنایا اس کے بعد پی اینڈ ڈی میں گئی ' اس کے بعد اسلام آباد کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس گئی۔اسی سال ان شاء اللہ اس پورشن پر کام شروع ہو جائے گا۔ رہا مسئلہ شیخوپورہ لاہور روڈ کا جس کی یہ بات کرتے ہیں' کیونکہ قرار داد میں پلی کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے بھی جواب پلیوں کا دیا ہے۔جس پوائنٹ کی یہ نشان دہی کر رہے ہیں کہ وہاں پر حادثہ ہوا وہ جناب والا! پل کے زمرے میں آتا ہے۔ وہ دو پل ہیں ایک تو dual carriage way شیخوپورہ سے لاہور تک ہے ۔ اگر لاہور سے شیخوپورہ کی طرف آئیں تو وہ carriage way ہم نے نیا تعمیر کیا ہے اور اس پر کسی پل کی چوڑائی بھی 24 فٹ یا اس سے کم نہیں ہے۔ جو پرانا carriage way ہے اس پر بھی دو پل ہیں' ایک نالے کا ہے اور اس کی چوڑائی 17 فٹ ہے۔ دوسرا نہر پر جو شیخوپورہ اور لاہور کے درمیان خان پور کے مقام پر آتی ہے۔ اس کی چوڑائی 22 فٹ ہے۔ یہ صرف دو پل ایسے ہیں جن کی چوڑائی محکمہ کے منظور شدہ ڈیزائن سے کم ہے اور وہ ڈیزائن بھی آج سے سو سال پہلے محکمہ آب پاشی نے بنایا تھا۔ پورے روڈ پر صرف وہ دو پل آتے ہیں جن کی چوڑائی واقعتاً محکمہ کے منظور شدہ ڈیزائن سے کم ہے۔ اگر ان کو چوڑا کرنا چاہتے ہیں تو یہ اپنی قرار داد واپس لے لیں۔ میرے چیمبر میں آ جائیں اس مسئلے پر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ محکمہ پہلے بھی اس پر سوچ بچار کر رہا ہے۔ کیونکہ آئے دن وہاں پر کوئی نہ کوئی حادثہ ہو جاتا ہے اور اس کو بھی چوڑا کیا جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! مجھے سب سے زیادہ خوشی اسی بات کی ہے کہ وزیر موصوف نے یہ اقرار تو کیا کہ وہاں پر دو پلیاں محکمہ کے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین: وہ اپنی بات کر چکے ہیں ۔ ان کی اس یقین دہانی کے بعد کہ آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے آئیں اور اس معاملے کو حل کر لیں۔ اب آپ اپنی قرار داد واپس لیتے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام ، جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ جب میرے عمرے پر جانے کے بعد یہ فیصلہ ہوگیا

کہ یہ روڈ بن رہی ہے اور چھ ہفتے میں اس کا ٹھیکہ بھی ہو چکا ہے۔ میں نے یہ قرار داد صرف مفاد عامہ کے لیے دی ہے۔ اگر مفاد عامہ کا وہاں پر کام ہو رہا ہے تو میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے یہ قرار داد واپس لی گئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کردوں کہ چھ ہفتے کے بعد اس پر کام شروع نہیں ہونا ۔ یہ کام تو شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر شروع ہوگا۔ یہ تو پہلے ہی dual carriage way ہے اس پر کام تو نہیں شروع ہونا۔

جناب چیئرمین، جناب' اب یہ قرار داد واپس ہو گئی ہے ۔ لہٰذا اس پر بات نہیں ہوسکتی۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ قرار داد جو پیش کی گئی کہ یہ ایوان اس امر کی حکومت پنجاب سے سفارش کرتا ہے کہ فیصل آباد تا لاہور ہائی وے پر موجود پلیوں کو سڑک کے علاوہ پانچ پانچ فٹ چوڑا کیا جائے۔ یہ قرارداد محرک نے واپس لے لی ہے کیا ایوان اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی قرار داد واپس لے لیں؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، جناب جانسن مائیکل۔

جناب پیٹر گل، جناب والا! یہ قرار داد تو جانسن مائیکل کی ہے وہ کام سے گئے ہوئے ہیں۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں اسے پیش کردوں۔

جناب چیئرمین، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگلا جو پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اس پر جانسن مائیکل صاحب یہ قرارداد دوبارہ پیش کرلیں۔ایک قرارداد راجہ جاوید اخلاص صاحب ' حاجی مقصود احمد بٹ'حاجی ملک عمر فاروق صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی بابت 1997 ، کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115(1) کو معطل کرنے کی اجازت طلب کی ہے تاکہ قرار داد پیش کی جاسکے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! جو قرار داد پیش کرنے کی اجازت مانگی جا رہی ہے اور روز کو معطل کر کے مانگی جا رہی ہے۔ میری اس میں یہ گزارش ہے کہ یہ کوئی اتنی ایمرجنسی نوعیت کی قرارداد نہیں جس کے لیے روز کو معطل کیا جائے۔ گو کہ اس کی پروینن موجود ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ روز کو وہاں پر ہی معطل کیا جانا چاہیے جہاں کوئی اہم

قرارداد دینی ہو اور اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تب رولز کو معطل کرنا چاہیے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے بہت سے تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار اور قراردادیں جو نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں جو کہ withheld کر لی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد ان قرار دادوں سے زیادہ ایمرجنسی والی نہیں تھی۔ میرا خیال ہے کہ اگر انھوں نے قرار داد لانی ہے تو یہ روٹین میں لے آئیں۔ جیسا کہ انھوں نے سیکرٹریٹ میں داخل کی ہے تو سیکرٹریٹ میں جب اس کی قرعہ اندازی ہو اور اس میں وہ نکلتی ہے تو پیش کردیں۔

جناب چیئرمین: جناب قائد حزب اختلاف بہت سمجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں، سپیکر بھی رہ چکے ہیں اور میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ مگر انھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی انھوں نے سرے سے کوئی قرارداد پیش ہی نہیں کی اور نہ ہی قواعد کی معطلی کی بات کی ہے۔ جب وہ قرارداد پیش کر لیتے تو اس وقت آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوتا۔ پہلے ان کا گویا حق ہے کہ وہ ایوان سے قواعد کی معطلی کے لیے اجازت طلب کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین یہ قرار داد ایجنڈے پر آچکی ہے تو اب میرا یہ حق بنتا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر یہ اعتراض کروں۔

جناب چیئرمین: راجہ جاوید اخلاص

رائے ونڈ روڈ پر بم دھماکے کے ذریعے وزیراعظم پر قاتلانہ حملہ کی مذمت

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115(1) کو معطل کرنے کی اجازت طلب کی ہے تاکہ قرار داد پیش کی جاسکے"۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115(1) کو معطل کیا جائے تاکہ قرار داد پیش کی جاسکے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ نے اس کی مخالفت کی ہے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، قواعد معطل کرنے کی مخالفت کی ہے۔

جناب چیئرمین، ایوان نے اس کی اجازت دے دی ہے ۔ پہلے محرک اپنا نقطۂ نظر بیان فرمائیں گے اس کے بعد آپ کا حق ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں نے جو یہ قرارداد پیش کرنی ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اس سے پہلے اس ایوان کی روایات بھی موجود ہیں کہ رولز کو معطل کر کے قراردادیں پیش کی جاتی رہی ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ پیش نہیں ہوا جو کہ اس اسمبلی میں پہلی دفعہ زیر غور آ رہا ہے۔ ہر اجلاس میں یہ روایات موجود ہیں اور رولز میں اس کی پروویژن بھی موجود ہے جس کا میں نے باقاعدہ قاعدہ نمبر کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے تحت یہ ہاؤس بااختیار ہے کہ رولز کو معطل کر کے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں اور یہ اس ہاؤس کی روایات ہیں اور روایات کے مطابق ہی میں نے اس ہاؤس سے استدعا کی ہے ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں اس کو اس لیے oppose کر رہا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بہت ہی اہم ہے اور اس کے لیے رولز کو معطل کرنے کی اجازت دی جائے۔ جیسا کہ اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ اگر قاعدے کو معطل نہ کیا جاتا اور روٹین میں آتی' اس پر بحث تو بعد میں کریں گے اعتراض اس لیے ہے کہ یہ جو رولز معطل کر رہے ہیں۔ اگر یہ قرارداد اتنی اہم ہے تو اس قسم کے واقعات اور اس قسم کی دہشت گردیاں تو اب اس صوبے میں معمول بن چکی ہیں۔ کتنی دہشت گردیوں کی اس طرح رولز معطل کرکے قراردادیں منظور کی ہیں؟ اگر یہ اتنی اہم تھی تو اجلاس کو شروع ہوئے آج تین چار روز ہو چکے ہیں۔ پہلے ہی دن اس کو رولز معطل کرکے یہاں کیوں نہیں لایا گیا؟ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ دہشت گردی صوبائی حکومت کی نا اہلی کی وجہ سے ہے۔ ہماری صوبائی حکومت اگر اہل ہوتی اور یہ ایبیٹ فورس اور اتنے اخراجات کرکے فورسز بڑھانے چلے جا رہے ہیں۔ اور جس دن سے یہ بڑھانے چلے جا رہے ہیں اس دن سے ہی دہشت گردی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ڈیفنس میں آئے دن ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ آئے دن لوگوں سے گن پوائنٹس پر کاریں چھینی جا رہی ہیں۔لوگوں کے گھروں سے قیمتی سامان لوٹا جا رہا ہے۔ اس پر تو آج تک قرار داد نہیں آئی اور نہ

ہی کسی نے روز مطل کرنے کو کہا۔ لوگ اس وقت پریشانی کے عالم میں ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہاں کسی نے اجازت مانگ کر روز مطل نہیں کروائے اور قرارداد پیش نہیں کی۔ اس کی کیا اتنی اہمیت ہے کہ آج اس کے لیے روز فوری طور پر آپ put up کرنا چاہتے ہیں؟ اس کو روٹین میں آنے دیجئے روٹین میں اس کو discuss کر لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے روز کو مطل کرنے کی استدعا کی جس کی اجازت ایوان نے دینی ہے۔ آپ ایوان کی رائے لے سکتے ہیں۔ لیکن بار بار یہ کہنا کہ قرارداد کی اہمیت۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس چیز کی ان کے نزدیک شاید اہمیت نہ ہو لیکن معزز رکن کے نزدیک اس بات کی بہت زیادہ اہمیت ہوگی۔ یہ اپنی اپنی سوچ کا تقاضا ہے۔ اس لیے بار بار کسی دوسرے پر اپنی رائے مسلط کرنا کوئی مناسب بات نہیں۔ آپ ایوان سے اس بات کی رائے لیں کہ کیا قواعد کو مطل کیا جانا چاہیے یا نہیں؟

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 جز الف کو مطل کیا جائے تاکہ قرار داد پیش کی جا سکے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، اب راجہ جاوید اخلاص صاحب قرار داد پیش کریں۔

راجہ جاوید اخلاص، شکریہ جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"رائے ونڈ میں ہونے والے بم دھماکہ کے ذریعہ وزیر اعظم نواز شریف پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی جاتی ہے دہشت گرد ہر جانب سے مایوس ہو کر اب وزیر اعظم کو نشانہ بنا کر ملک میں انارکی اور بد امنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم ملک اور قوم کے وقار کی علامت ہیں۔ جنھوں نے ہر مخالفت اور دباؤ کے باوجود قانون کی حکم رانی، معیشت کی بحالی اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے ملک کے بہترین مفاد میں اہم فیصلے کیے۔ جس سے بعض مفاد

پرست عناصر مایوسی کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ اس لیے ہر قیمت پر ایسے عناصر کی سرکوبی ہونی چاہیے۔ وزیر اعظم کی جرات مندانہ اور بے لوث قیادت نے پاکستان کو نئی شناخت اور عزت دی ہے۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے۔ یہ ایوان دہشت گردی کی اس شرم ناک واردات کی مذمت کرتا ہے اور وزیر اعظم کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں مزید ہمت دے کہ وہ ملک کی خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

رائے ونڈ میں ہونے والے بم دھماکے کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی جاتی ہے دہشت گرد ہر جانب سے مایوس ہو کر اب وزیر اعظم کو نشانہ بنا کر ملک میں انارکی اور بد امنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم ملک اور قوم کے وقار کی علامت ہیں۔ جنھوں نے ہر مخالفت اور دباؤ کے باوجود قانون کی حکم رانی، معیشت کی بحالی اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے ملک کے بہترین مفاد میں اہم فیصلے کیے۔ جس سے بعض مفاد پرست عناصر مایوسی کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ اس لیے ہر قیمت پر ایسے عناصر کی سرکوبی ہونی چاہیے۔ وزیر اعظم کی جرأت مندانہ اور بے لوث قیادت نے پاکستان کو نئی شناخت اور عزت دی ہے۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے۔ یہ ایوان دہشت گردی کی اس شرم ناک واردات کی مذمت کرتا ہے اور وزیر اعظم کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں مزید ہمت دے کہ وہ ملک کی خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: اپوز۔

جناب چیئرمین: منیس صاحب اسے اپوز کرتے ہیں۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب! آپ اس قرار داد کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا! مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے بنچوں سے ہمارے فاضل دوستوں نے اس قرارداد کو اپوز کیا ہے۔ حالانکہ اس قرار داد کے ذریعے اس ملک کی بقاء کے لیے' اس ملک کی معاشی ترقی' استحکام اور اس ملک کے وزیر اعظم کو مضبوط کرنے کے لیے اس ایوان کی یکجہتی کا اظہار کرنا مقصود تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے لفظوں میں ہمارے اپوزیشن کے بھائی اس صوبے میں اس ملک میں افراتفری اور انارکی پھیلانے کی حمایت کر رہے ہیں اور وہ دہشت گردی کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی طور پر اپوزیشن کے دوستوں اور خاص طور پر اپوزیشن لیڈر سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ ایسے واقعات کی مذمت نہ کرتے' بلکہ انھوں نے اس کی حوصلہ افزائی کی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں کرنی چاہیے تھی۔ قرارداد بڑی جامع اور واضح ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو بھر پور طریقے سے' بلکہ متفقہ طور پر منظور ہونا چاہیے تھا۔ اس سے پہلے یہ قرار داد قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور ہوچکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہوگی۔ اور اپوزیشن کی طرف سے بھی good will gesture show ہونا چاہیے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اکیلے حکومتی بنچوں کا معاملہ نہیں' یہ اس ملک اور قوم کا معاملہ ہے۔ یہ صوبے کی بہتری کا معاملہ ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو اپوز نہ کریں۔ جس طرح قومی اسمبلی نے یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی ہے اسی طرح اس صوبے کے عوام کی طرف سے بھی وزیر اعظم کے ساتھ یک جہتی کا اظہار ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان متفقہ طور پر اس قرار داد کو پاس کرنے کے حق میں ہونا چاہیے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن لیڈر کو درخواست کروں گا کہ جس روز یہ واقعہ ہوا تھا۔ اس کے دوسرے ہی دن قومی اسمبلی میں یہ محسوس ہی نہیں ہو تا تھا کہ یہاں کوئی اپوزیشن یا کوئی دو پارٹیاں ہیں۔ ہر ممبر نے اتفاق و اتحاد سے دعا کرتے ہوئے وزیراعظم کی زندگی کے لیے دعا کی۔ اور جس میں پیپلز پارٹی' جماعت اسلامی اور صوبہ سرحد کی پارٹی پوری کی پوری قومی اسمبلی نے اس میں اتفاق کیا۔ میں آج پنجاب کے نام پر اپوزیشن لیڈر سے درخواست

کروں گا کہ پنجاب کو تقسیم مت کریں۔ اور اس قرار داد کو متفقہ طور پر پاس ہونے دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں جناب کی توجہ رول 123 کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اس میں time limit for speeches ہے۔ محرک 20 منٹ تک بات کر سکتے ہیں اور جنھوں نے اپوز کیا ہے وہ دس منٹ تک بات کر سکتے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر قائد حزب اختلاف نے اور معزز اراکین اپوزیشن نے اس کو اپوز کیا ہے تو آپ time limit کرکے ان کو دس دس منٹ تک بات کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں' دس منٹ سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ ادھر سے جو محرک ہیں وہ 20 منٹ تک بات کریں گے۔ اگر دوسرے حضرات بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لیے بھی time limit کر دیں۔ جو صاحب بھی خواہش مند ہوں' ہاؤس کو in order کرکے مناسب طریقے سے آپ بات کروا دیں۔

جناب چیئرمین، جو چاہے اس پر بول سکتا ہے۔

میاں عبدالستار، گزارش یہ ہے کہ میں ایک منٹ لوں گا۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، آپ اپنا نام دے دیں۔۔۔۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میں اس میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ بحث شروع ہونے سے پہلے ایک منٹ لینا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں' میری گزارش یہ ہے کہ آپ چاہے ایک منٹ بولیں' چاہے 5 منٹ بولیں' آپ ٹائم لے لیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، آپ ایک منٹ مجھے سن لیں اس کے بعد میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ اس طرف بیٹھے ہوئے اور اس طرف بیٹھے ہوئے حضرات سے میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کرائیں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس پہ بحث ہوگی' باہر اچھا message نہیں جائے گا کہ قومی اسمبلی میں تو قرارداد متفقہ منظور ہوئی اور پنجاب اسمبلی میں قرارداد کی مخالفت کی گئی' میری دونوں گروپوں سے استدعا ہے کہ وہ اکٹھے بیٹھ کر اس قرارداد کو متفقہ بنا لیں۔ اگر ان الفاظ پر کسی کو اعتراض ہے تو ان الفاظ کو درست کر لیں مگر یہ message نہیں جانا چاہیے کہ پنجاب کا ایوان اس قرارداد پہ دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ اس قرارداد پر بحث نہ کرائیں میری اتنی گزارش ہے۔

جناب ایاز امیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ایاز امیر، جناب چیئرمین! یہ حیران کن بات ہے کہ اس مسئلے کو متنازعہ کیوں بنایا جا رہا ہے۔ قومی اسمبلی کا precedent دیا جا رہا ہے۔ جب قومی اسمبلی میں ایسی قرارداد پاس ہوئی تھی تو اس کے الفاظ حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے متفقہ طور پر ہوئے تھے۔ وزیر اعظم کے traditional route پر ایک بم بلاسٹ ہوتا ہے۔ اس میں متنازعہ ہونے کی کیا بات ہے؟ لیکن یہ پہلے سے اہتمام کر لینا چاہیے تھا اور اس قرارداد کے الفاظ پر اتفاق کر کے ہاؤس میں متفقہ طور پہ پیش کر لینا چاہیے تھا۔ اب جیسے وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ 20 منٹ یہاں سے دیں' 10 منٹ وہاں سے دیں تو ایک مسئلہ' جس پہ تنازع نہیں ہونا چاہیے تو اس پر تنازع تو ہو گیا اور یہاں سے بار بار زور آ رہا ہے کہ اس کو متنازعہ نہیں بنانا چاہیے اور اس کو اتفاق سے کرنا چاہیے لیکن وہ تھوڑا سا اہتمام کر لینا چاہیے تھا تاکہ قرارداد کے الفاظ میں پورے ہاؤس کا sense اس میں آ جاتا تو میرا خیال ہے یہ تنازع پیدا ہی نہ ہوتا۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن نے جو بات کی ہے کہ متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس ہونی چاہیے تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور یہ گورنمنٹ کی قرارداد نہیں ہے۔ یہ قرارداد ایک پرائیویٹ ممبر نے دی ہے اور یہ معزز رکن نے اپنی انفرادی حیثیت سے دی ہے اور پورے معزز ایوان نے اب اس کو پاس کرنا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، کل یہ message نہیں جائے گا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا۔ message یہ جائے گا کہ ایوان دو حصوں میں بٹ گیا' یہ اخبارات کی سرخیاں ہوں گی-----

جناب چیئرمین، جس جذبے کا اظہار صدیق سالار صاحب نے' میاں عبدالستار صاحب نے اور جناب ایاز امیر صاحب نے کیا' وہ بہت مستحسن ہے۔ اس میں چونکہ اپوزیشن نے مخالفت کی ہے لہذا یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس جذبے کو سراہتے ہوئے اگر رضاکارانہ طور پر اور اس کے political repercussions کو سمجھتے ہوئے اس فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو یہ یقیناً بہت قابل تحسین بات ہے لیکن اگر وہ کسی وجہ سے اس بات پر insist کریں تو پھر قواعد کے حوالے سے ان کو اس بات پر چیئر مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اس طرح سے کریں۔ تو ادھر سے جو باتیں ہوئیں' ان پر قائد حزب اختلاف کوئی بات کرنا چاہیں-----

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب چیئرمین! چونکہ میں بھی جاوید اخلاص صاحب کے ساتھ اس تحریک کا محرک ہوں تو میں بھی اپوزیشن لیڈر سے ذاتی طور پر گزارش کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین، نہیں' میں نے سعید اکبر خان صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنے کی اجازت دی ہے۔ جی' پلیز۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور ایک پرائیویٹ ممبر نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب چیئرمین! یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں جس پر مزید مشورہ کیا جائے۔ یہ تو ایک یک جہتی کی علامت ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ آپ برائے مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! یہ روایات ہمیشہ رہی ہیں کہ اس طرح کی کوئی بھی قرارداد متفقہ ڈرافٹ ہوتی ہے جس کی حکومتی بنچز اہمیت سمجھتے ہیں اور وہ اس میں یہ چاہتے ہیں کہ یہ اتفاق رائے سے پاس کر لی جائے۔ وزیر قانون صاحب نے کہا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ ایک پرائیویٹ ممبر نے پیش کی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پرائیویٹ ممبر نے' جو حکومتی بنچز پہ بیٹھے ہیں' انھوں نے پیش کی ہے لیکن ہمیشہ حکومت کے بنچز' وزیر قانون اور اس کی کابینہ یہ اہتمام کرتی ہے اور اس کی اہمیت ان کے نزدیک بہت زیادہ ہے تو اس کا اپوزیشن کے ساتھ مشورہ کر کے اور کسی لفظ یا کسی فقرے پر اگر اعتراض ہوتا ہے تو اس میں ترمیم کر کے پیش کیا جاتا ہے لیکن جب یہ پیش کی جا رہی تھی اس وقت بھی ہم سے کسی نے مشورہ نہیں کیا کہ جناب! ہمارے پرائیویٹ ممبر نے یہ پیش کی ہے لیکن ہم اس کی ایک اہمیت سمجھتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس میں متفقہ طور پہ پاس ہو تاکہ کل کو باہر جو message جائے اس میں یہ تفریق نہ آئے۔ لیکن جناب چیئرمین! کسی نے اس کو اتنا اہم نہیں سمجھا تاکہ اس کو اتنی اہمیت دیتے ہوئے اسی ہاؤس میں متفقہ

پاس کرائی جائے۔ تو جناب چیئرمین! ہم نے اس میں جو گزارشات کرنی ہیں وہ ہمارے نزدیک شاید زیادہ اہم ہوں۔ ہم اسی دہشت گردی کی مذمت کریں گے۔ ہم اس پہ یہ بتانا چاہیں گے کہ اس صوبے میں دہشت گردی ہوئی ہے اور کتنی کتنی قراردادیں مذمت کی آئی ہیں۔ جناب سپیکر! ہم اس لحاظ سے بضد نہیں ہیں کہ ہم ہر بات کی مخالفت کریں لیکن اس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب والا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ بحیثیت محرک اس پر تقریر فرمانا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہ رہے ہیں؟

حاجی ملک عمر فاروق، جناب! آپ جو فیصلہ کریں گے ہم نے تو اس پہ عمل کرنا ہے۔ میں سعید منیس صاحب اور سعید اکبر صاحب سے صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ بحیثیت پرائیویٹ ممبر' آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے' تو ذاتی حیثیت سے یہ قرارداد جاوید اخلاص صاحب' مقصود بٹ صاحب اور میں نے پیش کی ہے۔ تو میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سعید اکبر صاحب نے کہا کہ اس کی تحریر پر' اس کے الفاظ پر' اس کی عبارت متفقہ بنانے کے لیے پہلے رابطہ ہونا چاہیے تھا تو جناب چیئرمین! اس میں کسی جگہ بھی' کسی اپوزیشن پارٹی پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ یہ تو آپ کے سامنے سیدھی سادی ایک یک جہتی والی عبارت ہے تو اس کو متنازعہ کیوں سمجھا جا رہا ہے۔ اس میں کون سے ایسے الفاظ ہیں جن کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ تو میں ان سے ذاتی حیثیت سے کہوں گا کہ اگر وہ اس پہ بولنا چاہیں ان کے پاس دلائل ہیں کہ یہ قرارداد نہیں آنی چاہیے یا دہشت گردی کی مذمت نہیں کرنی چاہیے۔ وہ اپنے دلائل دے سکتے ہیں۔ ہم انھیں اس بات پر مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ واقعی دہشت گردی ہے اور قابل مذمت ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کے بعد وہ بھی اسے قابل مذمت سمجھیں گے۔ بہت شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں اس پر ذرا بات کرنا چاہوں گا۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ٹریژری بنچز نے یہ تاثر کیوں لیا ہے کہ ہم دہشت گردی کی مذمت نہیں کرنا چاہتے؛ جیسے پہلے میرے بھائی نے کہا کہ جن ممبران نے یہ قرارداد پیش کی ہے بہتر ہوتا کہ وہ ہم سے بیٹھ کر اس کی تحریر اور الفاظ پر ہم سے مشورہ کر لیتے تو ہم شاید پرزور طریقے سے دہشت گردی کی مذمت کرتے مگر اس مذمت کے ساتھ جہاں جہاں اس دہشت گردی کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کا تو یہاں ذکر خیر بھی نہیں کیا گیا اور جناب والا! ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کو ختم کیا جائے۔

میاں فضل حق، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

میاں فضل حق، جناب چیئرمین! اس قرارداد کے مسئلے میں جو بحث چل رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے ہمارا وقت ضائع نہیں ہو رہا۔ وزیر قانون نے جو ایک تجویز دی تھی اس کے مطابق اپوزیشن اپنا نکتۂ نظر بیان کرے اور جنھوں نے قرارداد پیش کی ہے وہ اپنی بات کریں' اس کو put کریں اور رائے شماری کرائیں۔ ابھی یہ لوگ بات کریں گے' اس کے بعد جب دوبارہ آپ ان کو کہیں گے یہ دوبارہ بات کریں گے۔ تو میرا خیال ہے کہ ہمیں کارروائی شروع کرنی چاہیے وہ جو کہنا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کے ممبر اس بات پہ ہیں کہ جی' اس قرارداد کے الفاظ یہ ہوتے تو شاید ہم اس کی مذمت کرتے لیکن We want to pin-point, why this is happening, but you are making a speech on that point. آپ اگر اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں تو کیجیے۔ پہلے سعید اکبر صاحب نے بات کی' اب لغاری صاحب اس پر بات کر رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک صحیح طریقہ کار اختیار کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین، لغاری صاحب اس کا جو مناسب طریقہ کار آپ نے ابھی بیان فرمایا ہے۔ اس کے مطابق آپ چاہتے تو اس قرارداد کے الفاظ میں ترمیم اور تبدیلی کے لیے بھی کچھ تجویز فرما سکتے تھے لیکن آپ نے قرارداد as a whole oppose کی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں معزز ایوان کے کچھ ارکان نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مناسب یہ ہوتا کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوتی اور اگر آپ نے اس کو oppose کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو پھر صحیح طریقہ یہی ہے کہ جو محرک ہیں' ان کو یہ کہا جائے کہ وہ اس کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ آپ یا تو اٹھ کر سیدھے طریقے سے کہہ دیں کہ آپ کو اس کی مخالفت نہیں کرنی اور اگر آپ کو اس کی مخالفت کرنی ہے تو پھر جو صحیح طریقہ کار ہے اس کو اختیار کریں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب! جو چیز میں کہنا چاہ رہا تھا۔ محرک کو تو کم بولنے کا موقع ملا ہے اور حکومتی بنچوں کے بہت سارے احباب اپنی آراء اس پر دینی شروع ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ نے شروع میں ہی محرک کو کہا تھا کہ وہ اس کے حق میں بولیں کہ وہ کیوں یہ الفاظ دینا چاہتے ہیں اور

اس پر کیا خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے پانچ منٹ اس کے اوپر بولا' جو ان کے خیالات تھے۔ اس کے بعد ہمارا نقطۂ نظر کسی نے ابھی تک سنا ہی نہیں اور اس پر پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر پوائنٹ آف آرڈر ہوتے رہے۔

جناب چیئرمین: اس میں بالکل سادہ بات ہے کہ ان دو تین احباب نے بات کی ہے جنھوں نے یہ درخواست اچھے جذبے کے ساتھ کی ہے کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر جانی چاہیے۔ اگر تو آپ ان کے خیالات پر گویا اظہار اعتماد کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ مناسب فرما رہے ہیں تو پھر آپ اس طرح کی بات کریں اور قائد حزب اختلاف یہ کہہ دیں۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! اگر ایک منٹ کے لیے آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں بڑا مودبانہ اپنے بھائیوں سے قائد حزب اختلاف سے اور ان کے رفقائے کار سے عرض کروں گا کہ ہمارے دوست independently Private Members, Day پر ایک قرارداد لائے ہیں اور اچھے جذبے سے لائے ہیں۔ اس کا ان کو بھی خیال فرمانا چاہیے۔ اگر آپ ابھی پانچ دس منٹ دیں تو ان کے ممبر اور ہمارے دوست بیٹھ کر متفقہ قرارداد لاتے ہیں۔ اس میں پورے صوبے کی زیادہ عزت اور وقار ہوگا اور قومی اسمبلی کی روایات کو بھی آگے بڑھانے کے لیے ایک مثبت قدم ہوگا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ان سے پوچھ لیں' اگر وہ اتفاق کرتے ہیں تو ابھی پانچ دس منٹ میں اسے re-draft کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری اقبال صاحب ہمارے وزیر آب پاشی ہیں۔ ان کی بات سے اتفاق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! یہاں جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ میرے محترم دوست یہ فرما رہے ہیں کہ قومی اسمبلی میں یہ متفقہ طور پر پاس کر دی گئی ہے اور میں اتفاق کرتا ہوں with the comments of honourable member ایاز امیر کہ وہاں دونوں اطراف کے لوگ اکٹھے بیٹھ کر رابطے کے بعد یہ قرارداد لائے۔ اب حکومت کا یہ کہنا کہ یہ پرائیویٹ ممبرز کی جانب سے ہے اور یہ ان کی صوابدید ہے۔ اس میں گورنمنٹ کا عمل دخل نہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ رولز معطل کر کے یہ پیش کی جا رہی ہے۔ اگر حکومت کو یہ ضرورت پیش آتی کہ وہ ایک متفقہ قرارداد لے آئیں

تو پھر یہ اپنے محرک کو جو کہ ان کے بچوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان سے بات کر سکتے تھے۔ اس کو ایک دن کے لیے defer کیا جا سکتا تھا۔ لیکن انھوں نے وہ نہیں کیا۔ اس کو oppose کرنے کا یہی مقصد ہے۔ اور معزز وزیر آب پاشی ایک تجویز دے رہے ہیں' مجھے ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ اگر wording آپ دیکھیں تو لکھا ہے کہ وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے۔ کون کرے گا؟ کیا بل کلنٹن نے آ کر کرنا ہے؟ وہ تو خود ملک کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ جیسا کہ چودھری اقبال صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اس کو re-draft کر لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی وقت مقرر کر لیا جائے؟ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں دوبارہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا ابہام بلاوجہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ اب چونکہ بات طے ہو گئی ہے۔ میرے قابل احترام بھائی چودھری اقبال صاحب نے ایک تجویز دی' قائد حزب اختلاف نے اس سے اتفاق کیا تو پھر ان کی اپنی بات سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ انتظام کیا جائے۔ ایک individual member حکومت سے کہہ رہا ہے۔ اسی بات سے ثابت ہوتا ہے' اس کی wording سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکومت سے اس امر کی سفارش کی جا رہی ہے کہ بہتر انتظامات کیے جائیں۔ He is doing that in an individual capacity not as a Government. حکومت اپنی ذمہ داری کسی دوسرے کے کندھوں پر نہیں ڈالتی ہے۔ میں اس لیے یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ بار بار اس معاملے میں ابہام پیدا کیا جا رہا ہے۔ میں اسی لیے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ آج Private Members' Day ہے اور ہمیں ممبران کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ وہ individual capacity میں جو ایوان میں کارروائی لانا چاہیں وہ لائیں۔ ایک ممبر نے ایک تحریک پیش کی اور اس نے بطور گورنمنٹ کے نہیں کی' انھوں نے تحریک دی ہے اور ایوان نے اجازت دی ہے اور اب اس میں ایک تجویز آئی ہے کہ re-draft کر لیں۔ اگر معزز رکن اتفاق کرتے ہیں تو ضرور اس کو re-draft کر لیا جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، اب movers کے اس پر کیا views ہیں؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب چیئرمین! جس طرح لاءمنسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنی

ذاتی حیثیت میں Private Members' Day پر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے یہ قرارداد دی ہے اور ہم نے، اپنی عقل سمجھ کے مطابق الفاظ بھی بہتر استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں لیکن اس کے باوجود جس طرح چودھری اقبال صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اپوزیشن کے دوست بھی اس قرارداد کی مذمت میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہم دو منٹ کے لیے بیٹھ جاتے ہیں اور متفقہ طور پر re-draft کر کے ایوان میں پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اب آپ کو پانچ منٹ دیے جاتے ہیں کہ آپ اس کی wording کو اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر re-draft کر کے دوبارہ لے آئیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب چیئرمین! اس کے لیے چودھری اقبال صاحب، قائد حزب اختلاف، حاجی عمر فاروق اور میں بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ پانچ منٹ کے لیے ایوان کی کارروائی معطل ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 5 منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

جناب چیئرمین، جو معزز اراکین متفقہ طور پر قرارداد re-draft کر رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں تاکہ ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع کی جا سکے۔ دس منٹ گزر گئے ہیں۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین، ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع کی جاتی ہے۔ براہ مہربانی خاموشی اختیار کی جائے۔

جی راجہ جاوید اخلاص صاحب، یہ متفقہ قرارداد پیش کریں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! آپ کی ہدایت کے مطابق اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر ہم متفقہ طور پر re-draft کی ہوئی قرارداد کا متن لے آئے ہیں۔ ہم اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے ساتھ اس میں تعاون کیا ہے۔ میں متفقہ قرارداد پڑھتا ہوں،

" رائے ونڈ میں ہونے والے بم دھماکے کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی جاتی ہے ۔ دہشت گرد ہر جانب سے مایوس ہو کر

اب وزیراعظم کو نشانہ بنا کر ملک میں انارکی اور بدامنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔ وزیر اعظم ملک و قوم کے وقار کی علامت ہیں جنھوں نے اپنے فرائض منصبی نبھاتے ہوئے دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے ملک کے بہترین مفاد میں اہم فیصلے کیے ہیں جس سے بعض مفاد پرست عناصر مایوسی کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں اس لیے ہر قیمت پر ایسے عناصر کی سرکوبی ہونی چاہیے اور حکومت وقت کو مزید بہتر حفاظتی اقدامات کرنے چاہییں ۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے ۔ یہ ایوان دہشت گردی کی اس شرم ناک واردات کی مذمت کرتا ہے اور وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دہشت گردی ختم کرنے کی ہمت دے تاکہ وہ ملک و قوم کی خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔ آمین"۔

جناب چیئرمین، یہ ترمیم شدہ متفقہ طور پر قرارداد پیش کی گئی کہ:

"رائے ونڈ میں ہونے والے بم دھماکے کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی جاتی ہے ۔ دہشت گرد ہر جانب سے مایوس ہو کر اب وزیراعظم کو نشانہ بنا کر ملک میں انارکی اور بدامنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔ وزیر اعظم ملک و قوم کے وقار کی علامت ہیں جنھوں نے اپنے فرائض منصبی نبھاتے ہوئے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ملک کے بہترین مفاد میں اہم فیصلے کیے ہیں جس سے بعض مفاد پرست عناصر مایوسی کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں اس لیے ہر قیمت پر ایسے عناصر کی سرکوبی ہونی چاہیے اور حکومت وقت کو مزید بہتر حفاظتی اقدامات کرنے چاہییں ۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے ۔ یہ ایوان دہشت گردی کی اس شرم ناک واردات کی

مذمت کرتا ہے اور وزیراعظم پاکستان کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دہشت گردی ختم کرنے کی ہمت دے تاکہ وہ ملک و قوم کی خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔ آمین۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے،

"کہ رائے ونڈ میں ہونے والے بم دھماکہ کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی جاتی ہے ۔ دہشت گرد ہر جانب سے مایوس ہو کر اب وزیراعظم کو نشانہ بنا کر ملک میں انارکی اور بدامنی پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔ وزیر اعظم ملک و قوم کے وقار کی علامت ہیں جنھوں نے اپنے فرائض منصبی نبھاتے ہوئے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ملک کے بہترین مفاد میں اہم فیصلے کیے ہیں جس سے بعض مفاد پرست عناصر مایوسی کا شکار ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں اس لیے ہر قیمت پر ایسے عناصر کی سرکوبی ہونی چاہیے اور حکومت وقت کو مزید بہتر حفاظتی اقدامات کرنے چاہییں۔ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے وزیر اعظم کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہیے ۔ یہ ایوان دہشت گردی کی اس شرم ناک واردات کی مذمت کرتا ہے اور وزیراعظم پاکستان کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دہشت گردی ختم کرنے کی ہمت دے تاکہ وہ ملک و قوم کی خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کر سکیں۔ آمین۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، اب اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 27 جنوری صبح ساڑھے نو تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

بدھ' 27۔ جنوری 1999ء

(یوم الاربعا' 8۔ شوال' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ
نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ
اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

سورۃ بنی اسرائیل آیات 70 تا 72

اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ۝ جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ۝ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات) کے رستے سے بہت دور ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب ڈپٹی سپیکر، محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات شروع کرتے ہیں۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 589 (حاجی مقصود احمد کے ایماء پر دریافت کیا)

ایل۔ڈی۔اے کے ملازمین

*589۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993-94ء میں ایل۔ڈی۔اے ملازمین کی کل تعداد کتنی تھی بلحاظ عہدہ ان کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) سال 1996ء میں ایل۔ڈی۔اے ملازمین کی بلحاظ عہدہ کل تعداد کتنی تھی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) یکم جنوری 1994ء سے آج تک کتنے افراد کو ایل۔ڈی۔اے میں بھرتی کیا گیا۔ بھرتی ہونے والے افراد کے نام، تعلیمی قابلیت اور پتہ جات مع عہدہ و گریڈ بتائے جائیں۔ کیا ان افراد کو قواعد و ضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا یا بغیر قواعد و ضوابط کے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ملک عباس صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب سپیکر! دو وزراء کے علاوہ کوئی وزیر حاضر نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ خواجہ صاحب کو ہدایت کی جائے کہ ان کو کھلی کچہری میں بلا کر ہدایت کریں کہ وقت پر تشریف لے آیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) سال 1993-94ء میں ایل۔ڈی۔اے کے ریگولر ملازمین کی کل تعداد 2068 تھی۔ جس کی تفصیل بلحاظ عہدہ تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 2873 افراد یومیہ اجرت پر اور 2257 ورک چارج بنیاد پر تھے۔

(ب) سال 1996ء میں ایل۔ڈی۔اے کے ریگولر ملازمین کی کل تعداد 2817 تھی جس کی تفصیل

فروری 1997ء میں جب آئی تب سے لے کر آج تک رولز میں نرمی یا رولز کے مطابق کوئی بھرتی نہیں ہوئی اور جن افراد کے نام میں نے ابھی آپ کے گوش گزار کیے ہیں' جو تعداد بتائی ہے' وہ 1994ء سے لے کر 1996ء کے آخر تک بھرتی کیے گئے افراد کے نام ہیں۔ یہ افراد جو 24 لکھے گئے ہیں' یہ clerical mistake ہے' یہ بنیادی طور پر 26 افراد ہیں جن کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔

حاجی عمر فاروق ملک، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دیا ہے۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ مزید تھوڑی سی وضاحت فرمائیں کہ یہ جو 24 افراد بالخصوص قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیے گئے اور نہ جانے کون سی ایسی مجبوری تھی کہ ان افراد کو پورے پنجاب میں بھرتی پر پابندی ہونے کے باوجود نوازا گیا یا یہ شاید زیادہ ہی مستحق تھے۔ ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی میرے بھائی عباس کھوکھر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہاؤس کی یہ حالت ہے کہ یہاں وزیر بھی نہ ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی فوج ظفر موج بھی نہیں ہے اور خواجہ ریاض محمود صاحب فرما رہے تھے کہ ہم گورنمنٹ کے ایم۔ پی۔ ایز 245 ہیں۔ تو 245 میں سے دیکھیں کہ میرے خیال میں اس وقت یہاں دس ایم۔ پی۔ ایز بھی موجود نہیں ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم جتنا کورم 62 ارکان کا ہے' وہ تو پورا ہونا چاہیے۔ کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں-----پانچ منٹ ہو گئے ہیں----- گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا نہیں اجلاس' آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 10 بج کر 40 منٹ تک کے لیے ملتوی کی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 10 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا ہے۔ آپ کوئی ضمنی سوال کر

بلحاظ عہدہ تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 3266 افراد یومیہ اجرت پر اور 1431 ورک چارج بنیاد پر تھے۔

(ج) یکم جنوری 1994ء سے آج تک 24 افراد کو قواعد و ضوابط میں نرمی اور 18 کو قواعد و ضوابط کے مطابق بھرتی کیا گیا۔ تفصیل تتمہ "ج" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 826 افراد کو NIRC کے فیصلے کے مطابق ریگولرائز کیا گیا۔ بھرتی ہونے والے افراد کے نام، تعلیمی قابلیت، پتہ جات، عہدہ و گریڈ کی تفصیل تتمہ "د" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید براں NIRC کے فیصلے پر اپیل NIRC کے فل بینچ کے زیر سماعت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سلہری صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس اس وقت تقریباً ساڑھے سات ہزار ملازمین ہیں جن میں ورک چارج اور ڈیلی ویجز کے ملازمین بھی شامل ہیں۔ محکمہ اس وقت ان کے اوپر تنخواہ کی مد میں ماہانہ کتنا خرچ کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! ملازمین کی تعداد 1994ء سے لے کر تاحال پوچھی گئی تھی۔ ان کے اوپر اخراجات کی نسبت پوچھا نہیں گیا۔ اگر اس کے لیے وہ علیحدہ سوال دیں تو ان شاء اللہ العزیز ان کی تشفی کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، عمر فاروق صاحب!

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جز (ج) میں جو بتایا گیا ہے کہ "یکم جنوری 1994ء سے لے کر آج تک 24 افراد کو قواعد و ضوابط میں نرمی اور 18 کو قواعد و ضوابط کے مطابق بھرتی کیا گیا"۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس چیز کی وضاحت فرمائیں گے کہ 1994ء سے آج تک یہ افراد قواعد و ضوابط میں نرمی کے تحت سابقہ دور حکومت میں بھرتی ہوئے یا موجودہ حکومت میں ان کو بھرتی کیا گیا؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ کی حکومت

رہے تھے۔ فرمائیے۔

حاجی عمر فاروق ملک، جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ یہ جو چوبیس افراد قواعد و ضوابط میں نرمی کے تحت بھرتی کیے گئے ان چوبیس پیاروں کی آج پوزیشن کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! گزشتہ 1994ء سے لے کر 1996ء تک ایل ڈی اے میں جو 26 افراد خلاف قواعد و ضوابط اور رولز relax کرنے کے سلسلے میں جو تعینات ہوئے تھے اور جو irregularity ہوئی تھی اس پر گورنمنٹ کی ایک انکوائری ٹیم بنی۔ اوراس انکوائری ٹیم نے انکوائری رپورٹ حکومت کو اپنی سفارشات کے ساتھ بھیجی ہے جو کہ فیصلے کے لیے آخری مراحل میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایل ڈی اے میں اب تک کتنے ایسے افسران ہیں جن کو relaxation دے کر absorb کیا گیا ہے۔ اور اس کی کیا وجہ تھی کہ ان کو relaxation دے کر محکمے میں absorb کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کی ہے۔ اگر یہ نام پوچھنا چاہتے ہیں تو میں نام بھی بتا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب تو وہ غالباً دے چکے ہیں۔ اور کہہ چکے ہیں کہ اٹھارہ آدمی ہیں۔ اور یہ لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، 18 آدمی قواعد کے مطابق اور 26 آدمیوں کو رولز relax کرکے absorb کیا گیا۔

جناب ارشد عمران سلہری، وہ کون سی وجوہات تھیں کہ جن کے اوپر ان کو relaxation دے کر absorb کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، چیف منسٹر جس کو چاہے relaxation دے کر نوکری دے دے۔ اب اس میں پارلیمانی سیکرٹری کیا بتائے گا کہ اس وقت کے چیف منسٹر نے کیوں relaxation دے دی؛ یا تو

محکمہ دے پھر تو یہ بتائیں بھی۔ رولز تو چیف ایگزیکٹو relax کرتا ہے۔ وہ اس وقت کی حکومت کے چیف ایگزیکٹو نے کر دیے۔ اس نے یہ نہیں بتایا ہو گا کہ کیا وجوہات ہیں۔ ان کو یہ پتا نہیں ہو گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اس وقت پچھلی گورنمنٹ میں آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اس وقت بھی یہ بات آئی تھی۔ یہاں تک کہ ہمارے جو سابقہ منسٹرز تھے ان کے بیٹوں اور ان کے بھائیوں کی رولز relax کر کے تقرریاں کی گئی ہیں۔ ہم اس کی وجوہات پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سی ایسی وجوہات تھیں اور ایل ڈی اے کے لیے کیا مجبوری تھی کہ ان کو گریڈ 18 میں اور 19 میں ملازم رکھا گیا' جب کہ ایل ڈی اے لاہور کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہیں کر رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سلہری صاحب! میں پھر عرض کروں گا کہ یہ اس کی کیا reason بتائیں گے؟ آپ بھی جانتے ہیں کہ جب چیف ایگزیکٹو رولز کو relax کرتا ہے تو اس کی وجہ کبھی اس نے بتائی ہے؟ ہاں' یہ بات کہ یہ محکمہ کام نہیں کر رہا۔ وہ پہلے ہی آپ بھی اس کمیٹی کے ممبر ہیں' اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ محکمے کی کارکردگی پر آپ بات کریں۔ کارکردگی محکمہ جات کی کیا ہوگی؟ اس سے پہلے آپ کے سامنے ہی ٹریژری بنچز کی طرف سے یہ ایک تجویز پیش کی گئی ہے کہ اس وقت منسٹر صاحبان تشریف نہیں رکھتے تھے کہ خواجہ ریاض محمود کھلی کچہری میں ان کو بلا کر تنبیہ کریں کہ وہ آیا کریں۔ جب کوئی دلچسپی نہیں ہوگی محکمے کی کارکردگی میں وہ تو پھر ایسے ہی چلے گی بات۔ اس کی کارکردگی کے متعلق آپ ضرور پوچھیں۔ لیکن یہ اس وقت 1994ء کی حکومت نے جو رولز relax کیے تھے اس کو آج کا پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر یا محکمہ جواب دے ہی نہیں سکتے۔ اس پوزیشن میں ہی نہیں کہ وہ بتا سکیں کہ کیا ہے۔ اس کی بجائے میرا خیال ہے کہ ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ کچھ سوالات ہیں۔ جو تھوڑا سا وقت ہمارے پاس بچا ہے اس میں کچھ سوالات ایسے آ جائیں کہ جن پر مفید بات چیت ہو جائے۔ نیکسٹ سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، 896

واسا کی ناقص کارکردگی

*896۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حلقہ پی۔پی 129 میں واسا کا کتنا عملہ تعینات ہے ان کے نام بمعہ عہدہ جات بتائے جائیں' نیز اس علاقہ میں واسا کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے جا

رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: (جناب آصف علی ملک)۔

معزز رکن اسمبلی کے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ پی۔پی حلقہ 129 میں واسا کے مختلف کیٹیگری کے 106 ملازم موجود ہیں۔ جن کی تفصیل لف ہے۔ اس علاقہ میں واسا کی کارکردگی انتہائی تسلی بخش ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ دنوں میں ہونے والی بارشوں کا پانی تھوڑے ہی عرصہ میں نکل گیا تھا۔ علاوہ ازیں عام دنوں میں بھی واسا کا عملہ شہریوں کی شکایات کو حل کرنے کے لیے فوری توجہ دیتا ہے۔

<u>صوبائی حلقہ 129 میں واسا سٹاف کی فہرست</u>

سیریل نمبر	سب ڈویژن	ایریا	سب انجینئر	سیورمین	نائب داروغہ	جے۔پی۔او	پائپ فٹر اے۔پی۔ایف
1۔	کرشن نگر	راج گڑھ سکیم	عبدالرحیم	دارا مسیح، بنو	غلام نبی	ایم۔نصیر	محمد مشتاق، محمد حسین
		تردریواز گارڈن	مسیح، منیر مسیح	چاشیب،	محمد رفیق		
		رام نگر چوبرجی	شوکت مسیح، ہیرا	ظفیر، مہر		شوکت	
		پارک، ریفل		مسیح، شوکا مسیح،	دین، غلام		علی، محمد
				یوحنا مسیح، طہور			
				مسیح			
		رنج، پریم نگر		رفیق مسیح، جاوید		نادر، محمد	زاہد
		اورگلشن راوی	اختر، شرف مسیح		اشرف،		
				شوکت مسیح، لیاقت	محمد اشفاق		
				مسیح، عمر حیات		محمد اسلم	
				گلزار مسیح		نور احمد، محمد اقبال	
						عبدالحمید	
						حمید علی	
						نعیم احمد	
						محمد فاروق	
2۔	سمن آباد	بند روڈ،	ریاض احمد	نذیر مسیح	کالا مسیح	زاہد حسین	محمد وزیر فقیر
		ڈھونڈ وال	محمد ارشد	یونس مسیح، ناجد		سہیل بٹ	محمد اشرف حسین
		جھگیاں ناگرہ،	محمد مشتاق	مسیح، احمد مسیح،		زبیر حسن	اعجاز
		گلشن راوی		لطیف مسیح		زاہد اقبال	
		اور ملتان روڈ		کاشف مسیح		محمد رفیق	

			فیاض مسیح			تنویر اکبر	
			عارف مسیح			ندیم احمد	
			مالی مسیح			خورشید احمد	
			وارث مسیح			سرفراز احمد	
			پرویز مسیح			خادم، اسلم	
			اقبال مسیح			شہزاد، محمد	
			امانت مسیح			اسلم، نذیر	
			سلیم مسیح			احمد، قمر احمد	
			تیرس مسیح			تجمل حسین	
			لال مسیح			سلیم طاہر	
			طارق مسیح			فرمائش علی	
			رفاقت مسیح			عمیر احمد	
			لیاقت مسیح			محبوب احمد، محمد اقبال	
3۔	علامہ اقبال ٹاؤن	سبزہ زار سکیم سید پورہ، کھاڑک	مونم سعید	لیاقت مسیح	کالا مسیح	حافظ رفیق	اللہ دتا محمد خان
				ہدایت مسیح		محمد سرور	محمد یوسف محمد
				شرف مسیح		محمد افضل	یعقوب
		ندیم ٹاؤن		اصغر مسیح		محمد خالد	
		جمال ٹاؤن		اقبال مسیح		محمد صبور	
		اعوان ٹاؤن		عنایت مسیح		محمد اشرف	
				بابر مسیح		محمد خالد	
				حنانت مسیح		محمد صابر	

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! یہ جواب کافی لمبا ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی سپلیمنٹری ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔

حاجی عمر فاروق ملک، سپلیمنٹری جناب والا! میں اس پر ایک وضاحت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

حاجی عمر فاروق ملک، جناب والا! اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ واسا کی کارکردگی انتہائی

تسلی بخش ہے۔ تسلی بخش سے کیا مراد ہے؟ اس میں وضاحت نہیں کی گئی کہ واسا خود جا کر گھروں سے یا سڑکوں سے جا کر پانی نکال رہا ہے یا آلات منگوا لیے ہیں۔ یا کوئی ہنگامی معاملات کو deal کرنے کے لیے کوئی خصوصی انتظامات کر لیے ہیں۔ تسلی بخش سے کیا مراد ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بتائیں جی، تسلی بخش سے کیا مراد ہے؟ عوامی شکایت نہیں ہے اس پر یا کوئی اور بات؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! واسا نے اس حلقے میں چار کیوسک کے مزید چھ ٹیوب ویل نصب کیے ہیں۔ جن سے اس حلقے میں پانی کا پریشر مزید بہتر ہوگیا ہے۔ اور لوگوں کو زیادہ مقدار میں پانی ملنے لگا ہے۔ نئے ٹیوب ویل سبزہ زار، بی بلاک، جھگیاں، نادرہ، گلشن راوی اے بلاک، شمع پارک بند روڈ اور گلشن راوی بی بلاک میں یہ لگائے گئے ہیں۔ اور واسا کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کے لیے راج گڑھ اور گلشن راوی میں بھی واٹرلیس کے دو عدد بیس اسٹیشن بنائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا حاجی امداد حسین صاحب۔

حاجی امداد حسین، 929

مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر انڈر پاس کی تعمیر

*929۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر ٹریفک کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔ جس سے عوام کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا حکومت مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر انڈر پاس یا پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے لیے ٹیپا ایل ڈی اے نے منصوبہ 1989ء میں تیار کیا تھا۔ لیکن فنڈز میسر نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ دس سال پہلے یہ منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ آج تک فنڈ میسر نہیں ہیں۔ ریلوے پھاٹک کیوری گراؤنڈ پر fly-over بنا۔ وہ اس کے بعد بنایا گیا۔ وہ منصوبہ اس کے بعد تکمیل کو پہنچا۔ یہ گڑھی شاہو پل بھی اس کے بعد بنایا گیا۔ اس کے لیے فنڈز کہاں سے آنے تھے جو آج تک نہیں آئے اور یہ کب تک مکمل ہو گا اور کب شروع ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس منصوبے کے لیے کب تک فنڈ مہیا کیے جانے کی آپ کے خیال میں بات ہو سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! لاہور شہر کے لیے پاکستان مسلم لیگ نے واضح طور پر ہدایات دی ہیں کہ علاقے میں جہاں جہاں بہتر ترقی کے مواقع ہیں ان پر فوری طور پر توجہ دی جائے اور اس کے لیے گڑھی شاہو کا پل، کیوری گراؤنڈ کا پل اور داتا دربار کمپلیکس اس کے سرفہرست کام ہیں۔ ان پر خصوصی توجہ دے کر حکومت ان کی تکمیل کے مراحل تک پہنچ چکی ہے۔ اور جہاں تک میرے معزز بھائی نے مغل پورہ ریلوے پھاٹک کے بارے میں کہا ہے اس پر بھی ان شاء اللہ العزیز بہت جلد توجہ دی جائے گی۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے کہ جو ریلوے پھاٹک مغلپورہ ہے یہ ضلع کچہری کینٹ، اعظم گریژن سکول، سی ایم ایچ ہسپتال، لیکن ہاؤس سکول اور ڈیفنس سوسائٹی۔ ان تمام راستوں میں سے ایک راستہ یہ ہے جو یہاں مغلپورہ پھاٹک سے جاتا ہے۔ اور یہاں پر گھنٹوں ٹریفک جام رہتی ہے۔ یہ تسلیم کر چکے ہیں توجہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا مقصد یہ ہے اور آپ یہ فرمائیں کہ اس سال اس کے لیے کیا کوئی اسے ڈی پی میں فنڈز رکھے جا رہے ہیں یا نہیں؟ تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ یہ منصوبہ بھی جلد ہی پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں نے ہاؤس کے فلور پر یہ commit کیا ہے کہ فنڈز کے میسر نہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر اس پر توجہ نہیں دی جا سکی۔ جیسے ہی فنڈز ملیں گے ان شاء اللہ العزیز اس پر توجہ دی جائے گی۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوں کیوں کہ 10 سال پہلے یہ منصوبہ بنا' اس کے بعد جو منصوبے بنے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ منصوبہ کب شروع ہوگا اور کب تک مکمل ہوگا' انہیں بتانے میں کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بتا رہے ہیں کہ فنڈز ہی نہیں ہیں۔ تو وہ اس منصوبے کے مکمل ہونے کے بارے میں تو نہیں بتا سکتے کہ کب تک مکمل ہوگا۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! 10 سال پہلے جو منصوبہ بنا تھا وہ آج تک مکمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد جو منصوبے بنے وہ مکمل کر دیے گئے۔ وہ فنڈز کہاں سے آئے اور یہ فنڈز کہاں سے آئیں گے؟ یہ یقینی دہانی کرا دیں کہ اس کے لیے کب تک فنڈز آئیں گے اور کب تک یہ منصوبہ شروع ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ کسی بھی منصوبے میں کسی بھی حکمت کی ترجیح ہوتی ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ہے تو پھر اس پہ آپ ذاتی دلچسپی لے کر وزیر اعلیٰ صاحب کو ملیں محکمے کے سربراہان کو ملیں۔ اس کو آئندہ اے ڈی پی میں شامل کروائیں تو یہ بن جائے گا۔ میں اگر آپ سے یہ کہوں کہ آپ کے بے شمار سوالات آتے ہیں۔ میں آپ کو پہلے اجلاس سے دیکھ کر بڑا خوش ہو رہا ہوں کہ آپ آتے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں ترجیحی بنیاد پہ ہونی چاہییں تو ان کے پیچھے لگیں۔ پیروی کریں گے تو بات ہوگی' ورنہ کوئی دوسرا سمجھے گا کہ یہ منصوبہ عام ہے۔ وہ اس کے پیچھے لگے گا اور وہ لے جائے گا۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم پل ہے۔ اس سے ہزاروں گاڑیاں گزرتی ہیں' لاکھوں لوگ گزرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پل بہت اہم ہے۔ میں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔۔۔

حاجی امداد حسین، لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آدھی صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے' آج تک لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ مجھے یقین دلایا جائے کہ کب تک یہ شروع ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بتائیں جی' یقین دلائیں جی کہ یہ منصوبہ کب تک شروع ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب! میں ان شاء اللہ محکمے کے ساتھ مل کے معزز ممبر

کے جذبات اور ان کی بات پہ ان کی تشفی کروں گا اور کوشش کروں گا کہ اگلے مالی سال میں اس کی طرف توجہ دی جائے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! اس پہ میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ کیا اس پہ کوئی ابتدائی کام ہوا ہے؟ اتنی دیر کا منصوبہ ہے' اس کے کوئی نقشے وغیرہ بنے ہیں کہ جو یہ آئندہ کے لیے یقین دلا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں نے جیسے گزارش کی تھی کہ 1989ء میں ٹیپا (ایل ڈی اے) کی طرف سے ایک منصوبہ تیار کیا گیا تھا جو آج کے اس وقت میں قابل عمل نہیں۔ اس کے لیے نئے سرے سے سروے کروائے جائیں گے اور اس کے بعد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پہ کسی اور معزز رکن کا کوئی ضمنی سوال ہے؟ ----- اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، 1072۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ کافی اہم سوالات ہیں۔ پہلے بھی کل جب چیئرمین صاحب صدارت فرما رہے تھے اور سپیکر صاحب بھی صدارت فرما رہے تھے تو ان کے سوالات کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ ضمنی سوالات ہو جاتے ہیں اور اس پہ ہمارے دوستوں کے زیادہ سے زیادہ سوالات بھی آ جاتے ہیں۔ اس کو اگر پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو اس میں زیادہ سوالات آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر

*1072۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل۔ڈی۔اے نے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا۔ کتنی

لاگت آئی اور کس فرم نے تعمیر کیا اور کتنا گندہ نالہ نامکمل چھوڑا۔ بقیہ نالہ کی تعمیر کب تک مکمل ہو گی۔ اس گندے نالے پر R-C-C سلیب ڈال کر کب تک کور کیا جائے گا۔

(ب) ایل۔ڈی۔اے واسا نے محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر کس سال شروع کی، کتنی لاگت کا منصوبہ ہے اور کب تک مکمل ہو گا۔ کیا یہ ڈسپوزل پمپ کا کنٹرکٹ میرٹ پر دیا گیا اور کس فرم کو دیا گیا۔ کیا ڈسپوزل پمپ مقررہ میعاد میں مکمل ہو جائے گا اور کب تک کام شروع کر دے گا؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) سکھ نہر گندہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا اور نہ ہی اسے کور کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے البتہ واسا اس کی صفائی ضرور کراتا ہے۔ تاکہ برسات کے دنوں میں پانی باہر نہ نکلنے پائے۔

(ب) محمود بوٹی ڈسپوزل کی تعمیر نومبر 1996ء میں شروع ہوئی تھی اور اس کے سول ورکس پر 77 ملین روپے لاگت آئی ہے جو عالمی بنک نے قرضہ کے طور پر دیا تھا۔ جہاں تک اس کی مشینری کا تعلق ہے وہ برطانوی حکومت نے گرانٹ کے طور پر دی تھی۔ جس کی قیمت 1.62 ملین پونڈ ہے ڈسپوزل کے مکمل کام کی نگرانی عالمی بنک کی مقرر کردہ ایک برطانوی فرم بیل فورمانیسل لمیٹڈ نے کی ہے جبکہ سول ورکس عالمی بنک کی شرائط کے مطابق بین الاقوامی ٹینڈر طلب کر کے میرٹ کی بنیاد پر ایک چینی فرم چائینہ نیشنل کیمیکل انجینئرنگ کارپوریشن کو دیا گیا۔ اس ڈسپوزل کی تکمیل کے بعد اگست 1997ء میں اس نے کام شروع کر دیا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ:

"ایل ڈی اے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا۔"

محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں، پڑھ لیں۔ جواب میں یہ لکھا ہے کہ سکھ نہر گندہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا اور نہ ہی اسے کور کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔ میں نے سوال ایل ڈی اے سے کیا ہے، جواب مجھے واسا کا دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! واسا' ایل ڈی اے کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ میں نے گزارش کی کہ نہ واسا نے اور نہ ایل ڈی اے نے یہ سکھ نہر نالہ تعمیر کرایا۔

حاجی امداد حسین، سکھ نہر گندہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا۔ جب کہ میرا سوال ہے کہ

"ایل ڈی اے نے سکھ نہر گندہ نالہ لال پل سے بند روڈ تک کس سال تعمیر کیا۔"

تو یہ نامکمل جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وہ فرما رہے ہیں کہ جواب مکمل نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں پھر عرض کرتا ہوں کہ واسا' ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ ہے۔ سکھ نہرگندہ نالہ واسا نے تعمیر نہیں کرایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایل ڈی اے اور واسا نے یہ نالہ تعمیر نہیں کرایا۔

حاجی امداد حسین، میں نے مقررہ میعاد میں مکمل ہو جانے کا عرض کیا تھا۔ انھوں نے یہ لکھا ہی نہیں کہ مقررہ میعاد کیا تھی اور کب مکمل ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے جو نالہ بنوایا ہی نہیں' اس کے متعلق وہ کیا بتائیں گے کہ یہ کب شروع ہوا' کب مکمل ہوا۔

حاجی امداد حسین، یہ کب تک جواب دے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ آئندہ اجلاس میں اس کا مکمل جواب تفصیل سے دے دیں۔ آپ پتا چلائیں کہ یہ نالہ کس نے بنوایا ہے' یہ جرم کس نے کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں پھر مؤدبانہ عرض کرتا ہوں کہ یہ نالہ ایل ڈی اے کے وجود سے پہلے کا بہت پرانا بنا ہوا ہے۔ اس کی صفائی واسا کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے باوجود آپ بتائیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! اسی اجلاس میں کیوں نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ایل ڈی اے کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ایک چیز بنی ہے اور آپ جو کہتے ہیں کہ مجھے ضرور اس کا جواب چاہیے۔ وہ اس پہ کوئی تحقیق کر کے ہی بتا سکتے ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ واسا' ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ

ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پہلے ایل آئی ٹی (Lahore Improvement Trust) ہوا کرتا تھا۔ وہ بھی ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ تھا۔ انھوں نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ اس نے بنایا ہے۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایل ڈی اے کا ذیلی ادارہ نہیں تھا اور اس نے نہیں بنایا۔ کیا یہ یقین سے کہتے ہیں؟ یہ فرما دیں۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میاں معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں حاجی امداد حسین صاحب کی بات کو بڑھاتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ پہلے Lahore Improvement Trust نے بنایا تھا۔ Lahore Improvement Trust اب ایل ڈی اے میں convert ہو گیا ہے۔ یہ ذمہ داری قبول نہیں کر رہے حقیقتاً یہ نالہ بہت پرانا بنا ہوا ہے تو اب نالے کی دیکھ بھال بھی ایل ڈی اے یا واسا کے ذمے ہے اور خود ہی اقرار کر رہے ہیں کہ اس کی صفائی کرائی جاتی ہے تو یہ بات تو سیدھی ہے۔ حاجی امداد صاحب کا سوال جائز ہے کہ یہ بتائیں کہ اب اس کا باقی ماندہ کام کون اور کب کرے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میاں صاحب کے سوال کے سلسلے میں عرض ہے کہ جیسے یہ کہتے ہیں کہ یہ نالہ Lahore Improvement Trust نے ایل ڈی اے سے پہلے بنایا تھا۔ واسا اس کی صفائی ضرور کراتا ہے تاکہ برسات کے دنوں میں پانی باہر نہ نکلے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کریں۔ یہ محکمے کے ریکارڈ پہ ہوگا کہ اگر یہ نالہ اس سے پہلے تھا تو کس کے پاس تھا' جب یہ convert ہوا تو کیا ذمہ داری ہے۔ آپ محکمے سے جواب لے کر معزز رکن کو فراہم کر دیں۔ جی' ملک صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! انہیں پورا علم نہیں ہے۔ یہ اپنے محکمے سے پوچھ کر بتائیں۔ اس کے بنانے کا بھی باقاعدہ پروگرام تھا' اس کو کور کرنے کا بھی باقاعدہ پروگرام تھا۔ یہ سکیم میں شامل تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! میں نے ان سے کہا ہے کہ مکمل جواب لے کر معزز رکن کو مہیا کریں۔ جی' میاں صاحب۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے انہیں مکمل جواب لے کر فراہم کرنے کی ہدایت فرما دی ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اگلی ٹرم تک وضاحت کے ساتھ اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! میں نے ان سے یہی کہا ہے کہ بڑی تفصیل سے جواب آئے۔ میں اس سوال کو پینڈنگ کرتا ہوں' لہذا اس کا جواب بڑی تفصیل سے مہیا کیا جائے۔ اگلا سوال مولوی محمد غیاث الدین صاحب کا ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین، 1201۔

اخراجات کی تفصیل

*1201۔مولوی محمد غیاث الدین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-3-1989 کو واٹر سپلائی ایکسٹنشن سکیم تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کا منصوبہ فائنل ہو گیا تھا اور محکمہ نے متذکرہ سکیم کا واپڈا سے کنکشن حاصل کرکے سکیم چالو کر دی تھی اور نگرانی کے لیے عملہ تعینات کر دیا تھا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سکیم پر مورخہ 18-3-89 سے آج تک واپڈا کے بلوں' تعینات عملہ کی تنخواہ اور سالانہ مرمت پر سال وار بالترتیب کتنے اخراجات ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ ایکسٹنشن واٹر سپلائی سکیم لیاقت پور کا منصوبہ 29-10-83 کو مکمل ہو گیا تھا اور مذکورہ سکیم کے لیے واپڈا سے کسی قسم کا الیکٹرک کنکشن حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ سابقہ سکیم کی ایکسٹنشن تھی۔ اس منصوبے میں واپڈا کا نیا کنکشن حاصل کرنا شامل نہ تھا۔ نگرانی کے لیے چار افراد پر مشتمل عملہ تعینات کر دیا گیا تھا۔ یہ سکیم ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور کو مورخہ 15 مئی 1986ء کو حوالے کر دی گئی تھی۔

(ب) چونکہ یہ سکیم 1986ء کو ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور کے حوالے کر دی گئی تھی لہذا محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی فراہم کردہ رپورٹ کے مطابق 1986ء سے 1991-92ء تک کا

ریکارڈ ایک انکوائری کے سلسلے میں محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس ہے۔ اس لیے اس کی تفصیل فی الوقت ایوان میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ تاہم 93-1992ء تا 97-1996ء کی تفصیلات، تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

تتمہ "الف"

Sr. No.	Name of Head	92/93	93/94	94/95	95/96	96/97
1.	Staff Salary	487331/-	546876/-	660213/-	633780/-	741453/-
2.	Repair Expenditure	67317/-	141345/-	117810/-	33746/-	31244/-
3.	Wapda bill	325751/-	518719/-	462015/-	753150/-	665986/-
4.	Works	-	567641/-	-	-	-
	Total	880399/-	1774581/-	1240038/-	1420676/-	1438683/-

نوٹ: ریکارڈ سال 92/93 سے دفتر میں موجود ہے۔ اس سے پہلے کا تمام ریکارڈ محکمہ انٹی کرپشن کے پاس ہے۔ لہذا رپورٹ از 92/93 تیار کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال فرمائیں۔

مولوی محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ب) کے جواب میں محکمے نے یہ دیا ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی فراہم کردہ رپورٹ کے مطابق 1986ء سے 92-1991ء تک کا ریکارڈ ایک انکوائری کے سلسلے میں محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس ہے۔ اور نیچے نوٹ میں یہ لکھا ہے کہ اس سے پہلے کا تمام ریکارڈ محکمہ انٹی کرپشن کے پاس ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1986ء سے لے کر 92-1991ء کا ریکارڈ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس ہے۔ اس وقت تک محکمہ انٹی کرپشن والوں نے کیا رپورٹ دی ہے؟ کہ وہ ریکارڈ انہی کے پاس رہے گا۔ یہ انکوائری کب تک وہ فائنل کر کے محکمے کو دے دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں عرض کی ہے کہ یہ یہ واٹر سپلائی سکیم تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان مقامی ٹاؤن کمیٹی کو 15 مئی 1986ء کو hand over ہو گئی تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ انہی کے پاس ہے، یہ ریکارڈ لوکل گورنمنٹ کے پاس ہے، لہذا محکمہ ہاؤسنگ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جو جواب محکمہ نے دیا

ہے وہی ہم نے اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مولانا صاحب! ان کا جواب آپ نے سن لیا ہے کہ اب یہ محکمہ ہاؤسنگ کے پاس ہے ہی نہیں اور اس کا تعلق لوکل گورنمنٹ سے ہے۔ انھوں نے جو جواب بھیجا ہے' اگر اس میں آپ کسی چیز کی وضاحت چاہتے ہیں تو پھر محکمہ لوکل گورنمنٹ سے ہم کہتے ہیں کہ وہ confirm کر کے پورا جواب لے کر آپ کو بتا دیں۔

مولوی محمد غیاث الدین، محکمہ ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ نے خود یہ سکیم بنائی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ 1986ء سے لے کر 1991-92ء تک کا تمام ریکارڈ محکمہ انٹی کرپشن کے پاس رشوت ستانی کے سلسلے میں ہے۔ انھوں نے باقاعدہ خود جواب لکھا ہے۔ میں تو یہی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ محکمہ والے کب تک یہ انکوائری کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مولوی صاحب! 1986ء سے یہ ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور کو دے دی گئی اور ٹاؤن کمیٹیاں محکمہ لوکل گورنمنٹ کے تحت آتی ہیں۔ وہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے تحت نہیں آتیں۔ آپ نے اگر اس سوال کے سلسلے میں مزید جواب لینا ہے تو ہم متعلقہ محکمے کو اس کے لیے پابند کریں کہ اس کا جواب ہمیں فراہم کریں۔

مولوی محمد غیاث الدین، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محکمہ لوکل گورنمنٹ بھی پتا کرے کہ آیا یہ ریکارڈ انٹی کرپشن کے پاس ہے تو یہ کب تک مکمل کر کے واپس کریں گے تاکہ اس کا جواب آ سکے۔ اگلا سوال جناب خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، سوال نمبر 1587 (جناب خالد جاوید وڑائچ کے ایماء پر دریافت کیا)

سلیم پارک لاہور کی گلیوں میں پینے کے پانی کے پائپ بچھانے کے اقدامات

*1587۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلیم پارک واقع رشید پورہ روڈ عقب پاکستان منٹ لاہور کے بالکل قریب سے پینے کے پانی کا مین پائپ گزرتا ہے مگر سلیم پارک کی گلیوں میں ابھی تک

پانی کا پائپ نہیں بچھایا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سلیم پارک کی گلیوں میں پانی کا پائپ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے مکینوں نے مین پائپ سے پانی کے کنیکشن حاصل کیے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں 50 فٹ سے 150 فٹ' تک پانی حاصل کرنے کے لیے بازار سے مہنگے داموں نالی خریدنا پڑتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سلیم پارک کی آبادی میں پینے کے پانی کا پائپ بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) سلیم پارک واقع رشید پورہ عقب پاکستان منٹ لاہور ایک صابن فیکٹری تھی جسے گرا کر پلاٹ بنا دیے گئے یہ پرائیویٹ سکیم بغیر ترقیاتی کام کے بنائی گئی۔ یہاں ترقیاتی کام کی ذمہ داری پرائیویٹ ڈویلپر کی تھی۔ تاہم واسا کو اگر فنڈز دستیاب ہوئے تو وہ اس جگہ پانی کا پائپ بچھا دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام منصوبہ جات کی تفصیلات

*1642۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام کب عمل میں آیا اور اس نے کون کون سے منصوبہ جات کتنی کتنی مالیت سے مکمل کر لیے ہیں۔ان منصوبہ جات کا نام اور مالیت کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) جی۔ڈی۔اے شہر کی ترقی کے لیے کون کون سے نئے منصوبہ جات شروع کر رہی ہے اور کون کون سے منصوبہ جات کتنی کتنی مالیت سے شروع ہیں۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے افسران کے نام' گریڈ اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(د) کیا حکومت گوجرانوالہ شہر میں کوئی نئی کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کہاں

کہاں اور کس کس رقبہ پر کالونی کی تعمیر کب تک شروع ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک):

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی 1989ء میں بنائی گئی۔ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اب تک 28 سکیمیں مکمل کی ہیں اور 6 سکیموں پر کام جاری ہے۔(تفصیل درج ذیل ہے)

تکمیل شدہ منصوبہ جات

نمبر شمار	نام سکیم	لاگت لاکھوں میں
1۔	نوشہرہ روڈ از سنگیت سینما تا بائی پاس	11.80
2۔	کچا کھیالی روڈ تا ڈیرہ بشیر احمد	19.75
3۔	جناح روڈ از فتو منڈ روڈ تا سیالکوٹ روڈ	19.25
4۔	جناح روڈ از ڈی۔سی روڈ تا کچا فتو منڈ روڈ	19.75
5۔	میاں سانسی روڈ از چک قبرستان تا شیخوپورہ	18 15
6۔	گرجاکھ بائی پاس سے سڑک کی بہتری	19.00
7۔	تعمیر سوئی گیس / فیروز والا روڈ	59.78
8۔	بہتری/ تعمیر سڑک ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ	50.00
9۔	سیوریج سکیم محبوب الحق	12.68
10۔	سکیم سیوریج علامہ اقبال ٹاؤن بشمول جاوید ٹاؤن	19 25
11۔	تعمیر نالہ از صابری چوک	19.50
12۔	تعمیر نالہ از پسرور روڈ تا فیروز والا روڈ	19.75
13۔	تعمیر نالہ از رتہ باجوہ تا صابری چوک	19.75
14۔	مرمت موجودہ سیوریج سسٹم ساتھ بڑی سڑک ماڈل ٹاؤن	19.00
15۔	سیوریج سکیم از راجکوٹ چنگی دھلے ڈسپوزل بشمول بہتر راجکوٹ شاہراہ	19 25
16۔	تعمیر و رہائش گاہیں برائے افسران گریڈ 17,18	15 00
17۔	سیوریج سکیم ماڈل ٹاؤن	19.75

18۔	پی۔ایل سیوریج سکیم مسجد دیو بندی گرجاکھ تا ڈسپوزل ورکس گرجاکھ	18.55
19۔	تعمیر ریس کورس اینڈ فتو منڈ روڈ	103.00
20۔	بہتری سیوریج سسٹم اعتصام کالونی ساتھ سوئی گیس سڑک	231.17
21۔	سیوریج سکیم جناح روڈ/ قذافی روڈ تا ڈسپوزل ورکس حافظ آباد روڈ	148.01
22۔	تعمیر گندہ نالہ ساتھ میاں سنگھ مائنر از علی پور روڈ تا نوشہرہ روڈ	142.87
23۔	تعمیر گندہ نالہ ساتھ نوشہر روڈ	76.62
24۔	تعمیر پسرور روڈ ریلوے پھاٹک جی۔ٹی روڈ نالہ اپر چناب	131.65
25۔	بہتری سیوریج اور ڈسپوزل سٹیشن گوجرانوالہ	59.90
26۔	تعمیر فیروز والا روڈ فیز II	59.44
27۔	تعمیر کمرشل پلازہ سول لائنز گوجرانوالہ	276.00
28۔	تعمیر رہائش گاہ برائے ملازمین جی۔ڈی۔اے	28.00

تفصیل زیر تکمیل منصوبہ جات

1۔	سیوریج سکیم شاہ پور ڈسٹری بیوٹری	262.22
2۔	ایکسٹینشن ریس کورس روڈ / ایمن آباد روڈ ریلوے پھاٹک تا بائی پاس	105.34
3۔	بہتر بنانا جناح روڈ سیوریج سسٹم سول لائن ڈسپوزل تا راجکوٹ ڈسپوزل	418.85
4۔	تعمیر ریلوے انڈر پاس جناح روڈ	150.36
5۔	تعمیر جی۔ٹی روڈ پلازہ (ٹی بلاک)	165.00
6۔	تعمیر جی۔ٹی روڈ پلازہ (مین بلاک)	150.00

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی شہر کی ترقی کے لیے ترقیاتی منصوبے شروع کر رہی ہے جو کہ واسا جی۔ڈی۔اے کی زیر نگرانی بنائے جا رہے ہیں۔ تمام منصوبہ جات مالی سال 99-1998ء

میں شروع کیے جائیں گے۔ (تفصیل درج ذیل ہے۔)

تفصیل زیر تجویز منصوبہ جات

نمبر شمار	نام سکیم	لاگت لاکھوں میں
1۔	سیوریج سکیم دھلے چوک تا مبارک شاہ روڈ بائی پاس بمع ڈسپوزل اسٹیشن	340.00
2۔	سیوریج سکیم چنگڑ آبادی گرجاکھ محہ کرنیانوالہ خالد کالونی چاہ چوہانوالہ رسول پورہ مسلم ٹاؤن باغبانپورہ اور کلر آبادی	178.00
3۔	سیوریج سکیم انڈسٹریل ایریا اور ماڈل ٹاؤن	20.00
4۔	سیوریج سکیم پسرور روڈ پھجر والی چوک تا پی۔ایم۔یو ڈسپوزل پارٹ-I	60.00
5۔	سیوریج سکیم سیالکوٹ روڈ جگنہ بیکو پور اور گلزار کالونی	30.00
6۔	سیوریج سکیم گل روڈ	40.00
7۔	توسیع سیوریج سکیم شاہ پور ڈسٹری بیوٹری پسرور روڈ تا اپر چناب کنال	60.00
8۔	سیوریج سکیم میاں سانسی روڈ تا شیخوپورہ روڈ	70.00
9۔	سیوریج سکیم سمن آباد ڈسپوزل اسٹیشن تا راجکوٹ ڈسپوزل اسٹیشن	70.00
10۔	ری ماڈلنگ میر شکاران ڈرین اعوان چوک تا بائی پاس	25.00
11۔	ری ماڈلنگ مین ڈرین جی۔ٹی روڈ تا میر شکاران ڈرین	27.00
12۔	تعمیر 10 عدد ٹیوب ویل 2 کیوسک کنگنی والہ رتہ باجوہ رحمان پورہ۔ چنگڑ آبادی اور جناح روڈ وغیرہ	125.00
13۔	کروانا سروے بذریعہ کنسلٹنٹ برائے واٹر سپلائی کنکشن اور بلوں کی کمپیوٹرائزیشن وغیرہ وغیرہ	40.00

(ج) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے افسران کے نام گریڈ اور عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے۔

تفصیل

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی	کیفیت
1۔	عامر خان	ڈائرکٹر جنرل	20	17 مارچ 1998	ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں
2۔	عابد حسین ملک	ڈائرکٹر	19	12 جون 1991ء	
3۔	(کیپٹن ریٹائرڈ) محمد نسیم مجازی	ڈائرکٹر	19	14 نومبر 1992ء	
4۔	راس مسعود	ڈائرکٹر	18	8 مئی 1996ء	ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے۔
5۔	چودھری محمد ادریس	ڈپٹی ڈائرکٹر	18	7 فروری 1993ء	
6۔	ارشد مدان	ڈپٹی ڈائرکٹر	18	10۔ نومبر 1984ء	
7۔	فاروق احمد خان	ڈپٹی ڈائرکٹر	18	یکم اگست 1991ء	
8۔	عامر عزیز	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	31۔ اکتوبر 1994ء	
9۔	فخر علی شاہ	سٹاف آفیسر (ڈائرکٹر جنرل)	17	یکم ستمبر 1975ء	
10۔	چودھری محمد انور	لا آفیسر	17	22 نومبر 1992ء	
11۔	فدا حسین	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	4 جولائی 1993ء	
12۔	عامر سلیم	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17	2۔ فروری 1998ء	ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ہیں۔
13۔	خورشید غنی	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	29 جنوری 1995ء	۔ایضاً۔
14۔	اعجاز اکبر بھٹی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17	5۔ نومبر 1995ء	۔ایضاً۔
15۔	طاہر افضل بٹ	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	5۔ نومبر 1995ء	
16۔	ساجد نواز ناظم	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	10۔ اکتوبر 1995ء	انہیں حکومت کی ہدایت کے مطابق ملازمت سے فارغ کر دیا گیا مگر یہ عدالت عالیہ سے stay حاصل کر کے ملازمت کر رہے ہیں۔
17۔	محمد نعیم طاہر	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	21 مارچ 1996ء	۔ایضاً۔
18۔	مجاہد پرویز کھوکھر	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	8۔ مئی 1991ء	
19۔	عبدالحمید خان	سپیشل مجسٹریٹ	17	15 ستمبر 1997ء	ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں
20۔	چودھری نذیر احمد	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	12 جون 1991ء	

(د) گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ نے گورننگ باڈی کی منظوری سے جی۔ڈی۔اے نے مجوزہ ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 اور 2 بنانے کا اعلان کیا ہے۔ جی۔ڈی۔اے کی ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 کا رقبہ 3984 کنال ہے اور اس میں موضع اروپ، لوہیانوالہ اور فتو منڈ کی اراضی شامل ہے۔ ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 کا رقبہ 2985 کنال ہے اور اس میں موضع کوٹلی، جودھ سنگھ، دھلے، گرجاکھ اور قیام پور

کا رقبہ شامل ہے۔ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894ء کے تحت سکیموں کے لیے باضابطہ طور پر اراضی حاصل کرنے کے لیے کارروائی شروع کر دی گئی ہے اور ایک 1894 کے سیکشن 4 کے تحت نوٹیفکیشن کے لیے کارروائی مکمل کر کے دفتر ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ بھیج دی گئی ہے۔ تاکہ منظوری کے بعد گورنمنٹ گزٹ میں اشاعت کروائی جائے اور ہاؤسنگ کالونیوں کے منصوبہ جات پر جلد از جلد عمل درآمد کیا جا سکے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نمبر 3 اور 4 پر ہے کہ جناح روڈ از فتو منڈ روڈ سیالکوٹ روڈ اور جناح روڈ از ڈی۔سی روڈ تا کچا فتو منڈ روڈ' یہ سکیمیں کب مکمل ہوئی تھیں؟ اور کیا یہ سکیمیں واقعی مکمل ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! سیریل نمبر 3 پہ جناح روڈ از فتو منڈ روڈ تا سیالکوٹ کا تاریخ اجراء جون 1992ء ' لاگت 19.25 لاکھ جون 1994ء میں یہ مکمل ہو گئی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! یہ سکیمیں ابھی بھی جا کر visit کی جا سکتی ہیں۔ یہ نامکمل ہیں' جا کر چیک کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ فرما رہے ہیں کہ یہ نامکمل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جو جواب محکمہ کی طرف سے کافی investigation کے بعد فراہم کیا گیا ہے' اس کے مطابق تو یہ مکمل ہے۔ معزز ممبر کی جو بھی تشویش اس سلسلہ میں ہے' یہ میرے ساتھ مل لیں محکمہ کے افسران کی موجودگی میں ان کی تشفی کرائی جا سکتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سیریل نمبر 21 ہے' اس میں لکھا ہوا ہے کہ سیوریج سکیم جناح روڈ/قذافی روڈ تا ڈسپوزل ورکس حافظ آباد روڈ لاگت 148.01 لاکھ' بھی مکمل ہے۔ یہ بھی میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ سکیم بھی مکمل نہیں' کیونکہ اس پر تو ابھی کام شروع ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مکمل ہو چکی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کرنے لگا تھا کہ انھوں نے کہا ہے کہ مجھے محکمے کی طرف سے

بڑی investigation کے بعد یہ جواب آیا ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ مکمل ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ مکمل نہیں ہے۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے ساتھ موقع کی visit ان کو کرا دیں۔ اگر وہ واقعی نامکمل ہوئی اور یہاں ہاؤس میں بتایا جا رہا ہے تو پھر جیسا کہ میں کہا کرتا ہوں کہ پھر ان کے خلاف جنھوں نے غلط جواب فراہم کیے' کارروائی کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر یہ واقعی میرے ساتھ visit کرنے کے بعد کارروائی کریں گے تو ٹھیک ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ جو جواب محکمے نے دیا ہے اور معزز ممبر کے ساتھ visit کر کے اگر یہ ثابت ہوا کہ یہ سکیم مکمل نہیں ہوئی اور معزز ممبر کی جو تشویش ہے' وہ درست ہے تو میں on the floor of the House ان کی یہ جو غلطی ہوگی اس کو اجاگر کروں گا اور جو بھی ذمہ دار افراد ہوں گے ان کے خلاف جو بھی کارروائی آپ مناسب سمجھیں گے' وہ ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ میرے خیال میں کل ہی پروگرام بنا لیں۔ اگر یہ کل وقت دے سکتے ہیں تو دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی اجلاس میں آپ ان کے ساتھ پروگرام بنا لیں کہ کس دن visit کرنا ہے تو visit کرنے کے بعد واپس آ کر ہاؤس کو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! شاہد محمود بٹ صاحب جو میرے بھائی ہیں' ان کی میزبانی بھی میں دیکھ سکوں گا اور ان کا حلقہ بھی دیکھ سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بڑے اچھے میزبان ہیں۔ آپ جلد پروگرام بنا لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اس سوال کے 4 جز تھے۔ ابھی تو میں نے پہلے پر ضمنی سوال کیا ہے۔ ابھی تو دوسرے' تیسرے پر اور بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جز "ب" میں ہے کہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے بھی منصوبے شروع

کیے ہوئے ہیں۔ یہ 1 سے لے کر 13 منصوبے شروع کیے ہیں' جو ان کی proposals ہیں۔ کیا ان منصوبہ جات کی approval مکمل ہو چکی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جب جواب پیش کیا گیا تو اس سے لے کر آج جو گراؤنڈ پوزیشن ہے اس میں کافی حد تک بہتری ہوئی ہے۔ ان تیرہ منصوبہ جات میں سے جو دس منصوبہ جات ہیں وہ شروع ہو چکے ہیں اور تین منصوبے زیر تجویز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! پھر وہی بات آئے گی۔ یہ کہتے ہیں کہ دس شروع ہو چکے ہیں۔ اس میں' میں پھر نمبر 6 سیوریج سکیم گل روڈ' کا چیلنج کرتا ہوں۔ میں اسمبلی فورم پر بات کر رہا ہوں۔ بات وہ کرنی چاہیے جو حقیقت ہو۔ یہ میں نے وزٹ کیے ہوئے ہیں اور مجھے ان کا پتا ہے۔ ایسا نہیں ہے جو میرے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں۔ اس کا بھی پھر سارا پروگرام ساتھ ہی رکھ لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بالکل رکھ لیں۔ آپ اپنے سوال میں جہاں بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جواب آپ کے خیال کے مطابق صحیح نہیں دیا جا رہا تو اس میں ان کو ساتھ لے کر وزٹ کرلیں اور جہاں بھی یہ پوائنٹ آؤٹ ہو گا وہ واپس ہاؤس کو بتا دیا جائے گا۔ پھر اس پر ہم کارروائی کرلیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! آگے جز (د) میں بھی ہے۔ یہ میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ "گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ نے گورننگ باڈی کی منظوری سے یہ دو مجوزہ ہاؤسنگ سکیمیں شروع کرنے کا پلان بنایا ہے"۔ ان دونوں ہاؤسنگ سکیموں کے لیے جو اراضی ہے' انھوں نے لکھا ہے کہ "باضابطہ طور پر اراضی حاصل کرنے کے لیے کارروائی شروع کر دی گئی ہے"۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ سکیمیں نمبر 1 اور نمبر 2 جو انھوں نے شروع کی ہیں اس سلسلے میں ابھی تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کیا انھوں نے لینڈ پر چیز کی ہوئی ہے یا اس زمین کے اوپر کوئی تنازع چل رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ نے گورننگ باڈی کے اجلاس منعقدہ 24 مئی 1997ء میں دوبارہ ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں پانچ تجاویز پیش کیں۔ سکیم نمبر 2 جس کا رقبہ 2985 کنال ہے کی منظوری دی۔ ان دونوں سکیموں میں ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 جو کہ سابقہ امپروومنٹ ٹرسٹ نے شروع کی تھی اور مقدمات کی بنا پر پایہ

تکمیل تک نہ پہنچ سکی اور جناح روڈ ہاؤسنگ سکیم کے رقبہ جات شامل ہیں۔ اس سلسلے میں اب تک کی تمام کارروائیوں کو مکمل کرتے ہوئے 1894 ایکٹ برائے حصول اراضی کے تحت سکیشن 4 کے نوٹیفکیشن کے سلسلے میں کیس ڈپٹی کمشنر، ڈسٹرکٹ کلکٹر گوجرانوالہ کے دفتر میں ارسال کیا گیا ہے مگر تاحال نوٹیفکیشن گورنمنٹ آف پنجاب کے گزٹ میں شائع نہ ہوا ہے۔ اب ادارہ ہذا نے جناح ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم کے اوپر دیے گئے اس منصوبہ پر جس کا حصول اراضی ایکٹ 1894 سکیشن 4 کے تحت گورنمنٹ گزٹ نوٹیفکیشن شائع ہو چکا ہے، دوبارہ سکیم بنانے کا ارادہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بٹ صاحب! اب کوئی اور ضمنی سوال ہے یا آگے چلیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ اگلا سوال ہے سردار رفیق حیدر خان لغاری صاحب۔

مسٹر سجاد حسین بھٹی کو ایگزیکٹو انجینئر کی اسامی پر ترقی نہ دینے کی وجوہات

*1923۔ سردار رفیق حیدر خان لغاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے ملازمین کے ترقی و تنزلی کے امور میں امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور یہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 کے تحت descrimination ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ امتحان departmental examination پاس کیے بغیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں اگلے گریڈ میں ترقی نہیں دی جاتی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ مسٹر سجاد حسین بھٹی اسسٹنٹ انجینئر دفتر چیف انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (ساؤتھ زون) کی ترقی اس لیے نہ ہو سکی کہ اس نے محکمانہ امتحان پاس نہیں کیا تھا اور اس سے جونیئر افسران کو ترقی دے دی گئی۔ ایسے افسران کے نام اور مع مقام بغیر تعیناتی فراہم کیے جائیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ میں متعدد ایگزیکٹو انجینئر باوجود، سینئر ہونے کے بغیر تعیناتی کے بیٹھے ہوئے ہیں اور تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔ ایسے افسران کے نام مع مدت بغیر تعیناتی فراہم کیے جائیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ میں ایسے افسران بھی ہیں جو اثر و رسوخ استعمال کر کے بغیر محکمانہ امتحان پاس کیے اگلے گریڈوں میں ترقی حاصل کر چکے ہیں اور بطور سپرنٹنڈنگ

انجنیئر کام کر رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو ایسے افسران کے نام مع مقام تعیناتی فراہم کیے جائیں۔

(و) اگر جز(ہ) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا مسٹر سجادحسین بھٹی سے امتیازی سلوک نہیں کیا گیا باوجود اس کے مذکورہ افسر نے محکمانہ امتحان بھی پاس کر لیا ہے ان کی ترقی بطور ایگزیکٹو انجنیئر نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،

(الف) جی نہیں صوبے کے ملازمین کے ترقی و تنزلی کے امور میں امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمانہ امتحان پاس کیے بغیر محکمہ ہذا میں ترقی نہیں دی جاتی۔

(ج) افسران جو کہ مسٹر سجادحسین بھٹی سے جونیئر ہیں اور اب تک ترقی پا چکے ہیں ان کے نام مع تعیناتی یہ ہیں۔

	نام	مقام تعیناتی
1۔	مسٹر سلیم رضا	لاہور
2۔	وسیم یاسین درانی	بہاول پور
3۔	محمد شاہد اظہر	ڈی۔جی۔خان
4۔	سید عباس رضا	خانیوال
5۔	سید تحسین رضا	گوجرانوالہ

(د) اس سلسلے میں عرض ہے کہ میاں جہانگیر صاحب جو کہ 12-12-1997 سے بغیر تعیناتی کے ہیں اور سیکرٹری صاحب کی ڈسپوزل پر تعیناتی کے منتظر ہیں۔

(ہ) اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ایس۔ڈی۔او' بی۔ایس (BS-17) سے ایکسئین بی۔ایس (BS-18) پر ترقی پانے کے لیے امتحان پاس کرنا ضروری ہے۔ بہرحال 1987ء میں یہ شرط عائد کی گئی تھی۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اس سے پہلے ترقی پانے والے افسران نے امتحان پاس نہ کیا ہو۔

(و) اس ضمن میں صورت حال یہ ہے کہ ایس۔ڈی۔او سے ایکسئین بننے کے لیے محکمانہ امتحان پاس

کرنا ضروری ہے۔ ایک ڈی۔پی۔سی' 11-4-1993 کو ہوئی تھی۔ جس میں

1۔ محمد سلیم رضا' جو کہ موصوف سے جونیئر تھا بطور ایکسٹینشن (officiating basis) ترقی دی گئی۔ اس کے بعد 6-7-1994 کو ایک اور DPC ہوئی لیکن موصوف کو اس لیے ترقی نہیں دی گئی کیونکہ موصوف نے محکمانہ امتحان پاس نہ کیا ہوا تھا اور مندرجہ ذیل ایس۔ڈی۔اوز کو جو کہ موصوف سے جونیئر تھے بطور ایکسٹینشن ترقی دی گئی۔

2۔ وسیم یاسین درانی

3۔ محمد شاہد اظہر

4۔ سید عباس رضا

5۔ سید تحسین رضا

11-4-1993 سے 6-7-1994 کے دوران محکمے میں کوئی محکمانہ امتحان منعقد نہیں کیا گیا۔ 30-11-1994 کو موصوف نے امتحان پاس کر لیا۔

اس کے بعد ایک اور میٹنگ (D.P.C) 25-5-1995 کو رکھی گئی۔ اس میں مندرجہ ذیل ایس۔ڈی۔اوز کو بطور ایکسٹینشن (officiating basis) پر ترقی دی گئی۔ جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ ظفر اللہ ملکانی

2۔ ظفر علی بٹر

3۔ مسعود الحسن

اس میٹنگ کے انعقاد پر بھی مسٹر سجاد حسین بھٹی کی ترقی کا معاملہ زیر بحث نہ لایا گیا۔ بلکہ اس کے سینئرز کو ترقی دی گئی۔ حالانکہ مندرجہ ذیل افراد جو کہ موصوف سے جونیئرز تھے بطور ایکسٹینشن (officiating basis) پر ترقی پا چکے تھے۔

1۔ سلیم رضا

2۔ وسیم یاسین درانی

3۔ محمد شاہد اظہر

4۔ سید عباس رضا

5۔ سید تحسین رضا

اس کے بعد سیکرٹری کے مراسلہ نمبر SOII(PHE)3-c/81/Pt-(1) مورخہ 27-4-1995 میں بتایا گیا کہ موصوف کو بطور ایکسین خالی اسامی ہونے پر ترقی دے کر لگایا جائے گا۔ لیکن بعد میں موصوف کی بجائے مسٹر شاہد لطیف اور سیکرٹری ظفر اقبال گورمانی کو بطور ایکسین (own pay scale) یکے بعد دیگرے لگایا گیا۔ شاہد لطیف کو احکام نمبری SOII(PHE)15-107/87 مورخہ 2-6-1996 اور ظفر اقبال گورمانی کو احکام نمبری SOII(PHE)15-99/87 مورخہ 7-11-1997 کو لگایا گیا۔ حالانکہ یہ دونوں آفیسرز مسٹر سجاد حسین بھٹی سے جونیئر ہیں۔ مزید یہ کہ مسٹر شاہد لطیف جو کہ موصوف سے جونیئر ہیں مختلف ڈویژنوں میں بطور ایکسین کام کر رہا ہے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، جناب والا! میرے سوال کا نمبر 1923 ہے۔ اس کا میں نے پورا جواب پڑھا ہے اور اس پر محسوس یہ کیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے اس کو گول مول کر کے، اس کو camouflage کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے جب کہ حقائق اس کے بالکل ہی برعکس ہیں۔ اس میں میری خواہش تو یہ تھی کہ آج منسٹر صاحب ہوتے تو ان کو علم ہو جاتا کہ ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے اور کس طریقے سے لوگوں کو ترقیاں دی جا رہی ہیں اور کس طریقے سے discrimination سے کام لیا جا رہا ہے جو کہ آئین کے بھی خلاف ہے۔ مگر آج چونکہ ان کی جگہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں اور جس طرح وہ پہلے وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ پہلے سوال میں deeply دیکھیں گے اور اس ہاؤس کو آگاہ کریں گے کہ انھوں نے کیا ایکشن لیا ہے تو ان کی guidance کے لیے میں انہیں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو ویسٹ پاکستان بلڈنگ اینڈ روڈز ڈیپارٹمنٹ کوڈ کی کتاب ہے، اگر ان کو یہ پڑھ لیں اور اس میں ٹریننگ پیرا 1.86 of B&R Code or Professional para 1.89 or 1.99 of B&R Code پڑھ لیں تو میرے خیال میں یہ جو جواب انھوں نے دیا ہے، اس کا پورا نقشہ سامنے آ جائے گا کہ محکمے نے کس طریقے سے یہ گول مول کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کر رہے ہیں یا ان کو یہ مشورہ دے رہے ہیں؟ تو پھر وہ بعد میں پڑھ لیتے ہیں۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، جناب والا! میں نے اگر ضمنی سوال کرنے شروع کیے تو پھر مجھے آدھا گھنٹہ چاہیے۔ پھر مجھے پورا کچا چٹھا کھولنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ تو رولز کے تحت ہی کریں گے۔ آپ ان کو مشورہ دے رہے ہیں کہ یہ پڑھیں۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، جی' پڑھ لیں اور اس وعدے کے ساتھ کہ جب یہ جھوٹ ثابت ہو جائے گا تو پھر جو ایکشن لیں گے اس سے ہاؤس کو ضرور آگاہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بالکل ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میرے بھائی سردار رفیق حیدر خان لغاری صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ لیکن محسوس ایسا ہوتا ہے کہ آج اپنے سوال کی باری میں ان کو چاہیے یہ تھا کہ سب سے پہلے اپنا سوال نمبر لیتے۔ اس کے بعد سپیکر پارلیمنٹری سیکرٹری کو کہتے کہ اس کا جواب دیں۔ تو بجائے یہ اپنانے کے لیے انھوں نے compound کی سی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میرے خیال میں یہ چاہتے ہیں کہ آپ سے بعد میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ وہ ہاؤس میں یہ سوال نہیں لانا چاہتے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں کہ ان کے کیا grievances ہیں؟ اگر تو ان کی بات صحیح ہو تو پھر اس کے خلاف آپ کارروائی کریں یا ان کو اطمینان دلا دیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر یہ بات چلی تو بڑی لمبی چلے گی۔ اس لیے دوسرے سوالات کو وقت دینا چاہیے۔ انھوں نے محسوس کیا ہے کہ اس سوال پر آپ ان کے ساتھ مل کر اور بیٹھ کر بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ہے چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ، سوال نمبر 1963

حلقہ پی۔پی28 سرگودھا میں نامکمل واٹر سپلائی سکیموں کو مکمل کرنا

*1963۔چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی28 سرگودہا میں کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ایسی ہیں جو چالو نہیں ہیں ان کے نام بتائے جائیں۔

(ب) ان نامکمل واٹر سپلائی سکیموں کو چالو کرنے میں کتنی رقم درکار ہے اور یہ کن وجوہات کی

بناء پر خراب یا نامکمل ہیں۔ مکمل تفصیل سکیم وار بتائی جائے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکیموں کو rehabilitation کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) حلقہ پی۔پی 28 سرگودھا میں آٹھ عدد دیہی منصوبہ جات فراہمی آب ایسے ہیں جو چالو نہیں ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ دیہی منصوبہ آب رسانی چک نمبر 36 جنوبی 1997ء سے بند ہے۔

2۔ ایضاً۔ چک نمبر 45 جنوبی 5/97 سے بند ہے۔

3۔ ایضاً۔ چک نمبر 115 جنوبی' 6/96 سے بند ہے۔

4۔ ایضاً۔ چک نمبر 98 شمالی' 7/97 سے بند ہے۔

5۔ ایضاً۔ چک نمبر 102 جنوبی 2/98 سے بند ہے۔

6۔ ایضاً۔ چک نمبر 30 جنوبی 7/97 سے بند ہے۔ چونکہ ابھی تک کنکشن نہ لگا ہے۔

7۔ ایضاً۔ چک نمبر 96 جنوبی' ابھی ٹرانسفارمر لگنا باقی ہے۔

8۔ ایضاً۔ چک نمبر 26 جنوبی' 7/96 سے بند ہے۔ چونکہ ٹرانسفارمر نہیں لگا۔

(ب) مندرجہ بالا منصوبہ جات میں سے پانچ عدد منصوبہ جات کے ٹرانسفارمر چوری ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ محکمہ ہذا نے واپڈا کے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق ادائیگی کر دی ہے۔ جس کی تفصیل تحریر کی جاتی ہے:

نام منصوبہ	رقم	چیک نمبر	تاریخ	کیفیت
جز(الف)				
1۔ دیہی منصوبہ آب رسانی چک نمبر 36 جنوبی	116515/-	D-77829	26-6-97	—
2۔ ایضاً۔ چک نمبر 45 جنوبی	56845/-	D-77624	ایضاً۔	—
3۔ ایضاً۔ چک نمبر 115 جنوبی	55944/-	D-229777	19-6-98	—
4۔ ایضاً۔ چک نمبر 98 شمالی	40000/-	D-212828	4-3-98	دسمبر 1998ء میں چالو ہو جائے گی۔
5۔ ایضاً۔ چک نمبر 102 جنوبی	45000/-	D-227955	6-6-98	—

نیز مذکورہ بالا منصوبہ جات کے لیے فی الحال مزید رقم کی ضرورت نہ ہے۔

باقی ماندہ تین منصوبہ جات فراہمی آب کے لیے ٹرانسفارمرز درکار ہیں۔ ان کو بھی محکمہ ہذا نے

واپڈا کو ادائیگی کر دی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے،

1۔ دیہی منصوبہ آب رسانی چک 30 جنوبی	403020/-	053270	25-4-97
2۔ ایضاً۔ چک نمبر 96 جنوبی	121150/-	077629	27-6-97
3۔ ایضاً۔ چک نمبر 26 جنوبی	145585.-	104339+40	30-6-96

(ج) محکمہ ہذا نے واپڈا سے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کی میٹنگ میں پر زور گزارشات کی ہیں تاکہ جلد سے جلد منصوبہ جات کو بجلی فراہم ہو سکے۔ اس سلسلہ میں واپڈا نے ابھی تک مکمل یقین دہانی نہ کروائی ہے۔ جونہی واپڈا بجلی فراہم کر دے گا تو عوام کو پینے کے پانی کی سہولت فراہم کر دی جائے گی۔ مزید rehabilitation کے لیے فنڈز کی ضرورت نہ ہے اگر کنکشن بجلی لگ جائیں تو عوام کو پانی کی سہولت سے مستفید کیا جا سکتا ہے۔ نیز ابھی تک C.B O's مکمل نہ ہوئی ہیں۔ ماہ دسمبر میں C.B.O's کا مرحلہ مکمل ہونے کے بعد منصوبہ جات آب رسانی ان کے حوالے کر دیے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چیمہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں' میں نے جو منصوبہ جات حلقہ پی پی 28 کے پوچھے تھے کہ ان میں سے کون کون سے چالو حالت میں نہیں ہیں' تو انھوں نے آٹھ ایسے واٹر سپلائی سکیموں کے منصوبوں کا بتایا ہے کہ جو ابھی تک چالو حالت میں نہیں ہیں۔ جن میں زیادہ تر ایک سال اور دو سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ جن کے ٹرانسفارمر یا تو چوری ہو چکے ہیں یا وہاں پر ابھی تک لگائے نہیں گئے۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ ٹرانسفارمر چوری کیوں ہو جاتے ہیں؟ کیا محکمہ نے ٹرانسفارمر کے اوپر کوئی ایسا بندوبست نہیں کر رکھا کہ یہ ٹرانسفارمر چوری نہ ہو سکیں۔ اور دوسرا یہ بتائیں گے کہ ان کے ڈیمانڈ نوٹس جمع ہوئے عرصہ دراز ہو چکا ہے۔ کیا ابھی تک محکمہ واپڈا pursue نہیں کر سکا کہ یہ دو دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اور ان کے ڈیمانڈ نوٹس کے پیسے جمع ہونے کے باوجود ٹرانسفارمر نہیں لگائے گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! معزز ممبر نے آٹھ سکیموں کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ اب تک بند کیوں پڑی ہیں؟ جواب میں عرض یہ ہے کہ محکمہ نے تمام کی تمام جملہ آٹھ سکیمیں جو کہ ٹرانسفارمر اور بجلی کنکشن کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کا جواب دیا کہ وہ بند

ہیں۔ اس سلسلے میں محکمہ نے تمام سکیموں کے مقابل پیسے جمع کرانے اور سکیم ایک سے لے کر پانچ تک کے چیک نمبر ' ان کی رقم' ان کی تاریخ بھی بتائی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں گزارش یہ کرتا چلوں کہ سکیم نمبر 1 کا میٹریل تقریباً موقع پر پہنچ چکا ہے اور میں محکمے کی طرف سے یہ سمجھتا ہوں کہ اگلے دو تین مہینوں میں یہ سکیم چالو ہو جائے گی۔ پھر اسی طرح کی ایک سکیم اور ہے۔ اس کا میٹریل بھی موقع پر پہنچ چکا ہے۔ وہ بھی دو تین مہینوں میں چالو ہو جائے گی۔ ایک سکیم نمبر 4 ہے جو کہ ٹیسٹنگ کے لیے چالو کی گئی ہے۔ وہ بھی بہت جلد result دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! میں نے ان سے پوچھا ہے کہ ٹرانسفارمر چوری ہو جاتے ہیں۔ کیا محکمہ نے اس کا کوئی بندوبست کر رکھا ہے کہ آئندہ یہ چوری نہیں ہوں گے؛ دوسرا یہ ہے' انھوں نے بتایا ہے کہ سکیم نمبر 4 آئندہ دو تین ماہ میں شروع ہو جائے گی۔ جبکہ خود یہ جز (ب) میں اس سکیم نمبر 4 کے بارے میں کہتے ہیں کہ دسمبر 98 میں چالو ہو جائے گی۔ مطلب کہ ابھی خود بتاتے ہیں کہ دسمبر میں چالو ہو جائے گی اور اب کہتے ہیں کہ وہ دو تین ماہ میں چالو ہو جائے گی۔ کیا ان کے اپنے اس جواب میں یہ تضاد نہیں ہے؛

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اس تضاد کی وجہ آپ ذرا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میرے بھائی نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ دسمبر 1998ء میں چالو ہو جائے گی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ٹیسٹنگ کے لیے چالو ہو گئی ہے اور بہت جلد یہ صحیح مناسب طریقے سے hand over کر دی جائے گی۔ جہاں تک ٹرانسفارمر کے چوری ہو جانے کی بات ہے تو وہ یقیناً محکمے کو جب بھی علم ہوتا ہے وہ اس سلسلے میں پولیس کے پاس اور متعلقہ حکام کے پاس رپورٹ کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب والا! جز (ب) کے اندر انھوں نے یہ بتایا ہے کہ چک نمبر 26 جنوبی میں 29-6-1996 کو جو ڈیمانڈ نوٹس کے پیسے جمع کروائے ہیں۔ اس کو دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے محکمہ واپڈا کو وہ ڈیمانڈ نوٹس جمع ہو چکا ہے لیکن ابھی ٹرانسفارمر نہیں لگا۔ تو جناب' ان لوگوں کا کیا قصور ہے جن کو ہم نے عرصہ دراز سے بتایا ہوا ہے اور وہاں پر دو الیکشن بھی بھگت چکے ہیں کہ ہم یہاں پر واٹر سپلائی سکیم لے آئے ہیں لیکن دو سال پہلے سے ڈیمانڈ نوٹس کے

پیسے جمع ہونے کے باوجود ابھی تک وہ ٹرانسفارمر نہیں لگا؛ تو اس میں محکمے کی بھی غفلت ہے کہ انھوں نے محکمے سے کیوں نہیں pursue کیا۔ محکمہ واپڈا کو جیسے ہی ڈیمانڈ نوٹس کے پیسے جمع ہوتے ہیں محکمہ واپڈا پابند ہوتا ہے کہ دو یا تین ماہ کے اندر اندر بلکہ کچھ ہفتوں کے اندر ہی وہ ٹرانسفارمر لگائے۔ لیکن یہاں پر تو سالوں سال سے نہیں لگایا جا رہا اور یہ کہتے ہیں کہ آئندہ دو تین ماہ میں یہ لگا دیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ جو اتنے سالوں سے نہیں لگایا گیا یہ آئندہ دو ' تین ماہ میں بھی نہیں لگوا سکیں گے۔ تو یہ اس کی کیا surety دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب' آپ اسے pursue کریں اور اگر آپ واپڈا کی ابھی بھی negligence دیکھتے ہیں تو آپ ان کو لکھیں کہ یہ کیا بات ہے۔ جب دو سال پہلے ڈیمانڈ نوٹس کے پیسے جمع کروا دیے گئے ہیں تو محکمہ کو اسے pursue کرنا چاہیے کہ یہ کیوں چالو نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جب بھی دیکھتی ہے کہ کوئی سکیم کسی وجہ سے بند ہے تو فوری طور پر اس پر توجہ دیتی ہے۔ جملہ سکیموں کے تمام پیسے محکمہ واپڈا کے پاس جمع کر دیے گئے ہیں اور اب آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرما رہے ہیں ۔ لیکن یہ بھی محکمے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو pursue کرے اور اس کو چلوائے۔ اگر وہ دیکھتے ہیں کہ وہ محکمہ ان کو lift نہیں کروا رہا تو اس کے اوپر بڑی ایجنسیز ہیں ' ان کے افسران بالا ہیں ان کو یہ بتائیں کہ یہ قانون کے مطابق اس وقت تک چالو ہونے چاہییں تھیں۔ جب یہ پیسے جمع ہو گئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے؟ یہ pursue کریں اور معزز رکن کو اس کی جلدی رپورٹ دیں کہ ہم نے یہ pursue کیا ہے اور فلاں تاریخ تک یہ ہو جائے گا۔ آپ ان کو کوئی positive تاریخ بتائیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں اسی اجلاس کے دوران محکمہ کی وساطت سے معزز ممبر کی تسلی کرواؤں گا اور محکمہ کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ واپڈا حکام کو pursue کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔ ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب والا! جواب کے آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ " نیز ابھی تک C.B.O's مکمل نہ ہوئی ہے ماہ دسمبر میں C.B.O's کا مرحلہ مکمل ہونے کے بعد منصوبہ جات آب رسانی ان کے حوالے کر دیے جائیں گے" ۔ تو جناب والا فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں کہ C.B.O's سے ان کی کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! C.B.O's سے مراد ہے، "Community Based Organization"۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! یہ question hour کتنے وقت کا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک گھنٹے کا ہوتا ہے جی۔ میرے خیال میں اگر آپ شروع میں آئے ہوتے تو آپ کو پتا ہوتا کہ وہ بات کیا ہوئی ہے۔ آپ وقت پر تشریف لایا کیجیے تو آپ کو اس سوال کا جواب ہمیشہ مل جایا کرے گا۔ اگلا سوال نمبر 1973 ۔ سید ذیشان الہیٰ شاہ صاحب کا ہے ۔ جی شاہ صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، سوال نمبر 1973۔ سید ذیشان الہی شاہ کے ایماء پر دریافت کیا۔)

ڈائریکٹر ایڈمن کی آؤٹ آف ٹرن پرموشن

*1973۔سید ذیشان الٰہی شاہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
غلام مرتضیٰ بٹر، ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ فنانس واسا، فیصل آباد کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اور اس نے اپنی سروس کا آغاز کس عہدہ سے کیا اور اس کو اس عہدہ تک پہنچنے کے لیے آؤٹ آف ٹرن پرموشن کس کے حکم سے دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

اس نوعیت کا اسمبلی سوال نمبر 908 جون 1991ء میں پیپلز پارٹی کے ایم۔پی۔اے رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے بھی اٹھایا گیا تھا اور اس کا مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔

مسمی غلام مرتضیٰ بٹر کی تعلیمی قابلیت بی۔کام ہے۔ تعلیمی قابلیت اور سابقہ تجربہ کی بناء پر گریڈ نمبر 18 کی اسامی ڈپٹی ڈائریکٹر فنانس پر تقرری کے اہل تھے۔ لیکن اسامی نہ

ہونے کی وجہ سے ان کی تقرری کم درجہ میں بطور سینئر اکاؤنٹنٹ کی گئی۔ جبکہ سال 1989ء میں مسمی غلام مرتضیٰ بٹر کی ابتدائی تقرری (ترقی نہیں) خالی اسامی ڈائریکٹر (گریڈ نمبر 19) میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے ہوئی۔ لہذا آؤٹ آف ٹرن پروموشن کا کوئی معاملہ ہی نہ ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!------

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ وہ کچھ بتا رہے ہیں ۔ ان کی بات سن لیجیے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ وہ یہی بتانا چاہ رہے ہیں کہ اسی نوعیت کے سوال کا پہلے جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جب رانا اکرام ربانی 1991 ء میں ایم۔پی۔اے تھے تو اس وقت کتنے ممبر تھے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ ماشاء اللہ بہت تھے۔

جناب سعید اکبر خان: لیکن یہ نہیں تھے جو پڑھ رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر دس سال پہلے اس اسمبلی میں کوئی سوال کیا جائے اور اس کا جواب آئے اور دس سال کے بعد اگر میں وہی سوال دوبارہ کروں تو اس کا جواب یہ دے کر ٹال دیا جائے کہ 1991ء میں ہم یہ جواب اسمبلی کو دے چکے ہیں۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ آپ اگر کوئی ضمنی سوال چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب سعید اکبر خان: کوئی نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ پھر آگے چلیں جی۔ اگلا سوال نمبر 1974 بھی سید ذیشان الہیٰ شاہ صاحب کا ہے ۔ جی شاہ صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 1985 ۔ جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے ۔ جی خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: سوال نمبر 1985۔

مدینہ کالونی کی گلی نمبر 1 میں سیوریج ڈالنے کے اقدامات

*1985۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے' واسا نے سال 97-1996ء میں مدینہ کالونی کھاڑک ملتان روڈ لاہور کے امام باڑہ سے پل کھاڑک سبزہ زار تک پختہ سڑک اور سیوریج ڈالنے کا کام مکمل کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے مدینہ کالونی کی گلی نمبر 1 (پل آقا بلڈنگ میٹریل سٹور) میں بھی سیوریج ڈالنے کے لیے جو منظوری دی تھی اس میں ڈسپوزل پمپ اور اس کی تنصیب کا تخمینہ شامل نہیں کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس گلی میں سیوریج نہیں ڈالا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈسپوزل پمپ اور اس کی تنصیب کا تخمینہ منظور کر کے درج بالا گلی نمبر 1 میں سیوریج ڈالنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واسا نے 1995ء میں مسجد اہل تشیع کھاڑک روڈ سے 320 فٹ لمبا 15۔ انچ قطر کا سیور بڑے سیور تک ڈالا تھا تاکہ کھاڑک کے پانی کا نکاس بہتر طریقہ سے ہو سکے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز(الف) اور (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جز (ب) میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ کیا یہ درست ہے کہ واسا نے مدینہ کالونی کی گلی نمبر 1 (پل آقا بلڈنگ میٹریل سٹور) میں بھی سیوریج ڈالنے کی منظوری دے دی تھی اس میں ڈسپوزل پمپ اور اس کی تنصیب کا تخمینہ شامل کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر اسی tenure میں میرے بھائی خالد وڑائچ صاحب نے اسی ضمن کا ایک سوال کیا تھا۔ اور وہ اسمبلی سوال نمبر 1429 تھا۔ اس میں انھوں نے جواب دیا تھا کہ جی ہاں یہ درست ہے کہ ہم نے یہ سارا کام کیا تھا۔اب مجھے جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ جو انھوں نے فرمایا اسی اسمبلی سوال کی کاپی میرے پاس موجود ہے ۔ یہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ اس میں انھوں نے

جواب دیا کہ جی ہاں ۔ یہ سروے اور یہ کام کیا گیا تھا۔ یہ اسی اسمبلی کا کاغذ ہے جو میں نے آپ ہی کی اسمبلی سیکرٹریٹ سے لیا ہے۔ سوال same ہے اور اس کا جواب آج کچھ ہے اور اس وقت کچھ تھا۔ تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ غلط بیانی پہلے سوال میں کی گئی ہے یا اس سوال میں کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ۔ ملک صاحب' آپ کی اطلاع کے لیے میں کہتا ہوں کہ انھوں نے مجھے اس کی کاپی دی ہے۔ اس میں واقعی یہی سوال ہے اور اس میں اور اس میں تضاد ہے ۔ اب آپ یہ فرمائیے کہ وہ کون سا جواب درست ہے؟ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کاپی بھجواؤں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ سوال نمبر 1985 ہے اور یہ مدینہ کالونی ایک low lying locality ہے جس کے بارے میں معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ کیا یہاں پر سیوریج ڈالنے کی منظوری دے رکھی ہے اور اس میں ڈسپوزل پمپ اور تنصیب کا تخمینہ شامل نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس گلی میں سیوریج نہیں ڈالا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے۔

جہاں تک میرے بھائی نے سوال نمبر 1429 کی بات کی ہے اور وہ کب پیش ہوا تھا اور اس کے کیا حقائق ہیں۔ جناب والا! وہ اب چونکہ میرے سامنے نہیں ہے ۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ مدینہ کالونی ایک پرائیویٹ کالونی ہے جس میں ڈسپوزل یا اس کا جو بھی کام ہے یہ اس کے اپنے لوگوں کا کام ہے۔ اگر وہ پیسے جمع کروائیں گے تو لامحالہ سیوریج بھی ڈالا جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک صاحب' میں آپ سے عرض کرتا ہوں ۔ میں یہ کاپی بھی آپ کو بھجوا دیتا ہوں اس میں بھی یہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے یہ 23-4-98 کی بات ہے۔ اس میں بھی یہی پوچھا گیا اور یہ کالونی اس وقت بھی یقیناً پرائیویٹ ہی ہوگی کہ، "کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل نزدیک آقا بلڈنگ میٹریل سٹور کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 1, 2 and 3 میں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے گندا پانی جوہڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے"۔ آپ کے محکمے کی طرف سے یہ جواب ہے کہ جی ہاں یہ درست ہے ۔ (ب) میں انھوں نے پوچھا ہے کہ، "کیا یہ درست ہے کہ واسا نے ان گلیوں میں سیوریج ڈالنے کے لیے سروے کے بعد منظوری بھی دے دی ہے"۔ تو اس کا جواب ہے کہ، "جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے"۔ جب وہ بھی درست ہے تو آج یہ درست کیوں نہیں۔ آج یہ

پرائیویٹ کالونی کیوں بنی؟ اس وقت بھی یہ پرائیویٹ کالونی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک سابقہ سوال کا تعلق ہے اس کا جواب تو آپ کے سامنے ہے۔ تو اس کا جواب تو میں فوری طور پر دینے سے قاصر اس واسطے سے ہوں کہ وہ ریکارڈ آج میرے سامنے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو دو دن دیے جاتے ہیں۔ دو دن میں آپ محکمے سے یہ پوچھیں کہ کون سا جواب درست ہے اور یہ غلط بیانی کس لیے کی گئی ہے اور کیوں کی گئی ہے؟ آپ پرسوں ہاؤس کو بتائیں گے کہ آپ نے جو انکوائری کی ہے اس میں کون سے لوگ involve ہیں۔ اس سے بڑی بات تو کوئی نہیں کہ یہ ریکارڈ پر چیز آئی ہوئی ہے۔ یہ آپ بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! آپ کی جو ہدایت ہے اور وہ بھی ایسے سوال کے بارے میں ہے کہ بقول میرے معزز ممبر کے 24-3-98 کو وہ سوال کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ مزید دن لینا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب آپ جو فرمائیں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ہدایت بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جتنے دن لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جو آپ کی ہدایت ہے یہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جتنے دن لینا چاہیں لے لیں' لیکن اسی اجلاس میں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جی ہاں' اسی اجلاس میں جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات ریکارڈ پہ آئی ہوئی ہے۔ جب ایک منصوبے کے مطابق اُس وقت منظوری دے دی گئی ہے اور یہ بات اس معزز ہاؤس کے ریکارڈ میں لائی گئی ہے تو پھر آج اس کی نفی کیوں ہو رہی ہے؟ کیا وہ بات غلط تھی یا یہ بات غلط ہے' ہاؤس کو غلط جواب کیوں فراہم کیا گیا ہے؟ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ یہ غلط جواب کس نے مہیا کیا اور کیوں کیا تھا؟ یہ آپ کل' پرسوں' دو دن' تین دن میں بتائیں۔ جتنا وقت آپ چاہتے ہیں لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جو آپ کی ہدایت ہے اس پہ توجہ

دے کر ان شاء اللہ العزیز معزز ممبر اور ہاؤس کو اس بابت آگاہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب یہ بات ممبر کی نہیں رہی' اب یہ معزز ہاؤس کے ریکارڈ کی بات ہے۔ اب آپ اس معزز ہاؤس کو جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: اس معزز ہاؤس کے سامنے ان شاء اللہ العزیز آپ کی ہدایت کے مطابق جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے' آپ اگلے سوموار کو اس بابت ہاؤس کو آگاہ فرمائیں گے۔ اور اس سوال کو اس وقت تک کے لیے میں pending کرتا ہوں۔ اگلا سوال' جو کہ آخری سوال ہوگا وہ جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 2025 ' جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

PCSIR امپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کے پلاٹس کی تعداد

*2025۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) PCSIR امپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کینال روڈ لاہور سکیم کب شروع ہوئی۔ یہ سکیم ایل۔ ڈی۔اے نے کب منظور کی اور اس کا کل رقبہ اور کل پلاٹ(سائز وار) کتنے ہیں نیز کیا اس کے تمام ترقیاتی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔

(ب) سکیم ہذا میں قبرستان' مسجد' کمیونٹی سنٹر اور کمرشل زون (دکانات وغیرہ) کے لیے کتنا کتنا اور کس کس بلاک میں رقبہ (قطعہ) مختص کیا گیا اور اس وقت موقع پر کیا پوزیشن ہے۔

(ج) اکتوبر 1998ء تک سکیم ہذا میں کل کتنے مکانات' پبلک یوٹیلٹی بلڈنگز تعمیر ہو چکی ہیں اور کیا یہ تمام تعمیرات سوسائٹی کے قواعد و ضوابط بلڈنگ رولز کے مطابق تعمیر ہوئی ہیں یا ان میں کوئی violations ہوئی ہے۔

(د) ایل۔ڈی۔اے نے سکیم کو منظور کرتے وقت کل کتنے پلاٹ تعداد رقبہ اور کون کون سے بلاک میں mortgage رکھے ہیں اور اس وقت موقع پر ان پلاٹس کی کیا حیثیت ہے۔ تفصیل بتائی جائے؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و مرمت پلاسٹر (جناب اسف ملک)۔

(الف) PCSIR ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز I کینال روڈ ایک پرائیویٹ سکیم ہے۔ ایل۔ڈی۔اے نے یہ سکیم 1982ء میں منظور کی۔ اس سکیم کا کل رقبہ 599 کینال ہے اور اس میں پلاٹ سائزوار مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ ڈیڑھ کینال	142
2۔ ایک کینال	8
3۔ 15 مرلہ	232
4۔ 14 مرلہ	7
5۔ 10 مرلہ	18
6۔ ساڑھے سات مرلہ	46
7۔ ڈیڑھ مرلہ	10
8۔ پبلک بلڈنگ سائیٹ	4
دس کنال گیارہ مرلے	
9۔ قبرستان 10 کنال 17 مرلے	1
ٹوٹل پلاٹس	468

جہاں تک ترقیاتی کام مکمل ہونے کا تعلق ہے بمطابق ریکارڈ اس کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ سڑکیں	%94 43
2۔ بجلی	%50
3۔ سیوریج اور واٹر سپلائی	%80

مندرجہ بالا رپورٹ کے مطابق تقریباً 75% کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) PCSIR سکیم میں قبرستان، مسجد، کمیونٹی سنٹر اور کمرشل ایریا (دکانات) کی تفصیل بمع رقبہ و بلاک درج ذیل ہے۔

پبلک یوٹیلٹی	بلاک	رقبہ		موقعے پر کیفیت
		مربع فٹ مرلے	کنال	
قبرستان	بی	93	17	10 چار دیواری مکمل ہے۔
کمیونٹی سنٹر	NIL	NIL		NIL
کمرشل ایریا	اے	163	13	10 چھ عدد دکانیں تعمیر شدہ
مسجد	اے	100	0	3 مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔

مسجد کا پلاٹ جو کہ منظور شدہ سکیم پلین میں بلاک "بی" میں مختص کیا گیا تھا۔ وہاں سے تبدیل کر کے بلاک "اے" میں بلا منظوری نقشہ مسجد بنائی گئی ہے۔ اور مسجد کے لیے مختص شدہ پلاٹ بلاک "بی" پر بلا منظوری پانچ عدد پلاٹ بنا لیے گئے ہیں۔ جن میں سے پلاٹ نمبر 88-B, 88-I-B اور 88 ڈی بلاک "بی" پر بلا منظوری گھر تعمیر ہو چکے ہیں۔ پلاٹ نمبر 88 سی پر صرف چار دیواری (بلا منظوری نقشہ) بنائی گئی ہے اور پلاٹ نمبر 88 موقعہ پر خالی ہے اور ہر پلاٹ کا رقبہ تقریباً بارہ مرلے ہے۔

(ج) بمطابق ریکارڈ اکتوبر 1998ء تک PCSIR سکیم میں کل رہائشی 239 پلاٹس کے نقشہ جات برائے تعمیر ایل۔ڈی۔اے سے منظور شدہ ہیں۔ پبلک یوٹیلٹی بلڈنگ کا کوئی نقشہ منظور نہ ہوا ہے۔ PCSIR سکیم / سوسائٹی کے اپنے کوئی قواعد و ضوابط / بلڈنگ رولز نہ ہیں کیونکہ یہ ایل۔ڈی۔اے کے کنٹرول ایریا میں آتی ہے اور ایل۔ڈی۔اے ہی نقشہ جات منظور کرنے کا مجاز ہے۔ violation/ منظور شدہ نقشہ جات کی خلاف ورزی کا تعین اور موقعے پر ہر تعمیر مکمل سروے کر کے (ہر گھر کا موقعہ دیکھ کر) ہی کیا جا سکتا ہے۔

(د) PCSIR سکیم کی منظوری کے وقت 20% کے حساب سے پلاٹس گروی رکھے گئے تھے جن کی تعداد پلاٹ نمبر بلاک رقبہ موقعے کی پوزیشن اور کیفیت ستمبر "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے، جیسا کہ جز(ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ PCSIR اسمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی فیز۔I میں قبرستان، مسجد، کمیونٹی سنٹر اور کمرشل ایریا (دکانات) کی تفصیل بمع رقبہ و بلاک درج ذیل ہے۔ جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں پبلک یوٹیلٹی کی جو سائیڈز تھیں، کمیونٹی سنٹر، سکول کی جگہ وغیرہ کو سوسائٹی

والوں نے -----

جناب ڈپٹی سپیکر: سلہری صاحب! میری ایک گزارش ہے' چونکہ وقت ختم ہونے والا ہے اور آپ کا سوال بہت اہم ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس سوال کو pending کر لیتے ہیں تاکہ next time اس پہ تفصیل سے بات ہو جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو سلہری صاحب کے سوال نمبر 2025 کو ہم pending کرتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب آصف علی ملک: جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گندے نالہ کو پختہ کرنا

*1430۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم اور کھاڑک لاہور کے درمیان بہنے والے گندے نالے کے کنارے ملتان روڈ لاہور سے پہلے پل کھاڑک (مدینہ کالونی) تک پختہ نہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گندے نالے کے کنارے پختہ نہ ہونے کی وجہ سے گوالوں نے قبضہ جما رکھا ہے اور جانوروں کا گوبر وغیرہ گندے نالے میں ڈالتے ہیں جس سے آمدورفت میں سخت مشکلات ہوتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے پل کھاڑک سے گرڈ سٹیشن تک گندے نالے کے کنارے پختہ ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملتان روڈ لاہور سے پہلے پل کھاڑک سے (مدینہ کالونی) گندے نالے کے کناروں کو پختہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ ملتان روڈ سے پہلے پل تک گندے نالے کا فرش اور کنارے دونوں پختہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ بعض جگہوں پر گوالوں نے اپنے مویشی باندھ رکھے ہیں جس کا تعلق نالے کے کنارے پختہ یا نہ پختہ ہونے سے نہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔

(د) ملتان روڈ لاہور سے پہلے پل کھاڑک سے مدینہ کالونی تک نالے کے کنارے پہلے سے ہی پختہ ہیں۔

پنجاب میں واسا کے وائس چیئرمین کی تقرری کی تعداد

*1974۔سید ذیشان الٰہی شاہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں واسا کے کتنے وائس چیئرمین مقرر ہوئے ہیں اور یہ کن کن شہروں میں ہیں۔

(ب) کیا وائس چیئرمین کے پاس اختیار ہے کہ وہ اپنے استعمال کے لیے واسا کے فنڈز سے گاڑی خریدے۔ اگر ہے تو یہ کتنی پاور (سی۔سی) تک کی ہے۔

(ج) پنجاب میں واسا کے کتنے وائس چیئرمین ہیں جنہوں نے اپنے استعمال کے لیے نئی گاڑیاں خریدیں۔

(د) تمام وائس چیئرمین واسا اپنے زیر استعمال کتنی سرکاری گاڑیاں رکھ سکتے ہیں۔ کتنا ماہانہ پٹرول استعمال کر سکتے ہیں اور ان کی گاڑیوں کی ریپیر پر کتنے اخراجات اب تک آ چکے ہیں۔

(ہ) تمام وائس چیئرمین واسا کے دفاتر کی تزئین و آرائش پر کتنے اخراجات آ چکے ہیں اور ان کے دفاتر کے ماہانہ اخراجات کتنے ہیں۔

(و) ہر وائس چیئرمین واسا کے زیر استعمال کتنے ٹیلی فون، فیکس ہیں اور ان کے ماہانہ کتنے اخراجات آتے ہیں۔ تفصیلات علیحدہ علیحدہ بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) پنجاب میں واسا کے صرف دو وائس چیئرمین مقرر ہوئے ہیں۔ جناب بلال یسین کو واسا لاہور اور جناب محمد افضل خان، ایم۔پی۔اے کو واسا فیصل آباد کا وائس چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) مروجہ اختیارات میں ایسی کوئی شق نہ ہے۔ البتہ وائس چیئرمین واسا کے پاس مینجنگ ڈائرکٹر واسا سے بالائی اختیارات موجود ہیں۔ جبکہ مینجنگ ڈائرکٹر واسا اپنے اختیارات کی رو سے نئی گاڑیوں کی خرید اور پرانی گاڑیوں کی فروخت کرنے کے مکمل اختیارات رکھتے ہیں۔ وائس چیئرمین صاحبان جو کہ پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں تو ان کی appointment کی رو سے واسا فیصل آباد نے گاڑی کے استعمال کے سلسلہ میں وہی سہولیات مہیا کی ہیں جو کہ پنجاب اسمبلی کے پارلیمانی سیکرٹری اور چیئرمین کمیٹی کو دی گئی ہیں۔ اس طرح واسا فیصل آباد نے وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کو 1300 سی۔سی کار مہیا کی ہے جو کہ ٹیوٹا کرولا ایکس۔ای ہے۔

(ج) (i) موجودہ وائس چیئرمین واسا لاہور کے لیے کوئی نئی گاڑی نہ خریدی گئی ہے۔

(ii) واسا فیصل آباد نے مورخہ 16-10-1995 کو 7 پرانی گاڑیاں اور مورخہ 16-12-97 کو 11 پرانی گاڑیاں نیلام کی ہیں۔ جبکہ پچھلے مالی سال میں دو نئی گاڑیاں خریدی گئیں۔ ان میں ایک گاڑی (سوزوکی خیبر) مینجنگ ڈائریکٹر واسا فیصل آباد کے زیر استعمال ہے۔ واسا فیصل آباد کے پاس صرف ایک گاڑی 1300 سی۔سی موجود ہے۔ جو کہ وائس چیئرمین واسا کو مہیا کی گئی ہے۔

(د) (i) واسا لاہور کے وائس چیئرمین کے لیے صرف ایک گاڑی واسا پول سے مخصوص ہے۔ جس کا نمبر LOZ-5795 ہے۔ پٹرول کی ماہانہ حد مقرر نہ ہے۔ لیکن اس کی مرمت پر ستمبر 1998ء تک مبلغ -/76,168 روپے خرچ آ چکے ہیں۔

(ii) وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ہے۔ جس پر پٹرول حسب ضرورت استعمال کر سکتے ہیں۔ چونکہ مختلف پراجیکٹ کی چیکنگ پر منحصر ہے اور ان کے زیر استعمال گاڑی نمبر 505 ایف۔ڈی۔یو کی ریپیئر پر مبلغ -/18790 روپے اخراجات آ

چکے ہیں۔

(ہ) (i) واسا لاہور کے وائس چیئرمین کو واسا ہیڈ آفس میں ہی ایک دفتر دیا گیا ہے۔ جس کی تزئین وآرائش تمام عمارات کے ساتھ ہی کی جاتی ہے۔ البتہ دفتر کے فرنیچر پر -/56,000 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ii) وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے لیے پہلے سے موجود کوئی دفتر نہ تھا۔ اس لیے بذریعہ alteration نیا دفتر قائم کیا گیا۔ جس پر مبلغ 2,04,281.00 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(و) (i) وائس چیئرمین واسا لاہور کے دفتر میں دو عدد ٹیلی فون برائے دفتری استعمال لگائے گئے ہیں۔ دفتر میں کوئی فیکس کنکشن نہ ہے۔ البتہ دونوں ٹیلی فون کی ادائیگی بل کی گئی ہے۔ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ فون نمبر 5751730

عرصہ جولائی 97ء تا ستمبر 98ء Rs, 43,233/-

2۔ فون نمبر 5715308' عرصہ 97ء تا اپریل 98ء -/Rs, 12,216

(ii) وائس چیئرمین واسا فیصل آباد کے زیر استعمال کوئی فیکس نہ ہے۔ جبکہ ایک ٹیلی فون ہے۔ ٹیلی فون کے ماہانہ اخراجات تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

تتمہ "الف"

STATEMENT SHOWING MONTH WISE TELEPHONE EXPENDITURE OF PHONE No. 761611 OF VICE CHAIRMAN WASA, FDA, FAISALABAD OFFICE

MONTH	AMOUNT
September 1997	Rs, 1223.00
October 1997	Rs, 1269.00
November 1997	Rs, 1350.00
December 1997	Rs, 0366.00
January 1998	Rs, 0305.00
February 1998	Rs, 3026.00
March 1998	Rs, 1824.00
April 1998	Rs, 1451.00
May 1998	Rs, 2393.00
June 1998	Rs, 1411.00
July 1998	Rs, 2672.00
August 1998	Rs, 3009.00
September 1988	Rs, 2690.00
Total	Rs, 22989.00

دیہی واٹر سپلائی سکیم کی بحالی

*2246۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ٹوبہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں اس دور میں بھی پینے کے پانی سے محروم ہے اور خواتین کو کافی دور سے پینے کا پانی لانا پڑتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے سے موجود واٹر سپلائی سکیم ناکارہ اور بوسیدہ ہو چکی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع ٹوبہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں پینے کے پانی کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) موضع ٹوبہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کی آبادی 1981ء کی مردم شماری کے مطابق 4858 نفوس تھی۔ اندازہ ہے کہ موجودہ آبادی 7650 نفوس ہو گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گاؤں میں اس وقت پانی واٹر سپلائی سکیم تحل علاقہ سے دیا جا رہا ہے۔ جو کہ سروہی چشمہ سے آتا ہے۔ پانی کم اور آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے گاؤں میں پانی کی قلت رہتی ہے۔ یہ درست نہیں کہ خواتین کو پینے کا پانی دور سے لانا پڑتا ہے۔ گاؤں کے اندر پائپ لائن پر 265 کنکشن موجود ہیں اور اس کے علاوہ تین سٹینڈ پوسٹ بھی لگائے گئے ہیں۔ گاؤں کی آبادی گھریلو کنکشن اور سٹینڈ پوسٹ سے پانی بھرتی ہے۔

(ج) پہلے سے موجود واٹر سپلائی سکیم بہت پرانی ہے اور آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے پانی کی قلت رہتی ہے۔

(د) حکومت نے دریائے جہلم کے کنارے ٹیوب ویل لگا کر ایک نئی واٹر سپلائی سکیم جون 1998ء میں مکمل کی ہے۔ جس کا بجلی کا کنکشن مکمل کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر بجلی کا کنکشن مکمل کر کے یہ سکیم چلا دی جائے گی۔ جس سے یہاں کی آبادی کے لیے پینے کے پانی کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

*2253۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 99-1998ء میں حلقہ پی۔پی۔11 کی 1۔ چھاری کلیال، بھیر کلیال، سکھو موہڑہ نوری، کیالی کی ڈرینج سکیمیں منظور ہیں۔

(ب) ہر سکیم کے لیے کل کتنے فنڈز مختص کیے گئے ہیں اور اب تک ان میں سے کتنے خرچ ہوئے ہیں اور کتنے عرصے میں یہ سکیمیں مکمل ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) جی ہاں یہ بالکل درست ہے۔

(ب) ہر سکیم کے فنڈ مندرجہ ذیل ہیں۔

I۔ چھاری کلیال	10.00 لاکھ
II۔ بھیر کلیال	10.00 ۔ایضاً۔
III۔ سکھو موہڑہ نوری	10.00 ۔ایضاً۔

ان سکیموں کے اسٹیمیٹ انتظامی منظوری کے لیے ڈپٹی کمشنر آفس بھیج دیے ہیں۔ منظوری ملنے کے بعد ان سکیموں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ فی الحال ان سکیموں پر کوئی خرچ نہیں ہوا۔ تخمینہ میں دیئے گئے عرصہ تکمیل کے مطابق یہ سکیمیں مالی سال 2000-2001ء تک مکمل ہو جائیں گی۔

حلقہ پی۔پی۔11 کو سکیموں کو مکمل نہ کرنے کی وجوہات

*2254۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی۔11 تحصیل گوجر خان میں 1۔ کونتریہ 2۔ موہڑہ نور 3۔ کوری دولال کجو صاتب 4۔ ڈھوں کسراں ٹھٹھہ کلاں خورد 5۔ سید کونٹ دیہات میں ڈرینج سکیموں پر کام شروع ہوا تھا۔ مگر ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ب) ہر سکیم پر کتنی کتنی لاگت آئی ہے۔ اور کتنا کام بقایا ہے۔ اور حکومت ان سکیموں کو مکمل کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ج) اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان سکیموں کے لیے کتنے فنڈز رکھے ہیں۔ کیا اس فنڈز سے کام مکمل ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو کب تک مزید فنڈز حکومت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 11 تحصیل گوجر خان میں ڈرینج سکیم 1۔ کونتریہ 2۔ موہڑہ نوری 3۔ کوری دولال کجو صاتب 4۔ ڈھون کسراں ٹھٹھہ کلاں خورد 5۔ سید کونت دیہات میں محکمہ کی زیر نگرانی کام شروع ہوا تھا بقایا کام بوجہ عدم دستیابی فنڈز رہ گیا ہے۔

(ب) ان سکیموں کی مالیاتی پوزیشن درج ذیل ہے۔

1۔ رورل ڈرینج سکیم کونتریہ

(I) انتظامی منظوری / تخمینہ 49.88 لاکھ روپے

(II) کل خرچہ 25 75 ۔ایضاً۔

(III) سال 99-1998ء کے لیے جاری شدہ فنڈز 03.39 ۔ایضاً۔

اس سکیم کا تقریباً آدھا کام بقایا ہے۔ کام زیر تکمیل ہے۔

2۔ رورل ڈرینج سکیم موہڑہ نوری تحصیل گوجر خان

(I) انتظامی منظوری / تخمینہ 27 49 لاکھ روپے

(II) کل خرچہ 31 09 ۔ایضاً۔

(III) سال 99-98 کے لیے فنڈز نہ رکھے گئے ہیں۔

(IV) ترمیم شدہ تخمینہ 42 00 لاکھ روپے منظوری کے لیے زیر غور ہے۔ یہ سکیم اپنے پہلے تخمینہ کے مطابق مکمل ہو چکی ہے۔

3۔ ڈرینج سکیم ٹھٹھہ ڈھون کسراں کلاں خورد تحصیل گوجر خان

(I) انتظامی منظوری / تخمینہ 59.00 لاکھ روپے

(II) کل خرچہ 26.54 ۔ایضاً۔

(III) سال 99-98ء کے لیے جاری فنڈز 01.00 ۔ایضاً۔

اس سکیم کا تقریباً 45 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ کام زیر تکمیل ہے۔

4۔ رورل ڈرینج سکیم نور کجو کوری تحصیل گوجر خان

(I) انتظامی منظوری / تخمینہ 34.81 لاکھ روپے

(II) کل خرچہ 18.84 ۔ایضاً۔

(III) 98-99ء کے لیے جاری فنڈز 03.81 ۔ایضاً۔

اس سکیم کا تقریباً آدھا کام مکمل ہو چکا ہے۔ کام زیر تکمیل ہے۔

5۔ رورل ڈرینج سکیم سید کونٹ تحصیل گوجر خان

(I) انتظامی منظوری / تخمینہ 34 87 لاکھ روپے

(II) کل خرچہ 40.96 ۔ایضاً۔

(III) سال 98-99ء کے لیے مختص فنڈز کوئی نہیں

اس سکیم کا کام تخمینہ کے مطابق مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سکیموں کے لیے سال 1998-99ء مختص شدہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سکیم	مختص شدہ فنڈز	ADP نمبر
1۔ رورل ڈرینج سکیم کونتریہ	3.39 لاکھ روپے	1509
2۔ آر۔ڈی۔ایس موہزہ نوری	NIL	—
3۔ آر۔ڈی۔ایس ٹھٹھہ ڈھون کسراں کلاں خورد	01 00 لاکھ روپے	1510
4۔ آر۔ڈی۔ایس نور کجو کوری	03 81 ۔ایضاً۔	1515
5۔ آر۔ڈی۔ایس سید	NIL	—

یہ سکیمیں سال 98-99ء کے لیے مختص شدہ فنڈز سے مکمل نہیں ہوسکتیں البتہ اگلے مالی سال میں ان سکیموں کو پورے فنڈز دینے کی کوشش کی جائے گی۔

ہاؤسنگ سکیموں کو لوکل کونسلوں کے حوالے کرنے کے اقدامات

*2300۔چودھری سعید اقبال، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ کی جانب سے بنائی جانے والی ہاؤسنگ اسکیمیں مکمل طور پر لوکل کونسلوں کے حوالے کیوں نہیں کی گئیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ADS' بلال ٹاؤن جہلم کی کچھ سروسز بلدیہ جہلم کے حوالے اس شرط

پر کی گئی تھیں کہ بلدیہ کو سلیم اچھی حالت میں رکھنے کے لیے اتنی مالیت کی جائیداد دی جائے گی جس سے 50 لاکھ روپے حاصل ہوسکیں۔ یہ معاہدہ جنوری 1995ء کو طے پایا مگر اب تک صرف تقریباً 20 لاکھ کی جائیداد بلدیہ کے حوالے کی گئی۔ تقریباً چار سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بقیہ پراپرٹی (مالیتی 30 لاکھ) بلدیہ کے حوالے کیوں نہ کی گئی ہے؟ اگر محکمہ کے پاس کوئی متبادل تجویز ہے تو بتائی جائے

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ نکاسئ آب کا نظام خراب ہے اور سٹریٹ لائیٹ بھی نہ ہے کیا حکومت مذکورہ سڑکوں' نکاسئ آب اور سٹریٹ لائیٹ کو مرمت و چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب نے اب تک 102 ہاؤسنگ سکیمیں شروع کیں۔ جن میں سے 97 سکیموں پر ترقیاتی کام مکمل ہیں۔ ان میں سے 55 عدد سکیمیں مقامی میونسپل کمیٹیوں کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ بقیہ تکمیل شدہ سکیمیں لوکل کونسلوں نے کمزور مالی حالت کی وجہ سے take-over نہیں کیں۔ اس سلسلہ میں مذاکرات جاری ہیں اور محکمہ ہذا کی بھر پور کوشش ہے کہ یہ سکیمیں بھی جلد از جلد متعلقہ لوکل کونسلوں کے حوالے کر دی جائیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ (ایریا ڈویلپمنٹ سکیم -I) ADS_I جہلم (بلال ٹاؤن) بلدیہ جہلم کے حوالے کی گئی ہے اور بلدیہ کو سکیم ہذا اچھی حالت میں رکھنے کے لیے محکمہ ہذا نے چند پلاٹ بھی دینے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کی نیلامی سے بلدیہ مذکورہ کو مبلغ 50 لاکھ روپے آمدن ہو سکے۔ محکمہ ہاؤسنگ نے بلدیہ جہلم کو اب تک مبلغ 20 لاکھ روپے مالیت کے پلاٹ حوالہ کیے ہیں۔ جب کہ بقیہ پلاٹوں پر مالکان اراضی سکیم ہذا نے دیوانی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے چنانچہ بقیہ 30 لاکھ کی مالیت کے متبادل پلاٹ بلدیہ جہلم کے حوالے کرنے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں ایک سمری بھیجی جا رہی ہے جس کی منظوری کے بعد بقیہ متبادل پلاٹ بھی بحوالہ بلدیہ جہلم کر دیے جائیں گے۔

(ج) چونکہ محکمہ ہاؤسنگ نے سکیم مذکورہ کی سروسز بلدیہ جہلم کے حوالے کر دی ہیں۔ لہذا ان

کی مزید دیکھ بھال اب بلدیہ جہلم کی ذمہ داری ہے۔

لو انکم ہاؤسنگ سکیم پاکپتن میں سیوریج کا ناقص نظام

*2374۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لو انکم ہاؤسنگ سکیم پاکپتن میں سیوریج سکیم کتنی لاگت سے مکمل کی گئی۔

(ب) کیا یہ سیوریج صحیح حالت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب نفی میں ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے' نیز حکومت وہاں کے رہائش پذیر لوگوں کو گندے پانی کے نکاس کے مسئلے سے کب تک نجات دلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) لو انکم ہاؤسنگ سکیم پاکپتن میں سیوریج سکیم جولائی 1985ء میں مکمل ہوئی اور اس پر کل لاگت مبلغ -/8,77,600 روپے آئی۔

(ب) اس وقت سیوریج جزوی طور پر کام نہ کر رہا ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہاؤسنگ سکیم مکمل کرنے کے بعد متعلقہ میونسپل کمیٹی کو دیکھ بھال کے لیے hand-over کر دی جاتی ہے۔ سکیم ہذا اپریل 1983ء کو شروع ہوئی اور جون 1985ء میں اس کے ترقیاتی کام مکمل ہوئے handing-over کے سلسلہ میں متعلقہ چیئرمین میونسپل کمیٹی کی under-taking مورخہ 21-03-91 پر حکومت نے ایک کنال کے 6 عدد اور 10 مرلہ کے 6 عدد رہائشی پلاٹ میونسپل کمیٹی کو reserve price پر مورخہ 13-10-93 کو دینے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ کمیٹی اپنے اخراجات بابت دیکھ بھال سکیم پورے کر سکے۔ دفتر ہذا نے متعدد بار کوشش کی۔ کہ بلدیہ اپنی under-taking کو مدنظر رکھتے ہوئے سکیم take-over کرے۔ لیکن ایڈمنسٹریٹر / اے۔ڈی۔سی(جی) نے ہر بار انکار کیا۔ 1991-92ء کے بعد سکیم کے لیے فنڈز مہیا نہ ہوئے۔ جس سے ڈسپوزل اور واٹر سپلائی کے کنکشن عدم ادائیگی بل کی وجہ سے واپڈا نے disconnect کر دیے تھے۔ مزید یہ کہ بارشوں

اور ملحقہ نہری راجباہ کے ٹوٹنے سے سیوریج لائنیں choke ہو گئی تھیں۔

مورخہ 29-10-98 کو ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی پاکپتن کی ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں ڈائرکٹر ہاؤسنگ ملتان، اسسٹنٹ کمشنر پاکپتن، چیف آفیسر بلدیہ پاکپتن اور ہاؤسنگ سکیم کے نمائندوں نے شرکت کی۔ جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ پلاٹ نمبر 45/N برقبہ ایک کنال جو کہ پہلے ہی میونسپل کمیٹی پاکپتن کے لیے مختص شدہ ہے کو نیلام عام کر کے اس کی رقم کو مشترکہ اکاؤنٹ مندرجہ ذیل ممبران کمیٹی، اسسٹنٹ کمشنر پاکپتن، چیف آفیسر بلدیہ پاکپتن مسٹر اختر حسین پریذیڈنٹ گرین ٹاؤن ویلفیئر سوسائٹی پاکپتن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں نیشنل بنک میں رکھا جائے اور یہ کمیٹی پابند ہوگی کہ اس رقم سے سیوریج کی صفائی و بحالی کا کام مکمل کروائے۔ بقیہ 11 عدد پلاٹ بھی میونسپل کمیٹی کو hand-over کیے جائیں گے۔

مورخہ 24-11-98 کو سکیم ہذا کے پلاٹوں کا نیلام عام کیا گیا۔ جس میں مذکورہ بالا پلاٹ نمبر 45/N بھی نیلام عام کے ذریعہ آٹھ لاکھ روپے فی کنال کے حساب سے فروخت کیا گیا۔ اس کی رقم متذکرہ بالا کمیٹی کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی گئی۔ اب یہ کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ جلد از جلد سیوریج کی صفائی کا انتظام کرے۔ امید ہے کہ یہ کام ان شاء اللہ دو ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

ضلع میانوالی میں نئی واٹر سپلائی کی سکیموں کا اجراء

*2383۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع میانوالی میں کون کون سی واٹر سپلائی سکیمیں بند/خراب پڑی ہیں۔ اور ان کے خراب / بند ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا حکومت واں بھچراں ضلع میانوالی کی بارہ سال سے بند/خراب واٹر سپلائی چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک۔

(ج) واں بھچراں میں سیوریج کے نظام پر کتنی رقم اب تک خرچ کی گئی ہے نیز کیا ان فنڈز میں مزید اضافے کا امکان ہے۔

(د) حکومت ضلع میانوالی میں کتنی نئی واٹر سپلائی سکیموں کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اور ضلع کے کن کن مقامات پر، تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) ضلع میانوالی میں اس وقت کل 7 عدد سکیمیں خراب پڑی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

1۔ واٹر سپلائی سکیم واں بھچراں:۔ یہ سکیم 1976ء 16 لاکھ 65 ہزار کے تخمینہ لاگت سے منظور ہوئی۔ 1978ء میں مکمل ہوئی۔ زیر زمین پانی کڑوا ہو جانے کی وجہ سے یہ سکیم 1992ء سے بند پڑی ہے۔

2۔ واٹر سپلائی سکیم ٹھٹھی:۔ یہ سکیم 1989ء میں 13 لاکھ 25 ہزار کی تخمینہ لاگت سے منظور ہوئی اور 1991ء میں مکمل ہوئی۔ علاقہ میں تیزی سے سیم آنے کی وجہ سے ٹیوب ویل پانی میں ڈوب گیا اور بے کار ہو گیا۔ پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے یہ سکیم 1995ء سے بند ہے۔

3۔ واٹر سپلائی سکیم تبی سر:۔ یہ سکیم 1979ء میں 11 لاکھ 17 ہزار روپے کی تخمینہ لاگت سے منظور ہوئی اور 1981ء میں مکمل ہوئی۔ انجن اور پمپ کے بُری طرح خراب ہونے کی وجہ سے عرصہ سات ماہ سے بند ہے۔

4۔ واٹر سپلائی سکیم ڈھوک پڑتال:۔ یہ سکیم 1989ء میں 21 لاکھ روپے کی تخمینہ لاگت سے منظور ہوئی۔ شدید سیلاب آنے کی وجہ سے پمپ اور مشینری تباہ ہو گئے۔ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے سکیم تاحال بند ہے۔

5۔ واٹر سپلائی سکیم سم چھدرو:۔ یہ سکیم 1993ء میں 34 لاکھ 26 ہزار روپے کی تخمینہ لاگت سے منظور ہوئی اور 1996ء میں مکمل ہوئی؛ شروع ہی سے اس کا ٹیوب ویل ناکام ہو گیا تھا۔ اس لیے یہ سکیم نہ چل سکی اور اب مزید فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے سکیم تاحال بند ہے۔

6۔ واٹر سپلائی سکیم ککراں والا:۔ یہ سکیم 1993ء میں 34 لاکھ 72 ہزار روپے کی تخمینہ لاگت سے منظوری ہوئی۔ 1996ء میں تقریباً فنڈ ختم ہو جانے کی وجہ سے مکمل نہ ہوئی۔ اس سکیم کو چلانے کے لیے 4 لاکھ روپے درکار ہیں۔ اس وجہ سے سکیم بند ہے۔

7۔ واٹر سپلائی سکیم بنی افغان:۔ یہ سکیم مالی سال 89-1988ء میں 35 لاکھ روپے لاگت سے منظوری ہوئی۔ علاقہ میں سیاسی کشیدگی کی وجہ سے سکیم مکمل نہ ہو سکی۔ اب دوبارہ سکیم کی منظوری کے لیے 67 لاکھ روپے کا تخمینہ منظوری کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فنڈز

مہیا ہونے پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم واں بھچراں:۔ 1992ء سے خراب پڑی ہے۔ کیونکہ اس کا پانی کڑوا ہو گیا تھا اور پینے کے قابل نہ رہا تھا۔ اور جبکہ اس سکیم کا نئے سرے سے اسٹیمیٹ بنایا گیا ہے۔ جس کی کمشنر صاحب نے مورخہ 23-4-98 کو مبلغ 34 لاکھ 40 ہزار روپے کی منظوری دے دی ہے۔ لیکن ابھی تک گورنمنٹ نے فنڈ مہیا نہ کیے ہیں۔ جونہی فنڈ مہیا کیے جائیں گے۔ سکیم پر کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) سیوریج سکیم واں بھچراں پر تقریباً 40.22 لاکھ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔ یہ سکیم آج سے تقریباً اڑھائی سال سے پہلے سے کام شروع ہو کر مکمل ہو چکی ہے اور اب اس سکیم پر کوئی فنڈ موجود نہ ہے۔ لہذا مزید کام نہیں ہو سکتا۔

(د) سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں ابھی تک کوئی نئی سکیم شامل نہیں کی گئی اور سالانہ ترقیاتی پروگرام 1999ء تا 2000ء کے لیے ابھی تک کوئی نئی سکیم کی تجویز نہیں کی گئی۔

گوجرانوالہ میں انڈر بائی پاس

*2417۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا جی۔ڈی۔اے جناح روڈ سے جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ (نزد ڈی۔سی روڈ) تک ریلوے لائن کے انڈر بائی پاس کے لیے کوئی کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو منصوبہ کی لاگت اور کب تک اس پر کام شروع ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

جی۔ڈی۔اے نے ریلوے انڈر بائی پاس جناح روڈ کی سکیم منظوری کرائی ہے۔ جس کا تخمینہ 150.00 لاکھ روپے اور ریلوے نے اس کو تعمیر کرنا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ریلوے کو فنڈز مل چکے ہیں اور انہوں نے موقع پر کام شروع کروا دیا ہے۔

سیوریج سکیم کندیاں کی تکمیل

*2426۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سیوریج سکیم کندیاں ضلع میانوالی کی تعمیر کب اور کتنی لاگت سے شروع کی گئی تھی۔

اب تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنا کام بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فنڈز ختم ہو جانے کی وجہ سے مذکورہ کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس سکیم کو مکمل کرنے کے لیے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) سیوریج سکیم کندیاں کی منظوری 12/95 میں ہوئی۔ (A-A) ایڈمنسٹریٹو (منظوری) 91.51 لاکھ روپے کی ہوئی۔ سکیم 100.55 لاکھ (ایک کروڑ 55 ہزار) کے لیے فنی طور پر منظوری ہوئی۔ اس وقت اس سکیم پر مبلغ 70 لاکھ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔ جس کے مطابق مین سیور اور کچھ چھوٹا سیور لگا کر کام چل رہا ہے۔ بقایا اس وقت کچھ کام باقی ہے۔ جس کے لیے رقوم کی فراہمی کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر حکومتی وسائل نے اجازت دی تو رقم فراہم کر کے بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ اس سال فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے سکیم کا کام بند پڑا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 42' چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! چونکہ اس کا محکمے کی طرف سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا' لہٰذا جواب آ لینے دیں پھر اسے take up کر لیجیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے پڑھ تو دیں۔ آپ کا استحقاق کس نے مجروح کر دیا؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا سرکار بھی سرکار کے خلاف تحریک استحقاق move کر سکتی ہے؟ میرے بھائی شاہد اکرم بھنڈر صاحب تو سرکار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی تو جمہوریت کا خوبصورت مزاج ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ تو اپنے محکمے کے سربراہ ہیں، اور ایک سربراہ اپنے ہی محکمے کے خلاف کیسے تحریک استحقاق move کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک جمہوری انداز ہے۔ جناب بھنڈر صاحب! اسے پڑھیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے فاضل دوست سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رولز میں ایسی کوئی قدغن نہیں کہ کوئی ممبر یا پارلیمانی سیکرٹری تحریک استحقاق نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بنیادی طور پر تو ہم ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ تو خوش ہو رہے ہیں کہ کیا خوب صورت جمہوری قدریں ہیں۔ آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری کو استحقاق کے مطابق سرکاری گاڑی مہیا نہ کرنا

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! میری تحریک استحقاق کسی individual یا کسی افسر کے خلاف نہیں ہے۔ It is only a matter of law and the principle. ' میں اسی کو determine کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں، جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ قانون و پارلیمانی امور، حکومت پنجاب کے اعلامیہ نمبر لیجس-13-17/89 مورخہ یکم جولائی، جیسا کہ اس میں اعلامیہ نمبر بالا مورخہ 21 جون 1993ء اور اعلامیہ نمبر لیجس -13-21/93 مورخہ مارچ 1994ء کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، کی رُو سے پارلیمانی سیکرٹریوں کو ان کے عہدے کی پوری میعاد کے لیے کار فراہم کی جاتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری کو گاڑی کی دیکھ بھال خود کرنا ہوتی ہے۔ محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی نے مجھے جو گاڑی مہیا کی ہے اس میں کافی مرمت ہونے والی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری اتنی زیادہ لاگت سے اس کی مرمت نہیں کروا سکتا۔ میں نے متعدد بار محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی کے افسران سے گاڑی کی مرمت کے بارے میں رابطہ کیا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی نے سرکاری گاڑی کے لیے مجھے ڈرائیور تک نہیں دیا۔ لہٰذا میرا قانون کے تحت حاصل استحقاق براہ راست مجروح ہوا ہے۔

لہٰذا تحریک استحقاق منظور کر کے ضروری کارروائی کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

وزیر قانون : جناب والا! اس تحریک استحقاق کی مجھے ابھی کاپی ملی ہے۔ محکمے سے جواب مانگ لیتے ہیں' جو جواب ہو گا میں کل آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے' اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے خیال میں ان کی تحریک کو pending کرنے کی بجائے اگر آپ ہاؤس سے کہیں' اور چندہ ڈال کر ان کی گاڑی کو مرمت کروا دیں تو بہتر ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب معظم جاہ زیب احمد خان وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ایک اہم معاملے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! چند ماہ قبل پنجاب پولیس میں بھرتی شروع کی گئی اور.....

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس point پر بات کر رہے ہیں؟

جناب معظم جاہ زیب احمد خان وٹو: جناب والا! میں ایک اہم معاملے کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معاملہ تو اس وقت ہاؤس میں زیر بحث نہیں۔ آپ تشریف رکھیں' کیونکہ ہم رولز کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ اسے تحریری طور پر کسی تحریک کی صورت میں لے آیئے۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 10 ہے۔ یہ pending چلی آ رہی ہے' پیش ہو چکی ہے' اس کا جواب آنا تھا۔

اسلحہ کے استعمال میں پولیس کی ناکافی تربیت

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ عزت مآب گورنر پنجاب نے مورخہ 16 جنوری 1999ء کو پولیس کے نظام میں اصلاح کے لیے طے شدہ پالیسی اور پروگرام کے مطابق تھانہ مسلم

ٹاؤن، لاہور کا دورہ کیا۔ گورنر پنجاب نے اس موقعے پر افسران اور جوانوں سے پیشہ ورانہ امور پر گفتگو کی، جس کو پریس میں نمایاں طور پر شائع کیا گیا۔ اس کے کچھ حصے توڑ مروڑ کر، حقائق سے ہٹ کر پیش کیے گئے۔ فائرنگ پریکٹس کے بارے میں عرض ہے کہ سالانہ کل نفری کی ایک تہائی کو فائرنگ رینج پر لے جا کر پریکٹس کروائی جاتی ہے۔ مزید برآں پولیس لائن میں ہر ماہ تھانہ سے نمائندہ نفری بھجوا کر in service refresher practice بھی کروائی جاتی ہے۔ مسلم ٹاؤن پولیس سٹیشن کے تمام عملہ نے حال ہی میں فائرنگ پریکٹس کی تھی جو گورنر صاحب نے باری باری بلا کر تصدیق بھی کی لیکن جس ملازم نے اس امر کا اظہار کیا کہ اس نے ٹریننگ نہیں کی وہ ایک ہفتہ قبل دوسرے تھانے سے تبدیل ہو کر آیا تھا جس کی ابھی پریکٹس کی باری نہ آئی تھی۔ محرک کی یہ بات بالکل حقائق سے ہٹ کر ہے کہ پولیس افسران اور پولیس اہل کاران کا گورنر پنجاب کے سامنے یہ اقرار کہ وہ پیشہ ورانہ تربیت سے نابلد و نا آشنا ہیں اور وہ بندوق جو پولیس والے اٹھائے پھرتے ہیں چلا نہ سکتے ہیں۔ ایسا غلط رپورٹنگ کی وجہ سے ہوا جو حقائق کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ تھا جس کی طرف محرکین نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز رکن شرقپوری صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ آداب پارلیمنٹ یہ ہیں کہ جب کوئی سپیکر بول رہا ہو تو اس کے سامنے سے نہیں گزرتے۔ جی لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب موجودہ حکومت برسراقتدار آئی تو جہاں حکومت نے دوسرے شعبوں میں بہتری اور اصلاحات کے لیے مختلف انقلابی اقدامات اٹھائے وہاں پولیس کی ٹریننگ کے لیے بھی خصوصی اقدامات کیے۔ میں جیسے پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ پولیس کی کل نفری کی ایک تہائی کو سال میں فائرنگ کے لیے بھیجا جاتا ہے اور ہر جوان سے دو فائر warm کے طور پر اور minimum اس سے پانچ فائر کروائے جاتے ہیں۔ یہ عام ریگولر پولیس کے لیے ہے لیکن جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ موجودہ حکومت نے پولیس کی بہتر ٹریننگ کے لیے خصوصی اقدامات کیے ہیں اور جو ایلیٹ فورس قائم کی ہے اس میں ٹریننگ کے دوران ایک کانسٹیبل سے کم از کم پانچ سو shots فائر کروائے جاتے ہیں اور یہ خصوصی اقدامات کے تحت کیے گئے ہیں۔ پہلے جو پولیس کے جوان فائرنگ کے لیے جاتے تھے انھیں فاروق آباد بھیجا جاتا تھا لیکن موجودہ

حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد اس تمام سلسلے کو سہل اور آسان بنانے کے لیے بیدیاں میں بھی ایک نئی فائرنگ رینج قائم کی ہے جس کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اخباری خبر کا تعلق تھا۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اگر اس تحریک التوائے کار کو ابتدا سے پڑھیں تو آپ کو خود اس بات کا احساس ہوگا کہ گورنر کے کہنے پر کانسٹیبل بندوق چلا کر نہ دکھا سکا۔ اب اگر گورنر صاحب تھانے کے اندر موجود ہیں تو بلاشبہ انھوں نے اس سے یہی پوچھا ہوگا کہ آپ چلا سکتے ہیں یا نہیں چلا سکتے۔ انھوں نے یہ نہیں کہا ہوگا کہ آپ بندوق چلا کر مجھے دکھائیں تو یہ ایک غلط رپورٹنگ تھی اس سے misconception ضرور پیدا ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ میں محرکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک انتہائی مسئلے کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی ۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم پہلے بھی پولیس کو بہتر ٹریننگ دینے کے لیے اقدامات کر رہے ہیں اور آئندہ کے لیے ان اقدامات کو مزید بہتر بنائیں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد معزز اراکین اپنی اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مجھے موقع عطا فرمائیں کہ میں اس بارے میں بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے لاءمنسٹر صاحب خود فرما رہے ہیں' یہ تحریک التوائے کار نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اب لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انھوں نے ایلیٹ فورس اور فائرنگ رینج کا بندوبست کیا ہے۔ لیکن اگر آپ دیکھیں کہ majority of the police peoples جو کہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ وہ لوگ ہیں جو already اس میں بھرتی ہو چکے ہیں اور آج کل اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں اور انھوں نے ہی عوام اور شہریوں کو protection دینی ہے۔ جناب والا! اب جو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہے وہ آپ سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اگر اب انھوں نے ایلیٹ فورس بنائی ہے یا فائرنگ رینج بنائی ہے تو اس میں کتنے لوگ تربیت حاصل کر سکتے ہیں؟ زیادہ لوگ تو وہ ہیں جیسے اس

کانسٹیبل نے کہا کہ جب میں 1980ء میں بھرتی ہوا تھا اس وقت یہ بندوق چلائی تھی۔ پھر گورنر صاحب نے کہا کہ کیا آپ اسے کھول کر دوبارہ بند کر کے فائرنگ پوزیشن میں لا کر سکتے ہو تو اس نے کہا کہ میں نہیں کر سکتا۔ تو جب یہ پوزیشن ہے تو وہ لوگ کیسے protection دے سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ انھیں دوبارہ ٹریننگ دینے کی ضرورت ہے یا ان میں کوئی ایسی shuffling کریں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال تو بہت زیادہ خراب ہے۔ روزانہ جو پولیس مقابلے ہو رہے ہیں اور extra judicial killings ہو رہی ہیں' وہ چند لوگ چلا سکتے ہیں ان سے ڈاکو یا بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ لاءمنسٹر صاحب ہوم منسٹر بھی ہیں اس لیے انھیں اس طرف توجہ دینی چاہیے اور جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ تحریک التوائے کار گورنمنٹ کی توجہ دلانے کے لیے ہے۔ اگر لاءمنسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ جتنے بھی لوگ بھرتی ہوئے ہیں یا اس وقت اپنے فرائض منصبی سر انجام دے رہے ہیں وہ ان کی دوبارہ ٹریننگ کا کوئی بندوبست کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مہربانی۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ایک منٹ کے لیے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے جواب میں یہ گزارش کی ہے کہ فائرنگ پریکٹس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ سالانہ کل نفری کی ایک تہائی کو فائرنگ رینج پر لے جا کر پریکٹس کروائی جا رہی ہے اور اب کوشش کریں گے کہ اس تعداد کو بڑھائیں۔ ایک تہائی کو تو already کروا رہے ہیں لیکن وسائل کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو بڑھائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاءمنسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے یہ بات کی ہے اور وہ فرما رہے ہیں کہ پہلے بھی ہو رہا ہے اور اب زیادہ شدت سے سب کو ٹریننگ دی جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ہم اسے dispose of کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے یہ بھی pending ہے۔ اس کا جواب وزیر قانون دیں۔

لاہور میں ٹریفک سگنلز خراب ہونے کے باعث ٹریفک میں رکاوٹ

--------(جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں 96 چوکوں پر ٹریفک سگنلز لگائے گئے ہیں ان میں سے 65 چوکوں پر ٹریفک سگنلز درست کام کر رہے ہیں۔ نو تعمیر شدہ مین بلیورڈ گلبرگ پر چار میں سے تین درست کام کر رہے ہیں اور ایک پر کام ہو رہا ہے۔ وحدت روڈ پر ایک اور ملتان روڈ پر تین ٹریفک سگنلز خراب ہیں۔ تمام خراب ٹریفک سگنلز کو درست کرنے کے لیے فنڈز کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی فنڈز مہیا ہوئے ٹریفک سگنلز درست کر دیے جائیں گے۔ لیکن میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ TEPA نے 35 لاکھ روپے کا تخمینہ دیا تھا جو ہم مرحلہ وار وسائل کے مطابق انھیں فراہم کر رہے ہیں اور میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ جس امر کی طرف انھوں نے ہماری توجہ مبذول کروائی ہے ہم پہلے سے اس پر کام کر رہے ہیں۔ 35 لاکھ کا تخمینہ موصول ہوا ہے۔ ہم نے کچھ رقم انھیں فراہم کی ہے باقی ہمیں جیسے وسائل میسر ہوں گے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ فراہم کر دیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ جلد ہی ان تمام ٹریفک سگنلز کو درست کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وٹو صاحب! میرے خیال میں آپ جواب سے مطمئن ہیں' اسے پریس تو نہیں کریں گے؟

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں پریس نہیں کرتا۔ لیکن یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ آپ کے بھی علم میں ہے اور معزز ایوان بھی جانتا ہے کہ روزانہ لاہور شہر میں گھنٹوں ٹریفک بلاک رہتی ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ٹریفک سگنلز بند پڑے ہوتے ہیں۔ اگر حکومت اس جانب خصوصی توجہ دے اور تمام ٹریفک سگنلز ٹھیک چلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مشکل پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس چیز کو ensure کروائیں کہ جو ٹریفک سگنلز خراب ہیں ان کو درست کیا جائے تاکہ ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو انھوں نے فرمایا ہے کہ کام ہو رہا ہے اور بہت جلد یہ سارے ٹھیک ہو جائیں گے۔ تو لاء منسٹر صاحب کی یقین دہانی کے بعد معزز رکن اس کو پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے وہ مجھے کہہ گئے تھے کہ اسے pending کر لیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ جس دن یہ take up ہوئی تھی اس دن میں نے یہ استدعا کی تھی کہ اس سلسلے میں ہم نے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے رپورٹ لینی ہے۔ تو میرا خیال

ہے کہ اسے دو تین دن کے لیے pend فرما دیا جائے جب تک رپورٹ نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے تین دن کے لیے pending کرتے ہیں۔ جناب سعید اکبر خان کی تحریک التوائے کار نمبر 16 ہے جی' سعید اکبر خان اسے پڑھ دیں۔

اسسٹنٹ کمشنرز بھکر اور منکیرہ کی جانب سے جعلی کلیموں پر سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر میں پچھلے دنوں چودھری نذیر احمد اسسٹنٹ کمشنر بھکر اور راؤ طارق اسسٹنٹ کمشنر منکیرہ نے ہزاروں ایکڑ سرکاری رقبہ جعلی کلیموں اور دوسری مدوں میں جعلی ناموں پر الاٹ کیا جس پر مختلف بے زمین اور غریب لوگ لیز پر کاشت کرتے تھے اور ہزاروں لوگوں کا ذریعہ معاش بھی تھا اور حکومت کو بھی لاکھوں روپے لیز کی رقم سے وصول ہوتے تھے۔ جو رقبہ الاٹ کیا گیا اس میں سے بیشتر وہ رقبہ ہے جس پر غریب لوگ عرصہ دراز سے لیز پر کاشت کر رہے تھے اور حکومت کی پالیسی کے تحت ان کو حقوق ملکیت ملنے والے تھے جس کی وجہ سے وہ مملکت خداداد میں ایک قطعہ زمین کے مالک کہلوانے کے قابل ہو جاتے۔ لیکن متذکرہ بدعنوان اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ان غریبوں کو ایک قطعہ بھی نہیں زمین ملے گا' بلکہ حکومت کی پالیسی کو بھی ناکام کرنے کا سبب یہی دو متذکرہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان بنے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فاضل ممبر نے اس تحریک کے ذریعے ضلع بھکر میں سرکاری رقبہ جعلی کلیموں پر الاٹ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ کیونکہ اس تحریک میں کسی خاص شخص الاٹی' اور کسی مخصوص جگہ پر کتنی زمین الاٹ کی گئی ہے' اس کا ذکر نہیں کیا۔ تاہم محرک کی تحریک وصول ہونے پر محکمہ مال نے فوری طور پر کمشنر سرگودھا کو کہا ہے کہ وہ اس معاملے میں مکمل انکوائری کر کے جلد از جلد رپورٹ ارسال کریں۔ اس رپورٹ میں اگر کوئی سرکاری ملازم کسی غیر قانونی حرکت یا بے ضابطگی کا مرتکب پایا گیا تو ذمہ دار لوگوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ اندریں حالات یہ تحریک قابل پذیرائی نہ ہے۔ لہٰذا میری

استدعا ہے کہ تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا اس میں کوئی قطعی ذاتی معاملہ نہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے ایک سال میں اور پچھلے دو تین مہینوں میں چودھری نذیر اسسٹنٹ کمشنر جو پانچ جنوری کو ریٹائر ہو گیا ہے۔میں اس ایوان کے فلور پر یہ حلفاً کہنے کے لیے تیار ہوں کہ اس نے لوگوں سے لاکھوں روپے وصول کرکے اتنی قیمتی زمین جو وزیر اعظم کی پالیسی کے تحت بے زمین لوگوں میں تقسیم ہو سکتی تھی اور شاید اس پر کام بھی ہو رہا تھا۔ لیکن رشوت اور مخصوص ٹولے کی وجہ سے ہمارے ضلع میں تقریباً 40 ہزار کنال ایڈجسٹمنٹ میں جو بالکل غلط ہے اور اسی طرح دوسری سکیموں میں۔ جناب سپیکر میں آپ کو ایک ریفرنس دیتا ہوں' آر آر 232 کلیم نمبر جو آج سے بیس سال پہلے کلیم جو جائز آدمی تھا اس کو مل چکا تھا۔ ایک سال پہلے وہی کلیم دوبارہ دوسرے نام پر پڑ گیا۔ پہلے آدمی نے دعویٰ کیا ہے کہ جناب والا یہ کلیم تو میرا تھا اور مجھے مل گیا ہے۔جناب سپیکر! یہ 5 ہزار کنال ہے۔پھر آج دوبارہ دوسرے نام پر رشوت لے کر وہی کلیم جو 20 سال پہلے ایک آدمی کے نام پڑا تھا وہ دوبارہ اس کلیم میں ڈال دیا گیا ہے۔ پچھلے دنوں کوئی یہ دو تین مہینوں کی بات ہے ہزاروں ایکڑ رقبہ! میں ایوان کے فلور پر یہ چیلنج کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ یہ گورنمنٹ کی اس پالیسی کو فیل کرنے کے لیے ہے کہ بے زمین لوگوں کو زمین الاٹ کی جائے۔ جناب والا! عام آدمی اور غریب آدمی کو جو زمین الاٹ ہونی تھی یہ چند بااثر آدمیوں نے جن کے پاس پیسہ وافر ہے' پیسہ دے کر جعلی کلیم بنوا کر افسروں اور انھوں نے آپس میں تقسیم کر لی ہے۔ جناب سپیکر! ایک نائب تحصیلدار تحصیل منکیرہ میں ہے اور محمد حسین اس کا نام ہے۔ انھی کلیموں میں اس نے اپنے بیٹے کے نام رقبہ الاٹ کروایا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ 1300 کنال یہی چودھری نذیر اسسٹنٹ کمشنر تحصیل کلور کوٹ میں ایک کلیم میں ڈال آیا ہے۔ جس سے میرے حلقے کے ایک شہر کی آدھی آبادی اس میں آ گئی ہے۔ وہاں پر لوگ اتنے پریشان ہیں' اتنے upset ہیں کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ کوئی رقبہ فارغ نہیں ہے۔ وہاں پر غریب لوگ گورنمنٹ سے سالانہ لیز پر لے کر سالانہ لیز کی ادائیگی کرتے ہیں اور وہ اس رقبے کو کاشت کرتے ہیں جس سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ سرکار کے خزانہ میں لیز کے پیسے جمع کرواتے ہیں۔ جناب سپیکر! اتنا اہم معاملہ ہے کہ اگر آپ اس کی انکوائری کروائیں تو آپ کے سامنے یہ تمام واقعات سامنے آ جائیں گے۔

جناب والا! یہ کتنی بڑی زیادتی ہے میں مشکور ہوں وزیر مال کا کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی تھی۔ جناب سپیکر! میرا کام اس حکومت کے نوٹس میں لانا ہے کہ میرے ضلع میں کس طریقے سے بدعنوانی کرکے' چند افراد کے ساتھ مل کر سرکاری اہل کاروں سے مل کر یہ رقبہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ غریب لوگوں کا حق ہے جو اس پر قابض ہیں اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ان کو یہ رقبہ ملنا تھا اور جس کے وہ حقدار بھی ہیں جن کو گورنمنٹ کے سربراہ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ یہ اس زمین کے حق دار ہیں۔ ان کو ان کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے اور چند اشخاص دولت کے بل بوتے پر اس زمین کو لے رہے ہیں۔ آج کل ہو کیا رہا ہے؟ ان سے رقم وصول کی جا رہی ہے اور پھر انتقال انھی کے نام کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! جس شخص کے نام وہ کلیم تھا وہ آدمی موجود نہیں۔ جب کلیم ہو گیا' پاس ہو گیا اور ان لوگوں کے نام ڈال دیا گیا تو اب جو انتقال ہو رہا ہے اور جس کے نام وہ کلیم ہے وہ موقع پر موجود نہیں۔ انتقالات درج ہو رہے ہیں اور پھر پاس ہو رہے ہیں۔ میری جناب والا! سے گزارش اور اپیل یہ ہے کہ یہ نہایت اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔اس کو یہ سمجھ کر اور اس بنیاد پر کہ یہ فنی طور پر درست نہیں' ٹالنا نہیں چاہیے۔اس میں اس گورنمنٹ کی بھی پالیسی involved ہے۔ جناب والا! آپ یقین کریں کہ میں اگر یہ تھوڑے تھوڑے انتقالات جو درج ہوئے ہیں ان کو جمع کروں تو 40ہزار کنال بن جاتے ہیں۔ اگر وزیر مال صاحب' ان کے جو سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو ہیں اور کالونیز کے بھی ممبر ہوں گے۔ اگر ان کو جو میں بحیثیت ایم پی اے درخواست دے رہا ہوں جس کا میں مدعی ہوں اور یہ مناسب سمجھیں تو ان کو اور ان کے ساتھ ایک ٹیم بنا کر انکوائری کروائیں۔ خود بھی اس بات کی چھان بین کریں اور اس سے ان کو اتنا بڑا ثواب بھی ہو گا اور اس سے ان کی اپنی حکومتی پالیسی بھی کامیاب ہوگی۔ اور جو غلط کام ہو رہا ہے اور ایک عام آدمی کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے' اس صورت حال سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے' کہ اس میں چونکہ تحصیل بھکر سے میرا حلقہ بھی شامل ہے۔ جس جگہ کا ذکر ہو رہا ہے وہاں پر چودھری

نذیر احمد اے سی نے بارڈر ایریا کا رقبہ بھی کلیم میں ڈال دیا ہے۔ 5800 کنال کے قریب ہے۔ جناب والا! یہ زمین بے زمین لوگوں کو ملنی تھی اور ان لوگوں کو ملنی تھی جو غریب لوگ ہیں اور کاشت کار ہیں۔ ایڈجسٹمنٹ کے نام پر بھی انھوں نے کافی زمین دی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کی تفصیلی انکوائری کروا لیں اور اس وقت تک اس مسئلے کو مؤخر رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وزیر مال صاحب! آپ ایسا کریں۔ یہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اس سے سنجیدہ مسئلہ اور کیا ہوگا جس میں شاہانی صاحب اور نوانی صاحب اکٹھے ہو گئے ہیں؟ چیئر کی طرف سے یہ ایک ڈائرکشن ہے کہ آپ ممبر کالونیز کو کہیں کہ وہ اس کی انکوائری کریں اور تفصیلی انکوائری کروا کر اس کا پتا کروائیں اور اگر انھوں نے ایسی بات کی ہے تو ان کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! اس معاملے میں یہی عرض کروں گا جیسا کہ میرے فاضل دوست نے خود بھی کہا ہے کہ فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے' کیونکہ یہ specific نہیں ہے۔ میں نے اس میں سارا معاملہ دیکھا ہے۔ جیسے انھوں نے کہا ہے کہ کلیموں کا معاملہ بھی ہے۔ وہاں اصل میں ٹی ڈی اے کا رقبہ ہے جو ان کلیموں سے بالکل مختلف ہے۔ اور اس میں کچھ عدالتی فیصلے بھی ہیں جن کی روشنی میں انھوں نے الاٹمنٹ کی ہے۔ چونکہ گورنمنٹ کی بھی یہی پالیسی ہے اور میاں شہباز شریف صاحب کی بھی کہ ہم ہر معاملے کو transparent بنا رہے ہیں اوراس معاملے میں جہاں کہیں بھی irregularities ہو رہی ہیں وہاں کسی کو بھی spare نہیں کر رہے۔چاہے وہ سرکاری سطح پر ہو رہی ہوں۔ چاہے نمائندگان کی طرف سے ہو رہی ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں کسی سے رو رعایت نہیں برتی جائے۔ میں اپنے دوست سے یہی درخواست کروں گا وہ اس کو پریس نہ کریں۔ کیونکہ یہ تکنیکی اعتبار سے بنتی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بات کو آپ چھوڑیں کہ یہ تکنیکی اعبار سے بنتی ہے یا نہیں۔ ہاؤس میں ایک مسئلہ لیا گیا ہے اور وہ کافی سنجیدہ ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ٹیم بنا کے 'headed by Member Colonies Board of Revenue آپ اس کی انکوائری کروا لیں۔

وزیر مال، انشاء اللہ پوری انکوائری ہوگی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ پہلے بھی انکوائری ہو رہی ہے۔

اگر اس میں فاضل ممبران کی رہنمائی کی ضرورت ہوگی تو ہم ان کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دونوں معزز اراکین ان کے ساتھ اس میں مدد کریں۔ آپ کے پاس کچھ چیزیں ہیں لوگ ہیں۔ ان کو ڈائریکٹ کریں۔ انکوائری آفیسرز کے سامنے پیش کریں تاکہ اس کی بات باہر آسکے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے' کیونکہ میں نے اس ہاؤس کے فلور پر یہ بات کی ہے۔ میں اس بات کو own کرتے ہوئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو بھی رپورٹ ہو وہ اس ہاؤس میں پیش کی جائے تاکہ ہمارے تمام دوست اس بات کی حقیقت کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انکوائری مکمل ہونے کے بعد ہم رپورٹ لے لیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! جیسا کہ ابھی آپ نے منسٹر صاحب سے کہا کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے ممبران ایک پوائنٹ پر اکٹھے ہوگئے۔ اس سے اس مسئلے کی اہمیت اجاگر ہوگئی۔ میری گزارش آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ آج فلور پر یہ حکم جاری فرمائیں کہ عمل انتقال کو فوری طور پر روکا جائے۔ جیسا کہ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا کہ وہاں کچھ عدالتی احکامات بھی موجود ہیں۔میں عدالتی احکامات پر کوئی ریمارکس دینا نہیں چاہتا۔ میری گزارش جناب کی وساطت سے یہ ہے کہ عمل انتقالات کو فوری طور پر روکا جائے۔ شکریہ۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی، اس میں یہ ہے کہ جیسا کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہائی کورٹ کے بھی آرڈرز ہیں لیکن وہ آرڈرز پندرہ بیس سال سے پڑے ہوئے ہیں۔ اور جو جج ہائی کورٹ سے نکالے جاچکے ہیں وہ ان کے آرڈرز ہیں۔ جو وہاں پر پہلے اے سی تعینات رہے ہیں انھوں نے ان آرڈرز کی تعمیل نہیں کی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ چار پانچ سال سے وہ یہ آرڈرز اٹھا کر پھر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہانی صاحب! میرے خیال میں ہم بات یہاں پر ختم کرتے ہیں کہ وزیر مال سے میں نے کہا ہے کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! ابھی کئی انتقالات نہیں ہوئے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب والا! جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ ہم اس سے پہلے بھی۔ اس پر اقدامات اٹھا رہے ہیں؛ یہ نہیں کہ ان کی تحریک کے اوپر ہی۔ پہلے بھی جو فیصلہ ہوا تھا بورڈ آف ریونیو نے اس کے خلاف فیصلہ دیا تھا۔ اس کے خلاف وہ پارٹی ہائی کورٹ میں گئی۔ ہائی کورٹ نے پھر اس کے فیصلے کو برقرار رکھا' بورڈ کے فیصلے کے خلاف۔ ہمارا یہ پورا پروگرام ہے چاہے ہمیں کورٹ میں بھی جانا پڑے چاہے ہمیں سپریم کورٹ میں بھی جانا پڑے ہم اس کے خلاف جائیں گے' انکوائری بھی کروائیں گے۔اور کسی کو اس میں spare نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں دیکھ لیں اگر کوئی جوڈیشل آرڈر ایسا پاس نہیں ہوا۔ تو جن انتقالات سے متعلق جوڈیشری آرڈر پاس نہیں ہوا ان کو آپ روک دیں' تاکہ انکوائری مکمل ہو جائے۔ آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں کہ جب ایک بار انتقال چڑھ جاتے ہیں تو پھر ان کو توڑنے کے لیے بہت دور تک جانا پڑتا ہے۔ میں بات اس طرح ختم کرتا ہوں کہ جو بھی کمیٹی بنائیں' جو ممبر کالونیز ہیں ان کو ڈائریکٹ کریں کہ وہ خود اس کی نگرانی کریں۔ جی سردار صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، اس کے ساتھ ہی میں آپ کا مشکور ہوں کہ جو میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور آپ نے اس کو سمجھا۔ اس میں لطیفہ یہ ہے کہ ایک نائب تحصیل دار کو ایک دن کے لیے چھٹی دی گئی۔ دوسرے نائب تحصیل دار نے ایک ہی دن میں ساڑھے چار ہزار کنال کا انتقال کیا۔ جس نائب تحصیل دار نے انکار کیا کہ یہ غلط ہے میں نہیں کرتا۔ اس کو ایک دن کی اے سی منکیرہ نے چھٹی دی۔ دوسرے نائب تحصیل دار جس کے بیٹے کے نام کچھ رقبہ انتقال ہوا ہے۔ اس نے وہ انتقال پاس کیا۔ حالانکہ رولز کے تحت ایک دن پہلے دورہ اناؤنس ہوتا ہے۔ دو دن کے بعد پھر وہ انتقال ہوتا ہے۔ ایک دن چھٹی پر گیا اس کا چارج دیا گیا۔ اور پھر اس کا انتقال درج کروایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ لطیفہ تو نہیں ہے' یہ تو کثیفہ بن گیا۔

جناب سعید اکبر خان، صحیح بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔

مسودات قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ، چولستان مجریہ 1999ء

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the Table of the House -

"The Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance, 1999."

MR DEPUTY SPEAKER:

"The Cholistan Development Authority (Amendment) Ordinance, 1999 has been laid on the Table.

it is deemed to be a bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure. It is referred to the Standing Committee on Planning and Development for report by March 8, 1999."

مسودہ قانون (تحفظ) دکانیں ادارہ پنجاب مصدرہ 1998ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we resume discussion on the motion the Punjab Shops and Establishment (Security) Bill 1998, be taken into consideration at once

Next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujjat Hasnain Qureshi, Mr Masood Alam Shah, and Mr Mansoor Ahmad Khan.

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز اراکین سے میری درخواست ہے کہ وہ توجہ فرمائیں۔ ہم نے قانون سازی شروع کر دی ہے۔ ویسے میں نے ایک بات عجیب دیکھی ہے کہ ترامیم جتنی بھی آتی ہیں ان میں پیر شجاعت حسین صاحب کا نام شامل ہوتا ہے لیکن میں نے انھیں کبھی ہاؤس میں دیکھا نہیں۔ میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ قانون سازی میں سنجیدہ ہو جائیں۔ جناب سعید اکبر خان پیش کریں۔

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir I move:-

"That the Punjab Shops and Establishment (Security)Bill, 1998, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th Februrary 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafrullah Cheema, MPA
6. Mian Naved Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperative
8. Mian Najeeb-ud-din Owaisi, MPA
9. Mian Tariq Mahmood, MPA"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Shops and Establishment (Security)Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th Februrary 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafrullah Cheema, MPA
6. Mian Naved Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperative

8. Mian Najeeb-ud-din Owaisi, MPA

9 Mian Tariq Mahmood, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! حکومت نے یہ جو شاپس سکیورٹی بل پیش کیا ہے مجھے اب اس بات کا خدشہ شروع ہو گیا ہے کہ جس طریقے سے اس حکومت کی سرگرمیاں ہیں، حکومت اب کوئی بھی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں۔ اس میں چاہے کسی آدمی کی سکیورٹی ہو، کسی دکان دار کی ہو، کسی دکان کی ہو، کسی بنک کی سکیورٹی ہو، چاہے ان کی میٹر ریڈ کرنے کی ڈیوٹی ہو۔ اب حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس طرح مفلوج ہو چکی ہے کہ اب ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا اور وہ اب تمام ذمہ داریاں اپنے کندھوں سے شفٹ کر رہی ہے اور دوسروں پرائیویٹ اداروں پہ وہ ذمہ داریاں ڈال رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے اور اس ملک کے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! حکومت اور عوام کا ایک رابطہ ہوتا ہے جس کو ہمیشہ قائم رہنا چاہیے اور لوگوں کا حکومت پر اعتماد رہنا چاہیے۔ اگر آج عام آدمی میں یہ message جائے کہ حکومت، عوام کے کسی ادارے کی سکیورٹی کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ہر آدمی سیلف سکیور ہو، حکومت اس میں ذمہ دار نہ ہو۔ تو ان تمام اقدامات سے حکومت کے اداروں پر عوام کا اعتماد ختم ہو جائے گا اور میں آج یہ محسوس کر رہا ہوں کہ جب حکومت کا یہ رویہ ہوگا تو پھر عوام کا رویہ بھی اسی طرح کا ہوگا۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! پھر عوام یہ بھی سوچیں گے کہ ہم ان کو کیوں ٹیکس دے رہے ہیں۔ یہ ہم سے ٹیکس اور دوسری مدوں میں کیوں پیسے وصول کر رہے ہیں؟ جب انھوں نے ہماری سکیورٹی سے ہاتھ کھڑے کر دیے ہیں اور ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسے measures لیں کہ جس سے آپ اپنی سکیورٹی خود کر سکیں تو جناب چیئرمین! آپ نہیں محسوس کرتے کہ عام آدمی کے ذہن اور دل میں یہ خدشات ضرور پیدا ہوں گے کہ یہ کس طرح کی حکومت ہے جو ایک طرف تو کہتی ہے کہ ہمیں پورے ٹیکس دیں اور ٹیکس وصول کرنے کے لیے پچھلے ایک دو سال سے نہایت سخت اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ انھوں نے گاڑیوں کی رجسٹریشن پر 10/10 ٹیکس لگا دیے ہیں۔ رجسٹریشن فیس ہے، ویلتھ

ہیں ہے' پھر مزدوری ہیں ہے۔ یہوں کی بھرمار بھی ہو رہی ہے اور غلط سے بھی یہ دست بردار ہو رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین! یہ معاملہ کس طریقے سے چلے گا؟ دوسرا آپ پچھلے دو سال سے کاروباری حالات کے متعلق محسوس کر رہے ہیں۔ آپ کسی کاروباری آدمی سے پوچھ لیں' آپ ریڑھی والے سے پوچھ لیں' آپ ایک معمولی دکان دار سے پوچھ لیں۔ آپ کسی بھی کاروبار والے سے پوچھیں تو وہ نہایت ہی شکایت کرتا ہے کہ کاروبار بالکل ختم ہو چکا ہے اور کوئی کاروبار نہیں رہا۔ کاروبار کے یہ حالات ہو گئے ہیں کہ اس وقت روٹی کا بھی بندوبست بہت مشکل ہے۔ جب کاروبار کے حالات بالکل مخدوش ہیں' اس میں margin of profit نہیں رہا تو پھر اس کے اوپر آپ ایک سکیورٹی کی قدغن لگا رہے ہیں اور آپ ان کو ہدایت کریں گے کہ اس دکان پہ 4 سکیورٹی گارڈ رکھیں' اس پہ ایک رکھیں' اس پہ دو رکھیں۔ پھر اس کی تنخواہ ان پر پڑے گی۔ تو جناب چیئرمین! پھر وہ عام آدمی کیا محسوس کرے گا کہ یہ حکومت ہماری بہتری کے لیے بہت بہترین اقدام اٹھا رہی ہے جس میں یہ بھی ہے؟ دوسری بات میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو بھی یہ ادارے ہیں' بنک ہیں یا دوسرے اداروں کو یہ security measures کے لیے ہدایت کرنے والے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں' کیوں کہ اس طرح کے تمام ادارے مثلاً بنکوں کے سامنے جائیں تو ان کے سکیورٹی گارڈ پہلے ہی وہاں موجود ہیں۔ اسی طرح سونے وغیرہ کا کاروبار کرنے والوں نے بھی اپنے سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں۔ جو آدمی محسوس کرتا ہے کہ مجھے سکیورٹی چاہیے تو وہ اپنا بندوبست خود کرتا ہے اور کر رہا ہے۔ جب پہلے ہی اس طریقے سے لوگ اپنی سکیورٹی کے لیے جہاں وہ مناسب سمجھتے ہیں اپنا بندوبست کرتے ہیں تو اس میں حکومت کیوں ان کو یہ محسوس کراتی ہے کہ ہم آپ کی سکیورٹی کرنے کے قابل نہیں؛ ہم اس اہل نہیں کہ ہم آپ کی سکیورٹی کر سکیں' آپ خود کریں؛ جناب چیئرمین! اس سے حکومت اور عوام کے خوش گوار تعلقات خراب ہوں گے' کیوں کہ انھوں نے تو پہلے ہی اپنی سکیورٹی کی ہوئی ہے۔ جہاں بھی پیسے کا لین دین ہے وہاں میں نے دیکھا ہے کہ انھوں نے اپنے پرائیویٹ سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ان کا رکھنا ان کی اپنی مرضی ہے۔ اگر حکومت قانون سازی کر کے ہدایت کرے گی تو پھر حکومت اور عوام کے آپس کے تعلقات متاثر ہوں گے۔ اگر یہ ان کو خود کہیں گے تو ان کو یہ برا محسوس ہوگا اور ان کے ذہن میں یہ ضرور جائے گا کہ اگر یہ ہماری سکیورٹی کے اہل نہیں رہے اور اگر ہماری سکیورٹی کرنے کے قابل نہیں ہیں تو اب ہمیں ان کو ٹیکس نہیں دینے چاہییں۔ تو یہ ان کا آپس میں اختلاف ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھ رہے ہیں کہ بے روزگاری بھی ہے اور اس کے لیے بھی حکومت کوئی کام نہیں کر رہی اور جس کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر بہت خراب ہو رہا ہے اور بجائے اس کے کہ یہ لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کریں اور اس میں بہتر کرنے کی کوشش کریں اور عام آدمی کو محسوس کرائیں کہ ہم اس اہل ہیں اور ہم اس قابل ہیں کہ ہم آپ کی سکیورٹی کریں گے اور ہمارا یہ آئینی فرض بھی ہے لیکن جناب چیئرمین! یہ اس بات کو admit کرتے ہوئے کہ لاء اینڈ آرڈر ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے ہم اس میں مکمل طور پر فیل ہو چکے ہیں اور اب اسی کی مثال پیش کرتے ہوئے عام آدمی کو یہ بتا رہے ہیں کہ جناب! اب اپنی سکیورٹی خود کریں۔ جب سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے انہوں نے کوئی بھی ایسا اقدام نہیں کیا جس سے عام آدمی کو کوئی فائدہ ہوا ہو۔ تقاریر اور کاغذی فائدوں کی تو بھرمار ہے۔ لیکن آپ مجھ سے بھی بہتر آگاہ ہیں کہ کیا گاؤں کے محلے میں رہنے والے ایک عام آدمی کو کوئی بہتری محسوس ہوئی ہے؟ آپ گلی میں کھڑے ہو کر عام آدمی سے پوچھیں کہ جناب! اس دو سال میں کیا ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ اس حکومت نے کاروبار تباہ کر دیے ہیں۔ ان کی پالیسیوں سے لاء اینڈ آرڈر تباہ ہو گیا ہے اور ہر چیز ختم ہو چکی ہے۔ تو جناب چیئرمین! جہاں پہلے ہی احساس ہے۔ اب یہ اس طرح کے بہتر اقدامات کریں گے اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ آج یہ دکان داروں اور بنک والوں کو کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کی سکیورٹی کے قابل نہیں رہے آپ اپنے گارڈز رکھیں اور خود اپنی حفاظت کریں۔ مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کچھ دنوں کے بعد یہ عام آدمی کو بھی کہیں گے کہ جناب! آپ اپنی سکیورٹی خود کریں۔ جیسا کہ ہمیں انھوں نے کہہ دیا ہے کہ اپنی سکیورٹی خود کریں۔ ہمیں تو ڈی۔سی اور آئی۔جی نے لیٹرز لکھ دیے ہیں کہ جناب' آپ اپنی سکیورٹی کا خود بندوبست کریں۔ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ آپ کی سکیورٹی کرسکیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہر عام آدمی کو یہ چٹھی لکھ دیں گے۔ پنجاب کے سات کروڑ اور پاکستان کے تیرہ چودہ کروڑ عوام کو یہ کہہ دیں گے کہ جناب' ہم اس اہل نہیں ہیں اور اس قابل نہیں ہیں آپ اپنی سکیورٹی کا بندوبست کریں۔ ہم یہ ٹیکس لیں گے۔ آج جہازوں اور ہیلی کاپٹروں پر ہم سیر کریں گے۔ ہمارا یہی کام ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی اہل گورنمنٹ ہوتی ہے اس کا سب سے اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ عام آدمی کے تحفظ کا بندوبست بہتر سے بہتر کرے۔ اس کے علاوہ کوئی کام اگر شروع ہوتا ہے تو اس کے بعد ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی جو محفوظ نہیں اور جس کا کاروبار محفوظ نہیں تو وہ کیا کہے کہ یہ گورنمنٹ بہترین ہے اور اس کی کارکردگی بہت اعلیٰ ہے۔ ان کا پہلا سال اسی

طریقے سے گزر گیا کہ سابقہ ادوار میں یہ ہوتا رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ دو سال کے بعد ہم بالکل بہترین اور فرشتے بن جائیں گے۔ جناب سپیکر! دو سال گزرنے کے بعد یہ آج یہ بل لائے ہیں کہ ادارے اپنی سکیورٹی خود کریں۔ ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم ان کی سکیورٹی کر سکیں۔ جناب سپیکر! جس بات کا مجھے احساس ہے' مجھے اس بات کا اس طریقے سے بھی احساس ہے کہ اب مجھے پنجاب ایک علیحدہ ملک بنتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جہاں جو بھی اقدامات ہو رہے ہیں' یہاں چاروں صوبوں میں ایک پارٹی کی حکومت ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو احساس ہے اور مجھے بھی اس بات کا احساس ہے کہ باقی صوبوں کے پنجاب کے بارے میں بہت خدشات ہیں۔ پچھلے کچھ عرصوں میں وہ کم ہوئے تھے لیکن پچھلے ایک دو سال سے ان کے پنجاب کے خلاف خدشات اور نفرت مزید اور بڑھی ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ وہ کیا وجوہات ہیں؟ کہ یہاں جو بھی اقدامات ہو رہے ہیں' ایک پارٹی کی حکومت ہے' ایک وزیر اعظم جو اس پارٹی کا صدر ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں اس ملک کی بقا کے لیے' اس ملک کی خاطر' یہ صحیح ہے کہ یہاں نظام اور ہے اور دوسری طرف اور ہے۔ ہمیں اس کو اس لائن سے بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمیں جو بھی اقدامات کرنے ہیں۔ چاروں وزرائے اعلیٰ کو بلا کر ہر صوبے میں ایک ہی قسم کے اقدامات کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ یہاں آٹے کی قیمت میں کمی کی گئی۔ میرا ضلع صوبہ سرحد کے بارڈر کے اوپر ہے۔ وہاں ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک شوگر مل ہے۔ جب پنجاب سے گنا ادھر جانے لگا' کیونکہ شروع کے ایام میں کافی رش ہوتا ہے' تو وہاں صوبہ سرحد والوں نے' ڈیرہ اسماعیل خان والوں نے احتجاج کیا کہ پنجاب والے تو سستا آٹا بھی کھاتے ہیں۔ ہمیں ان سے سو دو سو روپیہ مہنگا آٹا ملتا ہے۔ ہم ان کا گنا کیوں لیں؟ جناب سپیکر! یہ باتیں ایسی ہیں جن کو محسوس کرنا چاہیے اور اس کے اوپر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ میری یہ درخواست ہے کہ جو بھی اقدام ہوں کیونکہ ایک ہی پارٹی کی چاروں صوبوں میں حکومت ہے' وہ تمام اقدامات ایک طریقے سے کریں تاکہ کسی صوبے کے عوام میں کوئی تفریق نہ آ سکے۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس طریقے سے بھی اس کو دیکھا جائے۔ دوسرا یہ کہ ایک طرف تو پولیس کو مضبوط کر رہے ہیں اور اس کے بجٹ میں تقریباً کئی گنا اضافہ کر دیا گیا اور ایلیٹ فورس بنا دی گئی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ جیسے جیسے ضرورت ہو فورس میں اضافہ بھی ہونا چاہیے اور اس کی ٹریننگ بھی بہتر ہونی چاہیے اور اس کے لیے فنڈز بھی ہونے چاہییں۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن اگر آپ فورس میں اضافہ کرتے ہیں'

اس کے بجٹ میں بھی اضافہ کرتے ہیں اور ساتھ اس کو ذمہ داری بھی دیں کہ آپ نے اس ذمہ داری کو نبھانا ہے۔ فورسز میں اضافہ ہو رہا ہے اور ذمہ داری میں کمی ہو رہی ہے' ذمہ داری لینے سے دست بردار ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ جو فورسز میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رقم کہاں سے آ رہی ہے۔ یہ آپ کی اور میری جیب سے ٹیکس کٹتا ہے' جو عام آدمی ہے' جو دکان دار ہے جو یہ اب سیلز ٹیکس بھی لے رہے ہیں' انھی کے پیسوں سے جمع ہوئی رقم میں سے ان فورسز کو تنخواہیں دیتے ہیں' ان کے واجبات دیتے ہیں تو پھر یہ اس حکومت کی ذمہ داری میں آتا ہے کہ ان کی سکیورٹی کا بھی یہ ضرور بندوبست کریں تاکہ لوگوں میں گورنمنٹ کے خلاف نفرت پیدا نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں نے ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کے سامنے جو گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کی بناء پر میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بل کو re-consider کرنے کے لیے جو میں نے سلیکٹ کمیٹی تجویز کی ہے۔ اس میں پیش کیا جائے تاکہ جو ہمارے خدشات ہیں' وہ ان کے نوٹس میں اب آ چکے ہیں۔ وہ اس کو re-consider کریں گے اور اس کے اوپر mind apply کریں گے اور اس کے لیے بہتر قانون سازی تجویز کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی' لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب چیئرمین! جس طرح میرے بھائی سعید اکبر خان نے یہ move کیا ہے کہ اسے کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور ازسرنو اس بل کو دوبارہ دیکھا جائے' کیونکہ میری عقل اور سمجھ کے مطابق حکومت وقت کی بعض fundamental duties ہیں۔ بعض duties ایسی ہیں' جن سے حکومت وقت کترا نہیں سکتی اور اس میں خاص طور پر عوام کو سکیورٹی مہیا کرنا fundamental duties میں سے ہے۔ جس وقت ہم دکان داروں سے بنکوں سے باقی کاروباری اداروں سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور انھی ٹیکسوں کو فورسز کی تنخواہوں پر ریونیو سمجھ کر خرچ کر رہے ہیں اور ہم فخریہ پچھلے کئی ماہ سے بلکہ ایک سال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایلیٹ فورس بنائی ہے' ہم نے پولیس میں تعداد بڑھا دی ہے اور یہاں ہم دہشت گردی کو crush کر کے رکھ دیں گے اور یہاں رات کو دو بجے تک لوگ آزادانہ گھوم سکیں گے اور دکانیں کھلی رہیں گی اور دکانوں سے کسی قسم کی چیزیں نہیں مل سکیں گی۔ یہ پچھلے کئی دنوں سے حکومت وقت اس چیز کا بڑا شور شرابا مچا

رہی ہے۔ مگر اس سے برس اپ دیکھیں کہ آپ نے ایک بل move کر دیا ہے۔ جس میں حکومت نے بل پیش کرنے سے اس چیز کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نااہل ہو گئے ہیں کہ ہم صوبے کے لوگوں کو سکیورٹی مہیا نہیں کر سکتے۔ یہ ایک قسم کا حکومت وقت نے اپنی نااہلی کا ثبوت دے دیا ہے۔ اگر آپ اس بل کا مزید مطالعہ کریں تو یہاں انھوں نے penalties لاگو کر دی ہیں کہ اگر یہ بل منظور ہو گیا اور اپنی سکیورٹی کا بندوبست ان اداروں نے اس بل کے تحت نہ کیا تو ایک دس پندرہ ہزار روپے کا جرمانہ اور ساتھ imprisonment کی سزا بھی ان کو ہو سکتی ہے۔ اب یہ penalties بھی جو آپ نے اس بل کے ذریعے دی ہیں۔ آپ نے یہ مزید نچلی سطح پر مجسٹریٹ صاحبان کو' اے۔سی صاحبان کو اور اس قسم کے افسروں کو ایک lever دے دیا ہے کہ وہ جس غریب دکان دار کو تنگ کرنا چاہیں اس بل کو سہارا بناتے ہوئے جا کر لوگوں کو گرفتار کریں' لوگوں کو اندر کر دیں' لوگوں سے جرمانے وصول کر لیں۔ ایک طرف تو آپ اپنی نااہلی کے تحت ان کو سکیورٹی مہیا نہیں کر رہے اور دوسری طرف آپ ان کو پھر اسی قانون کے تابع مزید اپنا غلام بنا رہے ہیں کہ وہ ہر وقت ان چھوٹے افسران کی خوشنودی حاصل کرتے رہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو وہ کسی وقت بھی اور کسی جگہ پر بھی ان کو اس پینلٹی کلاز کے تحت استعمال کر سکتے ہیں اور خاص طور پر مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں حکومت وقت اپنے مخالفین کو اس کا نشانہ نہ بنائے۔ کیونکہ ہر کسی کے چھوٹے موٹے کاروبار تو ہیں ہی' تو حکومت وقت اپنی نااہلی کو نہ صرف اس بل کے ذریعے تسلیم کر رہی ہے' بلکہ اسکو تسلیم کرتے ہوئے' اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پھر کاروباری اداروں پر ایک قدغن لگا رہی ہے اور ان کو punishable کر رہی ہے اور چھوٹے آفیسرز کو ایک lever provide کر رہی ہے' جو بھی اس power کو use کر سکتے ہوں گے کہ وہ جب چاہیں' جس کو چاہیں' گھڑے کی مچھلی کی طرح استعمال کر لیں اور اگر یہ بل پاس ہو گیا تو آپ یہ دیکھیں گے کہ اس کا بڑا misuse ہو گا اور اس misuse ہونے سے لوگوں میں مزید بے چینی پھیلے گی۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر میں ہر بات کو دہرانا نہیں چاہتا۔ مگر میں یہ چیزیں ضرور پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی جب بل بنائے اور بل منظور کرے تو محض اس لیے اس کو منظور نہ کر لیا جائے کہ چونکہ حکومت وقت نے یہ بل move کر دیا ہے لہٰذا ہمیں اس کو منظور کرنا ہی چاہیے۔ اس میں اس کی repercussions کو دیکھنا چاہیے۔ آنے والے وقت کو مدنظر رکھنا چاہیے اور وہ duties جو کہ حکومت کی fundamental duties ہیں ان سے کس طرح کترا سکتے ہیں۔

موٹی موٹی duties سے تو حکومت کترا سکتی ہے مگر fundamental duties سے حکومت نہیں کترا سکتی۔ ورنہ پھر حکومت کا وجود جو ہے، کیونکہ حکومت کیا چیز ہے؟ حکومت وہ آرگنائزیشن ہے، وہ power جو کہ لوگوں نے چند اشخاص کو حکومت بنانے کی دی ہے۔ اس میں ریونیو اکٹھا کرنا اور لاء بنانا جو کہ لوگوں کے فائدے میں ہو، نہ کہ حکومت وقت کے فائدے میں ہو اور وہ duties جو کہ fundamental duties حکومت کے اوپر پہلے ہی constitutionally لاگو کی گئی ہیں ان کو نبھانا بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر پھر غور و خوض ہونا چاہیے اور اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہیے۔ اس کو مزید پوری depth میں دیکھ کے پھر دوبارہ ہاؤس میں آنا چاہیے۔ شکریہ

جناب چیئرمین، شکریہ۔ کوئی اور صاحب؟ آپ---

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین، جی، فرمائیں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب چیئرمین! بڑی اہم قانون سازی ہو رہی ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے کورم پورا کیا جائے۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں---- دوبارہ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔ اپوزیشن لیڈر اور ممبران اپوزیشن اگر میری بات سن رہے ہوں تو اندر تشریف لے آئیں۔ جی، کون بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین، تو وزیر قانون وائنڈ اپ سپیچ کریں۔

وزیر قانون، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے جو امنڈمنٹ تھی اس پر معزز اراکین اپوزیشن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کر رہی ہے اور عام شہری کو جو حفاظت فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے حکومت اس ذمہ داری سے اپنی جان چھڑانا چاہتی ہے۔ اس وقت بھی

میں نے ان کے ارشادات کا جواب دیتے ہوئے گزارش کی تھی کہ یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے۔ حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے گی اور حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر بھی رہی ہے ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس وقت حکومت یہ جو نیا بل لا رہی ہے اس کے تحت پرائیویٹ سکیورٹی کے ایک سسٹم کی جو بات کی جا رہی ہے یہ اس وقت پوری دنیا میں رائج ہے اور میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہمارے صوبے میں اس وقت کوئی بھی ایسا بڑا ادارہ نہیں جہاں پر لوگوں نے اپنی حفاظت کے لیے سکیورٹی کا سسٹم نہیں رکھا ہوا۔ لیکن وہ بار بار اس بات پر مصر تھے کہ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کر رہی ہے ۔ پھر بعض اوقات ہمارے اراکین اپوزیشن بات کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ حکومت سنجیدہ نہیں اور آج بھی جناب سید اکبر صاحب نے بات کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اچھا ہے کہ حکومت سنجیدہ نہیں۔ جناب چیئرمین! حکومت کی سنجیدگی کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ عوام کی حفاظت کے لیے اور اہم اداروں کی حفاظت کے لیے اور حفاظتی اقدامات کو یقینی بنانے کے لیے حکومت قانون سازی کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے سنجیدہ ہونے کا اس سے بڑا اور ثبوت نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ حکومت یہ پرائیویٹ سکیورٹی کا سسٹم کیوں شروع کر رہی ہے جبکہ پہلے سے بعض اداروں نے اپنا یہ انتظام خود سے کر رکھا ہے۔ جناب سید اکبر صاحب نے یہ فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ financial matters سے deal کرنے والے اداروں نے پہلے سے اپنے سکیورٹی گارڈز رکھے ہوئے ہیں اور حکومت اپنے طور پر قانون کیوں بنا رہی ہے۔ تو جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن اداروں نے پہلے سے اپنا بندوبست کر رکھا ہے اس کو مزید بہتر بنانے کے لیے اور اس کو یقینی بنانے کے لیے اور جہاں کہیں کوتاہی کی جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے اگر قانون سازی کر لی جائے تو کیا یہ کوئی بری بات ہو گی؟

اس کے علاوہ جناب رفیق حیدر لغاری صاحب نے ابھی یہ فرمایا کہ اِس قانون کو مخالفین کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس پورے قانون کو اٹھا کر دیکھیں تو یہ تو Shops and Establishment کی حفاظت کے لیے سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لیے ہے نہ کہ اپنے سیاسی مخالفین کو تنگ کرنے کے لیے ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے آپ کو یاد ہو گا کہ جب

Anti-Terrorists کا وقت آیا اس وقت بھی یہ واویلا کیا جاتا رہا کہ شاید یہ قانون حکومت اپنے مخالفین کو دبانے کے لیے استعمال کرے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی قانون جب بنایا جاتا ہے تو دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے پیچھے حکومت کی نیت کیا ہے۔ اگر حکومت کی نیت یہ ہو کہ وہ اسے عوام کو سہولیات دینا چاہ رہی ہو یا اس سکیورٹی سسٹم کو بہتر بنانے کے لیے قانون سازی کر رہی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر حکومت کی نیت پر شک کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس لیے میری استدعا ہو گی کہ فوری طور پر اس امنڈمنٹ کو رد فرمایا جائے اور بل کو consider کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr CHAIRMAN: Now I put the question . The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Shops and Establishment (Security) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15th February, 1999:-
>
> 1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
> 2. Mr Mansoor Ahmed Khan, MPA
> 3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
> 4. Mian Ghulam Murtaza Maitla, MPA
> 5. Ch: Zafar Ullah Cheema, MPA
> 6. Mian Naveed Tariq, MPA
> 7. Ch: Muhammad Riaz, Minister for Co-operative.
> 8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
> 9. Mian Tariq Mahmood, MPA.
>
> (The motion was lost).

جناب چیئرمین، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے یہ جو دو امنڈمنٹس ان معزز اراکین کی طرف سے آئی تھیں ان پر بات تو ہو چکی ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس کی clause wise reading شروع کر دیں یا معزز قائد حزب اختلاف کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین، جی منیس صاحب۔ بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں Principles of the Bill پر بات کرنے کا موقع دینے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل بل ہے اور اس میں چونکہ security of the citizens and the security of the institutions نہایت ہی اہم ہیں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کے priniples پر آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کروں۔

جناب چیئرمین! آنریبل منسٹر فار لاء نے فرمایا کہ سکیورٹی کا انتظام صحیح ہے اور citizens and institutions کو اس سے پہلے بھی security provide کی جا رہی ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! اگر آپ خود ذرا ذہن پر زور دے کر سوچیں تو میرے خیال میں اس وقت صوبے میں امن عامہ کی جو صورت حال ہے اس کے بارے میں کبھی بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ security of the citizens and the security of the institutions ہے۔ جناب، یہ تو حکومت کا ایک بنیادی فرض ہے، یہ تو ان کے fundamental فرائض منصبی میں آتا ہے کہ وہ security provide کرے۔ The people cannot be forced to make their own security. اگر کوئی اپنے طور پر اپنی سکیورٹی کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔ لیکن کسی کو force کرنا مناسب نہیں۔ یہاں اس بل کے ذریعے حکومت force کر رہی ہے کہ لوگ اپنی سکیورٹی خود کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی provision سے انحراف ہے۔ آئین ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس ملک میں رہنے والے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرنا حکومت کا فرض ہے۔ لیکن اس بل کے ذریعے سے حکومت یہ ذمہ داری اپنے ذمے سے ہٹا کر پرائیویٹ لوگوں پر ڈال رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی حقوق کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم نے یہاں بار بار بتایا ہے کہ لوگ اتنے غیر محفوظ ہیں کہ کوئی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ جو بھی نکلتا ہے اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ واپس جائے گا یا نہیں۔ حکومت کی کارکردگی کا یہ

حال ہے کہ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے تو اس کے بعد اعلیٰ عہدیداران' میں پہلے سیاسی عہدیداران کا نام لوں گا' وہ ایک چھپے چھپائے بیان اور رٹے رٹائے بیان داغ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ملک یا صوبے کی امن و امان کی صورت حال بالکل صحیح ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ حکومت لوگوں اور اداروں کو تحفظ فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے تو وزیر اعظم صاحب کی طرف سے یا وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بار بار وہی بیانآ جاتے ہیں' اسی بیان پر اکتفا کرتے ہوئے وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ان کی ڈیوٹیز پوری ہو گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قطعاً یہ جائز نہیں۔ اب تک ہمارے اس معزز ایوان کے تین اراکین اسمبلی قتل ہو چکے ہیں۔ یہ معزز ایوان جو کہ اس صوبے کا سب سے بڑا قانون ساز ادارہ ہے' جب یہ قانون ساز ہی محفوظ نہیں ہوں گے تو پھر آپ خود اندازہ لگائیں کہ باہر کیا پوزیشن ہوگی۔ اگر حکومت یہ کہے کہ ہم ایک forced security کے ذریعے لوگوں کو تحفظ مہیا کر رہے ہیں تو پھر یہ آئین سے انحراف ہوگا۔ کیونکہ آئین یہی کہتا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جناب والا! آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ ہر نئی واردات پر' خاص طور پر اس صوبے میں سوائے افسروں کی تبدیلی کے حکومت کے پاس کوئی دوسرا حل نہیں۔ وہ یہ اندازہ نہیں لگاتے کہ ان افسروں کے تبادلوں پہ بھی رقم خرچ ہوتی ہے' ان کو سفری الاؤنسز دیے جاتے ہیں۔ یہ بھی کروڑوں روپے بنتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا بھر میں ایسی انوکھی جمہوری حکومت ہے جو کہ اپنی ہر نااہلی کے بعد تمام کی تمام ذمہ داری کسی اور پر ڈال دیتی ہے اور اپنے آپ کو مبرا سمجھتی ہے کہ اس نے اپنا کام مکمل کر دیا۔ شہریوں کو انتظامیہ پابند کر رہی ہے کہ مساجد میں وہ اپنی security خود رکھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حکومت کے پاس ان کی حفاظت کرنے کا کوئی انتظام نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نفری کم ہے۔ اور یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر شہری مسجدوں میں اپنی حفاظت کا بندوبست خود نہیں کر سکتے تو پھر نمازی اپنی ذمہ داری پہ نماز پڑھیں۔ جناب چیئرمین! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ہمارے صوبے میں امن و امان کی صورت حال کا یہ حال ہے۔ ہم یہ ٹیکس کس چیز کے لیے ادا کر رہے ہیں؟ جناب والا! جیسا کہ میں نے چند گھنٹے پہلے اپنی ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے حکومت کی توجہ دلانے کی کوشش کی ہے کہ جو لوگ بھرتی کیے ہوئے ہیں وہ بھی اس قابل نہیں کہ وہ کسی کی حفاظت کر سکیں۔ اگر ان کے پاس ہتھیار ہیں بھی تو وہ چلانے کے قابل نہیں' یا وہ ہتھیار چلا نہیں سکتے۔

جناب چیئرمین! نفاذ شریعت کے ان دعوے داروں پہ حیرت ہے' میں انھیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلامی خلیفہ تو اپنی ذمہ داری یہاں تک نبھاتے تھے' وہ کہتے تھے کہ اگر فرات کے کنارے پہ کوئی کتا بھی ہلاک ہو جائے تو اس کی ذمہ داری خلیفہ وقت پر ہے۔ یہاں الٹی گنگا والی بات ہے کہ اپنے آپ کو مثالی حکمران تو کہا جاتا ہے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تاریخی کارنامے سرانجام دیے گئے ہیں۔ جی ہاں' جناب چیئرمین! تاریخی کارنامے حکومت نے سرانجام دیے ہیں لیکن کیا دیے ہیں؟ اعلیٰ افسران کا قتل بہت زیادہ ہو گیا ہے' سیاست دان بہت زیادہ قتل ہوئے ہیں' دن دیہاڑے ڈکیتیاں ہوتی ہیں' امام بارگاہوں اور مسجدوں میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے' بھوک سے مجبور افراد اجتماعی خودکشی کر رہے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب تاریخی کارنامے ہیں تو اس کا فیصلہ آپ بہتر کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ ایک اچھا کپتان وہ ہے جو کہ اچھی ٹیم رکھے' اچھی ٹیم کا چناؤ کرے۔ کوئی کپتان اپنی صلاحیتوں اور خود نمائی کے مظاہروں سے میچ جیتنا چاہتا ہو تو وہ کبھی نہیں جیت سکتا۔ ہمارے صوبے میں کچھ اسی قسم کی کیفیت ہے۔ یہاں بالکل مکمل طور پر کنفیوژن ہے' ایڈہاک ازم ہے' یہاں day to day basis پہ کام چلایا جا رہا ہے۔ اگر میں آپ کو وزراء صاحبان کی مثال دوں تو میرے خیال میں بے جا نہیں ہوگا۔ معزز وزراء صاحبان جو یہاں تشریف رکھتے ہیں میں انھیں quote نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ موجودہ حکومت میں کچھ نقلی وزراء ہیں اور کچھ اصلی وزراء ہیں۔ میں یہاں کسی کا نام لے کر مثال نہیں دینا چاہوں گا' صرف اتنا کہوں گا کہ There are totally parallel orginizations working at the moment. اسی محکمے کا انچارج وزیر بھی ہے' اسی محکمے کا انچارج چیئرمین ٹاسک فورس بھی ہے اور اسی محکمے کا انچارج ایک معاون خصوصی بھی ہے۔ Who is responsible? ' کس پہ ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے؟ اگر مرکز کی مثال لیں تو وہاں بھی یہی حالت ہے۔ وہاں وزارت خارجہ میں ایک وفاقی وزیر ہیں' ایک وزیرمملکت بھی ہیں۔ لیکن خارجہ امور پر حکومتی موقف محترمی مشاہدحسین صاحب پیش کرتے ہیں ۔ اگر وزارت داخلہ چودھری شجاعت حسین کے پاس ہے تو اس محکمے کی پوچھ گچھ سیف الرحمن صاحب کر رہے ہیں۔ یہ duality ہے اور اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یہاں اصلی اور نقلی وزراء ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اپنا کام کرے' اگر چیئرمین ٹاسک فورس ہے تو وہ اپنا کام کرے' اگر کوئی معاون خصوصی ہے تو اسے کوئی ایسا کام دیا جائے کہ over lapping نہ ہو' اور انھی over lappings کی وجہ ہے کہ آج ہم امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں کسی پہ

کوئی ذاتی تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن امن و امان اور security کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کے بارے میں اگر ہم اس ایوان میں بات نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے فرائض سے دور ہو جائیں گے۔ آپ نے پچھلے دنوں دیکھا کہ مظفر گڑھ میں کتنے لوگ قتل ہوئے۔ مسجدوں میں نماز کی ادائیگی کے دوران شہید ہونے والے مسلمانوں کے جنازے چھوڑ کر حکمران خصوصی پروازوں سے عمرے پر روانہ ہو گئے۔

جناب چیئرمین! میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حقوق العباد جیسے اہم فریضے سے کوتاہی کر کے حکمران رب العزت کو خوش نہیں کر سکتے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک مومن کا دل راضی کر دیا جائے تو وہ حج اکبر کے برابر ہے اور ایک بھوکے کو پیٹ بھر کر روٹی کھلانا کسی بھی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ سکیورٹی پر حکومت کو ہی توجہ دینا پڑے گی وہ اپنی ذمہ داری shift نہیں کر سکتی اور جیسے آج کل حکومت ہر معاملے کو فوج کے حوالے کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً اس کا حل نہیں۔ اب کیا ہم یہ سمجھیں کہ حکومت جہاں ناکام ہو گئی اور اداروں میں سکیورٹی مہیا نہیں کر پا رہی تو کل کو یہ کہیں کہ وہاں فوج تعینات کر دیں۔ جناب چیئرمین! حکومت ہر معاملے میں اور ہر سول کام میں فوج کو ملوث کر رہی ہے تو میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ کیا فوج کی بارڈرز پر ضرورت نہیں؟ کیا مسئلہ کشمیر کا کوئی خفیہ معاہدہ ہو چکا ہے؟ ہم نے اتنی بڑی فوج صرف اس لیے رکھی ہوئی ہے کہ ہمارا ملک انڈیا سے شروع دن یعنی 1947ء سے ہی کشمیر کے مسئلے پر اختلاف چل رہا ہے اور اسی کی وجہ سے اتنی بڑی آرمی کے لیے بجٹ کی اتنی پوزیشن رکھی گئی ہے۔ کیا کوئی ایسا خفیہ معاہدہ ہو گیا ہے کہ وہاں بارڈرز پر فوج کی ضرورت نہیں؟ اور ان لوگوں کو یہاں ہزاروں کی تعداد میں' اور اگر آپ ان کو multiply کریں یا plus, minus کریں تو These will go into lakhs of people of the Army. جو کہ واپڈا میں آ گئے اب ریلوے میں آ رہی ہیں اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں ہوگا جب حکومت دعوت دے گی کہ فوج آ کر اس ایوان میں بھی نمائندگی کرے۔۔۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! فوج کا کام ملک کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ یہ کرپٹ افسر ملک کے دشمن ہیں اور ان دشمنوں کو ٹھیک کرنے کے لیے' ان کرپٹ افسروں کو ٹھیک کرنے کے لیے فوج آئی ہے۔ اس سے ملک کا فائدہ ہو گا اور یہ ملک کا دفاع ہے اور

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں ---

جناب چیئرمین، خانزادہ تاج محمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, we have been listening the long discourse from the Leader of the Opposition, who was at one time the custodian of this place sitting permanently where you are sitting today. Sir, you have been taking up the subject which is the prerogative of the Central Government. You have been talking about the foreign policies. We are talking about the security but the Bill which is at the moment before the House concerns with the security of the shopkeepers. It is not about the defence of the country. The defence of the country is essential part of our duties but this is no forum and this is no place for discussing the defence and the Military Courts when we are primarily concerned with this small bill concerning the shopkeepers. Sir, the Leader of the Opposition had been talking about protection of individuals. I would at this stage refer to the Islamic Law. He referred to the Muzaffargarh. In Qur'an it is revealed that when there is danger to the security of the people then provisions exists in Qur'an that half of the people can say their prayers and half of them should protect them at that time and vice-a-versa. Sir, what happened in Muzaffargarh. You cannot expect the Government of the Punjab or the Government of Pakistan to provide guard to every mosque. It is the duty of the people themselves in Muzaffargarh, when they knew that the apprehension exists from the undesirable people to damage the reputation of this country and to damage the fraternity of the muslim brethern.

MR CHAIRMAN: Now, I will request you and I hope you will not mind being very old parliamentarian that your point of order must be limited. You have now spoken on that point in detail. I will now request the Leader of the Opposition to wind up his speech. Please be relevant. Thank you very much.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker I obey your orders. I resume my seat. The rules are precise and those rules are precisely applicable equally to the Leader of the Opposition as they are applicable to me. My objection is that the subject they are discussing does not cover the law and order. They should not talk on the subject which is not primarily the conern of this Bill.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I would like to tell Khanzada Sahib that while speaking on the principles of the Bill he can also speak on the principles of the Bill. He can make a speech on it. This is definitely not a point of order. I would request you to provide an opportunity to Khanzada Sahib to speak on this Bill after me.

جناب چیئرمین، آپ wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں اس سیکورٹی پر بات کرتے ہوئے یہ بتاؤں گا کہ اگر اس وقت پاکستان میں جرائم کے اعداد و شمار پر سرسری سی نظر ڈالی جائے اور ماشاء اللہ میرے سارے معزز دوست اراکین اسمبلی پڑھے لکھے ہیں اگر وہ پچھلے دنوں کے اخبارات میں، رسالوں میں دیکھیں تو کراچی کے اعداد شمار vis-a-vis لاہور اگر آپ اس کی ratio دیکھیں تو لاہور میں ہر قسم کی وارداتیں کہیں زیادہ ہوئی ہیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کی آبادی لاہور شہر سے تین گنا زیادہ ہوگی۔ میں اسے quote کرتے ہوئے یہ بتانا چاہوں گا کہ سب سے زیادہ شرح قتل لاہور میں ہی رہی ہے اور گزشتہ سال کے جرائم کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب میں روزانہ 15 قتل، پانچ زنا اور روزانہ ایک پولیس مقابلہ ہوا ہے۔ یہاں 4358 افراد قتل ہوئے اور 7297 اغوا اور زنا کے مقدمات

درج ہوئے۔ جبکہ اسی عرصے کے دوران سندھ میں 3562 افراد قتل ہوئے اور 5923 اغوا اور زنا کے مقدمات درج ہوئے۔ اگر آپ اس کے اعداد و شمار دیکھیں تو یہ اتنے higher ہیں کہ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ The Government has failed to provide security to the citizens of its province. اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ سب سے زیادہ شرح قتل لاہور میں ہی رہی جہاں خود وزیر اعظم صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا گھر اور صوبائی دارالخلافہ اور ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتنی افسوس ناک بات ہے' اگر میں اسے شرم ناک نہ کہوں تو افسوس ناک ضرور ہوگی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر 1998ء کے دوران دیکھا جائے تو صرف قتل کی وارداتیں کراچی میں 662 ہوئیں لیکن لاہور میں 998 ہوئیں۔ میں صرف لاہور کی بات کر رہا ہوں' آپ دیکھیں کہ لاہور میں یہ کتنی ratio ہے۔ اگر اس کو per month کے حساب سے لیا جائے تو لاہور میں 83 قتل ہوئے اور کراچی میں 55 قتل ہوئے اور اگر per day ratio دیکھیں تو پھر لاہور میں 21 فی صد اور کراچی میں 14 فی صد قتل ہوئے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں معزز قائد حزب اختلاف کو interrupt کرنے کی معذرت چاہتا ہوں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو بل کے principles پر confine رکھیں۔ یہ تو ہمیں قتلوں کی تعداد بتا رہے ہیں یا چوری کی۔ یہ اپنے آپ کو بل تک confine رکھیں اور یہ بتائیں کہ کیا اس کا آنا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر اس تک اپنے ارشادات کو محدود رکھیں گے تو اس کا جواب بھی دیا جا سکے گا۔ لیکن اگر وہ اجتماعی طور پر کراچی کی صورت حال کو پنجاب کی صورت حال کے ساتھ compare کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھی ہوئی ہے' اس دن سارے figures دیں تاکہ ان سب کا جواب دیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید انھوں نے یہ تقریر اس دن کے لیے تیار کی ہوگی۔ اگر پہلے کر دیں گے تو اس دن پھر ان پر repetition کا الزام لگے گا۔

جناب چیئرمین، درست ہے۔ منیس صاحب! آپ اپنی بات کو ختم کریں۔ ساری بات امن عامہ کی بحث کے دوران ہو جائے گی۔ لنڈی کوتل سے کراچی تک کی سیر امن عامہ پر بحث کے دوران کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، بڑی مہربانی۔ میں اسے wind up کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں یہ

These directly concern the security of the people and this bill also concerns the security of the people and institutions of the province.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں حکومت کا یہ کام ہے کہ سکیورٹی مہیا کرے۔ حکومت forced security کے لیے نہیں کہہ سکتی۔ میں جناب والا! آپ کی وساطت سے حکومت سے اور معزز ممبران سے یہ استدعا کروں گا کہ ایڈیشنل سیکورٹی کے لیے ان کو آپ ضرور کہیں' کہ وہ اپنی ایک ایڈیشنل سکیورٹی رکھیں۔ وہ کہیں کہ ہمارے پاس نفری کم ہے' اس لیے آپ ایڈیشنل سکیورٹی رکھیں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ forced security رکھیں۔ سکیورٹی مہیا کرنا حکومت کا کام ہے۔ عوام کو سکیورٹی کے لیے ان کی پراپرٹی کی سکیورٹی کے لیے حکومت براہ راست ذمہ دار ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے wind up کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اس بل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ انھوں نے اگر اسے کرنا بھی ہے تو ایڈیشنل سکیورٹی کے لیے ایک ایگزیکٹیو آرڈر لے آئیں۔ اس کے لیے قانون سازی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں پھر اپنی اس بات کو دہراؤں گا میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معزز قائد حزب اختلاف اور معزز اراکین حزب اختلاف کہ قطعی طور پر اس بل کے اغراض ومقاصد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انھوں نے اس بات کی کوشش ہی نہیں کی کہ وہ اس کو تھوڑا سا سمجھیں۔ جناب چیئرمین! ابھی معزز قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے تھے کہ 'forced security' تو ہم اس کی بات نہیں کر رہے۔ ہم تو ایک قانون بنا رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص یا کوئی اور ادارہ بنک قائم کرتا ہے۔ جہاں وہ کروڑوں اربوں روپے کا کاروبار کرے گا' اس کے ساتھ وہ ensure کرے کہ اس ادارے کے سکیورٹی کے انتظامات بھی ہیں یا نہیں؟ ہم تو یہ کر رہے ہیں اور یہ پہلے سے ہو رہا ہے۔ کیا تمام بنکوں نے اپنے طور پر سکیورٹی گارڈ نہیں رکھے ہوئے اور کیا ان سکیورٹی گارڈز کے علاوہ پولیس کی طرف سے ان کو سکیورٹی مہیا نہیں کی جا رہی۔ اسی طرح جناب چیئرمین! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ جتنے بھی بڑے ادارے اس وقت صوبے میں کام کر رہے ہیں۔ بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور ہیں' جیولرز ہیں یا اس قسم کے شاپنگ سنٹرز ہیں' ان تمام اداروں نے

اپنی حفاظت کے لیے سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں۔ ہم صرف قانون اور قاعدے کے مطابق اس کو regularise کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اسلحہ کی دکان قائم کرنا چاہتا ہے تو اس کو پہلے حکومت کو NOC لینا پڑتا ہے اور یہ اس لیے لینا پڑتا ہے کہ کیا وہ ان requirements کو پورا کرتا ہے جو اسلحہ کی دکان کے لیے ہوتی ہیں؟ اب اس میں یہ کہا جائے کہ حکومت کسی کو کاروبار کرنے سے نہیں روک سکتی اور حکومت سے این او سی کیوں لیا جائے ۔ وہ این او سی صرف اس لیے لیا جاتا ہے کہ قانون اور قاعدے کے مطابق جو ضروریات ہیں اس کو وہ پورا کرے۔ اسی طرح جو بڑے ادارے ہیں اگر وہ اپنا کروڑوں روپے کا کاروبار کرتا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کسی شخص کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ کر کروڑوں اور اربوں روپے کا کام کرے۔ شام کو اگر اس سے کوئی پیسہ لوٹ کر لے جائے تو یہ ذمہ داری حکومت پر ڈال دی جائے۔ اگر کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو مناسب جگہ پر کاروبار کرے' مناسب ماحول میں کرے اور قانون کے تحت کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت یہ ساری قانون سازی اس لیے کر رہی ہے۔ ایک بات جس کا جواب دینا میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ بات قانون سازی کی ہو رہی ہے۔میں نے آج سے دو دن پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ جب حکومت کی صوبے میں کارکردگی کے حوالے سے بات کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو اور اراکین حزب اختلاف کو بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ انھیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ جو کچھ گزشتہ دو سال کے دوران' جس ٹیم کے کپتان کی یہ بات کر رہے تھے یا جس ٹیم کے ممبران کی یہ بات کر رہے تھے' جس ٹیم کی بھی یہ بات کر رہے ہیں اس ٹیم نے گزشتہ دو سال کے دوران اس صوبے کے عوام کو کام کر کے دکھایا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ واحد حکومت اللہ کی مہربانی سے اس صوبے میں قائم ہے کہ جس نے عملی طور پر صوبے میں کام کر کے دکھایا ہے۔ خالی زبانی طور پر جمع خرچ نہیں کیا۔ آپ آج زراعت کے شعبے میں دیکھیں' صحت کے شعبے میں دیکھیں' تعلیم کے شعبے میں دیکھیں۔ امن عامہ کے متعلق میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ جس دن امن عامہ پر بحث ہوگی اس دن بات کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قائد حزب اختلاف اور معزز اراکین کو ایک واضح فرق نظر آئے گا۔ یہاں پر یہ اعداد و شمار دے دینا کہ اتنے قتل ہوئے یا اتنی ڈکیتیاں ہوئیں ان کی حقیقت کو جناب سپیکر! نہ آپ تسلیم کر سکتے ہیں اور نہ ہی میں کر سکتا ہوں۔ جب بات ہوگی تو حکومت کی طرف سے ان کی طرف سے یا کسی غیر جانب دار ادارے کی طرف سے جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں ان کے حوالے سے بات

کریں۔ اگر ہماری کہیں پر بھی کوتاہی ہوئی تو ہم اس کو تسلیم کریں گے۔ اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس بل پر اب ریڈنگ شروع کی جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Second Reading of the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Rafiq Haider Khan Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, for the words "by order", appearing in line 1, the words "by law" be substituted."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing

Committee on Home Affairs, for the words "by order", appearing in line 1, the words "by.law" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب چیئرمین، جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب چیئرمین۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئرمین ! ہمارے اراکین نے اس بل پر ایک تجویز دی ہے' ترمیم دی ہے۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی جانب سے کبھی supportive مواد مہیا نہیں کیا جاتا۔ ہم جو بات کریں اس کے جواب میں صرف یہ کہہ دینا کہ ان کو اس concept کی سمجھ نہیں ہے یا اس بل کے بارے میں سمجھ نہیں آئی ۔ میں جناب چیئرمین! آپ سے یہ پوچھوں گا کہ اگر آپ بل کو اٹھا کر دیکھیں تو کیا اس میں کوئی بل کے اغراض ومقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ کیا حکومت نے کبھی یہ بندوبست کیاہے کہ وہ اپنے اراکین اسمبلی سمیت' حکومتی اراکین اسمبلی سمیت ' اپوزیشن جو اس میں contribute کرتی ہے اور روایات کے مطابق حکومت ترامیم بھی دیتی ہے۔ کیا ان کو بریف کرنے کے لیے کوئی ایسا انتظام کیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین! ہم تو اپنے طور پر ان کے ڈیپارٹمنٹس سے اور دائیں بائیں لوگوں سے مدد لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ بل کس مقصد کے لیے لایا جا رہا ہے۔ اور جب ہم اپنی ترامیم پیش کرتے ہیں اور اس پر اپنی تجاویز دیتے ہیں تو الٹا ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کو concept کا پتا نہیں۔ حالانکہ یہ concept سمجھانا حکومت کا کام ہے۔ اور جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا' اس سے پہلے میں جناب سپیکر سے بھی اس فلور پر استدعا کر چکا ہوں کہ یہاں اس اسمبلی سیکرٹریٹ کے لیے آپ کو ایک لاء سیل' ایک لیگل سیل بنانا چاہیے۔ یہ نہیں کہ وہ اپوزیشن کے لوگوں کے لیے ہو۔ آپ ایک سیل قائم کریں اور اس سیل سے پورا ہاؤس استفادہ کرے گا۔ جناب چیئرمین! پارلیمنٹ' جو قانون ساز ادارہ ہے اس میں جو ہم نمائندگان بیٹھے ہیں۔ ہمارا کام ہے اپنا version دینا' ہم کوئی ٹیکنیکل لوگ نہیں ہیں۔ ہم ٹیکنیکل لینگویج بھی نہیں لکھ سکتے۔ اور اگر supportively staff موجود ہو تو ہم ان کو اپنا version دے کر اس کی صحیح ڈرافٹنگ کروا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو concept کی بات کرتے ہیں کہ اپوزیشن کو اس کے concept کا پتا نہیں ہے۔ تو concept

کے بارے میں وہ ہمیں بتا سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم لائبریری میں سے مختلف کتابیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس میں سے متعلقہ مواد نکالیں۔ میں جناب والا! آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ایسا ایک لیگل سیل ضرور قائم کریں۔ جناب والا! یہاں Clause 2. Security of Establishments میں دیا ہوا ہے کہ،

Government may , by order , provide for the regulation of and enforcement of measures for the security of the property and persons connected with an Establishment.

آگے اس کے ایک وضاحت دے دی گئی ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ "by order" کی جگہ یہاں "by law" کیا جائے۔ اس سے پہلے میں نے بات کی کہ اس کی قانون سازی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کو ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے بھی نافذ کیا جا سکتا ہے۔ تو ہماری اس بات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر اب انھوں نے بائی آرڈر کی بات کی ہے۔ اور ہم کہہ رہ رہے ہیں کہ اس کو بائیلاء کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر قانون اس پر بھی یہی اعتراض فرمائیں گے کہ نہیں' یہ ہم بائی آرڈر کریں گے۔ اور اس معاملے میں ہم پھر کیسے قانون سازی کریں اور پھر کس طرح اس کو لاء بنائیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں پھر یہ ایک lever رہ جائے گا۔ اگر ایک سائیڈ پر وہ نہیں کرنا چاہتے تو دوسری سائیڈ پر وہ بائی آرڈر کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ میری تجویز ہوگی کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ یہ لیور اپنے ہاتھ میں رکھے۔ وہ اس لیور کو پھر اس معزز ایوان کے حوالے کرے۔ اور جہاں کہیں ان کو ضرورت ہے بجائے بائی آرڈر کے وہاں یہ بائی لاء معاملات کو سامنے لے آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پھر ان ہی کی کہی ہوئی بات کو وہ بات support کرے گی کہ یہ اس کو ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے نہیں' بلکہ قانون سازی کے ذریعے لانا چاہتے ہیں۔ میری اس میں یہی استدعا ہے کہ word "by order" کی جگہ "by law" شامل کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: آپ فرمائیں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! ہم نے یہ amendment move کی ہے کہ،

That the clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee

on Home Affairs, for the words "by order", appearing in line 1, the words "by law" be substituted.

جناب والا! مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی مثبت تجویز بھی دی جائے تو اس پر حکومت عمل کرنے سے کیوں گریز کرتی ہے؟ ہم نے ترقی یافتہ ممالک میں یہ دیکھا ہے۔ اور مجھے ذاتی طور پر یہ تجربہ کرنے کا موقع ملا ہے کہ جب پارلیمنٹ یا اسمبلی میں کوئی مثبت بات اپوزیشن کی طرف سے آتی ہے تو گورنمنٹ اس کو welcome کرتی ہے۔ اور عوام کے مفاد اور ملک کے مفاد میں اگر کوئی تجویز جس جگہ سے بھی آئے خواہ وہ اپوزیشن ممبرز کی طرف سے ہو خواہ وہ ٹریژری ممبرز کی طرف سے ہو اس کو consider کیا جاتا ہے اور اس کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں ابھی یہ روایت قائم نہیں ہوسکی۔ اور گورنمنٹ اپنی اکثریت کے زور پر اپنی من مانی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور وہ ہر معاملے میں اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس بل کی سب کلاز ٹو آف ٹو اگر آپ دیکھیں تو اس میں ہے کہ

(ii) any office, firm, company, institution, industrial unit, undertaking, shop or premises which undertakes any business, trade, manufacture, calling, service, employment or occupation.

جناب والا! یہ جو وضاحت دی گئی ہے اس میں ہر قسم کا کاروباری ادارہ آ جاتا ہے۔ اگر گورنمنٹ سکیورٹی کے انتظامات خود مہیا نہیں کر سکتی۔ تو وہ ہر قسم کے کاروباری ادارے کو کیوں پابند کرنا چاہتی ہے کہ وہ اپنی سکیورٹی کے لیے خود بندوبست کریں۔ ضروری نہیں کہ وہ ادارہ afford بھی کرتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی بنک یا کسی مالیاتی ادارے کو آپ instruct کریں کہ وہ اپنی سکیورٹی کے لیے سکیورٹی گارڈ رکھیں یا اس کا بندوبست کریں۔ تو It makes sense۔ لیکن اس میں وہ تمام کاروباری ادارے آ جاتے ہیں خواہ وہ مالیاتی ادارے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنی فیکٹری لگا کر بیٹھا ہے تو اس کو بھی لازم کر دیا جائے گا کہ وہ اپنی حفاظت کا خود بندوبست کرے۔ جناب والا! پھر وہی بات آتی ہے کہ اگر اس ملک کے ہر شہری نے اپنی حفاظت خود کرنی ہے تو پھر حکومت کا کیا کام رہ جاتا ہے۔ کیا یہ ذمے داری حکومت کی نہیں؟

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر قانون ، میں جناب سے استدعا کروں گا کہ یہ سب کچھ irrelevant ہے۔ ابھی جو ترامیم دی گئی ہیں پہلے اس حوالے سے بات کریں۔ پھر بات وہیں آرہی ہے ----

جناب چیئرمین، راجہ صاحب! بعض اوقات تھوڑی سی چاشنی لگانے سے ان کی تسلی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اوپر بھی دیکھنا پڑتا ہے نیچے بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ وہ مختصر کریں گے۔۔

وزیر قانون، جناب والا! چاشنی ضرور لگائیں۔ اوپر نیچے کچھ نہیں وہ ذرا تھوڑی سے احتیاط فرما لیں اور اپنے آپ کو یہ تھوڑا سا ترمیم کی حد تک محدود رکھیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین، ویسے وہ واٹنڈ اپ کر رہے ہیں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں تو بالکل relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، مختصر کریں تا کہ آج یہ بل ختم کریں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! ایک تو ٹیکسوں کا بے پناہ بوجھ عوام پر ڈالا جا چکا ہے۔ لیکن حکومت چاہتی ہے کہ عوام کے خون کا آخر قطرہ بھی نچوڑ لیا جائے۔ اور وہ اس طرح کی قانون سازی کرکے عوام کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ اور یہ سراسر نا انصافی اور ظلم ہے۔جناب والا! میری پھر یہ درخواست ہے کہ اس ترمیم پر غور کیا جائے اور اس میں یہ word "by law" substitute کیا جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ میرے خیال میں اب بہت ہوگیا۔ آپ کی تقریر تو آج اتنی دھواں دھار تھی اور بڑا اچھا وہ ٹارگٹ تھا۔ آپ کی پہلے بڑی تقاریر ہوئی ہیں۔ آپ اس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جی ہاں۔ جس وقت آپ چاہیں گے میں ختم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، تو بسم اللہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہم نے یہ جو ترمیم دی ہے اس میں ہمارا مدعا یہ ہے کہ اس میں جو الفاظ آئیں ان میں قانون سازی کی سپریمیسی ہونی چاہیے' کسی کے اختیارات کی نہیں' کسی شخصیت یا حکومت کی سپریمیسی نہیں ہونی چاہیے' بلکہ قانون کی ہونی چاہیے۔ جو بھی بات ہو اس سے محسوس ہو کہ یہ قانون سازی ہوئی ہے اور یہ سارا کچھ قانون کے دائرے کے اندر ہو رہا ہے اور اس

کے لیے قانون بنایا جا رہا ہے۔ لیکن اس میں الفاظ یہ ہیں کہ "The Government may, by order,"۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں "by order" کی بجائے "by law" ہو۔ ان الفاظ سے یہ محسوس نہ ہو کہ یہ ایگزیکٹو آرڈر ہے یا by law ہو رہا ہے۔ ان الفاظ سے عام آدمی کے ذہن میں بات جاتی ہے کہ جیسے ایک ایگزیکٹو آرڈر کیا جاتا ہے اس کے تحت یہ آرڈر ہو رہا ہے' otherwise تو یہ قانون سازی ہو رہی ہے تو میں آپ کی طرف دیکھتے ہوئے' کیوں کہ آپ کی خواہش ہے کہ اس پہ بہت ہی مختصر بات کی جائے تو میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے محکمے سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ اگر قانون سازی اور اس کو اجاگر کرنے کی بات کی جائے' تو اس کو مان لینا چاہیے۔ چہ جائیکہ ہم ہر بات پہ اپنی اکڑ دکھائیں اور اس میں ہم لفظ بھی ایسے ڈالیں کہ جن سے ہماری حکومت کی بڑے پاورز نظر آئیں۔ پاورز تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ سکیورٹی سے دستبردار ہو رہے ہیں۔ حکومت تمام کاموں سے دستبردار ہو رہی ہے۔ واپڈا ان سے نہیں چل رہا' ریلوے ان سے نہیں چل رہا' تھوڑی سی ایک چیز اور رہ گئی ہے گورنمنٹ' شاید یہ بھی اب آرمی کے حوالے کرنے والے ہیں۔ یہ ان کے حوالے کریں گے یا وہ ان شاء اللہ ان سے لے لیں گے' کیوں کہ یہ خود عادت ڈال رہے ہیں اور اپنی ناکامی مان رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس جمہوری نظام کو جمہوری طریقے سے اور جمہوری الفاظ سے چلائیں' اس لیے ہم نے یہ ترمیم دی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس وقت ہم بات کر رہے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے بل کی کلاز 2 میں ترمیم آئی ہے۔ اس میں میری استدعا ہے کہ موجودہ کلاز میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت آرڈر کے ذریعے ہدایت دے گی اور ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا کہ "آرڈر" کی جگہ لفظ "لاء" شامل کر لیا جائے۔ اس میں میری استدعا ہے کہ یہ ترمیم ناقابل پذیرائی ہے اور وہ اس حوالے سے کہ لاء سے مراد وہ بنیادی قانون ہیں اور آرڈر سے مراد وہ ہدایت ہے جو اس قانون کے تحت جاری کی جائے گی۔ اب اگر اتنی مختصر سی بات کے لیے انھوں نے جو اتنا وقت لیا ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صرف مقصد یہ ہے کہ بنیادی قانون تو ہم بنا رہے ہیں اور اب اس قانون کے تحت جو ہدایات جاری کی جائیں گی وہ آرڈر کہلائیں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم کسی لحاظ سے بھی قابل پذیرائی نہیں' اس لیے میری

استدعا ہو گی کہ اس کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is :

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, for the words "by order"appearing in line 1, the words "by law" be substituted".

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is .

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Law Minister He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That for Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing

Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

"(5) Repeal . - The Punjab Shops and Establishments (Security) Ordinance, 1999 (II of 1999) is hereby repealed".

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:-

That for Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

"(5) Repeal . - The Punjab Shops and Establishments (Security) Ordinance, 1999 (II of 1999) is hereby repealed".

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جب بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے And whenever this part of the legislation comes. اس میں مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کبھی بھی حکومت نے اس پہ نہیں سوچا اور اسے صحیح طریقے سے کبھی پیش نہیں کیا۔ وہی روایتی انداز میں آرڈیننسز جاری ہوتے ہیں اور اسی روایتی انداز میں وہ lapse ہو جاتے ہیں اور درمیان میں کبھی ایک ماہ' کبھی پندرہ دن' کبھی ایک ماہ سے بھی زیادہ کا عرصہ گزر جاتا ہے کہ وہ آرڈیننس dead ہوتا ہے اور اس کے بعد یک دم ان کو خیال آتا ہے اور ایک نیا آرڈیننس جاری کر دیتے ہیں اور جب کبھی یہاں ہم نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو حکومت کی طرف سے یہی بات آتی ہے کہ جناب! حکومت نے تو اس tenure میں ریکارڈ قانون سازی کی ہے اور پھر یہ مثال دی جاتی ہے کہ 1947ء کے بعد سے آج تک اس دو سال میں جو قانون سازی ہوئی ہے وہ پچھلے تمام سالوں میں نہیں ہوئی لیکن جناب سپیکر! ایک جمہوری ادارے کے طور پہ جب آپ دیکھتے ہیں تو یہاں ایک بھی ایسا بل نہیں جو کہ براہ راست ہاؤس میں lay ہوا ہو۔ تمام معاملات میں پہلے آرڈیننس جاری کیا جاتا ہے۔ جمہوری طریقہ کیوں نہیں اپنایا جاتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی کامیابی اور اس کا جمہوری انداز میں اس ہاؤس کو چلانا تبھی بہتر نظر آئے گا کہ یہ اپنے بل براہ راست اس ہاؤس میں lay کریں۔ یہ نہیں کہ ہر معاملے میں یہ آرڈیننس کا سہارا لیں اور اس میں بھی اسی طریقے سے یہ کیا گیا ہے کہ

ایک آرڈیننس 26/1998، 12 ستمبر 1998ء کو جاری کیا گیا اور (2) under Article 128 اس کی میعاد چونکہ 3 مہینے ہوتی ہے تو وہ 12 دسمبر کو ختم ہو گیا اور اس کے بعد پھر درمیان میں ایک وقفہ آ گیا۔ اس کے بعد نیا آرڈیننس 5 جنوری 1999ء کو انھوں نے جاری کیا ہے۔ اب پھر میں وہی بات دہراؤں گا جو پچھلے دنوں مجھے کہنی پڑی تھی کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ retrospective effect مناسب نہیں اور میں معزز وزیر قانون کی وہی بات دہراؤں گا کہ انھوں نے ایک قانون سازی میں فرمایا تھا جس میں انھوں نے Article 12 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan کا حوالہ دیا تھا کہ under Article 12 یہ سول لاء میں retrospective effect سے کر سکتے ہیں۔ لیکن criminal law میں نہیں کر سکتے تو I must tell him. آپ کی وساطت سے کہ This is again a criminal law. اس میں penalty رکھی ہوئی ہے، اس میں detension رکھی ہوئی ہے، اس میں جرمانہ رکھا ہوا ہے۔ اس لیے یہ criminal law ہے۔ اس کو پھر retrospective effect سے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ 12 ستمبر سے آگے آپ دیکھیں تو 11 دسمبر کو تین مہینے اس آرڈیننس کے ختم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد 5 جنوری تک 'There was no law' کیونکہ یہ آرڈیننس dead ہو گیا تھا اور اس کو پھر revise کرنے کے لیے انھوں نے ایک نیا آرڈیننس جاری کیا۔ اس میں انھوں نے کلاز 12 میں کہا،

> "It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Shops and Esteblishments (Security) Ordinance 1998, (XXVI of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution".

اب اتنا عرصہ کوئی law ہی نہیں رہا۔ اس کے دوران انھوں نے لازماً کیونکہ آرڈیننس جاری کیا ہے تو اس کے تحت انھوں نے لازماً کارروائی بھی کی ہوگی، اس law کو استعمال بھی کیا ہوگا۔ جو قانون انھوں نے ان دنوں میں استعمال کیا ہے، اور انھوں نے کسی کو سزا دی ہے تو میری دانست میں پھر وہ سزا صحیح نہیں بنتی کیونکہ ان دنوں میں کوئی آرڈیننس نہیں تھا، کوئی قانون نہیں تھا۔ یہ ایک dead law سے اپنا کام چلاتے رہے۔ پھر یک دم خیال آیا کہ اب یہ اسمبلی میں پیش ہونے لگا ہے تو محکمے کو خیال آیا کہ یہ آرڈیننس lapse ہو چکا ہے dead ہو چکا ہے تو ایک نیا آرڈیننس جاری کر دیا۔ میرے محترم بھائی پھر برا مناتے ہیں جب میں کہتا ہوں کہ This is a bad legislation اور یہ

میں اس لیے کہتا ہوں کہ یہ قانون سے ہٹ کر ہے۔ عدالتوں نے جو فیصلے دیے ہوئے ہیں اس کے منافی ہے۔ میں بار بار معزز وزیر قانون صاحب، گورنمنٹ اور معزز اراکین کی خدمت میں یہ بات کر چکا ہوں کہ ہم legislators ہیں، ہم قانون ساز ادارہ ہیں۔ ہم 248 لوگ جو بھی قانون بنائیں گے، اس کا عمل پورے صوبے پر ہونا ہے اور ہر کسی نے اس کو پڑھنا ہے دیکھنا ہے تو ہم قانون ایسا بنائیں کہ جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اور لوگ یہ کہیں کہ اس منتخب ایوان میں جو لوگ آئے تھے جنھوں نے یہ قانون سازی کی ہے، وہ ایک اچھی قانون سازی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ retrospective effect سے نہیں کیا جا سکتا۔ تو میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ repeal clause جس طریقے سے پیش کی گئی ہے یہ پیش نہیں کی جاسکتی۔ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور چند الفاظ آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی نذر کروں گا کہ،

الٰہی خیر ہو سارے محافظ
کھلی آنکھیں ہیں لیکن سو رہے ہیں
ہے جن کے ہاتھ میں نظم گلستاں
وہ صبح و شام کانٹے بو رہے ہیں

مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! موجودہ ترمیم کے تحت یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بل جس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کے زیر غور لایا گیا، اس آرڈیننس کا نمبر 26 بابت سال 1998ء تھا۔ وہ آرڈیننس تین ماہ کی مدت مکمل کرنے پر ختم ہو چکا ہے اور اب آرڈیننس نمبر 2 بابت سال 1999ء نافذ ہے۔ لہٰذا اس نمبر کا تحریر کیا جانا مقصود ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی بارہا استدعا کی ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھیجی ہے اور آج سے چند دن پہلے بھی میں نے بات کرتے ہوئے یہ عرض کی تھی کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو اصولی طور پر میری دانست میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو کر لینا چاہیے، لیکن اس سلسلے میں ہماری اور اسمبلی سیکرٹریٹ کی بات چل رہی ہے کہ اس کے نمبر تبدیل کرنے کے لیے اگر ہم مناسب ترمیم تجویز کریں تو اس ایوان سے منظور کرائی جا سکتی ہے۔ وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک چھوٹے سے معاملے کو جس طرح جناب قائد حزب اختلاف اور معزز اپوزیشن کے دوست

ہو بنا سیے تیں اس کی مثال شاید ہی نہیں ملتی ہو۔ انھوں نے bad legislation کے الفاظ استعمال کرتے ہوتے ہیں۔ انھوں نے یہ کہنا ہوتا ہے کہ کوئی قانون ہی نافذ العمل نہیں تھا تو میں اس سلسلے میں کوئی عرض نہیں کرنا چاہتا۔ میری صرف استدعا یہ ہے کہ اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ، جناب سپیکر!

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs the following shall be substituted:

"(5) Repeal.- The Punjab Shops and Establishment (Security) Ordinance, 1999 (II of 1999) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is,

That Clause 5 of the Bill as amended do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Sardar Rafiq Haider Leghari
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
6. Syed Masood Alam Shah
7. Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:

That for sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

"(1) This Act may be called the Punjab Shops and Establishments (Security) Act 1999."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That for sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

"(1) This Act may be called the Punjab Shops and Establishments (Security) Act 1999 "

Minister for Law: I oppose it, Sir

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے اسی لیے ترمیم دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا تھا شاید تھک گئے ہیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، آج تو قائد حزب اختلاف تقریر کی بجائے اداؤں اور اشاروں سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہاں تھکنے والی بات تو نہیں ہے، کیونکہ ہم نے contribute کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مال نے آج ایک بات کہی ہے کہ قائد حزب اختلاف تقریر کی بجائے اشاروں کنایوں سے کام لے رہے ہیں، بلکہ انھوں نے لفظ اداؤں کا بھی استعمال کیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ان کا حسن ظن ہے۔ دیکھنے کا طریقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کون سا لفظ سے نہ سے؟ (قہقہے)

جناب سعید اکبرخان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کی سابقہ کارروائی اگر دیکھیں تو میرے بھائی اقبال خاکوانی صاحب نے پچھلے اجلاسوں میں یہ فرمایا تھا کہ اگر اس دفعہ آٹے کی کمی ہوئی تو میں ----

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے' کیونکہ انھوں نے commitment کی تھی۔ میں دو دن یہ دیکھتا رہا کہ شاید یہ اس عہدے سے استعفیٰ دیں گے۔ لیکن ان میں یہ بات نہیں ہے اور انھوں نے استعفیٰ نہیں دیا۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ان کو اپنا وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے on the floor of the House یہ commitment کی تھی کہ اگر آٹے کی قیمت بڑھی یا آٹے کی کمی ہوئی تو میں ضرور استعفیٰ دوں گا۔ آپ نے اخبارات میں لوگوں کو بلبلاتے ہوئے دیکھا اور روز بحث ہوئی کہ آٹے کی کمی بھی ہوئی ہے اور قیمت بھی بڑھی ہے۔ لیکن ہمارے وزیر نے استعفیٰ نہیں دیا۔ جن کی ہمارے ساتھ یہ commitment تھی کہ اگر یہ دو باتیں ہوئیں تو میں استعفیٰ دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ان سے بعد میں پوچھیں گے' ذرا یہ کام کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان، سر! ٹھیک ہے' لیکن یہ پوچھنا ضرور ہے۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کہتے ہیں تو جرمانے کے طور پر وزیر خوراک سے کہتے ہیں کہ وہ سعید اکبر خان صاحب کو پرانی قیمت پہ دو بوری آٹا سپلائی کر دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ سرکاری قیمت پر نہیں دیتے تو پرانی قیمت پر کیسے دیں گے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! مجھے بھی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ کام کر لیں۔ ان کی بات کا جواب دینے کی ضرورت نہیں' کیونکہ ایسی اچھی بات انھوں نے نہیں کہی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کو بھوک لگی ہے۔ میں ابھی ان کو ان شاء اللہ

روٹیاں فراہم کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، داتا دربار سے؟

وزیر خوراک، آپ داتا دربار کی روٹیوں کے مستحق نہیں ہیں۔ میں ان شاء اللہ اپنی طرف سے آپ کو روٹیاں فراہم کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، آپ نے پوری قوم کو مستحق بنا دیا ہے۔ میں بھی اسی قوم میں ہوں۔ میں بھی مستحق ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! کل محکمہ خوراک کے سوالوں کا دن ہے۔ میں ان شاء اللہ کل اس ضمن میں جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، زبردست، زبردست۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ امنڈمنٹ move کی ہے اور میں سمجھتا تھا کہ آنریبل لاءمنسٹر صاحب اس میں اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیں گے۔ کیونکہ اس میں پہلے بھی ہماری بڑی valid قسم کی امنڈمنٹس تھیں لیکن یہ ایسی امنڈمنٹ تھی جس میں ان کو شاید کوئی قطعاً نقصان نہیں تھا۔ میں پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میری پچھلی امنڈمنٹ پر آنریبل لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی کہ---

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے کافی کوشش کی کہ میں---

جناب ڈپٹی سپیکر، ----عادت پوری نہ کریں۔ (قہقہے)

جناب سعید اکبر خان، اپنے آپ کو کنٹرول کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا جی۔

جناب سعید اکبر خان، لیکن جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ اتنی non serious ہے کہ اپنے بزنس کے لیے بھی، جو اتنی بڑی اکثریت اور اتنے بھاری مینڈیٹ کا سن سن کے ہمارے کان پک گئے ہیں، یہ اپنی لیجسلیشن میں بھی اپنا کورم پورا نہیں کر سکتے اور اپنے ممبران کو یہاں ہاؤس میں نہیں بٹھا سکتے۔ یہ جتنے بھی ایم۔ پی۔ اے ہیں، یہ اندر سے ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ ان کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے یہ جو جتنے بیٹھے ہیں، یہ اندر سے اتنے ہی ان کے ساتھ ہیں۔ باقی ان کے ساتھ نہیں ہیں جو اس کا ثبوت ہے۔ جناب سپیکر! اس ہاؤس کا کورم پورا کروائیں اور اس کے بعد یہ لیجسلیشن کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ گنتی کریں----- گنتی کی گئی-----تو کورم نہیں ہے۔ اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں دوبارہ گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں ہے۔ اگر اس کو آدھے گھنٹے کے لیے مزید adjourn کیا جائے تو پھر ٹائم ساتھ نہیں دیتا۔ میرا خیال ہے کہ اس وجہ سے کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ہاؤس adjourn ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعرات' 28۔ جنوری 1999ء

(یوم الخمیس' 9۔ شوال المکرم' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح دس بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

سورۃ عبس آیات 24 تا 32

تو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے ○ بے شک ہم ہی نے پانی برسایا ○ پھر ہم ہی نے زمین کو چیرا پھاڑا ○ پھر ہم ہی نے اس میں اناج اگایا ○ اور انگور اور ترکاری ○ اور زیتون اور کھجوریں ○ اور گھنے گھنے باغ ○ اور میوے اور چارا ○ یہ سب کچھ تمھارے اور تمھارے چارپایوں کے لیے بنایا ○

وما علینا الا البلاغ ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صنعت و معدنیات)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور: On his behalf 936

چھوٹے صنعت کاروں کو قرضوں کی فراہمی

*936۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن چھوٹے صنعت کاروں کو قرضوں کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہو تو کب تک نیز قرضہ کی رقم کیا ہوگی۔ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)

جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن چھوٹے صنعت کاروں کو قرضوں کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس ضمن میں قرضہ کی سکیم بعنوان" ترمیم شدہ دیہی صنعتی منصوبہ/ خود روزگاری کا PC-I زیر غور ہے۔ سکیم کی منظوری کے بعد قرضوں کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔ مجوزہ سکیم میں قرضہ کی رقم زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپے فی یونٹ/ پروجیکٹ تجویز کی گئی ہے۔

سردار سعید انور: یہ سکیم کب تک منظور ہو جائے گی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: اس میں میں اپنے دوستوں کی اطلاع کے لیے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو علم ہے کہ ہم نے ADP میں 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے اور یہ سکیم جناب غلام حیدر وائیں صاحب مرحوم نے شروع کی تھی' پھر اس میں کامیابیاں بھی ہوئیں تھیں۔ اب جو مختلف پہلوؤں پر غور ہو رہا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ بہت جلد مکمل کرنے کے بعد ہم بےروزگار افراد کی سہولت کے لیے دیہی سطح پر کاٹیج انڈسٹری' چھوٹی انڈسٹری پر غور کر رہے ہیں۔ اس کے لیے ہم اس کا اجراء کریں گے اور پھر قرضہ جات فراہم کیے جائیں گے۔ دیہات کی آبادی جو شہروں کی طرف بڑھ رہی ہے' اس کو روکنے کے لیے ہم اس انڈسٹری کو سامنے لے کر آئیں گے'

جس سے برآمد میں اضافہ ہوگا اور وہ انڈسٹری جس سے ملازمتیں بڑھیں گی' اور وہ انڈسٹری جس سے غربت اور افلاس کو دور کیا جائے گا۔ اس لائن پر ہم کوشش کر رہے ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد ہم اس سکیم کو سامنے لائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی اورضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال جناب شاہدمحمود بٹ صاحب کا ہے' وہ بھی تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

کمالیہ پیپر ملز کی تعمیر

*1258۔سردار سعید انور۔ کیا وزیرصنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ پیپر ملز کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبہ کے لیے غیر ملکی امداد کا معاہدہ بھی ہو گیا تھا۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو یہ منصوبہ خطیر خرچ کے باوجود ابھی تک تعطل کا شکار کیوں ہے۔ اس کی تعمیر کب تک شروع کی جائے گی؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے پیپر ملز لگانے کا منصوبہ بنایا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبہ کے لیے بیرونی مالیاتی ادارے سے غیر ملکی امداد کے معاہدے ہوئے جو بعد ازاں منسوخ کر دیے گئے۔

(ج) اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ منصوبہ مختلف مراحل سے گزرنے کے نتیجہ میں طوالت اختیار کر گیا۔ منصوبہ کی لاگت بہت زیادہ (600-700 کروڑ) ہونے کی وجہ سے بروقت منظوری نہ ہو سکی اور اس کی نجی شعبہ کو منتقلی نہ ہونے کے حدشات کے پیش نظر منصوبہ ترک کر دیا گیا۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا تھا؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی ، جناب! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس منصوبے کا سنگ بنیاد بھی رکھا جا چکا تھا اور PIDB بھی' جس کو آج کل ختم کر دیا گیا ہے۔ وہ ہماری انڈسٹری کی uplift کے

لیے ترقیاتی ادارہ تھا۔ انھوں نے یہ منصوبہ adopt کیا اور 1980ء میں اس کی تجویز بنی' اس کی feasibility بنی' اس کو chalk out کیا گیا' اس کی identification کی گئی اور اس کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا لیکن جوں جوں حالات و واقعات آگے بڑھتے گئے اس کے اخراجات بڑھتے گئے اور اس کو مکمل نہ کیا جا سکا۔ آخر کار 1987ء میں یہ منصوبہ اس لاگت کو پہنچ گیا' جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ چھ سو کروڑ یا سات سو کروڑ یعنی چھ سات ارب روپے کی لاگت سے یہ بنتا تھا بلکہ غیرملکی فرم سے معاہدہ بھی ہو چکا تھا لیکن اس کی لاگت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ ممکن نہیں رہا تھا کیونکہ PIDB کا بھی منشاء صرف یہ ہوتا تھا کہ انھوں نے remote area میں صنعتوں کو establish کرنا اور اس کو بعد میں پرائیویٹ ادارے کو فروخت کرنا تھا لیکن چونکہ لاگت اتنی بڑھ گئی تھی کہ ہم پرائیویٹ ادارے کو فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے پاکستان گورنمنٹ نے اس کو drop کر دیا۔

سردار سعید انور، اس منصوبے پر کتنا خرچہ آ گیا تھا؟ اور اس نے اتنی طوالت کیوں اختیار کی تھی؟ اور یہ کیوں سرخ فیتے کا شکار ہوا تھا؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی، جناب والا! میں نے consolidate کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میرے بھائی اس تفصیل میں جانا چاہتے ہیں۔ اس کا 1980ء میں concept آیا' 1983ء میں مختلف مراحل کو طے کیا گیا' 1984ء میں اس کی لاگت ایک ارب 94 کروڑ روپیہ لگائی گئی' پھر 1985ء میں اس کی لاگت دو ارب 65 کروڑ ہوگئی اور اس کے بعد ہم نے میسرز کلاک فرم تھی' جس سے معاہدہ کیا اور اس کی لاگت بڑھتے بڑھتے چھ سات سو کروڑ تک چلی گئی۔ جب PIDB کا basic concept یہ تھا کہ انھوں نے جب بنائی ہے۔ انھوں نے صرف یہ کرنا تھا کہ پنجاب کے remote areas میں انڈسٹریوں کو پھیلانا تھا اور identification کر کے انڈسٹری یونٹ لگانے تھے۔ صرف اس مقصد کے لیے کہ اس کو establish کرنے کے بعد پرائیویٹ سیکٹر کو ٹرانسفر کرنا تھا۔ جیسے بے شمار ملیں لگیں اور ان کو ٹرانسفر کیا۔ جیسے دو شوگر ملیں گزشتہ سال ہمارے پاس تھیں ان کو ہم نے پرائیویٹ طور پر دیا ہے لیکن اس پر cost یہ ہے کہ ہم نے اس کے لیے دو مربع زمین acquire کی اور اس پر تقریباً 2 کروڑ 92 لاکھ cost آئی۔ ہم نے یہ سوچا کہ 2 کروڑ اور 92 لاکھ تو خرچ ہو چکا ہے۔ اب اگر اس کو بنا بھی لیا جائے اور چھ سات ارب لگا بھی دیا جائے اور اس کے بعد پرائیویٹ سیکٹر ہی

کوئی نہ آئے تو اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لیے بالآخر پاکستان کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کو drop کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لودھی صاحب! اس پر جو 2 کروڑ 92 لاکھ روپیہ cost آ چکی ہے اس کو کس مد میں ڈالا جا رہا ہے؟ اس کی کیا utilization ہے؟ اس سے گورنمنٹ کو کوئی فائدہ ہو رہا ہے یا اس پر کوئی نقصان ہو رہا ہے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں واضح نہیں کر سکا۔ اس کی جو feasibility بنی' اس پر جو ایکوزیشن ہوئی' اس کے جو نقشہ جات بنائے گئے' پھر اس کو identify کیا گیا' پھر ایکسپرٹ رکھے گئے' کنسلٹنٹ رکھے گئے' گاڑیاں خریدی گئیں' اس پر 2 کروڑ 92 لاکھ روپیہ cost آئی تھی اور یہ cost چھ ارب روپے تک جانی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ہاؤس کی information کے لیے صرف یہ پوچھا ہے کہ جو cost آ گئی اور جس زمین کا آپ بتا رہے ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو acquire کر لیا گیا تھا؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی، ہاں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، acquire کر لیا گیا تو اس کے پیسے بھی دے دیے گئے ہوں گے جس محکمے یا جس پرائیویٹ آدمی سے وہ acquire کی گئی۔ اس کے بعد اس زمین کی utilization آج تک کیا ہے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی، وہ زمین کسی پرائیویٹ آدمی کی نہیں تھی۔ وہ گورنمنٹ کی زمین تھی۔ ہم نے گورنمنٹ کو واپس کر دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دو کروڑ اور کچھ جو رقم انھوں نے بتائی ہے' ایک تو یہ ہے کہ جو قومی سرمایہ ضائع کیا گیا ہے اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔ دوسرا یہ ہے کہ میرے محترم بزرگ نے یہ بتایا ہے کہ یہ منصوبہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ اسے پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیں۔ میرے علم کے مطابق یہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ اخباری کاغذ باہر سے امپورٹ کرنا پڑتا ہے' اس سے کافی خرچ ہوتا ہے۔ یہ کسی منظم سازش کے تحت ایسا ہوا ہے کیونکہ اخباری کاغذ

امپورٹ کرنے میں کافی لوگوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس منظم سازش کے تحت یہ منصوبہ ختم کیا گیا۔ اس پر باہر سے امداد بھی آ گئی تھی اور معاہدہ بھی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد صدر جنرل ضیاء الحق نے اس منصوبے کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد یکسر یہ منصوبہ ختم کیا گیا۔ یہ ختم ہو گیا' چلو ٹھیک ہے۔ لیکن اس پر 2 کروڑ اور کچھ روپے کی رقم جو خرچ ہوئی ہے اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ وہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ وہ عوام کو کیوں پڑے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جناب منسٹر صاحب! آپ یقین دہانی کرائیں' آپ یہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے یہ سکیم شروع کی تھی ان کے خلاف کارروائی ہو۔ ان کا کیس احتساب سیل میں دے دیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! یہ اصل میں صحیح بات ہے۔ میرے دوست کا یہ ایریا تھا۔ میں تو خود کہتا ہوں کہ اگر بن جاتی تو اچھا تھا اور یہ پاکستان کے مفاد میں تھا۔ لیکن یہ پاکستان کے منصوبے ہیں۔ پاکستان گورنمنٹ اس کو identify کرتی ہے اور اس کے بعد feasibility بناتی ہے۔ یہ واقعی اخباری کاغذات کے لیے ہی اس منصوبے کو float کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ گورنمنٹ آف پنجاب کا منصوبہ نہیں ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، نہیں۔ مرکزی حکومت نے پی۔ آئی۔ ڈی۔ بی کی وساطت سے یہ کرنا تھا اور اگر میرے دوست چاہیں گے تو ان شاء اللہ I can look into it.

جناب محمد افضل خان، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خان صاحب!

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! جیسا سردار صاحب نے بھی کہا اور منسٹر صاحب نے بھی کہا کہ یہ نیوز پیپر پرنٹ پاکستان میں import substitution project تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس پاکستان میں کاغذ بنانے کا سارا raw material موجود ہے اور یہ جو پیپر مل کا پراجیکٹ لگایا گیا تھا یہ بڑا justified پراجیکٹ تھا اور گورنمنٹ نے اپنی کسی وجہ سے اس کو ملتوی کر دیا یا اس کو منسوخ کر دیا۔ تو کیوں نہ ہم اس کو اسی حالت میں پرائیویٹائزیشن کے لیے دے دیں۔ کیونکہ ہمارے پاس راہ میٹریل موجود ہے۔ کیا ہم نے کوئی ایسی کوشش کی ہے کہ اس پراجیکٹ کو اسی

حالت میں کوئی خرید لے؟ اس کی feasibility بنی ہوئی ہے' اس کی زمین خریدی گئی ہے' اس کے ڈیزائن بن چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی حالت میں بیچنے کے قابل ہے۔ کیا حکومت نے کوئی ایسی کوشش کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، افضل خان صاحب! آپ نے منسٹر صاحب کے آخری الفاظ نہیں سنے تھے کہ یہ گورنمنٹ آف پاکستان کا پراجیکٹ ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب اس میں کیا کرے گی؛ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے----- موجود نہیں ہیں اگلا سوال بھی عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے----- وہ موجود نہیں ہیں اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

گنے کے کاشتکاروں کو بروقت قیمت کی ادائیگی کے لیے اقدامات

*1793۔ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شوگر ملز مالکان گنے کے فروخت کنندگان کاشت کاروں کو بروقت گنے کی قیمت ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے کاشت کاروں کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ کاشت کار فصل کی تیاری کے لیے زرعی بنک' کوآپریٹو بنک اور دیگر بنکوں سے قرضہ جات حاصل کرتے ہیں اور ملوں سے تاخیر سے رقم وصولی ہونے کی وجہ سے بنکوں کو ادائیگی میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے اور انہیں بنکوں کو دوگنا سود (مارک اپ) ادا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا حکومت کوئی ایسا قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت اگر شوگر ملز مالکان ادائیگی تاخیر سے کریں تو وہ بھی اسی شرح سے مارک اپ(سود) کسانوں کو ادا کریں۔ جس قدر کسان بنکوں کو ادا کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' جناب وزیر خوراک!

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال عاکوانی)۔

(الف) مروجہ قانون شوگر فیکٹریز کنٹرول رولز 1950ء کی دفعہ 14(2) کی رو سے شوگر ملز خریدکردہ گنے کی ادائیگی 15 دن کے اندر کرنے کی پابند ہے۔ تاخیر کی صورت میں زیر دفعہ 14(10) کے تحت شوگر ملز 11% فیصد سالانہ کی شرح سے تاخیر سے ادا کی گئی رقم پر منافع دینے

کی پابند ہے۔ امسال مختلف وجوہات کی بناء پر شوگر ملز ہائے کے خلاف رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی شکایات موصول ہوئیں۔ جن پر کین کمشنر پنجاب نے تمام شوگر ملز ہائے و ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایات جاری کیں کہ کاشت کاروں کے تمام بقایا جات فوری طور پر مع منافع متعلقہ کاشت کاروں کو ادا کر دیے جائیں۔

(ب) پنجاب شوگر کین کنٹرول بورڈ کے حالیہ اجلاس منعقدہ مورخہ 14-7-98 میں تاخیر سے ادائیگی کا معاملہ زیر بحث آیا۔ جس پر شوگر ملز ہائے و کاشت کاران گنا نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد طے پایا کہ یہ معاملہ ایک کمیٹی جو کاشت کاران گنا اور شوگر ملز کے نمائندوں پر مشتمل ہو، سپرد کیا جائے، جو تمام امور کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب اور پورے ہاؤس کو ایک خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ آپ کی کسان دوست موجودہ حکومت جس کے سامنے یہ مسئلہ کافی دنوں سے پیش تھا کہ گنے کے کاشت کاروں کو بروقت ادائیگی نہیں ہو رہی اور اس سلسلے میں ان کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس پر چیف منسٹر پنجاب نے سخت نوٹس لیتے ہوئے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی، جس نے شوگر ملوں اور sugarcane growers کے نمائندگان کو بلا کر ان کی تمام باتوں کو سنا۔ ان کے مسائل کو سُنا اور اس کے بعد دُور رس فیصلے کیے گئے جن کی روشنی میں ہمیشہ کے لیے میں امید کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ وہ اس طرح کہ گنے کے کاشت کاروں کو جو 1950ء کے کچھ رولز تھے ان کے مطابق پندرہ دن کے بعد ادائیگی لازمی تھی اور اگر پندرہ دنوں کے بعد ادائیگی نہیں ہوتی تو ان کو پھر گیارہ فیصد مارک اپ مل والے ادا کریں گے۔ لیکن گراؤنڈ پر جو حقائق تھے وہ یہ تھے کہ مہینوں یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا اور کاشت کار اپنی اصل رقم کے پیچھے بھاگتے رہتے تھے اور وہ گیارہ فیصد بھی چھوڑ دیتے تھے اور under the table یہ ایک deal ہوتی تھی اور چھ ماہ کے بعد، آٹھ ماہ کے بعد، سال کے بعد ان بے چاروں کو پیسے ملتے تھے۔

جناب سپیکر! آپ کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہو گی کہ محکمہ خوراک نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر فوری طور پر اس میں ایک قانون سازی کی ہے اور وہ سمری move ہو چکی ہے جو کہ آئندہ چند دنوں میں اس ہاؤس میں پیش ہو گی۔ جس میں ہم یہ ensure کر رہے ہیں کہ تیس دن کے بعد اگر کوئی

مل رقم ادا نہیں کرتی تو تیس دن اور ساٹھ دن کے اندر یعنی صرف ایک مہینہ grace period دیا جا رہا ہے' اس کے اندر سو فیصد وہ ادائیگی کریں گے اور اگر وہ نہیں کرتے تو وہ جو پرچی کسان کو دی جائے گی' وہ پرچی لے کر ایک ووچر کے طور پر وہ بنک سے جا کر پیسے نکلوا لیں گے۔ یہ ہم ensure کر رہے ہیں۔ اس سوال کا جو بیک گراؤنڈ تھا وہ یہی تھا۔ باقی خاص طور پر غلام شبیر جوئیہ صاحب نے جو پوچھا ہے اس کے بارے میں' میں اتنی ہی گزارش کر دیتا ہوں کہ پچھلے سال پنجاب کی 39 شوگر ملوں نے 22 ارب 45 کروڑ روپے کا گنا خریدا۔ آپ یقیناً سراہیں گے کہ حکومت کی کوششوں اور وزیر اعلیٰ کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے آج صورت حال یہ ہے۔ یعنی کہ 28 جنوری کو تقریباً 22 ارب 36 کروڑ روپیہ ادا ہو چکا ہے۔ 99.80 فیصد payment ہو چکی ہے کوئی آٹھ ' نو کروڑ رہتی ہے جو کہ مختلف ملوں کی ہے کسی کی 10 لاکھ ہے کسی کی 15 یا 20 لاکھ ہے۔ 31 جنوری یعنی کہ آج سے تین دن کے بعد اس کی deadline ہے ۔ on the floor of the House یہ میں گرانٹی کے ساتھ اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ 31 جنوری 1999ء کو تمام رقم کاشت کاروں کو ادا کر دی جائے گی۔ 31 جنوری 1999ء کو سو فیصد کاشت کاروں کے بقایا جات ادا ہو جائیں گے۔ یہ حکومت ensure کرتی ہے۔

چودھری صفدر شاکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں جناب اقبال خان خاکوانی صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں انھوں نے یہ خوشخبری سنائی ہے ۔ اس کے ساتھ ایک اور خوشخبری سنا دیں کہ گنے کے کاشت کاروں کے اوپر جو کٹوتی کا سلسلہ ہے اگر یہ بھی ختم کر دیں تو یہ ایک تاریخی کام ہو گا۔ آپ یقین جانیے کہ آج ہمارے غریب زمینداروں کی ٹرالیاں جو وہاں کنڈے پر جاتی ہیں وہاں ایک سو من سے 25 من کی کٹوتی ہوتی ہے۔ اگر یہ بھی کام کر دیں تو یہ بھی ایک تاریخی کام ہو گا۔ شکریہ۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں اپنے دوست صفدر شاکر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں یہ بات بھی آپ کے گوش گزار کروں کہ جو پچھلے ہفتے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک high powered کمیٹی تشکیل دی جس میں مختلف فیصلے کیے گئے۔ صرف گنے کی ادائیگی ہی نہیں' وہ تمام مسائل جو گنے کے کاشت کاروں کو درپیش ہیں وہ زیر غور لائے گئے جن میں سر

فہرست ادائیگی ' اور نمبر 2 یہ بھی تھا کہ کٹوتی کی جاتی ہے۔ وہاں ایک مڈل مین ہوتا ہے جو وہاں ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔ قانون کے تحت باقاعدہ ایک notification کے تحت اس مڈل مین کو eliminate کر دیا ہے اور آج کے بعد اب آپ ground پر دیکھیں گے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ذاتی طور پر بذریعہ چیف سیکرٹری پورے صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنر اور تمام ایس ۔ پی صاحبان کو کہا ہے کہ اگر کسی مل پر کسی مڈل مین نے کوئی کردار ادا کیا اور کاشت کاروں کے مفادات پر کوئی زد پہنچی تو آپ اس ضلع میں ڈپٹی کمشنر اور ایس ۔ پی نہیں رہیں گے ۔ یہ ایک executive order کے ذریعے ہم نے ensure کیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ جو ایک پرانا مسئلہ تھا اس کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اور کسانوں کے مفادات کو دیکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ انقلابی اقدامات کیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ چند روز میں آپ دیکھیں گے کہ اس پر کس طرح عمل درآمد ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ زیر دفعہ 14(10) کے تحت اگر payment تاخیر سے ہو تو ان کو سالانہ with 10 percent payment کرنی ہے ۔ اگر وہ میرے پیسے نہیں دیتے تو زیر دفعہ 14(10) جو انھوں نے خود فرمایا ہے 11 percent with interest وہ pay کریں گے۔ جن cane growers کو بروقت payment نہیں ہوئی اور ان کی delay اس وقت تک چل رہی ہے کسی کے آٹھ مہینے' کسی کا تقریباً سال ہونے والا ہے آیا یہ گورنمنٹ ensure کرے گی کہ کہ ان کو with interest pay کریں گے؟ جو ان کا right بنتا ہے اور جو قانون بھی ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی تفصیل سے گزارش کی ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، حافظ صاحب' آپ ان کا سوال سمجھیے کہ آئندہ کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں؛ وہ بتا رہے ہیں کہ بقول آپ کے already قانون بھی موجود ہے کہ اگر payment late ہو تو ان کو payment کے ساتھ اتنے فیصد مارک اپ بھی ملے گا۔ ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ جو قانون سازی بتا رہے ہیں اس سے پہلے جس grower کو دو مہینے' چار مہینے' چھ مہینے ہو گئے مگر اس کو payment نہیں ہوئی۔ کیا حکومت ان کو بھی اسی قانون کے تحت جو اس وقت موجود ہے وہ پیسہ اسی مارک اپ کے ساتھ دلوانے کی پابند ہے یا یہ کوشش کرے گی؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ پرانی تمام رقم اگلے دو دنوں میں clear ہو جائے گی۔ پہلی بات یہ ہے۔ نئے قانون کے تحت پندرہ دن سے بڑھا کر تیس دن کر دیے ہیں۔ تیس دن تک وہ بغیر انٹرسٹ اور تیس سے ساٹھ دن کے درمیان انٹرسٹ کے ساتھ payment کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حافظ صاحب، اگر تیس دن یا اکتیس تک یہ payment نہیں ہوتی تو پھر--

---

وزیر خوراک، پھر ان کی رقم with interest ہم دلوانے کے ذمہ دار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال اس طریقے سے اہم ہے کہ تاخیر کی صورت میں زیر دفعہ 14(10) کے تحت شوگر مل 11 فیصد سالانہ کی شرح سے تاخیر سے ادائیگی کی رقم پر منافع دینے کے پابند ہیں۔ اگر میری رقم شوگر مل والے چھ مہینے دیر سے دیتے ہیں جبکہ اس دفعہ ایک سال سے لوگوں کی payment ابھی تک نہیں ہوئی اور میرے ڈسٹرکٹ میں ابھی بھی ایسی شوگر ملیں ہیں جن کی payment ابھی تک بقایا ہے جو تقریباً تین، تین، چار، چار کروڑ روپے تک ہے۔ جناب والا! میری submission صرف یہ ہے کہ جن لوگوں کی رقم بروقت ادا نہیں ہوئی اور قانون کے مطابق وہ لوگوں کو 11 فیصد مارک اپ دینے کے پابند ہیں۔ تو کیا وہ ان لوگوں کو گیارہ فیصد مارک اپ دلوانے کے لیے تیار ہیں جن کی payment وقت پر نہیں ہوئی؟ کیا اس کا کوئی بندوبست کر رہے ہیں؟ میری submission یہ ہے کہ جو قانون آئے گا اس پر بعد میں implementation ہوگی۔ جو قانون پہلے سے موجود ہے اور لوگوں کو یہ تکلیف ہوئی ہے، ان کی رقم رکھ کر انھوں نے اپنے دھندے چلائے ہیں یعنی ہماری رقم سے انھوں نے منافع کمایا وہ ہمیں منافع کیوں نہیں دیتے جو قانون کے تحت ہمارا حصہ بنتا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! پچھلے قانون کے مطابق گیارہ فیصد کے حساب سے وہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے رابطہ کر کے بے شک لے سکتے ہیں۔ اس قانون میں ان کو remedy ہے۔

جناب سعید اکبر خان، وہاں میں نے خود بات کی ہے مگر کوئی بھی آدمی دینے کے لیے تیار نہیں۔ میں گورنمنٹ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے

strictly آرڈرز کیے ہیں اگر اس پر بھی یہ کوئی direction نہ کر دیں گے تو عام غریب آدمی کو کافی سہولت ہو جائے گی اور مل مالکان کے ساتھ حساب کر کے ان کو مارک اپ مل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منسٹر موصوف سے میں یہ کہوں گا کہ یہ ان تمام ڈپٹی کمشنرز کو ایک directive جاری کر دیں کہ اگر ان کو کوئی approach کرتا ہے کہ جس کو پیسے نہیں ملے وہ مل مالکان سے ان کو دلوائیں۔ اور اگر کسی آنریبل ممبر کے پاس اس کے بعد بھی ایسی کوئی مثال آئے تو inform کرے۔ میں وزیر موصوف کو direct کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس پر عمل کروایا جائے۔

سردار طفیل احمد خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ پتوکی شوگر مل میں جو کچھ ہوا ہے اس کا آپ کو پتا ہے۔ وزیر موصوف کی عادت ہے کہ یہ بڑے وثوق سے اعلان کرتے ہیں۔ یہ پورے پنجاب کے اندر کوئی ایک مثال بتائیں کہ کیا کسی ایک زمیندار کو اس کی رقم with interest ملی ہے۔ یہ جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو لوگ لوٹ لیے گئے ہیں ان کی زبردستی کٹوتی کر لی گئی ہے کیا ان کا بھی کوئی پرسان حال ہو سکتا ہے؟ جناب والا! میں نے یہ سوال آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کیا ہے کہ جو لوگ زبردستی لوٹ لیے گئے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب، آپ ذرا بیٹھیے ۔۔۔ میں آپ کے سوال کو ذرا آگے بڑھا رہا ہوں آپ میری بات ذرا سنیے۔ میں وزیر خوراک سے یہ کہوں گا کہ یہ جو کٹوتی کی بات ہے یہ بڑی سنجیدہ ہے اور اس میں حکومت کے جو ذمہ دار افراد ہیں ان کا عالم یہ ہے کہ کل مجھے ایک خط ملا اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ کا نام notify کیا گیا ہے کہ آپ پتوکی مل پر جا کر کنڈے کو چیک کریں۔ اور اگر سات دن کے اندر اندر feed back نہ ملا تو یہ notification cancel ہو جائے گا۔ اب پہلی بات تو یہ ہے کہ میں بڑا حیران ہوں، اگر میں نے چیک ہی کرنا تھا تو میرے اپنے علاقے میں جو مل ہے اس کو چیک کیوں نہ کروں، اسے کیوں چھوڑ دیا گیا؟ نمبر 2 جو لیٹر مجھے مل ہی بیس دن کے بعد رہا ہے تو اس کی سات دن کے اندر اندر میں کیسے رپورٹ کروں گا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کمین کمشنر سے لے کر نیچے تک آپ کی جتنی بھی انتظامیہ ہے وہ مل مالکان کے ہاتھوں میں کھیل رہی

ہے۔ رمیندار شوگر مل کے دعوی پر سلانِ حال ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلے سال بھی اسی فلور آف دی ہاؤس پہ ایک جمال دین مل کے سلسلے میں بات ہوئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ " غالباً تمام ادائیگی ہو چکی ہے' صرف تین لاکھ کی ادائیگی باقی ہے۔ تو میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا' آپ کہتے ہیں کہ صرف تین لاکھ روپے کی ادائیگی بقایا ہے جبکہ 23 لاکھ روپے تو صرف میرے حلقے کے لوگوں نے لینے ہیں۔ پھر ریکارڈ منگوایا گیا' اور اللہ کا فضل ہے کہ جب ریکارڈ منگوایا جاتا ہے تو پھر راتوں رات ہی سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بات سیدھی ہو گئی اور کہا گیا کہ جناب والا! ان تین لاکھ روپے کی بھی ادائیگی رات کر دی گئی ہے' اب کچھ بقایا نہیں۔ میرے بڑے معزز دوست سردار طفیل صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہر ایک ٹرالی میں جو کٹوتی ہوتی ہے وہ کس کھاتے میں جاتی ہے؟ ایک تو آپ اس پہ توجہ دیں اور اپنے نمائندگان کو بھیجیں۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اپنے اپنے علاقے کے معزز ممبران کو ان کمیٹیوں میں شامل کریں۔ آپ یہ رپورٹیں لیں' دس دن کے اندر اندر رپورٹ لیں کہ اب وہاں کیا ہو رہا ہے۔

وزیر صاحب! قانون تو پہلے بھی موجود تھا کہ اتنے فی صد مارک اپ کے تحت ملے گا۔ جب حکومت اسی پہ ہی عمل درآمد نہیں کروا سکی تو پھر آپ کیا surety دیتے ہیں کہ آئندہ بننے والے قانون پر آپ عمل درآمد کروائیں گے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں تمام دوستوں کی توجہ چاہتا ہوں' جناب والا! میں وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ 13 جنوری 1999ء کو ایک میٹنگ ہوئی' جس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلیٰ سطح کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ میں آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میٹنگ میں 13 جنوری 1999ء سے پہلے کی تمام کٹوتیوں کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔ پہلے تو ایسا ہوتا رہا ہے اور اسی وجہ سے ہی حکومت کو ایسے اقدامات اٹھانے پڑے ہیں۔ اب فیصلہ ہوا ہے کہ اگر کوئی مل کٹوتی کرتی ہے تو اس کے خلاف پرچہ درج کیا جائے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے باقاعدہ ایک حکم جاری کیا ہے کہ کٹوتی کرنے والی مل کے مالکان کو پکڑ کر اندر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کمیٹیاں بنائی ہیں جو رپورٹ کریں گی' اگر تو آپ یہ معاملہ انہی کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں تو پھر یہ ٹھیک نہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ ڈی سی کے پاس جائیں' ڈی

سی تو پہلے بھی موجود تھا۔ آپ کے کرتا دھرتا' افیسرز مل مالکان کے ساتھ تو صرف اسی بات پر ہی خوش ہو جاتے ہیں کہ وہ ان کے ریسٹ ہاؤسز استعمال کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو فول پروف بنانے کے لیے آپ کاشت کاروں کے نمائندے اور وہ معزز اراکین اسمبلی جن کے علاقے میں یہ ملز ہیں کو ان کمیٹیوں میں رکھیں تاکہ آپ کو صحیح صورت حال کا علم ہوسکے۔ یہ ایک بہت بُری بات ہے کہ ایک زرعی ملک کے کاشت کاروں کو فصل کی قیمت ہی نہیں مل رہی۔ موجودہ حکومت کی پالیسی کو fair کرنے کے لیے' میں آپ کو' چیئر آپ سے مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے کہ میرے ضلعے میں زبانی جمع خرچ بہت ہے' بے تحاشہ ہے۔ آپ اسی وقت برادرز شوگر مل' عبداللہ شوگر مل' پتوکی شوگر مل میں کسی آدمی کو بھیج دیجیے تو دس منٹ کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں پر کٹوتی ہو رہی ہوگی۔ آپ تو کل کی بات کرتے ہیں وہاں پر تو آج بھی کٹوتی ہو رہی ہوگی۔ لہذا اسے فول پروف بنانے کے لیے ایسی کمیٹیاں تشکیل دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ کی observation بالکل بجا ہوگی' میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن مجھے تھوڑا سا موقع دیجیے' میں آپ کو کارکردگی بتانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خاکوانی صاحب! آپ اس کو چھوڑیں' آپ کی کارکردگی پہ ہم مطمئن ہیں۔ صرف اسے فول پروف بنانے کے لیے on the floor of the House یہ اعلان کیجیے کہ آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال ابھی تشنہ ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ تھا' میرا کوئی ضمنی سوال نہیں تھا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں نج کاری کا تحفہ ملا ہے' ہم نج کاری کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ جب تک پتوکی شوگر مل آپ کی ملکیت تھی تو حالت بہتر تھی جبکہ آج صورت حال مختلف ہے۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز' بھچر صاحب! توجہ دیجیے۔ یہ سب وہ باتیں ہو رہی ہیں جن کے لیے آپ انجمنیں بناتے ہیں۔ جب ہم واپس اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ اسمبلیوں میں بیٹھے سب کاشت کار کیا کرتے ہیں۔ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے لہذا اس پہ توجہ دیجیے۔

سردار طفیل احمد خان: جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر دس دفعہ ڈپٹی کمشنر قصور کی عدالت میں حاضر

ہوا اور کم از کم تین دفعہ چیف سیکرٹری پنجاب کے دفتر میں حاضری دی۔ میں نے اپنی گزارشات تحریری طور پر پیش کیں۔ چیف سیکرٹری صاحب کو جو جواب ملا ہے میں نہیں چاہتا کہ ان الفاظ کو میں یہاں دہراؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہ الفاظ دہرائیں' ان کے خلاف ایکشن ہو گا' حکومت کو پتا چلنا چاہیے۔

سردار طفیل احمد خان: جناب والا! میرے علم میں یہ بات ہے کہ پرسوں وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بابت بڑے سخت احکامات جاری فرمائے ہیں۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے جو کہ اس ملک کی اصل آبادی ہے۔ اس اسمبلی میں سب کاشت کار بیٹھے ہوئے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ کوئی آدمی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا۔ ہمارے وزیر صاحب بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کر دیا' وہ کر دیا۔ وہ مجھے ایک مثال دے دیں کہ انھوں نے کسی ایک کاشت کار کو بھی پیسے دلوائے ہیں۔ یہ پچھلے سال سے کہہ رہے ہیں کہ میں بہت وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ میرے ہاں کوئی shortage نہیں ہے۔ جناب والا! میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ یہاں کہا جاتا ہے اس پر عمل بھی کروایا جائے۔ شکریہ۔

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب والا! میں نے گنے کی بابت بہت گفتگو سن لی' آپ لوگوں نے کتنی بہادری کی کہ ادائیگی کرا دی۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ کو شرم آنی چاہیے کہ آپ نے اتنی مدت ایک قانون کو نہیں مانا۔ کین ایکٹ کے مطابق سات دن کے اندر پیسے دینے چاہیے اور گنے کی کٹوتی ہو ہی نہیں سکتی۔ کین ایکٹ کے مطابق مل مالکان ہر روز صبح اپنے کانٹے کو چیک کریں گے کہ اس کا weight ٹھیک ہے اور وہ کٹوتیاں نہیں کر سکتا' بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ فہرست منگوائیں کہ جن جن کی کٹوتیاں ہوئی ہیں انھیں آپ refund دیں۔ نہ صرف refund بلکہ انھیں گیارہ فی صد interest بھی دیں۔ یہ کیسی بہادری ہے کہ ایک سال تک آپ نے غریبوں کا خون چوسا۔ آپ کارخانہ داروں کو protect کرتے رہے ہیں اور آج یہاں کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی بہادری کر لی ہے' ہم نے لوگوں کو پیسے دلوا دیے ہیں۔ آپ نے تو اپنا فرض نبھایا ہے' یہ بہادری نہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ تم نے کیوں ادائیگیاں نہیں کیں؟ انھیں اس مجرمانہ حرکت پر سزا دیں اور ان کٹوتیوں کا refund لیں۔ سب ملوں سے فہرست منگوائیں کہ انھوں نے کتنی کتنی کٹوتیاں کی ہیں۔ آپ نے یہ کوئی بڑا

تیر مار لیا ہے؟ ایک کھنڈ بات کرلے رہے اور کہتے ہیں کہ جی ہم نے پیسے دوا دیے ہیں۔ واہ جی واہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ' راجہ خالد خان صاحب!

راجہ محمد خالد خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر!

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم ہوا دیتا ہے
شکوہ کرتا ہوں تو اندیشۂ رسوائی ہے

مگر وفاداری بشرط استواری کے مصداق میں سچ کہنے سے باز نہیں رہوں گا۔ پوچھیے وہ سچ کیا ہے؟ سچ وہ سچ یہ ہے کہ یہ ہاؤس یہ ادارہ زمینداروں پر مشتمل ہے اور آج آپ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ زمیندار کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ زمیندار کو وہ قیمت ادا نہیں کی جاتی جتنی وہ شبانہ روز محنت کرتا ہے۔ زمیندار کو کیا دیا جاتا ہے؟ اسی گنے کی فصل کو لے لیجیے' زمیندار کے ذمے ہلچلانا اس کے ذمے کھاد' اس کے ذمے پانی ' اس کے ذمے زمین کا سہاگہ۔ اگر وہ ایکڑ میں پانچ سو من گنا پیدا کرتا ہے تو وہ اپنے اخراجات کو برابر کرتا ہے۔ اگر وہ پانچ سو من سے اوپر سات سو من گنا پیدا کرتا ہے تو اسے دو سو من پر منافع ملتا ہے۔ مگر اس کے برعکس ایک تاجر ایک مل مالک سات سو من پر منافع کماتا ہے اور اس گنے کو مل تک پہنچانے اور پرمٹ کے حصول میں جو ذلت و رسوائی زمیندار کو اٹھانا پڑتی ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ آج خاکوانی صاحب زمیندار کو طفل تسلیاں تو بڑی دیتے ہیں کہ اگر آٹا مہنگا ہو گیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا ' یہ 13 جنوری کو فیصلہ ہو چکا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ 13 جنوری کو اعلیٰ سطحی تحقیقاتی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو کٹوتی ہوئی ہے وہ غیر قانونی ہے۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ جو کٹوتی ہو چکی ہے کیا وہ ان کے خلاف کوئی ایکشن لیں گے؟ کیا اس کٹوتی کی رقم زمینداروں کو ادا کریں گے؟ پچھلے سال گنا خریدا گیا لیکن آج تک اس کی ادائیگی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! شکریہ۔ جی چودھری غلام احمد صاحب!

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ آپ ضمنی سوال کیجیے مسئلہ دوسری طرف چل نکلا ہے۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! وزیر صاحب نے ابھی جو ادائیگیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ کچھ

ادائیگیاں ہو چکی ہیں اور کچھ بقایا ہیں۔ تو کیا اس کی سٹیٹمنٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے تاکہ ہم اس کی جانچ پڑتال کر سکیں کہ کہاں کچھ ہوا ہے اور کہاں کچھ نہیں ہوا؟ اور اسی ضمن میں یہ پسرور شوگر مل کے متعلق بھی بتائیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! محرک تو میں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب کو ضمنی سوال کا جواب دے لینے دیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب والا! منسٹر صاحب تو یہ تسلی دے دیں گے کہ آئندہ کے لیے یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا اور یہ ہمیشہ اسی طرح سے تسلیاں دیتے ہیں۔ لیکن انھوں نے ابھی تک 1950ء کے قانون کو پوچھا نہیں۔ زمینداروں کو تو اس کا پتا ہی نہیں کہ اگر پندرہ دن تک ادائیگی نہیں ہوتی تو ان کا 11 فی صد منافع بنتا ہے۔ یہ قانون حکومت کے پاس ہے یا پھر شوگر ملز والوں کے پاس ہے لیکن عوام کو اس بارے میں کوئی پتا نہیں ہے۔ ابھی تک پچھلے سال کی ادائیگی بھی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ہاؤس کے سامنے ایک چیز رکھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی burning issue ہے۔ ضمنی سوال پر پوائنٹ آف آرڈر کی طرح تقریروں کی بات چل نکلی۔ رولز تو اجازت نہیں دیتے لیکن چونکہ یہ ایک ملکی سطح کا مسئلہ ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی سوالات کی بجائے رول 61 کے تحت اگر کوئی معزز ممبر نوٹس دیتا ہے تو ہم اس پر بحث کے لیے ایک دن مقرر کر لیتے ہیں۔ قائم مقرر کر لیں تاکہ تمام دوست اس پر بات کر سکیں (نعرہ ہائے تحسین) اور اس دوران وزیر خوراک بھی اپنا data collect کر لیں تاکہ ان کو بھی سہولت ہو جائے۔ بجائے اس کے یہ وقفہ سوالات پر ساری بات کریں۔ تو کوئی دوستروز کے تحت نوٹس جمع کرا دے تو ہم اس کے لیے اگلے بدھ کا دن مقرر کر سکتے ہیں تو وہ ہم کر دیتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں ایک آخری ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ایک اہم موضوع کی طرف توجہ دلائی ہے اور میں نے اسی سلسلے میں سوال نمبر 2156 دیا ہوا ہے۔ یہ شوگر ملز کے متعلقہ ہی ہے اور میں اس کے لیے نوٹس بھی دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے اسی لیے یہ بات کی ہے کہ اگر کوئی نوٹس آ جائے تو اس میں سب discussions کر لیں گے۔ اب ہم آگے چلیں اور اس issue کے لیے کوئی معزز ممبر نوٹس دے دے تو ہم کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں۔ جو یہ صاحب محرک ہیں وہ نوٹس دے دیں ہم اس پر دن مقرر کر دیتے ہیں۔

ملک مظہر عباس راں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے ایک نہایت ہی احسن قدم اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح آپ گنے کی مارکیٹنگ کے متعلق بحث کے لیے دن مقرر کر رہے ہیں اس میں کاٹن کی مارکیٹنگ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ یہاں پر cotton growers بھی بہت بیٹھے ہیں اور اس سلسلے میں ان کو بھی مشکلات ہیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ گنے اور کاٹن دونوں کے issues پر اکٹھی بحث ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو فرما دیجیے اس کے بعد ہم اس issue کو close کر دیں کیونکہ ہم اس پر بحث کے لیے دن مقرر کر رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، ٹھیک ہے جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کو ضمنی سوال سے تو نہیں روکا کہ آپ ادھر turn لے گئے ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں گے تو میں turn down کر دوں گا' کیونکہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح نہیں ہو گا۔

سردار امجد حمید خان دستی، سرکار ہم تو آپ کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہمارے محترم وزیر صاحب باتوں کے بادشاہ ہیں' خواجہ ریاض کی طرح بڑی بلند آواز میں بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کی تعریف ہو رہی ہے اور آپ خاموش ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی، اور جب یہ بات کرتے ہیں تو مجھے ہٹلر کے نشر و اشاعت کے وزیر ڈاکٹر گیبلز یاد آ جاتے ہیں کہ "**** کو اتنی دفعہ دہراؤ کہ سچ بن جائے" یہ بادشاہ ہیں باتوں کے۔ تو میں ان

*** (جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

سے پوچھتا ہوں کہ انھوں نے ایک مژدہ جانفزا سنایا تھا کہ قانون کی رو سے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لفظ **** غیر پارلیمانی ہے اس لیے میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ اسے حذف کرا دیں لیکن سننے والوں نے سن لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بات غلط ہے صحیح نہیں ہے لیکن لفظ **** استعمال نہیں کر سکتے۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ حذف نہ کریں میں واپس لے لیتا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر لفظ **** غیر پارلیمانی ہے تو اس کی جگہ کون سا لفظ استعمال کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ غلط بیانی کہہ سکتے ہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں **** کے متبادل غلط بیانی کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! پلیز، تھوڑا سا عائم رہ گیا ہے اب آگے چلیں۔ ہم اس issue پر ایک دن مقرر کر رہے ہیں اس لیے میں اس پر مزید بات کرنے کے لیے اجازت نہیں دوں گا۔اس لیے آپ اپنی بات ختم کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں اصل بات پر آتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے ایک بڑی اچھی خبر سنائی کہ قانون کی رو سے تاخیر سے ادائیگی کی صورت میں طز انتظامیہ متعلقہ کاشت کار کو اصل رقم کے ساتھ 11 فی صد سالانہ کے حساب سے دے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! یہ بات تو ہو چکی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، یہ انھوں نے جواب دیا۔ اور منافع کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر بھی انھوں نے جواب دے دیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، متعلقہ کاشت کار ڈپٹی کمشنر یا کین کمشنر سے رجوع کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر بھی وہ جواب دے چکے ہیں۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قانون کی موجودگی میں جب وزیر صاحب ان کے خلاف آج تک کوئی کارروائی نہیں کر سکے تو اگر بے چارے کین کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کی طرف رجوع کیا جائے گا تو وہ حکم جاری کرے گا تو اگر اس کی حکم عدولی ہوئی تو پھر کیا کر لیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی ملک غلام شبیر جوئیہ۔

ضلع بھکر میں گنے کے فروخت کنندگان کو رقم کی ادائیگی

*1794۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 98-1997ء میں فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر نے گنے کے فروخت کنندگان سے کتنا گنا کس قیمت میں خرید کیا۔ کیا گنے کی قیمت کاشت کاروں کو ادا کر دی گئی ہے' تو کون کون سے فروخت کنندگان کو کتنی کتنی رقم ادا کی گئی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے۔

(ب) باقی گنے کے فروخت کنندگان کو کب تک گنے کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ تاخیر سے ادائیگی کی وجہ سے کاشت کاروں کو جو نقصان بنکوں کو سود کی ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے کا ذمہ دار کون ہے نیز کیا حکومت ایسا اقدام کرنے کو تیار ہے کہ شوگر ملز کی تاخیر سے ادائیگی کی وجہ سے جو سود کاشت کاروں کو بنکوں کو ادا کرنا پڑتا ہے وہ ملز مالکان ادا کریں اگر نہیں تو اس کی وجہ؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ملز انتظامیہ کی طرف سے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق سال 98-1997ء میں فیکٹو شوگر ملز' دریا خان' ضلع بھکر کے گنا فروخت کنندگان سے 686467.450 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔

مقدار گنا خرید کردہ	ریٹ فی ٹن	کل رقم گنا
686467.450 م ٹن	875 روپے	573669575.59 روپے

تعداد گنا فروخت کنندگان جن سے گنا خرید کیا گیا۔ رقم قیمت گنا	تعداد گنا فروخت کنندگان جن کو قیمت گنا کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔	بقایا تعداد گنا فروخت کنندگان جن کو ادائیگی قیمت کرنا ابھی باقی ہے۔	
تعداد	رقم	تعداد	تعداد
19894	573669575.59	19293	601
		رقم	رقم
		533058994.03	40610581.56

بقایا واجب الادا رقم/ قیمت گنا زمینداران/ گنا فروخت کنندگان کو مز ہذا مبلغ دس لاکھ روپے روزانہ ادائیگی کر کے بقایا جات clear کر رہی ہے بقایا جات کی علاقہ وار فہرستیں تیار ہو رہی ہیں۔ جو کہ جلد ہی فراہم کر دی جائیں گی۔

(ب) مز ہذا بقایا واجب الادا رقم/ قیمت گنا مبلغ 40610581/56 روپے میں سے زمینداران/ گنا فروخت کنندگان کو روزانہ کی بنیاد پر ادائیگی کر رہی ہے۔ قانون کی رو سے تاخیر سے ادائیگی کی صورت میں مز انتظامیہ متعلقہ کاشت کار کو اصل رقم کے ساتھ 11% سالانہ کی شرح سے منافع کی پابند ہے۔ منافع کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں متعلقہ کاشت کار ڈپٹی کمشنر یا کین کمشنر پنجاب سے رجوع کر سکتا ہے۔ جو منافع کی ادائیگی کے احکام جاری کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

وزیر خوراک، جناب والا مجھے اگر جواب دینے دیں۔ ان کو ضمنی سوال کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تھوڑا سا وقت بچ جائے گا۔

وزیر خوراک، میں اسی وقت کو بچانے کے لیے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! انھوں نے پوچھا ہے کہ فیکٹو شوگر مز دریا خان کے ذمے کتنی رقم ہے اور کاشت کاروں کو کتنی ادا کر دی گئی ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فیکٹو شوگر مز نے آج

سے دو دن پہلے تمام dues clear کر دیے ہیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! وزیرموصوف نے فرمایا ہے کہ دو چار دن ہو گئے ہیں ٹیکٹو والوں نے تمام ادائیگی کر دی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک سال کے بعد یعنی اگر انھوں نے 26 جنوری کو ادائیگی کر دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا بڑا احسان ہے کہ ایک سال تک زمیندار پھنسے رہے۔ وہ غریب بنکوں سے قرضے لے کر جیلوں میں پڑے رہتے ہیں اور مل والے منافع خود کماتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس مسئلے پر بحث کے لیے ایک دن مقرر کیا جا رہا ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، اس میں میری اتنی گزارش ہے کہ ابھی بقایا ضرور ہوگا۔ بہرحال وزیر صاحب نے فرما دیا ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن آپ میعاد کا اندازہ لگائیں کہ ایک سال کے بعد۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی بات کو دیکھتے ہوئے تو ہم نے ایک دن مقرر کیا ہے اب آپ اس موضوع کو نہ چھیڑیں آپ کے پاس بڑا وقت ہوگا۔اس وقت تک آپ مزید اعدادو شمار اکٹھے کریں۔پھر اس پربات کر لیں گے۔ جناب شوکت علی لالیکا۔

جناب شوکت علی لالیکا، سوال نمبر 1890۔

ضلع بہاول نگر میں تحصیل وار شوگر سیس کی تقسیم کی تفصیل

*1890۔جناب شوکت علی لالیکا۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1997ء اور 1998ء میں ضلع بہاول نگر میں شوگر سیس کی مد میں کتنی رقم جمع ہوئی۔

(ب) ضلع بہاول نگر میں شوگر سیس کی مد میں جمع ہوئی رقم کی تفصیل تحصیل وار بتائی جائے؟

وزیر خوراک(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ضلع بہاول نگر میں آدم شوگر مل بمقام چشتیاں واقع ہے۔ سال 1997ء ' 1998ء میں مل مذکورہ نے شوگر سیس کی مد میں ابھی تک کوئی رقم جمع نہیں کرائی۔

(ب) مذکورہ سالوں میں شوگر سیس فنڈ کی مد میں کوئی رقم جمع نہ ہوئی ہے۔ البتہ مطلوبہ سیس کی تحصیل وارتفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر		سال 1996-97ء	سال 1997-98ء
1۔	تحصیل چشتیاں	76,70,950	1,91,20,938

2۔ ۔ایضاً۔ بہاول نگر	9,09,460	29,70,195
3۔ ۔ایضاً۔ ہارون آباد	85,775	1,20,418
4۔ ۔ایضاً۔ فورٹ عباس	81,150	13,796
5۔ ۔ایضاً۔ حاصل پور	87,245	3,19,963
میزان	88,34,580	میزان-/2,25,45,310

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234): جناب والا اس سلسلے میں میرا بھی آگے سوال ہے جس کی یقیناً انھوں نے تیاری بھی کی ہے اور یہ جواب بھی میز پر رکھا ہے۔ جناب والا! پنجاب کی شوگر سیس کی ٹوٹل رقم 1 ارب روپے سے بھی زائد ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اصل رقم کی ادائیگی کب تک ہو جائے گی' اس کے لیے کوئی تاریخ بتا سکیں گے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے دوست نے واقعی صحیح کہا ہے کہ شوگر سیس کی مد میں 1 ارب اور 7 کروڑ روپے کی رقم واجب الادا ہے۔ اس رقم کی وصولی کے پیچھے مختلف مز نے ہائی کورٹ میں رٹیں کی ہوئی ہیں اور وہاں سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔ لیکن محکمہ نے بڑے موثر انداز سے اپنے موقف کا دفاع کیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ 27 رٹوں میں سے 17 رٹوں کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا ہے۔ باقی دس رٹیں بھی اسی قسم کی ہیں اس لیے ہمیں امید ہے کہ ان کا فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہو جائے گا۔ جوں ہی یہ فیصلہ ہوگا ہم ان سے سیس کی رقم وصول کر کے اور ترقیاتی مدوں میں آپ کو دے دیں گے۔

میاں عبدالستار: (پی پی ۔ 234): جناب والا! آپ سے یہ گزارش ہے کہ جن رٹوں کا فیصلہ ان کے حق میں ہو چکا ہے ان کی ادائیگیوں میں انھیں کیا اعتراض ہے' ان کی ادائیگیاں کیوں نہیں ہو رہیں؟

وزیر خوراک: جناب والا! ان کی ادائیگی کے لیے ہم نے ایک شیڈول بنایا ہے اور ان کو 24 قسطیں بنا کر دی ہیں اور ان 24 قسطوں میں وہ شوگر سیس کی رقم جمع کرواتے جائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو ترقیاتی کاموں کے لیے رقم مہیا کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو انھوں نے فرمایا ہے' تمام ملوں کی رٹیں نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہ خود فرما رہے ہیں کہ کچھ کا فیصلہ ہو گیا ہے اور ابھی تک یہ

وہ رقم بھی وصول نہیں کر پائے۔ جناب سپیکر! شوگر سیس کی رقم وہ ہوتی ہے جو گنے کے کاشت کاروں سے وہ خود وصول کرتے ہیں۔ یہ کچھ فیصد ہے کسی میں 52 پیسے ہیں کسی میں 82 پیسے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ پیسے ان کے پاس جمع ہیں۔ ابھی وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم ان سے یہ اقساط میں وصول کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب کی ترقی کے لیے اور جہاں گنا زیادہ اگایا جاتا ہے وہاں پر سڑکوں کی مرمت کی جاتی ہے اور نئی سڑکیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس بات پر سوچنے کے لیے تیار ہیں کہ بجائے اس کے کہ یہ رقم اقساط میں وصول کریں، جو ان کا حق ہے وہ یک مشت وصول کر کے علاقے کی ترقی کے لیے صرف کریں۔ کیا اقساط کی رولز میں کوئی پروویژن ہے جس کی وجہ سے یہ وصول نہیں کر پا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب پیسہ ان کا پڑا ہوتا ہے تو اقساط کی بجائے گورنمنٹ یک مشت ان سے لے کر ترقیاتی منصوبوں پر لگا دے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس سلسلے میں ملوں کی کچھ ریزرویشنز تھیں۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ سیس کی جو رقم ہے یا ان کا جو تناسب ہے یہ مختلف صوبوں میں مختلف ہے۔ صوبہ سرحد میں سب سے کم ہے، سندھ میں اس سے تھوڑا سا زیادہ ہے اور پنجاب میں بہت زیادہ ہے۔ اسی سلسلے میں کچھ ملیں ہائی کورٹ میں چلی گئیں۔ کچھ ملیں انکاری تھیں اور کہتی تھیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر آپ بات چیت کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ذاتی طور میٹنگ کی اور اس میں پھر یہی فیصلہ ہوا ہے کہ 24 اقساط ہم نے کی ہیں اور اس پر وہ ملیں رضا مند ہو گئی ہیں۔ حکومت نے بھی رضا مندی ظاہر کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم نے ان کو سہولت دی ہے۔ 24 اقساط کی مسلسل رقم ادا ہو گی اور ان شاء اللہ 1 ارب اور 7 کروڑ روپے 24 اقساط میں ہم وصول کر لیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ رقم آپ کو سڑکوں کی مد میں پیش کی جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو شوگر سیس کے پیسے ہوتے ہیں وہ کاشت کار کے ہوتے ہیں۔

وزیر خوراک، نہیں پچاس فیصد ہوتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، میرے اپنے نوٹس کے مطابق تو وہ پیسہ کاشت کار کا ہوتا ہے۔ اگر وزیر

موصوف فرماتے ہیں تو مجھے اس کا پتا نہیں۔ میرے ذہن میں یہ ہے اور میری اطلاع کے مطابق وہ کاشت کار کی payment میں سے ہی پیسے کاٹتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں لیکن جس طرح وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں کہ کچھ ملیں عدالتوں میں چلی گئیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیسہ کاشت کار کا ہوتا ہے اور گنے کے کاشت کار کی ڈویلپمنٹ کے لیے خرچ ہوتا ہے۔ اس میں ملز کی کیا ریزرویشنز ہوسکتی ہیں۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ آپ میرے یہ پیسے رکھ لیں۔ اگر میں وہ پیسہ واپس مانگتا ہوں تو آپ کی ریزرویشنز کیا ہوسکتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس میں ملز کی ریزرویشنز نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سعید انور صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وزیر موصوف جناب کھوسہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ سردار صاحب کو بھی وہ آنے دیں تاکہ وہ چیئر کی بات ہی سن لیا کریں (قطع کلامیاں) سردار صاحب اگر آپ سننا پسند کریں تو میں نے فلور سردار سعید انور صاحب کو دیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ انھوں نے بڑی اچھی خوش خبری سنائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اس سے پہلے وزیر موصوف جائیں۔ میں ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ نوٹس موصول ہوگیا ہے اور وہ چیئر نے admit کر لیا ہے۔ اور ہم نے بدھ کا دن اس discussion کے لیے رکھا ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔

جناب ارشد عمران سلہری، محکمہ امداد باہمی سے متعلق سوالات ہیں جو table نہیں کیے گئے۔ میری گزارش ہے کہ ہمارے یہ اہم سوالات pending کر لیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس کے سوالات کہہ رہے ہیں کہ pending کر لیے جائیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، امداد باہمی کے سوالات ہیں۔

وزیر امداد باہمی (چودھری محمد ریاض)، جناب والا! سوالات میز پر پڑے ہیں۔ اگر مجھے پانچ منٹ کا وقت دیں تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ سوالات کا وقت بحث میں ہی گزر گیا ہے۔ اگر پانچ منٹ وقت دیں گے تو میں جواب دے دوں گا ورنہ یہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر پڑے ہیں۔ چیک کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ میں تو یہ سوالات ختم نہیں ہوں گے۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! اس کے لیے دس منٹ دے دیں کیونکہ وقت بہت ضائع ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس کو ہم pending کر لیتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! pending نہ کریں۔ اس لیے کہ اس میں قوم کا بڑا وقت اور پیسہ صرف ہوا ہے اس کو پھر دوبارہ لائیں گے سٹیشنری بہت خرچ ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب رولز کے مطابق اب وقفہ سوالات ختم ہوگیا۔ اب میں اس کو کیسے آگے بڑھاؤں؟

وزیر امداد باہمی، پھر جناب' یہ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر پڑے ہیں۔ وہ ان کو پڑھ لیں۔ اگر کوئی اعتراض ہوا تو وہ مجھ سے بات کرلیں۔ میرے چیمبر میں آجائیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب والا! بقیہ جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ میں نے سوالات میں شرکت کی انھوں نے نہیں کی۔ آپ ان کو اجازت دے دیں کہ یہ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ ریاض محمود!

خواجہ ریاض محمود، میں جناب والا! آپ کی توجہ اس ایجنڈے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو زیر بحث ہے۔ سوالات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ چار محکمہ جات صنعت و معدنی ترقی۔ منصوبہ بندی و ترقیات۔ خوراک اور امداد باہمی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک محکمے کے سوالات و جوابات یہاں پر پورے نہیں اترتے۔ وزیر صاحب جو ان کا تسلی بخش جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں اور دے بھی رہے ہیں ماشاء اللہ۔ اور یہ تین تین محکمہ جات اکٹھے لکھ دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ممبران کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والی اور دھوکہ دینے والی بات ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک ہی محکمے کے

سوالات کے جوابات تسلی بخش طریقے سے آ سکتے ہیں۔ متعدد محکمہ جات کے اکٹھے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن رولز کے تحت 35 سوالات ایجنڈے پر ایک دن کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ جب کہ آج تو ہیں ہی کل 18 سوال۔ اب یہ الگ بات ہے کہ اس میں discussion عجیب طریقے سے چل نکلی اور اس پر سارا وقت صرف ہو گیا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! بعض سوالات پر بحث لمبی ہو جاتی ہے۔ آج میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ایک محکمے کے سوالات بھی پورے نہیں ہو سکے۔ باقی تین محکمہ جات کے سوالات کیسے پورے ہو سکتے ہیں؟ افسران بھی یہاں پر لنگوٹا کسے ہوئے بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھیں pending کر دیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

کر ہی بیٹھا ہوں میں سوال اگر، کچھ نہ کچھ تو جواب دیتا جا
دعا نہ سہی بد دعا ہی سہی، او کچھ نہ کچھ تو غلہ خراب دیتا جا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صنعت و معدنی ترقی نے بقیہ جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔

وزیر خوارک، جناب والا! میں نے بھی بقیہ جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خوراک نے بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، میرے محکمے کے سوالات کے بارے میں کیا خیال ہے میرے بارے میں کیا حکم ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، محکمہ امداد باہمی کے سوالات pending کر لیتے ہیں۔ یہ کافی اہم ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! ان پر بڑی محنت کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کو کیا اعتراض ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب والا! میں نے یہ جوابات table کر دیے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کل پرسوں آنا نہیں چاہتے؟

وزیر امداد باہمی، آنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر اس میں کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر امداد باہمی نے یہ فرمایا کہ میں نے یہ سوالات کے جوابات ایوان کے میز پر رکھے ہیں ان کو چیک کر لیں۔ میں نے چیک کیا ہے ان سوالات کے جوابات سارے کے سارے غلط ہیں۔ ان کو pending فرمائیں۔ اور انھوں نے خود فرمایا ہے کہ یہ چیک کر لیں۔ میں نے چیک کیا ہے یہ سوالات کے جوابات سارے کے سارے غلط ہیں۔ یہ اگلی تاریخ کے لیے رکھیں تاکہ ہم ان سے سوال و جواب کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں جی بات ختم ہوئی۔

وزیر امداد باہمی، انھوں نے ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی خاطر یہ بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ چیئر نے رولنگ دے دی ہے۔ اب کسی کو اس مسئلے پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رہائشی منصوبہ کے لیے پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*936(A)۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن کے ملازمین کے لیے کوئی رہائشی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو یہ کہاں واقع ہے محکمہ کے ملازمین کے علاوہ کن کن لوگوں کو 15 جنوری1993ء تا15 دسمبر 1993ء تک پلاٹ الاٹ ہوئے اور کس نے کیے۔ ان الاٹیوں کے نام، پتہ اور سمال انڈسٹری کارپوریشن سے تعلق اور فی پلاٹ جو قیمت وصول کی اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کے لیے سرکاری طور پر کوئی رہائشی منصوبہ تیار نہیں کیا گیا۔ لہذا سوال کا باقی حصہ غیر متعلقہ ہے۔

بے روزگار افراد کو قرضہ کی فراہمی

*1039۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیرصنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت پنجاب تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بےروزگاری کے خاتمہ کی لیے کاروبار کرنے کے لیے وائیں دور کی طرح قرضہ جات شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) قرضہ کی حد مالیت کیا ہے شرح سود کیا ہے اور طریق کار حصول قرضہ کیا ہے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) جی ہاں۔ چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیے دوبارہ چھوٹے قرضوں کی سکیم کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جس کے لیے سکیمیں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن سے موصول ہو چکی ہیں اور حتمی منظوری کے لیے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیجی جا چکی ہیں۔ ان سکیموں کی حتمی منظوری کے بعد قرضوں کی فراہمی شروع کر دی جائے گی۔

(ب) قرضوں کی زیادہ سے زیادہ حد 10 لاکھ روپے تجویز کی گئی ہے اور شرح سود سٹیٹ بنک کی مقرر کردہ شرح کے مطابق تجویز کی گئی ہے جو تقریباً 15 فیصد سے 17 فیصد تک ہے۔

قرضہ کے حصول کے لیے درخواست کنندہ کو درخواست کے ساتھ زمین کی فرد ملکیت مشینری کی کوٹیشنز اور نقشہ عمارت منسلک کرنا ہو گا۔ جو قرضہ کی منظوری کی صورت میں محکمہ کے پاس رہن ہوں گے۔ واپسی قرضہ 8 سے 10 دس سال ہو گا اور سہ ماہی قسطوں میں قابل وصول ہو گا۔

سڑک کی تعمیر و مرمت کی منظوری

*1269۔چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا کانڈی وال روڈ جو کہ چک جودھ تک جاتی ہے' کی

improvement & winding کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں شامل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے لیے چار ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی ترمیم شدہ سکیم محکمہ مواصلات و تعمیرات نے 4۔ اکتوبر 1997ء کو منظوری کے لیے ارسال کر دی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کے phase-I کی منظوری دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے تو اس سڑک کی تعمیر کا کام کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ سکیم ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں نمبر 749 پر شامل ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سکیم کو P.D.W.P نے 26-12-97 کو 39.359 ملین روپے سے منظور کر لیا ہے اور جلد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

سڑک کی تعمیر کے لیے فنڈز کی فراہمی

*1270۔ **چودھری عامر سلطان چیمہ**، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ طالب والا' پل مانگنی تا لالو والی گھر کی تحصیل و ضلع سرگودھا روڈ جس کی لمبائی 30 24 کلومیٹر تھی 2/2/93 کو منظور ہوئی تھی' جس کا تخمینہ لاگت 7.917 ملین تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست کہ اس سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 95-1994ء کے بعد un-funded کر دیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ 1993ء کی تمام un-funded سکیمیں مکمل کی جائیں گی۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر کے لیے پروگرام کے مطابق re-appropriation سے فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک'

اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے۔

(د) اس سوال کا جواب پہلے ہی سوال نمبر 1204 کے تحت ارسال کر دیا گیا ہے۔ جس کی کاپی لف ہے۔

سوال نمبر 1204 کا جواب

(الف) یہ بات درست ہے کہ سڑک ابھی نامکمل ہے۔

(ب) فنڈز کی کمی کی وجہ سے اس سال 1997-98' re-appropriation میں اس سڑک کو فنڈ مہیا کرنا مشکل ہے۔ ہاں مالی سال 99-1998ء میں C&W کے محکمہ کو کہا جائے گا کہ اس سڑک کو شامل کیا جائے۔

مکریانہ بہاوے پلیسر سکیم کو منظور نہ کرنے کی وجوہات

*2140۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 99-1998ء میں حلقہ پی۔پی 11 کی ایک ڈریج سکیم ترکوال منظور ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اپنے حلقہ کی اس سکیم کو تبدیل کر کے اسی حلقہ میں مکریانہ بہاوے پلیسر کو منظور کرنے کے لیے کافی عرصہ پہلے درخواست کی ہے۔ جس کو آج تک منظور نہیں کیا گیا۔

(ج) اس سکیم کو کب تک تبدیل کر کے کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 99-1998ء میں ڈریج سکیم "ترکوال" جنرل سیریل نمبر 2885 پر شامل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سکیم کو تبدیل کرنے کے لیے درخواست محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو دی گئی تھی جس کو منظور کر لیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ پی اینڈ ڈی نے فنڈ مختص کر دیے ہیں۔ اب یہ متعلقہ محکمہ کا کام ہے کہ وہ قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد سکیم پر عمل درآمد شروع کرائے۔

صوبہ کی شوگر ملز کے ذمہ واجب الادا رقم کی تفصیل

*2156۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا پسرور شوگر ملز اور صوبہ کی دیگر شوگر ملز کی انتظامیہ نے کاشت کاروں کو ان کے بقایا جات ادا کر دیے ہیں۔ اگر نہیں تو حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) صوبہ کی تمام شوگر ملز کے ذمہ کتنی رقم کاشت کاروں کی بقیہ واجب الادا ہے اس کی تفصیل مع نام اور پتا جات بتائی جائیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) سیزن 98-1997ء کے دوران صوبہ پنجاب میں 39 شوگر ملوں نے کام کیا۔ان ملوں نے 26031354 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔جس کی کل قیمت خرید مبلغ 22,45,24,11,608 روپے تھی ۔جس میں سے اب تک مبلغ 21.76.20,23,490 روپے کاشت کاروں کو ادا کیے جا چکے ہیں۔اس طرح شرح ادائیگی کا تناسب 97فیصد ہے۔اور مبلغ -/69,03,91,118 روپے بقایا واجب الاد ہیں۔پسرور شوگر ملز پسرور کے ذمہ مبلغ -/7,77,29,225 روپے واجب الادا تھے۔ جس میں سے ماہ اکتوبر کے آخر تک مبلغ-/6,55,78,227 روپے ادا کردیے گئے ہیں۔مبلغ -/1,21,51,028 روپے ابھی تک کاشت کاروں کو واجب الادا ہیں۔ادائیگی کی شرح تناسب 84.37 فیصد بنتی ہے۔قانون کے مطابق شوگر ملز گنے کی رقم 15دن کے اندر ادا کرنے کی پابند ہے۔محکمہ خوراک نے شوگر ملز پانے و ڈپٹی کمشنر کو متعدد بار کاشت کاروں کے واجبات ادا کروانے کے لیے کہا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب چیف سیکرٹری پنجاب نے بھی کمشنر صاحبان کو ضروری کارروائی کے لیے لکھا ہے۔ کمشنر پنجاب نے مورخہ 23 اکتوبر

1998ء کو تمام ڈپٹی کمشنر/ایڈیشنل کین کمشنر کو درخواست کی ہے' کہ وہ نادہندہ شوگر ملز کے خلاف شوگر فیکٹری کنٹرول ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے زمینداروں کے بقایا جات مع منافع ادا کروائیں۔ محکمہ خوراک اس ضمن میں مختلف طریق کار سے کاشت کاروں کے واجبات کی ادائیگی کی تکمیل کے لیے اقدامات کر رہا ہے۔

(ب) صوبہ کی شوگر ملوں کے ذمہ واجب الادا رقم کی تفصیل ضمیمہ الف پر ملاحظہ فرمائیں۔

سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کا قیام

*2188۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع ساگرہ برائے تحصیل ٹیکسلا میں کتنی زمین سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کے لیے acquire کی گئی ہے اور اس کے کتنے پلاٹ بنائے گئے۔ ان میں سے کتنے پلاٹ الاٹ کیے گئے اور کتنے بقایا ہیں۔

(ب) موقع پر کتنی development مکمل ہو گئی ہے اور کیا کیا کام بقایا رہتا ہے اور کب تک delevopment کا بقیہ کام مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) موضع ساگرہ برائے تحصیل ٹیکسلا میں کل رقبہ 838 کنال 14 مرلہ برائے سمال انڈسٹریز اسٹیٹ ٹیکسلا حاصل کیا گیا۔ جس پر کل 382 پلاٹ بنائے گئے۔ ان میں سے 354 پلاٹ الاٹ ہوئے اور بقایا 28 پلاٹ بغیر الاٹ کے پڑے ہیں۔

(ب) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ ٹیکسلا جو ترقیاتی کام ہو چکا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مثلاً سڑکیں 80%' سیوریج 65%' واٹر سپلائی 20% عمارتی متفرق کام' 90% اور ہیڈ ٹینک 98% امید ہے کہ بقایا کام مالی سال 99-1998ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔

کوآپریٹو بنکوں کے متاثرین کو رقم کی ادائیگی کی تفصیل

*2206۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت کوآپریٹو بنکوں کی موجودہ جائیداد کا تخمینہ کیا ہے اور متاثرین کوآپریٹو بنک کو کتنی رقم دینی ہے۔

(ب) اب تک کتنے متاثرین کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اور کتنے متاثرین کی ادائیگی بقایا ہے۔ نیز بقایا متاثرین کی کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)

(الف) پنجاب کو آپریٹوزبورڈ برائے لیکویڈیشن کے پاس اس وقت 245 سپراپریٹر موجود ہیں جن کا تخمینہ 3909 ملین روپے ہے۔ متاثرین کوآپریٹو بنک کو اس وقت 9387 ملین روپے کی ادائیگی کرنا باقی ہے۔

(ب) اب تک 102 کوآپریٹوفنانس کارپوریشنز کے 162,184 متاثرین کو 2618 ملین روپے کی کلی جبکہ 21,138 متاثرین کو 1170 ملین روپے کی جزوی ادائیگی کی جا چکی ہے۔اور 104,406 متاثرین کی ادائیگی بقایا ہے۔

وزیر اعلیٰ (پنجاب) کی ہدایت کے مطابق ایک سال میں ادائیگی مکمل کرنی ہے لہذا ان کے لیے مختلف سکیمیں زیر غور ہیں۔

شوگر سیس کی بقایا رقم کی وصولی کے اقدامات

*2209۔میاں عبدالستار (PP-234) ، کیا وزیرخوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ کی شوگر ملوں کے پاس شوگر سیس کی کتنی رقم بقایا ہے۔ ہر شوگر مل کی الگ الگ تفصیل کیا ہے۔

(ب) حکومت نے اس رقم کی وصولی کے لیے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) صوبہ پنجاب میں شوگر کین سیس کی مد میں اس وقت تقریباً مبلغ 1.09 ارب روپے شوگر ملوں کی طرف واجب الادا ہیں۔ جس کی مل وارتفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سیس کے بقایا جات سال 94-1993ء سے سال 98-1997ء تک ہیں۔ کین کمشنر کی طرف سے نادہندہ شوگر ملز کی انتظامیہ کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کیے گئے ہیں اور انہیں ذاتی شنوائی کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔ چند ملوں کو سیس جمع نہ کروانے پر جرمانے بھی کیے

گئے ہیں۔ جرمانے کی مد میں اب تک مختلف شوگر ملوں کو مبلغ =/2,09,30,500 روپے کا جرمانہ کیا گیا ہے۔ مزید براں سیس کے بقایا جات کی جلد ادائیگی کے لیے کمشنر پنجاب کے اختیارات متعلقہ ضلعی ڈپٹی کمشنر / ایڈیشنل کمشنر کو تفویض کیے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک حوصلہ افزاء نتائج حاصل نہ ہو سکے ہیں۔ حکومت کی پوری کوشش ہے کہ سیس کے بقایا جات جلد ادا ہوں۔ شوگر ملوں کی طرف سے سیس کے قانون کو عدالت عالیہ لاہور میں چیلنج کر رکھا ہے اس سلسلہ میں 27 عدد رٹ پٹیشنز دائر کی گئی ہیں جن میں سے 17 عدد رٹ پٹیشنز حکومت کے حق میں نمٹا دی گئی ہیں اور 10 عدد ابھی فیصلہ طلب ہیں۔ رٹ پٹیشنز کی تفصیل ضمیمہ(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! پہلے ہاؤس کو in order کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ توجہ فرمائیں۔ جناب ملک سلیم اقبال صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ڈنڈا مارو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شادی خیل صاحب! ذرا ہاؤس کی طرف توجہ دیں۔ یہ جمہوری حکومت کا دور ہے منیس صاحب! یہ ڈنڈے کا دور نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چند روز پہلے معزز وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ حکومت آزادی صحافت پر یقین رکھتی ہے۔ **********

****

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مسئلہ تو زیر بحث نہیں ہے۔ آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ آپ اس پر جائیے۔ جی میں رولز کے خلاف کسی بات کی اجازت نہیں دیتا۔ میں رولز کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیتا۔ خان صاحب تشریف رکھیں۔ خان صاحب یہ کوئی طریقہ نہیں۔ آپ موشن لے آئیے اور اس پر بات

***(جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

کیجئے۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ میں اجازت نہیں دے رہا۔ اور میں نے کہا ہے کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ پھر آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ سردار سعید اکبر خان صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو رولز کے تحت کیجئے اور اس پر بحث کیجئے۔ آپ جانتے ہیں اس بات کو۔ یہ جتنا بھی غیر قانونی طور پر بولے ہیں اور رولز کے خلاف بولے ہیں میں یہ سارے الفاظ کارروائی حذف کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ہم آزادی صحافت کے خلاف موشن لائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لائیے اس کو رولز کے تحت لائیے۔ آپ legislator ہیں۔ منیس صاحب! آپ قانون ساز ادارے میں ایک بہت بڑا رول ادا کر رہے ہیں۔ آپ ہی قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اس کو رولز کے تحت لے آئیے اور اس پر بحث کیجئے آپ کو اجازت نہ ملے تو پھر بات کیجئے۔ آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں رولز کے خلاف بات کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا۔ آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! صحافت کے خلاف اور انٹی صحافت کارروائیوں کے خلاف ہم------

جناب سپیکر، آپ موشن لے آئیے پھر بات کیجئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ہم احتجاجی طور پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ آپ نہیں پڑھنا چاہتے تو وہ الگ بات ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! اس وقت میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ

کس شوق سے آپ دیکھ رہے تھے ہجوم کو
مجھ پہ نظر پڑی تو دریچے کیے بند

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ماشاء اللہ یہاں جتنے بھی دوست بیٹھے ہیں یہ بڑے پرانے اور منجھے ہوئے تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں۔ حالات کو ایسے ہی ٹینس کرنا اور غلط بات منوانا تو کوئی بات نہ ہوئی۔ چیئر اپوزیشن کو جتنا وقت دیتی ہے آپ سب دیکھتے ہیں لیکن اگر ایک قانون ساز ادارہ ہی اپنے رولز کی خلاف ورزی شروع کر دے تو پھر بات تو کوئی نہیں ہے۔ جس

دوست نے کوئی بات کہنی ہے وہ رولز کے تحت لے آئے۔ ہم open heartedly ان کی بات سنتے ہیں۔ بہرحال میں اس کے باوجود صاحب زادہ صاحب اور خواجہ ریاض محمود صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔ وہ اپنی بات رولز کے تحت لے آئیں ہم ضرور کریں گے۔ ملک آصف صاحب بھی ساتھ چلے جائیں۔

(اس مرحلے پر صاحب زادہ فضل کریم، خواجہ ریاض محمود اور جناب آصف علی ملک اپوزیشن اراکین کو منانے کے لیے لابی میں تشریف لے گئے)

ہم تو اپوزیشن کی عزت کرتے ہیں۔ چیئر ہمیشہ تمام اراکین کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے، ایک جیسی عزت دیتی ہے اور ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کے ساتھی تعداد میں جتنے کم ہیں ان کو وقت اتنا ہی زیادہ ملے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن اراکین، حکومتی اراکین کے ساتھ ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

تھانہ چوک سرور شہید، ضلع مظفر گڑھ میں دو افراد کے قاتل پولیس اہلکاروں کی گرفتاری

جناب ڈپٹی سپیکر: سعید احمد منیس صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس سٹیشن چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ نے مورخہ 8 اکتوبر 1998ء کو دو افراد محمد شاکر اور ذوالفقار عرف چمن کو گرفتار کرنے کے بعد ان پر بے پناہ تشدد کر کے عمداً قتل کر دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال مظفر گڑھ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق مقتول محمد شاکر اور ذوالفقار عرف چمن کے جسموں پر 11/11 شدید ضربات پائی گئی ہیں جن کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولین کے ورثاء نے عدالت عالیہ لاہور پنجاب بنچ میں رٹ نمبر 10443/98 دائر کی تو عدالت عالیہ کی ہدایت کی روشنی میں چودھری لیاقت علی ایس ایچ او

[illegible] سرور شہید [illegible] ایس ایس پی [illegible] ایس ایس پی [illegible] ایس ایس پی

ہے جس کی رپورٹ اخراج بعدالت جناب شاہد اسلام علی زئی سول جج دفعہ 30 کوٹ ادو کی عدالت میں بھجوائی جا چکی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے بلکہ پولیس ملازمین کے خلاف مقدمہ نمبر 322/98 مورخہ 1-11-98 بجرم 302/148/149 ت پ تھانہ چوک سرور شہید درج ہوا جو بعد جوڈیشل انکوائری خارج ہوا۔ اس لیے پولیس ملازمین کو گرفتار کرنا بلاجواز ہے۔

(ہ) جواب جز (د) میں موجود ہے۔

شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے' جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم تحاریک استحقاق لے رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 40 جناب سعید اکبر صاحب کی ہے۔ موو ہو چکی ہے' دو دن کے لیے پینڈنگ ہوئی تھی۔ جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے کل گزارش کی تھی کہ اسے دو تین دن کے لیے پینڈ فرمایا جائے اور اس دن بھی جناب سپیکر نے حکم دیا تھا کہ محرک اور جن پولیس ملازمین کے خلاف یہ تحریک استحقاق دی گئی ہے' ان کو بلا کر آپس میں بات چیت کروائی جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پیر تک اس کو پینڈنگ کر لیں اور میں اس کو کل طے کروالوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم اس تحریک کو پیر تک کے لیے پینڈنگ کر لیں؟

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے' جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی پینڈنگ ہوئی تھی اس کے متعلق لاءمنسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا یہ کل کے لیے پینڈنگ کر لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 18 ہے۔ یہ غالباً موو ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کو جناب نے کل 3/4 دن کے لیے پینڈنگ فرمایا تھا۔ میں نے گزارش کی تھی کہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے اس کی رپورٹ آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ اس سے پہلے کی تھی۔ اس کا نمبر 14 تھا۔

وزیر قانون: اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ ساہی صاحب اس کا جواب دیں گے۔

ڈھلیاں فتح جنگ روڈ کی مرمت

---------(جاری)

جناب محمد افضل ساہی: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں دو سڑکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ہے ڈھلیاں فتح جنگ روڈ، اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ اس منصوبہ کے تحت 52 کلومیٹر لمبی سڑک کو توسیع دینا، مضبوط کرنا اور مزید بہتر بنانا ہے۔ اس کی انتظامی منظوری مالیتی 95.055 ملین روپے 11-02-96 کو دی گئی تھی اور قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد 24.72 کلومیٹر لمبائی میں کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اس میں سے 14.15 کلومیٹر پر کام مکمل ہو چکا ہے جب کہ بقیہ حصے میں کام مختلف مراحل میں ہے۔ یعنی مٹی وغیرہ ڈالی گئی ہے، sub base course اور base course میں پتھر وغیرہ ڈالا گیا ہے۔ 30-6-98 تک اس منصوبہ پر 32.465 ملین روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں بھی یہ سکیم بطور سکیم نمبر 624 شامل ہے۔ لیکن مختص شدہ فنڈز صرف 40 ہزار روپے ہیں اور مہیا شدہ فنڈز صرف 19 ہزار روپے ہیں جو کہ خرچ کیے جا چکے ہیں۔ مزید فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام بند پڑا ہے۔ اگر مزید 15.77 ملین روپے مل جائیں تو جاری کام سال رواں میں مکمل کر لیا جائے گا۔ دوسری فتح جنگ براہمہ روڈ ہے۔ اس منصوبہ کے تحت 23.15 کلو میٹر لمبی سڑک کو توسیع دینا اور مزید بہتر بنانا ہے۔ اس کی منظوری مالیتی 40.155 ملین روپے 18-4-96 کو دی گئی تھی اور قواعد و ضوابط مکمل کرنے کے بعد ضلع اٹک کی حدود میں واقع 18.50 کلومیٹر میں سے 15.71 کلو میٹر میں کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اس میں سے نو کلومیٹر پر کام مکمل کر دیا گیا ہے

اور بقیہ حصے میں مختلف مراحل میں کام جاری ہے۔ یعنی مٹی کا کام' sub base اور base course وغیرہ' پتھر ڈالنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ 30-6-98 تک اس منصوبہ پر 17.214 ملین روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ اس سکیم کے بقیہ 4.64 کلومیٹر پر جو کہ ضلع راولپنڈی کی حدود میں واقع ہے' کام شروع کیا گیا تھا اور 30-6-98 تک 3.60 ملین روپے خرچ کیے جا چکے ہیں اور sub base, base وغیرہ میں پتھر ڈالا گیا ہے۔ یہ سکیم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں بھی بطور سکیم نمبر 626 شامل ہے۔ مگر مختص شدہ فنڈز محض صرف 40 ہزار ہیں اور مہیا کردہ فنڈز صرف 19 ہزار روپے ہیں جو کہ خرچ کیے جا چکے ہیں۔ مزید فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام بند ہے اگر مزید 14 ملین روپے مل جائیں تو یہ کام اسی سال مکمل کر دیا جائے گا۔ فنڈز کی دستیابی کے لیے کوشاں ہیں۔ اس لیے ان دو سڑکات کے لیے بالترتیب 15.770 اور 3.981 ملین روپے مہیا کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ جونہی فنڈز دستیاب ہوں گے فوری طور پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! کیا آپ مطمئن ہیں؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری دو گزارشات ہیں۔ پہلے نمبر پر یہ ہے جیسا کہ میری اس تحریک سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں سڑکیں بین الصوبائی رابطہ کا کام دیتی ہیں اور کراچی سے مظفر گڑھ' میانوالی' صوبہ سرحد اور پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں ٹریفک ذرائع آمدورفت اور سامان وغیرہ کی ترسیل ان سڑکوں کے ذریعے کی جاتی ہے اور روزانہ اوسطاً ایک ہزار سے لے کر پندرہ سو گاڑیاں ان سڑکوں سے گزرتی ہیں۔ جیسا کہ وزیر موصوف کی وضاحت اس بات کا ثبوت ہے کہ کافی سارا کام ان سڑکوں پر ہو چکا ہے اور بقایا کام کے لیے سڑکیں اکھیڑی جا چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے ٹریفک کے گزرنے میں شدید دشواریوں کا سامنا ہے۔ چونکہ وہاں سے وزنی بھرے ہوئے ٹرک اور ٹینکرز انتہائی سست رفتاری سے گزرتے ہیں اور ہر روز ٹریفک بلاک ہونے کا سامنا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں بالخصوص مریض جنھیں ہسپتال پہنچنا ہوتا ہے' سکولوں کے بچے اور لوگ مسائل کا شکار ہیں۔ یہ دونوں سڑکیں چونکہ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں' تو میری وزیر موصوف سے صرف یہ گزارش ہو گی کہ وہ اس بات کی کوئی واضح یقین دہانی کروا دیں کہ کتنا عرصہ انھیں درکار ہوگا کہ ان سڑکوں کا کام مکمل ہو جائے گا۔ ان کی وضاحت کے بعد ہم دوبارہ پھر بات کر لیں گے۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب۔

جناب آصف علی ملک، شکریہ' جناب سپیکر! تحریک التواء کے سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ وہ سڑک ہے جس کی طرف معزز ممبر نے نشان دہی کی ہے۔ یہ بین الصوبائی سڑک ہے اور کراچی سے لے کر سرحد اور راولپنڈی کے لیے یہ shortest possible روٹ ہے۔ یہ سڑک تقریباً دو سو کلومیٹر میرے حلقہ پی پی 15 سے گزرتی ہے۔ جناب سپیکر! ملاحظہ فرمائیں کہ جس طرح سے منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ نو کروڑ کا یہ بجٹ 1996ء سے شروع ہوا اور اس مالی سال میں اس کے لیے صرف 40 ہزار روپے رکھے گئے اور اس میں سے صرف 19 ہزار روپے فراہم کیے گئے۔ جناب سپیکر! میری مودبانہ گزارش ہے کہ صرف تین کلو میٹر کا وہ ٹکڑا' یہ بین الصوبائی سڑک فتح جنگ میونسپل کمیٹی کے اندر سے گزرتی ہے۔ اس کے دونوں اطراف پر بازار' ہوٹل اور خوردونوش کی تمام دکانیں موجود ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے گردوغبار سے یہ دکانیں اٹ جاتی ہیں۔ "نوائے وقت" نے اس پر اداریہ لکھا ہے۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وجہ سے مودبانہ گزارش ہے کہ کم از کم منسٹر صاحب کی طرف سے کچھ اس قسم کی یقین دہانی ہو جائے کہ کم از کم وہ تین کلو میٹر کا ٹکڑا جو کہ شہر کے اندر (میونسپل کمیٹی کے اندر) سے گزرتا ہے۔ جس پر پتھر اور مٹی بھی پڑ چکی ہے۔ اس کو black top کیا جائے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' حاجی ملک عمر فاروق صاحب۔

حاجی ملک عمر فاروق، شکریہ' جناب سپیکر! جس سڑک کے حوالے سے بات ہو رہی ہے' میرے فاضل دوست نے جو تحریک پیش کی ہے۔ اس سے کسی حد تک میرا بھی تعلق ہے۔ یہ سڑک میرے حلقے میں سے بھی تقریباً نو کلو میٹر گزرتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بین الصوبائی شاہراہ ہے۔ یہ سرحد اور پنجاب سے ہوتی ہوئی کراچی تک جاتی ہے۔ لیکن بالخصوص میرے دوستوں نے انفرادی طور پر اپنے اپنے حلقے کے مسائل کے حوالے سے بات کی ہے تو میں نے نو کلومیٹر فتح جنگ براہمہ روڈ کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس روڈ پر sub base اور روڑا وغیرہ مکمل ہے لیکن سال انڈسٹریز سٹیٹ بھی وہاں فتح جنگ براہمہ روڈ پر قائم ہے' پلاٹوں کی

الائمنٹ بھی ہو چکی ہے اور ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فوجی سیمنٹ پلانٹ بھی وہاں تقریباً حال ہی میں آٹھ نو ماہ سے اس نے پیداوار شروع کی ہے۔ تقریباً اس نو کلو میٹر پر تقریباً ساڑھے چار سو ٹرک روزانہ سیمنٹ سے بھرے گزرتے ہیں تو میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف صاحب سے گزارش کروں گا کہ خاص طور پر اس پر توجہ دی جائے اور فنڈز دیے جائیں تاکہ کام مکمل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے محترم دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان دو سڑکات کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ ایک سڑک جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کی لمبائی 52 کلومیٹر بنتی ہے اور دوسری کی لمبائی 23 کلومیٹر بنتی ہے۔ گورنمنٹ تو 75 کلومیٹر کی repair, improvement and widening کر رہی ہے لیکن دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ ایک تو فتح جنگ سٹی جو ہے اس میں تین کلومیٹر سڑک کی حالت زیادہ خراب ہے، اس کو فوری طور پر مرمت کیا جائے، اور دوسرے دوست نے نو کلومیٹر فرمایا ہے۔ یہ کل 12 کلو میٹر کی بات کر رہے ہیں اور حکومت 75 کلومیٹر پر کام کر رہی ہے اور کرنا چاہتی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جونہی فنڈز مہیا کیے جائیں گے، فوری طور پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شکریہ۔ یہ dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19 جناب سعید احمد خان منیس صاحب، جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب، چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب، جناب منصور احمد خان اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

مسلم آباد شالی مارٹاؤن باغ بان پورہ کے رہائشی علاقے میں سٹیل ری رولنگ کا قیام

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کی قدیم آبادی مسلم آباد شالیمار ٹاؤن باغبانپورہ کے رہائشی علاقے میں غیر قانونی طور پر ایک سٹیل ری رولنگ مل کا قیام عمل میں آ چکا ہے جس کے ایک طرف گورنمنٹ قادریہ سکول اور دوسری طرف ایک دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ ہے اس کے علاوہ دو پرائیویٹ سکول بھی ہیں۔ مل کے شور کی وجہ سے طلباء

کو اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے میں شدید دشواری کا سامنا ہے اس کے علاوہ مقامی آبادی بھی اس کی وجہ سے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے اور شدید پریشانی اور ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سردار صاحب!

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ۔ جناب سپیکر! بحوالہ لیٹر نمبر S.O.2(LG)1/84/99 بتاریخ 27 جنوری 1999ء کے ضمن میں تحریر ہے کہ وفاقی کالونی میں مین روڈ ضلع کونسل لاہور کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ وفاقی کالونی کی مین سڑک ہونے کے ناتے اس کی تعمیر و مرمت و صفائی محکمہ پاک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے ذمہ ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! میں نے نمبر 19 کا کہا ہے۔ میرے خیال میں آپ غلطی سے کسی اور تحریک التوائے کار کا جواب دے رہے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 19 ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا میں جواب دے دیتا ہوں۔ یہ انوائرنمنٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار میں بیان کردہ مسئلہ کے بارے میں ابتدائی جائزہ کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ متذکرہ مل کا نام شیخ منصور سٹیل ری رولنگ مل ہے اور اس کے مالکان کا مؤقف ہے کہ یہ مل بیس سال قبل یعنی 1978ء میں قائم کی گئی تھی۔ اس معاملے کی تفصیل و تحقیق کے لیے محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے اس مل کے مالکان کو پاکستان تحفظ ماحولیات ایکٹ مجریہ 1997ء کی دفعہ 16 کے تحت نوٹس جاری کر دیا ہے۔ چونکہ متذکرہ قانون کے تحت متعلقہ شخص یا فرم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دینا ضروری ہے۔ لہذا اس سلسلے میں مزید کارروائی مل مالکان کا جواب موصول ہونے کے بعد حسب قانون کی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میری استدعا یہ بھی ہے کہ تحریک التوائے کار میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ شاید یہ مل ابھی قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ یہاں لکھا گیا ہے کہ ایک سٹیل ری رولنگ کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ یہ تاثر درست نہیں، بلکہ صورت حال یہ ہے کہ یہ مل 1978ء میں قائم

ہوئی تھی اور محکمہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے ایک نوٹیفکیشن کے مطابق اور گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق 28 جون 1981ء کو ایک لیٹر انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ نے جاری کیا تھا کہ جس کے مطابق 30 جون 1981ء سے پہلے جتنی ملیں کارپوریشن کے علاقہ میں قائم ہوئی ہیں ان تمام کو ریگولرائز کر دیا گیا ہے۔ تو یہ 1978ء میں قائم ہوئی تھی اور 1981ء میں اس کو ریگولرائز کر دیا گیا تھا۔ یہ ابھی حال ہی میں قائم نہیں ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود انوائرنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے اس کو نوٹس جاری کیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا جواب آنے پر اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد محرک اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 20 جناب سعید اکبر خان' جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو' مخدوم سید مسعود عالم شاہ کی طرف سے ہے۔

لاہور شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں اور کارخانوں سے فضائی آلودگی

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں اور اندرون شہر قائم کارخانوں سے نکلنے والے دھوئیں سے انسانی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ فضائی آلودگی سے شہری اور خاص طور پر معصوم بچے مختلف خطرناک امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ فضائی آلودگی کی وجہ سے آنکھ' ناک' گلے اور پھیپھڑوں کے امراض میں مبتلا ہو کر لوگ ہسپتالوں میں آ رہے ہیں جن میں زیادہ تعداد موٹر سائیکل سواروں اور پیدل چلنے والوں کی ہے۔ بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کی وجہ سے سڑکوں پر پیدل چلنے والے افراد کے لیے ایک دن میں سانس کے راستے آلودگی کا جسم کے اندر داخلہ دس سگریٹ پینے کے مترادف ہے۔ شہر بھر میں بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کی وجہ سے ٹریفک پولیس بھی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ دھواں اور اس سے پھیلنے والی مختلف بیماریاں شہریوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہی ہیں جس سے صوبہ

بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ اس تحریک التوائے کار میں جس مسئلہ کی نشاندہی کی گئی ہے وہ ایک اہم مسئلہ ضرور ہے مگر اس بات کا متقاضی نہیں کہ اس پر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو معطل کیا جائے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی منظوری سے سال 1997ء میں ایک مانیٹری سکواڈ قائم کیا گیا جس کے ذریعے صوبہ بھر کے تمام اضلاع میں مرحلہ وار ایک خصوصی مہم چلائی جا رہی ہے جس میں جدید آلات کے ذریعے گاڑیوں کے دھویں اور شور کی پیمائش کرنے کے بعد معیار سے زیادہ دھواں چھوڑنے والی اور شور مچانے والی گاڑیوں کے خلاف بھرپور کارروائی کی جا رہی ہے اور پریشر ہارن اتار کر ضبط کیے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں ضلع فیصل آباد میں مورخہ 21۔ ستمبر 1998ء سے 3۔ اکتوبر 1998ء تک ایک خصوصی مہم چلائی گئی اور اس موقع پر 49,100 روپے جرمانہ کیا گیا۔ 179 گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ منسوخ کیے گئے اور 141 گاڑیوں کے چالان کیے گئے۔ اسی طرح ضلع قصور میں مورخہ 12۔ اکتوبر 1998ء سے 20۔ اکتوبر 1998ء تک ایک مہم چلائی گئی جس میں مبلغ 2 لاکھ 11 ہزار 200 روپے موقع پر جرمانہ کیا گیا۔ اس کے بعد ضلع ملتان میں 2۔ نومبر 1998ء سے 21۔ نومبر 1998ء تک مہم چلائی گئی جس میں مبلغ 2 لاکھ 7 ہزار 450 روپے جرمانہ کیا گیا۔ اسی طرح ضلع ڈی۔ جی۔ خان میں مورخہ 7۔ دسمبر 1998ء سے 19۔ دسمبر 1998ء تک خصوصی مہم چلائی گئی اور ایک لاکھ 3 ہزار روپے موقع پر جرمانہ کیا گیا۔ پچاس گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ منسوخ کیے گئے اور دس گاڑیوں کو بند کیا گیا۔ اب مورخہ 21۔ دسمبر 1998ء سے ضلع لاہور میں ایک خصوصی مہم کا آغاز کیا گیا ہے جو تاحال جاری ہے۔ یہ میں اس وقت کا کہہ رہا ہوں جب یہ جواب دیا گیا۔ اب تک تقریباً ایک لاکھ 15 ہزار روپے موقع پر جرمانہ وصول کیا جا چکا ہے۔ 88 گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ منسوخ کیے جا چکے ہیں اور یہ خصوصی مہم غیر معینہ مدت تک جاری رہے گی تاکہ لاہور میں آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں پر قابو پایا جا سکے۔ ان اقدامات کے ساتھ ساتھ اخبارات میں بھی عوام سے درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی گاڑیوں کو درست کروا لیں۔ وقتاً فوقتاً ماحولیاتی آلودگی کے

موضوع پر سیمینار بھی منعقد کروائے جا رہے ہیں تا کہ عوام میں اس ضمن میں بہتر شعور پیدا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس تفصیلی وضاحت کے بعد اور اس یقین دہانی کے بعد کہ حکومت اس سلسلے میں پہلے سے ہی کارروائی کر رہی ہے' محرک اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی وزیر موصوف کا جو جواب آیا ہے' جیسے اس ملک میں اور اس صوبے کو دہشت گردی کا چیلنج ہے' فنانشل کرائسز کا چیلنج ہے' یہ بھی ایک بہت ہی اہم چیلنج ہے کہ جس طریقے سے pollution اس ملک میں اور اس صوبے میں بڑھ رہا ہے اور لوگوں کی صحت کو مجروح کر رہا ہے' میں موجودہ گورنمنٹ سے یہی گزارش کروں گا کہ اس پر پہلے جو اقدامات ہو رہے ہیں ان کو اور سنجیدگی سے لیتے ہوئے اس پر اقدامات کریں تا کہ اس ملک میں اور اس صوبے میں رہنے والے جو باسی ہیں ان کی صحت بہتر رہے۔ ہمارا یہی کام ہے کہ جو خرابیاں ہیں ان کی نشاندہی کریں۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی پر میں اپنی اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتا لیکن میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تا کہ وہ اس پر seriously غور فرمائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

رسول بیراج میں مچھلی کا غیر قانونی شکار

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں رسول بیراج کے مقام پر مچھلی کے ٹھیکے داران اور محکمہ ماہی پروری کے افسران کی ملی بھگت سے حکومت پنجاب کو اربوں روپے کا سالانہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور متذکرہ ٹھیکے داران نے ممنوعہ جگہ پر بھی ممنوعہ اشیاء لگائی ہوتی ہیں جس سے مچھلی غیر قانونی طریقوں سے پکڑی جا رہی ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ہر ماہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ' بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا

ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر فشریز، جناب سپیکر! محکمہ ماہی پروری ہر سال دوسرے پانی کی طرح بیراج کے پانی کو بھی نیلام کرتا ہے ۔ ضلع منڈی بہاؤالدین میں رسول بیراج کو بھی ہر سال اسی طریقے سے نیلام کیا جاتا ہے جس کی اس سال مبلغ چھ لاکھ، پندرہ ہزار روپے میں نیلامی ہوئی جو پچھلے پانچ سالوں سے زیادہ اس سال نیلامی ہوئی۔ 98-1997ء میں چار لاکھ روپے میں ہوئی، 97-1996ء میں دو لاکھ چھتر ہزار روپے میں ہوئی 96-1995ء میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپے ہوئی ۔ اس سال پانچ دفعہ نیلامی کی گئی کیونکہ ہماری مرضی کے مطابق bidding نہیں آ رہی تھی۔ پانچویں دفعہ ساڑھے چھ لاکھ روپے میں نیلام کیا گیا۔

ہم ٹھیکیداروں پر کڑی نگرانی رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ٹیمیں بھی وہاں پر پہنچتی ہیں اور پڑتال کرتی ہیں۔ اس تحریک التوا کے بعد میں نے ایک سپیشل سکواڈ بنایا ہے جو وہاں پر اس بات کی بھی انکوائری کرے گا کہ جو یہ شکایت ہے اور جو اس تحریک کے مطابق محرک نے یہاں اس ایوان میں پیش کیا ہے اس کے facts معلوم کر کے میرے سامنے پیش کرے گا اور اگر یہ حقیقت پائی گئی تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ لہذا میں محرک سے درخواست کروں گا کہ آپ اس پر زور نہ دیں اگر یہ بات حقیقت ہے تو میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آنریبل منسٹر صاحب نے جو ابھی مختلف آمدنی کا ذکر کیا ہے کہ اتنے لاکھوں میں اس کی نیلامی ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اس میں اتنا potential موجود ہے کہ اس کی auction کو اور زیادہ اونچا جانا چاہیے اور میں نے جو بات point out کی ہے That is a very valid point اور میں آنریبل منسٹر صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ انھوں نے ایک سپیشل سکواڈ تشکیل کر دیا ہے اور وہ وہاں جائے گا اور اس کو دیکھے گا۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ وہ اس پوائنٹ کو take up کریں اور اس پر یہ نظر رکھیں ۔ تو میں ان کی اس بات کے بعد اس کو press نہیں کرتا اور ویسے بھی یہ میرے محترم انکل ہیں اور ----

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بڑی زیادتی ہے کہ ایک نوجوان کو آپ انکل کہہ رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ان کے اس جواب کے بعد میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس بات پر میں بھی احتجاج کرتا ہوں کہ 70 سال کے نوجوان کو انکل کہا جائے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

MINISTER FOR FISHERIER: Thank you for the complements.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحاریک التوائے کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم legislation لیتے ہیں۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (تحفظ) دکانیں و ادارہ جات پنجاب مصدرہ 1998ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we resume consideration of "The Punjab Shops and Establishments (Security) Bill 1998. Yesterday clause-1 of the Bill was under consideration. Mr Saeed Ahmed Khan Manais, Leader of the Oppoisition has moved an amendment in it. He may speak in favour of his amendment.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! کل میں نے جو امنڈمنٹ پیش کی تھی اس پر بات شروع ہوئی تھی۔ اس میں میں نے یہ propose کیا ہے۔ اس سے پہلے آپ اس پرنسپل بل کو دیکھیں گے اس کے short title and commencement میں کہا گیا کہ،

This act may be called "The Punjab Shops and Establishment (Security) Act ,1998

جناب سپیکر! اس میں میں نے propose کیا ہے کہ اس کو substitute کر کے اس کی جگہ پر This Act may be called "The Punjab Shops and Establishment (Security)Act, 1998 کر دیا جائے۔ میرا خیال تھا کہ آنریبل منسٹر اس کو oppose نہیں کریں گے کیونکہ ایک تو یہ بل ہاؤس میں consideration کے لیے 1999ء میں لیا جا رہا ہے اور پھر جو clauses ابھی منظور ہوئی ہیں یا باقی clauses جو رہ گئی ہیں ان کی منظوری بھی 1999ء میں ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی مناسب ہوگا کہ جب ہم یہ legislation کر رہے ہیں تو اس کو ہم نام بھی اسی مناسبت سے دیں

جس سال میں یہ پیش کیا گیا ہے اور جس سال یہ منظور کیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کو کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیشہ یہ بات کی جاتی ہے کہ ہمیں definite legislation کرنی چاہیے گو کہ اس short title پر عموماً بہت کم امنڈمنٹس دی جاتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی contribution ہے ' ایسی assistance ہے' اس کو میں guidance تو نہیں کہوں گا assistance ہی کہوں گا' کہ اگر اس میں 1999 substitute کر دیا جائے تو میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب ہے اور میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر سے یہ عرض کروں گا کہ اس کو منظور کرتے ہوئے substitute کر دیں اور 1998 کی جگہ 1999 کر دیں؛

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی اور صاحب اس پر بولنا چاہیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسا کہ ہم نے یہ امنڈمنٹ move کی اور آپ دیکھ بھی رہے ہیں اور ہر آدمی اس بات کو سمجھتا بھی ہے کہ جو کام جس date میں ہوتا ہے اس پر وہی date لگائی جاتی ہے اور اسی date میں اس کی announcement ہوتی ہے ۔ اس پر consideration بےشک پہلے ہوئی لیکن جب ہاؤس میں move ہوا تو سال بدل چکا تھا اور اسی سال 1999 میں یہ under consideration ہے اور یہ اسی نئے سال میں پاس ہو گا جو 1999 year کہلواتا ہے۔ تو میری سمجھ کے مطابق اور میری خواہش کے مطابق اس بات پر کوئی خاص اعتراض بنتا نہیں ہے کہ جو کام جن دنوں میں ہو رہا ہے اگر ان ہی دنوں کے ساتھ اس کی مناسبت رکھ دی جائے اور ان کو انہی dates سے پکارا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی شکست اور کوئی ہار والی بات نہیں ہے۔ اس میں صحیح correction کر دینی چاہیے۔

جناب والا! جب یہ باہر عوام میں جائے گا تو وہ اس technicalities کو تو شاید نہ سمجھیں جو وزیر قانون صاحب ابھی یہاں فرمائیں گے لیکن وہ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ کس طرح کا قانون ہے جو جنوری 1999 ۔ میں pass ہوا ہے اور اس کے اوپر 98 لکھا ہوا ہے۔ تو ہم نے اسی بات کی نشاندہی کی اور اسی لیے ہم نے امنڈمنٹ move کی اور ہم نے اس بات کو جائز سمجھتے ہوئے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے اور ہمیں یہ پوری توقع تھی کہ یہ وزیر موصوف کی سمجھ میں ضرور آئے گا اور وہ اس کو appreciate کریں گے۔ تو میری یہی خواہش ہے کہ جو بات ہم نے کی ہے بہت ہی

relevant ہے اور یہ عام فہم ہے۔ عام فہم سے میری مراد ہے کہ عام آدمی جو بازار میں اس بل کی legislation کے process کو نہیں جانتا وہ بھی اس غلطی اور اس میں جو 99 والی تصحیح کرنے والی بات ہے یہ میرے خیال میں اس کی سمجھ میں آ جائے گی۔ اور مجھے توقع ہے کہ وزیر قانون کی سمجھ میں بھی ضرور آئے گی اس وجہ سے ہم نے یہ امنڈمنٹ move کی اور مجھے یقین ہے کہ یہ ہاؤس ضرور اسے منظور کرے گا۔ شکریہ۔

ڈپٹی سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! بل کی کلاز میں بیان کیا گیا ہے کہ بل کا نام "The Punjab Shops and Establishment (Security) Act, 1998 ہوگا۔ ترمیم کے ذریعے معزز اراکین نے یہ تجویز کیا ہے کہ سال 1998ء ختم ہو چکا ہے اس لیے بل کے نام کے ساتھ 1999ء لکھا جائے۔ جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم کو oppose اس لیے کیا تھا کیونکہ یہ غیر ضروری ہے اور اس کے ذریعے جو تبدیلی تجویز کی گئی ہے۔ وہ اسمبلی کے قواعد کے تحت رسمی تبدیلی ہے، جس کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے لانا ہے۔ جناب سپیکر! میں رولز 200 کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

> "Correction of patent errors.- Where a Bill is passed by the Assembly, the Speaker shall have power to correct patent errors and make such other changes in the Bill as are incidental or consequential upon the amendments accepted by the Assembly".

جناب سپیکر! اب اس میں جو بھی clerical errors ہیں وہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے دور کرنے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اسمبلی سیکرٹریٹ پر چھوڑ دی جائے۔ اسی لیے میں نے اسے oppose کیا تھا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے، اسے رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is :-

> That for sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as recommended

by Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

"(1) This Act may be called the Punjab Shops and Establishments (Security) Act 1999"

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is :

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE:

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER:: Third Reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move :

That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill, 1998 be passed

MR DEPUTY SPEAKER:: The motion moved is.

That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill, 1998 be passed.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan has opposed it.

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! میں متعدد بار، تقریباً ہر قانون سازی پہ قانون سازی کی خامیاں اور محکمہ قانون کی خامیاں point out کرتا رہا ہوں۔ جب بھی قانون سازی ہوئی ہے، ہم نے اس میں پوری طرح سے contribute کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ میں اس لیے کہوں گا، That was not opposition for the sake of opposition یہ سارا ایوان منتخب ایوان ہے، ہمیں لاکھوں لوگوں نے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم ایک definite قانون سازی کریں تاکہ باہر قانون سے تعلق رکھنے والے لوگ اسے appreciate کریں کہ جو قانون سازی کی گئی ہے وہ up to the mark ہے۔ ہم نے ہمیشہ حکومت کو قانون سازی میں، خاص طور پر اس repeal والے معاملے میں contribute, assist کیا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت نے کبھی بھی اس پہ کوئی توجہ نہیں دی۔ جناب والا! اس repeal میں بھی 12 ستمبر کو پہلے ایک آرڈیننس جاری ہوا اور آرٹیکل 128(2) کے تحت اس کی عمر تین مہینے ہوتی ہے۔ میں نے کئی دفعہ سپریم کورٹ کے ریفرنسز quote کیے ہیں، جنھیں اب دہرانا نہیں چاہتا لیکن میں ان کے titles ضروری پڑھوں گا۔ میں نے مثالیں دیتے ہوئے کہا تھا کہ فیڈرل شریعت کورٹ NLR,1992, Enforcement of Shariah (Revised) Ordinance, 1988 میں انھوں نے hold کیا۔ AIR,1987 سپریم کورٹ آف انڈیا کا میں نے ایک ریفرنس quote کیا، PLD,1989 سپریم آف پاکستان کا ریفرنس quote کیا اور PLD,1994 سپریم کورٹ کا ایک ریفرنس quote کیا جس میں اعلیٰ عدالتوں نے یہ hold کیا ہے کہ Repromulgation of Ordinances is bad in the eye of law, it is prohibited in the eye of law جناب سپیکر! حکومت بار بار یہ تو کہتی ہے کہ وہ قانون کی بڑی پاسدار ہے۔ تو پھر ان فیصلوں، ریفرنسز کو adpot کیوں نہیں کیا جا رہا؟ معزز وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری یہ مجبوریاں ہیں، یہ اس کا ایک طریق کار ہے کہ جب ایک آرڈیننس ختم ہو جاتا

لیے لانا پڑتا ہے کہ آپ اسمبلی بزنس میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ یہاں ہم لوگ صرف 70 دنوں کی constitutional provision in a parliamentary year کو پورا کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ جس طریقے سے دھڑا دھڑ آرڈی ننسز جاری کیے جاتے ہیں اسی طریقے سے آپ اسمبلی کے اجلاس کو بھی لمبا کیا کریں۔ آپ یہ پرواہ نہ کریں کہ قائد ایوان اسلام آباد میں مصروف ہیں یا وہ امریکہ 'لندن میں مصروف ہیں۔ آپ اجلاس کو جاری رکھیں۔ ویسے بھی قائد ایوان اگر ہاؤس میں نہیں آتے' جیسا کہ جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں' میں ان پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک logic دیا جاتا ہے کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب دوسرے کاموں میں مصروف ہیں اس لیے ہم صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب نہیں کر رہے۔ جناب والا! ان کی نمائندگی کرنے کے لیے حکومت بیٹھی ہے' چاہے وہ صحیح طریقے سے نمائندگی نہ بھی کرتی ہو لیکن موجود تو ہے۔ ان کی غیر موجودگی میں وزیر قانون صاحب قائد ایوان ہوتے ہیں' تو وہ آج بھی بطور قائد ایوان ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ He is conducting the affairs of the Assembly. تو جو بھی قانون سازی یہاں آتی ہے اس کے لیے آپ اپنے اجلاس کو continue رکھیں اور کوشش کریں کہ اس قانون سازی کو مکمل کریں۔ اس طرح سے ہمیں آپ پر تنقید کرنے کے مواقع نہیں ملیں گے۔ آپ جب کسی قانون سازی کو take up کرتے ہیں تو پھر اس وقت اجلاس ختم کیا کریں جب وہ مکمل ہو جائے۔

جناب والا! اب وزیر قانون صاحب کا یہ کہنا کہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے' یہ صحیح نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام نہیں' اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام اس وقت ہوتا ہے جب ممبرز کوئی پرائیویٹ بل دیتے ہیں تو اس کی corrections, errors,clerical mistakes اسمبلی سیکرٹریٹ کرتا ہے۔ اگر کوئی آرڈی ننس lapse ہو جاتا ہے تو اسمبلی سیکرٹریٹ کس قانون کے تحت گورنر صاحب کو لکھ سکتا ہے کہ آپ اسے repromulgate کریں۔ یا جیسے میں نے 1998ء اور 1999ء کی بات کی کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کس قانون کے تحت گورنر کو لکھ سکتا ہے کہ آپ اپنے آرڈیننس میں 1999ء لکھیں۔ یہ بالکل purely حکومت کا کام ہے اور یہ لاء ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ آپ لاء ڈیپارٹمنٹ کی اسٹیبلشمنٹ دیکھیں کہ کتنی بڑی ہے؟ سیکرٹری ' ایڈیشنل سیکرٹریز' ڈپٹی سیکرٹریز' سیکشن آفیسرز ان کے پاس اتنی لمبی فوج ہے اور یہ ان کا کام ہے کہ جب ایک آرڈیننس ختم ہوتا ہے

اور اگر آپ نے غلط repromulgation ہی کرنی ہے تو اس کے lapse ہونے سے ایک دو دن پہلے جاری کرا لیں تاکہ اس میں continuity رہے۔ لیکن جیسے میں نے point out کیا ہے کہ 12 ستمبر کا آرڈیننس 11 دسمبر کو ختم ہو گیا۔ پھر اس کے درمیان ایک وقفہ آ گیا۔ اس وقت کوئی قانون موجود نہیں تھا۔ اس کے بعد اگلا آرڈیننس 5 جنوری کو جاری کیا گیا اب یہ درمیان کے وقفے کو کس طرح پورا کریں گے؟ اب یہ اس کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور میں نے کل بھی پڑھ کر سنایا تھا کہ انھوں نے کلاز 2 میں ڈال دیا ہے کہ،

> It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Shops and Establishments (Security) Ordinance , 1998 (XXXVI of 1998) stands repealed under Article 128 (2) of the Constitution.

اب اسے cover up کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ cover up نہیں بنتا۔ انھوں نے جو shops والا آرڈیننس جاری کیا۔ اب انھوں نے اس دوران لامحالہ ایسی کارروائیاں کی ہوں گی جو اس آرڈیننس کے تحت کر سکتے ہیں۔ shops اور اسٹیبلشمنٹ کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی کی ہو گی اور انھیں سزائیں بھی دی ہوں گی لیکن جب آرڈیننس ختم ہو جائے اور جب There is no Ordinance کوئی living law نہیں ہے تو پھر ان پر کیسے عمل در آمد کریں گے؟ اور انھوں نے جو سزائیں دی ہیں انھیں کیسے justify کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ معزز ایوان کے معزز ممبران کے دل چاہتے ہیں کہ یہ بھی بولیں اور یہ باتوں سے convinced ہوتے ہیں۔ لیکن ایک رواج اور ایک روایت کہ اگر انھوں نے oppose کیا تو ہو سکتا ہے کہ ان کے پارٹی عہدیداران اور ان کے کپتان ان کے خلاف ایکشن لیں' اس لیے یہ چپ کر کے بیٹھے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط کام صرف ایک کے کھاتے میں نہیں آنا' بلکہ ہم سب کے کھاتے میں آنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم منتخب ہو کر آئے ہیں تو ہمیں یہاں contribute کرنا چاہیے اور کم از کم قانون سازی تو صحیح کریں۔ یہاں پچھلے دنوں Land Disposal کا اور لوکل گورنمنٹ کا بل تھا میں نے کل بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ اس میں معزز لاوینسٹر صاحب نے ایک آرٹیکل quote کر کے صرف یہ بات کہہ دی کہ ہم اس آرٹیکل کے تحت سول لاء کو retrospective effect سے کر

سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے وہ بھی صحیح بات نہیں کی اور انھوں نے فرمایا کہ ہاں، کریمنل لاء ہو تو کریمنل لاء میں retrospective effect سے نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے maintenance of public order پر بھی ہاؤس کو بتایا اور کل پھر بتایا کہ retrospective effect سول لاء میں بھی منع ہے اور کریمنل لاء میں تو یہ خود فرما رہے ہیں کہ واقعی اس میں retrospective effect سے نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن انھوں نے maintenance of public order بھی کر دیا، حالانکہ وہ کریمنل لاء ہے اس میں detention involved ہے اور پھر shops کے بل میں چونکہ penalties ہیں اور یہ بھی کریمنل لاء ہے، تو جو بات وہ خود کہہ رہے ہیں کم از کم اس پر تو عمل کریں۔ جو بات لاءمنسٹر کو خود appeal کرتی ہے کہ وہ کریمنل لاء میں retrospective effect سے نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کو تو دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک bogus کارروائی کر رہے ہیں۔ باہر ہم پر بہت باتیں کی جا رہی ہیں صرف 70 دن پورے کرنے کے لیے ہمیں بلا کر یہ قانون سازی نہ کرائی جائے۔ جو چیز یا جو بل اس ہاؤس میں آتا ہے اور ہم جو قانون بناتے ہیں اور ہمارے پاس جو Constitutional guide lines ہیں اور عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کے جو فیصلہ جات ہیں ان کی روشنی میں ہمیں جو guidance ملی ہے کم از کم ہمیں انھیں مد نظر رکھنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی قانون سازی کر رہے ہیں haphazard کر رہے ہیں اور یہاں پر معزز وزیر قانون صرف یہ کہہ دیں کہ اپوزیشن کے لوگ غلط کہہ رہے ہیں اور اپنی اکثریت کی وجہ سے carry کر لیں۔ جناب والا! carry تو کر لیں گے لیکن جو پڑھا لکھا طبقہ ہے جو قانون سمجھنے والا طبقہ ہے اور جو صحافت سے تعلق رکھنے والا طبقہ ہے وہ کل صرف لاءمنسٹر صاحب پر بات نہیں کریں گے وہ گورنمنٹ پر بات نہیں کریں گے بلکہ وہ as a whole اس ہاؤس پر بات کریں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں آپ convince ہوں اور آپ محسوس کریں کہ ہماری طرف سے جو بات point out کی جا رہی ہے وہ صحیح ہے۔ جناب والا! قانون سازی کے لیے آپ کا کردار بھی بہت اہم ہے آپ اس عدالت کے جج ہیں، اس لیے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اگر آپ convince ہوتے ہیں لیکن گورنمنٹ convince نہیں ہوتی تو کم از کم آپ اپنی جانب سے directions دیں۔ آپ کے پاس ایسے اختیارات موجود ہیں کہ اگر ایک غلط قانون سازی ہو رہی ہے اور وہ اکثریت کی وجہ سے غلط قانون سازی کر رہے ہیں تو اسے صحیح کرنے کے لیے کم از کم آپ پوائنٹ آؤٹ کریں اور directions

دیں۔ جناب والا! میں جو صحافت کی بات کر رہا ہوں میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ پنجاب اسمبلی پر ایک کالم لکھا گیا تھا اور میں اس کی چند لائنیں انگریزی میں پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔

> What the Punjab Legislators especially the Ministers are trying to prove by bulldozing Bills in an unconstitutional manner if anybody suggests. Instead of admitting their mistakes and rectifying them they are just legalising their unlawful acts. The Punjab Assembly must have been the only legislatures where laws are made through unlawful procedure.

جناب والا! آپ دیکھیں کہ ہمارے لیے یہ شرم ناک بات ہے کہ ہماری اسمبلی کے لیے یہ الفاظ لکھے جائیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سارا کچھ unlawful طریقے سے ہو رہا ہے اور وہ especially pin point کر رہے ہیں کہ پنجاب اسمبلی میں unlawful طریقے کے ساتھ unlawful laws بنائے جا رہے ہیں۔ جناب والا! آپ اس عدالت کے جج ہیں، اس لیے میں آپ سے عرض کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب جو اپنی غلطیاں دوسرے کے کندھوں پر پھینک رہے ہیں اور میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ حکومت وقت ہر وہ کام جو غلط کرتی ہے وہ کسی نہ کسی طریقے سے دوسرے کے کندھوں پر پھینک دیتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں۔ This is legislation work ہمیں صحیح طریقے سے قانون سازی کرنی چاہیے۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس بل کو اس طریقے سے پاس نہ کیا جائے، کیونکہ ہم ایک غلط قانون سازی کر رہے ہیں۔ کل پھر پنجاب اسمبلی پر یہ باتیں لکھی جائیں گی جو کسی طریقے سے بھی ہماری نیک نامی کا باعث نہیں بن رہیں۔ جناب والا! میں آپ سے بھی اور آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے، حکومت اور میرے محترم بھائی جو اس جانب بیٹھے ہیں سے استدعا کروں گا کہ اس لاء کو اس طریقے سے پاس نہ کیا جائے۔ میں already یہ بات کر چکا ہوں کہ اس لاء کی ویسے بھی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کو غلط طریقے سے پاس کرنا، اس سے بھی زیادہ خطرناک صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہم جو بھی غلط کام کریں گے تو اگر کوئی بھی اٹھ کر عدالت میں چلا جائے اور اس کو چیلنج کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ عدالتوں نے خود جو فیصلے کیے ہوئے ہیں وہ ان کی روشنی میں اپنے پرانے فیصلوں کو uphold رکھیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری اس قانون سازی کو ختم کر دیں۔ تو ہمیں

ایسا کام کرنا چاہیے جو صحیح ہو اور قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے عدالتوں کی guidance اور ان کے ریفرنس کے مطابق ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون: شکریہ' جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف نے جو کچھ ابھی فرمایا ہے وہ کوئی پہلی دفعہ نہیں فرما رہے' بلکہ ہر بل پر وہ اپنے انہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور بارہا ان کی خدمت میں عرض بھی کیا ہے لیکن وہ مہربانی فرما کر اس پر شاید پوری توجہ نہیں دے رہے کہ اس بات کو سمجھ پائیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی وہ یہ فرما رہے تھے کہ سپریم کورٹ نے' شریعت کورٹ نے re-promulgation کے خلاف فیصلے دیے ہیں اور ان پر پابندی لگا دی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیا ان فیصلوں کی روشنی کے نتیجے میں' آئین میں ترمیم ہو گئی ہے اور گورنر کے re-promulgation کے اختیارات واپس لے لیے گئے ہیں؟ جب تک آئین میں گورنر کے اختیارات موجود ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ re-promulgation غیر قانونی نہیں۔ وہ اختیار جناب سپیکر! موجود ہے۔

دوسری بات جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ عدالتوں کو یہاں پر غلط طریقے سے quote کیا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ سپریم کورٹ نے پابندی لگا دی۔ شریعت کورٹ نے پابندی لگا دی۔ وہ صرف اس حد تک ہے کہ جہاں اگر ضروری ہو یا کوئی legal vacuum create ہو رہا ہو تو re-promulgation پر کوئی پابندی نہیں۔ ہم بھی اگر کہیں ضرورت محسوس کرتے ہیں تو پھر آرڈیننس re-promulgate کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ خود اس بات کا اندازہ لگائیں کہ ایک قانون ایک دفعہ رائج ہو جاتا ہے۔ آرڈیننس آتا ہے' اسمبلی میں lay ہو جاتا ہے اور اسمبلی میں اس کے پاس ہونے سے پہلے اگر اس کی مدت پوری ہو جائے تو پھر اس کو re-promulgate نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے؟ اس قانون کو intact رکھنے کے لیے اور continuity کے لیے کیا طریقہ کار ہے؟اس لیے اس کو re-promulgate کرنا پڑتا ہے۔ اس کا یا تو دوسرا حل ہے کہ اسمبلی پورا سال اجلاس میں رہے' نہ آرڈیننس آئے اور نہ اس قسم کا کوئی vacuum create ہو۔ اس طرح تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

لیکن جب ہم آئین کے تحت اسمبلی کے دن پورے کرتے ہیں' اور جن دنوں میں اجلاس نہیں ہوتا ان دنوں میں اگر کوئی vacuum create ہو تو اس کو پورا کرنے کے لیے ہمیں re-promulgation پر کوئی پابندی نہیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ اخبارات نے لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ غیر قانونی ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اقدام جو یہ معزز ایوان منظور کرتا ہے' خواہ اس میں میری مرضی شامل ہو یا نہ ہو' میں انفرادی طور پر اس کے ساتھ متفق ہوں یا نہ ہوں لیکن جو چیز یہاں پر منظور ہو جائے گی اجتماعی طور پر سب کو ذمہ داری قبول کرنا پڑتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی unlawful act ہوتا ہے تو اس میں وہ بھی شامل ہیں اور ہم بھی شامل ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ بتائیں کہ ایک اخبار کے لکھ دینے سے اس اسمبلی کارروائی غیر قانونی ہو جائے گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی criteria نہیں کہ کسی اسمبلی کے قانون سازی کے اقدام کو کسی اخبار کے حوالے یہ کہہ دینا کہ اخبار نے لکھا ہے کہ یہ unlawful ہے۔ اس لیے unlawful ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اخبار کی quotation کو یہاں quote کرنے سے پہلے ہمیں خود اپنے طور پر اس بات کا تجزیہ کر لینا چاہیے کہ کیا یہ مناسب quotation ہے یا نہیں؟ جناب سپیکر! یہاں پر پھر قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ میں محکمہ قانون کی shortcoming اور گورنمنٹ کی shortcoming بھی پوائنٹ آؤٹ کرتا رہتا ہوں تو یہ ان کا فرض بنتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ کوئی مثبت بات کہیں گے تو ہم اس کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ جو اچھی بات کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔لیکن اگر وہ اپنی انہی باتوں کو دہراتے رہے اور ایسے اقدامات ہمیں تجویز کرتے رہے جن پر عمل درآمد ناممکن ہو ۔ تو میں سمجھتا ہوں اس کے لیے ہم ان سے معذرت کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہوگی کہ اس بل کو پاس فرمایا جائے ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill, 1998 be passed.

(The motion was carried)

The Bill is passed.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 (Bill No. 16 of 1998). First reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.

> That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: There are two amendments to this motion. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Sardar Rafiq Haider Leghari
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
6. Syed Masood Alam Shah
7. Mr Mansoor Ahmad Khan

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move:-

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February 1999.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February 1999.

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب سپیکر حکومت نے یہ بل move کیا ہے جس کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی سیکنڈ امنڈمنٹ بل 1998ء کا نام دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں مزید بات آگے بڑھانے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ نے جب بھی کوئی بل پیش کیا ہے۔ اس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان نہیں کیے جاتے۔ یہاں پر ایسا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا کہ جو لوگ اس پر contribute کرنا چاہتے ہیں ان کی رہنمائی کے لیے کچھ مواد مہیا کیا جائے۔ چاہے وہ متعلقہ محکمہ ہی کیوں نہ ہو یا وہ محکمہ قانون ہو۔ جناب سپیکر! جمہوری روایات میں یہ صرف اپوزیشن ہی ہوتی ہے جو اس میں ترامیم پیش کرتی ہے۔ ویسے اگر حکومتی بنچز بھی اس میں contribute کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ترامیم نہیں دے سکتے تو وہ بھی پرنسپلز آف دی بل پر تو بات کر ہی سکتے ہیں۔ اس کے لیے ان کو بھی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا کہ آپ یہاں اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے لیگل سیل کا قیام ضرور عمل میں لے آئیں۔ ابھی موجودہ بل کو آپ اٹھا کر دیکھ لیں اگر آپ اس کو پڑھیں تو آپ کو قطعاً سمجھ

نہیں آئے گی کہ حکومت کے اس بل کو لانے میں کیا اغراض ومقاصد ہیں۔ حکومت کرنا کیا چاہ رہی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس طرف ضرور توجہ دی جائے۔ کم ازکم گورنمنٹ کو ہی ہدایت جاری کر دی جائے کہ وہ جو بل لاتے ہیں اس کے جو اغراض ومقاصد ہیں اور وہ جو کچھ اس بل کے ذریعے کرنا چاہ رہے ہیں۔ وہ اگر اپنے لوگوں کو نہیں بتانا چاہتے ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی وہ یہاں لاتے ہیں' بلکہ اکثر اوقات اس میں ulterior motive ہوتے ہیں۔ ہمیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں concept کی سمجھ نہیں آ رہی۔ جناب والا! جب آپ اپنے اغراض ومقاصد بتائیں گے تو ہمیں concept کی سمجھ آئے گی۔ ورنہ جو کچھ ہم نے اپنے دماغ سے سوچنا ہے ' ہم نے اپنی مرضی سے سوچنا ہے۔ جناب سپیکر! اس بل میں بھی جو کچھ ہمیں سمجھ میں آیا ہے اس کے مطابق ہم اپنی contribution کریں گے۔

جناب والا! گورنمنٹ seek کر رہی ہے amendment in Section 3 of Act XXX of 1975 اور Section 6 of Act XXX 30 of 1975 یہ ایک ایل ڈی اے کا ایکٹ ہے جو 1975ء میں بنا تھا۔ جناب والا successive governments اس میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلیاں کرتی رہی ہیں' اپنے لوگوں کو کھپانے کے لیے اور ان کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے۔ اگر آپ ایل ڈی اے کے ایکٹ کو بھی اٹھا کر دیکھیں گے تو اس کا حلیہ بگڑا پڑا ہے اس میں اتنی ترامیم ہوئی ہیں کہ ، Most of the period after the revival of democracy in 1985 موجودہ حکومت ہی برسر اقتدار رہی ہے۔ اور میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے بھی نوٹ کیا ہوگا میرے معزز بھائی یہاں تشریف فرما ہیں انھوں نے بھی نوٹ کیا ہوگا۔ کہ زیادہ ترامیم ایسے ڈیپارٹمنٹس میں آتی ہیں جنھیں میں lucrative departments کہوں گا۔ جیسے اب لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے۔ اس میں بیسیوں ترامیم آئی ہیں۔ اگر آپ ان ترامیم کو اٹھا کر دیکھیں گے۔ تو کہیں political bribery ہے کہیں اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر اس کو amend کیا گیا ہے۔ آپ اگر ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کا ایکٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس میں بھی political bribery کی طرف زیادہ کام کیا گیا ہے۔ چہ جائیکہ اس کو forceful اور صحیح سمت دینے کے لیے ترامیم کی گئی ہوں۔ آپ لوکل گورنمنٹ کا 1979ء آرڈیننس اٹھا کر دیکھیں۔ تو اس کا تو بالکل حشر ہوا پڑا ہے۔ اور خود موجودہ حکومت نے تو اس tenure میں ریکارڈ ترامیم کی ہیں۔ There are eleven amendments ۔ اور جب اس بل کی باری آئے گی تو

اس پر بات کریں گے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایسی قانون سازی کرکے اس کو پھر یہ نام دینا کہ یہ ایک ریکارڈ قانون سازی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے معزز وزیر قانون ابھی فرما رہے تھے کہ اپوزیشن لیڈر بار بار یہ باتیں کرتا ہے۔ جناب والا! مجھے یہ باتیں کرنی پڑتی ہیں کہ جتنے آرڈیننسز، جتنے بھی وہ بل لائے ہیں ان میں وہی lapses ہیں جو یہ پہلے دن سے لا رہے ہیں۔ اور حکومت ان کو کبھی بھی justify نہیں کر سکتی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ independent لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کم از کم مشورہ کر لیا کریں۔ اور کبھی تو میری باتوں کو جھٹلانے کے لیے یہاں پر ایڈووکیٹ جنرل کو بلا لیا کریں۔ کم از کم اگر میں غلط ہوں تو میں convince تو ہو جاؤں کہ میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! اب جو زیر بحث ایکٹ 1975ء کا ہے جس میں ان کو ترامیم کرنی درکار ہیں۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! ہاؤس کو ذرا in order کریں۔ وہ ذرا گپیں کم ماریں تاکہ یہ قانون سازی کا کام صحیح طریقے سے آگے چل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خاموشی اختیار کریں اور قانون سازی میں دلچسپی لیں۔ قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں ان کی باتیں سنیں۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ جو ترامیم ہیں اور اس ایکٹ کے پیچھے جو motives ہیں ' Those are also such amendments that come in the ambit of ulterior motives. اور میں یہ چند باتیں ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ میں اپنے محترم دوستوں سے آپ کی وساطت سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ Fourteenth amendment does not mean۔ کہ آپ اپنی رائے نہیں دے سکتے۔ آپ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی پارٹی ڈسپلن کے خلاف کوئی بات کریں۔ لیکن یہ ہے کہ آراء دینا بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ آراء دینا اس قانون سازی کو بہتر کرنے کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔ اور ہم اسی کام کے لیے یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی میں نے یہ عرض کیا تھا اور لاجنسر نے میرا کافی مذاق اڑایا تھا۔ میں نے quote کیا تھا Article 11 of the Constitution کو۔ جس میں دیا ہوا ہے کہ Slavery in the country is prohibited مقصد میرا یہ تھا کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں ہم کسی کے غلام نہیں ہیں۔ ہم آزادی رائے کا حق رکھتے ہیں اور ہم آزاد قوم ہیں۔ ہم آزاد باتیں کر سکتے

ہیں۔ لیکن اگر آپ کی پارٹی نے آپ پر کچھ قدغن لگا رکھی ہے ۔ آپ اس کے خلاف ووٹ نہیں کر سکتے تو ووٹ نہ کریں۔ لیکن آپ آراء کا حق رکھتے ہیں۔ اور بہتر قانون سازی کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ آراء کا سامنے آنا بہت ضروری ہے۔ جناب والا! اس سے قبل جو بھی بہت سی ترامیم لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے آئی ہیں۔ جتنی ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کرپشن اور گھپلوں کی مثالیں ہیں۔ وہ بڑی اور grave nature کی ہیں۔ اور اس میں بھی بڑی colourful exercise of powers کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور کئی دفعہ میں نے ان کو آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا ہے۔ آج بھی میں وہ چند ایک مثالیں پیش کروں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ بل کے ذریعے حکومت ترمیم لانا چاہ رہی ہے کہ وہ بیرونی اور نجی سرمایہ کاروں کو concession دینا چاہتی ہے۔ بلکہ یہ چاہتی ہے کہ جو بیرونی سرمایہ کار ہیں وہ ایل ڈی اے کے تمام کام خود سنبھال لیں۔ بلکہ

> The Government wants full powers for LDA Authorities to invite private and foreign investors in development of infrastructure projects and grant of powers.

تو جناب والا! آپ بھی تھوڑا سا برا مناتے ہیں۔ لیکن میں اس ہاؤس کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات ضرور کہوں گا کہ ویسے تو ہر کام ہی لاہور شہر کے لیے ہوتا ہے میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو ٹیکس ہم سب ادا کرتے ہیں۔ یعنی Southren Punjab, Central Punjab Upper Punjab وہ سارے جو ٹیکس ہیں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا جو ریٹرن ہے' جو کہ ڈویلپمنٹ ورکس کی صورت میں ہوتا ہے' وہ کم از کم برابر تقسیم ہو۔ وہ ایک جگہ پر ہی نہ لگا دیا جائے۔ لیکن اگر آپ دیکھیں تو جو under passes بنیں گے وہ لاہور میں بنیں گے۔ فلائی اوورز بنیں گے تو وہ لاہور میں بنیں گے۔ bridges of fly over بنیں گے تو وہ لاہور میں بنیں گے۔ اگر elevated express ways بنیں گی تو وہ لاہور میں بنیں گی۔ ضرور بنیں یہاں ہر قسم کی bridges بنیں۔ میں خاص طور پر Southern Punjab میں اس کا ذکر کروں گا کہ بہاولپور ڈویژن ہے' ڈی جی خان ڈیژن ہے' ملتان ڈویژن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ major chuck of the revenue اس علاقے سے آ رہا ہے۔ آپ دیکھیں وہاں کاٹن کا ریٹرن ہے وہاں گندم کا ریٹرن ہے اور اس قسم کی اور بھی فصلیں ہیں اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے۔ اور زراعت

سب سے زیادہ کہاں ہو رہی ہے؟ وہ Southern Punjab میں ہو رہی ہے۔ اور اگر آپ صرف کاٹن کو ہی لیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ 60% of the foreign exchange of the country is being earned by cotton. اور کاٹن کہاں ہے؟ وہ Southern Punjab میں ہے۔ میں یہاں کوئی اس قسم کی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے لوگ کوئی غلط معنی لیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہر کام لاہور میں ہی نہیں ہونا چاہیے۔ ضرور ہو کام۔ ڈویلپمنٹ ورکس ہوں۔ ہمارا یہ صوبائی دارالحکومت ہے۔ لیکن ہر کام جو ہے وہ major chuck of the exchequer یہاں استعمال نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ equally distribute ہونا چاہیے۔ اس میں جو باقی لوگ ہیں خاص طور پر Southern Punjab کا میں کہوں گا کہ اس کی دل آزاری ہوتی ہے۔ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم اتنے ٹیکس ادا کر رہے ہیں ہم اتنی محنت کر رہے ہیں اور ہمیں اس کا ریٹرن نہیں مل رہا تو ظاہر ہے جیسے باقی صوبوں میں بات ہو رہی ہے پھر کہیں سرائیکستان کی باتیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہیں کسی اور صوبے کی باتیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ Why only in LDA یہ تمام کام ہوتے ہیں۔ اور ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بھی تو ہیں۔ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی ہے' ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی ہے۔ جو کنگال ہوئی پڑی ہیں۔ وہاں تو کوئی کام نہیں ہو رہا۔ یہاں میرے دوست تشریف فرما ہیں جن کا تعلق ملتان سے ہے۔ اور میرے بھائی انصاری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ انھوں نے یہاں کئی ایک موشنز دیں۔ وہاں بھی آپ کام کرائیں' وہاں بھی انڈر پاسز کی ضرورت ہے' وہاں بھی فلائی اوورز کی ضرورت ہے لیکن پھر میں یہ کہوں گا کہ جہاں ایل ڈی اے خود ایک سفید ہاتھی بنا ہوا ہے۔ یہ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اس کے اغراض و مقاصد کی سمجھ نہیں آ رہی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی کوئی ایسی فرمز ضرور ہوں گی جن کو نوازنے کے لیے یہ ترامیم لائی جا رہی ہیں اور میرا شک اس لیے زیادہ ہے کہ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ موٹر وے پہ ڈائیوو فرم کو ایک کنٹریکٹ الاٹ کیا گیا اور اس میں طرح طرح کی باتیں ہوئیں۔ میں ان باتوں کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا لیکن یہ ہے کہ ہمیں اتنی بڑی انوسٹمنٹ کے بعد اس سے کوئی مطلوبہ نتائج بھی نہیں ملے اور اب میں آگے چل کر جن پراجیکٹس کا ذکر کرتا ہوں میں ان پہ بھی آپ کو justify کرنے کی کوشش کروں گا کہ ہمیں اس ترمیم کے ذریعے نقصان ہی ہوگا اور حکومت کو بھی اس کا نقصان ہوگا' فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ اب ڈائیوو میں لوگوں کا خدشہ یہ ہے کہ حکمران یا حکمرانوں سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کی

شاید ڈائیوو میں حصہ داری ہے۔ May be this is wrong but this is what is the concept in the minds of the people. اور آج یہ جو ترمیم لائی جا رہی ہے جس میں نجی یا غیر ملکی انوسٹرز کو رعایت دینے کی بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ لوگ، میرے سمیت پھر شک کر رہے ہیں کہ یہ پھر کسی ulterior motives کے لیے کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں کسی بھی کام میں ٹرانسپرنسی نہیں ہے۔ اگر میں مثال دوں گو کہ اس کا اس ترمیم سے تعلق نہیں لیکن میں اپنی اس بات کو justify کرنے کے لیے مجھے اس کا لنک اپ کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جس کا ترمیم سے تعلق ہی نہیں آپ وہ بات کیوں کرتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، اپنے آپ کو justify کرنے کے لیے مجھے لنک اپ کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، رولز یہ کہتے ہیں کہ آپ اس پہ confine رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جی، آپ تو سنانے کے لیے پتا نہیں کہاں چلے جاتے ہیں؟ آپ رولز کے تحت confine رہیں ناں۔ منیس صاحب! آپ تو ماشاء اللہ اتنے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ جو حکومت پہ تنقید کرتے ہیں کہ یہ غلط بات کرتے ہیں، یہ یوں کرتے ہیں، آپ خود وہ کیوں اپناتے ہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ صرف ترمیم کی بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ میں اس سے ہٹا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ خود کہہ رہے ہیں کہ اس کا ترمیم سے تعلق تو نہیں لیکن میں کروں گا ضرور۔ میں آپ کی سٹیٹمنٹ پہ بات کر رہا ہوں کہ جو آپ خود فرما رہے ہیں کہ ترمیم سے اس کا تعلق نہیں ہے تو آپ پھر وہ بات کرتے کیوں ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر آپ اس کو مکمل سن لیں تو شاید یہ بات کرنے کی نوبت نہ آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو کہا ہی نہیں۔ آپ نے خود کہنے سے پہلے بتا دیا کہ ترمیم کے ساتھ اس کا تعلق ہی نہیں لیکن میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ترمیم سے جس کا تعلق نہیں ہے میری آپ

سے درخواست ہے وہ نہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اچھا جناب۔ جناب سپیکر! میں ٹرانسپیرنسی کی بات کر رہا تھا اور یہ بات اس لیے سامنے آتی ہے کہ یہاں وہ ٹرانسپرنسی نہیں اور مثال دینا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر احتساب کے عمل میں ٹرانسپیرنسی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا اس سے اب کیا تعلق ہے؟ میں پھر آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنی ترمیم پر ہی بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ میرے لیے بہت ہی معزز ہیں لیکن مجھے لنک اپ کرنے کے لیے یہ بات کرنا پڑ رہی ہے۔ میں اس پہ کوئی ڈبیٹ نہیں کروں گا۔ اس میں نظر آ رہا ہے کہ There is one sided transparancy. اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ڈویلپمنٹ اتھارٹی پہ بات کر لیں اس پہ ٹرانسپیرنسی ہے یا نہیں۔ منیر صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے ترمیم سے جس کا تعلق ہی نہیں آپ وہ کر رہے ہیں۔ آپ خود ہی فرماتے ہیں اس کا تعلق بھی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس پہ ڈبیٹ نہیں کر رہا ہوں۔ مجھے لنک اپ کرنے کے لیے دو لائنیں کہنی پڑی ہیں' آپ اس کو محسوس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں محسوس نہیں کرتا۔ میں تو آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ترمیم ... رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! اب میں ترمیم پر ہی بات کروں گا۔ جناب سپیکر! اس بل میں مقامی انوسٹرز کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور کیوں باہر کے انوسٹ کو لایا جا رہا ہے؟ یہ ایک قابل بحث چیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ven infrastructure میں رہ کر اس کے مطابق بات کرنی چاہیے he government should develope its own frastructure out of the heavy taxes already imposed on the public in all sectors of life. جناب سپیکر! اب آپ نے اس میں دیکھا ہوگا کہ کلاز 2 میں ایک نئی ترمیم لائی جا رہی ہے جس میں ٹول نافذ کیا جا رہا ہے۔ آیا ٹول نافذ کرنا justified ہے؟ کیا ہمارے اس صوبے ...

عوام کو حکومت نے اتنی مراعات دے رکھی ہیں؟ کیا مہنگائی ختم ہوگئی ہے؟ کیا بے روزگاری ختم ہو چکی ہے؟ یہاں تو جناب سپیکر! مہنگائی اور بے روزگاری کے خلاف لوگ خود سوزیاں کر رہے ہیں' یہاں اجتماعی خود کشیاں ہو رہی ہیں۔ کیا حکومت نے بجلی سستی کر دی ہے؟ کیا گیس سستی کر دی ہے؟ یہاں تو جنرل سیلز ٹیکس کا دائرہ کار بڑھا کر اس کو زرعی شعبے تک پھیلا دیا گیا ہے۔ تو جناب! یہ قیمتیں مزید بڑھ ہی رہی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں انڈر پاس یا یہاں ایک اوور ہیڈ برج بنائی جاتی ہے اور ٹیکسوں کے پیسوں سے بنائی جاتی ہے جو کہ ان عوام سے ہی لیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں تو عوام حق بجانب ہیں کہ وہ یہ سہولت لیں۔ اگر وہاں کیولری گراؤنڈ کا اوور ہیڈ برج بن گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوام کے ٹیکسوں سے بنا ہے۔ حکومت نے وہ بنایا ہے تو اچھا کام کیا ہے۔ اگر انھوں نے اس کو ایک ریکارڈ مدت میں بنایا ہے تو ایک اچھا کام کیا ہے لیکن اب پھر اس کے اوپر ٹول لگا دینا اور پھر وہاں سے گزرنے والے لوگوں سے پیسہ وصول کرنا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے آپ کو کسی طریقے سے justify نہیں کر سکے گی' بلکہ میں یہ کہوں گا کہ This new measure will add to the tax burden on the people, specially the common man. کیوں کہ جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہاں حکومت نے ان کسی قسم کا کوئی ریلیف نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایڈیشنل بوجھ ڈالنے سے ہر مکتبہ فکر پر اس کا اثر پڑے گا اور پھر جناب سپیکر! The country is already on a boiling point for a revolution. اور یہ انقلاب کیسے آتے ہیں' یہ اسی مہنگائی کی وجہ سے آتے ہیں' یہ ضروری بنیادی چیزوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ یہ بلز جس طرح روز بروز بڑھ رہے ہیں اسی سے انقلاب آتے ہیں اور اس سارے بوجھ کے بعد اگر آپ ایک سہولت مہیا کر کے اس کے اوپر ایک اور ایڈیشنل بوجھ آپ لوگوں پر ڈالیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات قطعاً حکومت کے فائدے میں نہیں جائے گی۔ جناب سپیکر! آپ cost of living دیکھیں۔ cost of living کتنی بڑھ گئی ہے۔ ایک عام آدمی تین وقت کی روٹی کھانے کے قابل نہیں رہا اور میں صرف عام آدمی کی بات نہیں کروں گا۔ جو لوگ یہاں زرعی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں میں کہوں گا کہ یہ طبقہ بھی hand to mouth طبقہ ہے۔ آپ صرف یہ نہ دیکھیں کہ یہ سفید کپڑے پہن کے بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ کوئی بڑے لوگ ہیں۔ یہ سب قرضوں تلے دبے ہوئے ہیں اور حکومت جہاں ون ونڈو آپریشن کے ذریعے قرضہ دینے کا تو اعلان کر دیتے ہیں اور یہ شور بھی مچا دیتی

ہے کہ ان کو اتنے ارجل گئے ہیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ وہ بے چارے واپس بھی کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ کپاس کی فصل اچھی نہیں ہوئی' گندم کی فصل اچھی ہونے کی کوئی توقعات نہیں تو پھر جو قرضہ ہوگا اس کا فائدہ ان کو یہ ملے گا کہ ان کو جیلوں کے اندر پھینک دیا جائے گا کہ وہ قرضہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہے۔ آج اگر کوئی طبقہ اپنے آپ کو اٹھا سکتا ہے تو صنعت کاروں کا طبقہ ہے کیوں کہ ان کو بہت مراعات مل رہی ہیں لیکن میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ یہ ٹول لگانا لوگوں پر ایک اضافی بوجھ ہے۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بڑا instigate کرنے کی کوشش کی کہ کوئی بات کرے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں instigate ہو گیا ہوں۔ انھوں نے شاید یہ سمجھا ہے کہ کیوری گراؤنڈ میں آخری پل بن گیا ہے اور اس کے بعد شاید لاہور میں اور دوسرے شہروں میں اور پلوں کی ضرورت نہیں اور جو toll لگے گا' پتہ نہیں اس کا پیسہ کہاں جائے گا۔ ان شاء اللہ اگر toll لگے گا اور پیسہ اکٹھا ہو گا تو مزید بےشمار پلوں کی ضرورت ہے۔ تو مزید پل بنیں گے۔ وہ کوئی آخری پل نہیں بنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ Development of roads at the cost of citizens will be resented by the public یہاں لاہور میں جتنے کام ہو رہے ہیں جو کہ گورنمنٹ اپنا کریڈٹ بنا رہی ہے۔ یہ ان کے خلاف جائے گا کیونکہ جو عام آدمی ہے' اس پر یہ بوجھ پڑے گا۔ لیکن یہ گورنمنٹ کی اپنی خواہش اور مرضی ہے کہ وہ کس طریقے سے اس کو چلانا چاہتی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ toll ٹیکس گاڑیوں پر لگایا جائے گا۔ یہ ایک ڈبل ٹیکسیشن ہو جائے گی کہ پہلے ہی وہیکل ٹیکس گورنمنٹ نے لگایا ہوا ہے۔ وہ وہیکل ٹیکس اسی لیے ہے کہ وہ یہ گورنمنٹ کی بنائی ہوئی سڑکوں پر aply کرتے ہیں تو ان سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ ایک متوازی ٹیکس ہے کہ ایک سہولت دے کر پھر اس پر ڈبل ٹیکسیشن کی جا رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طریقے سے

بھی justifiable نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر جیسا کہ بل میں مجھے نظر آ رہا ہے کہ جتنے بھی حقوق اور استحقاقات ہیں وہ investors آئیں گے ان کو منتقل کر دیں گے۔ کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ

> 'Concession' means the grant by the Authority of its rights, privileges or powers under this Act to a person or persons in consideration of investments made or arranged by such person or persons at the instance of the Authority in public utility infrastructure projects"

اب اس سے یہ ہے کہ حکومت اپنے تمام اختیارات ان investors کو منتقل کر دے گی۔ یعنی اس میں یہ بھی ہوگا کہ وہ جو toll نافذ کریں گے وہ بھی ان کی مرضی ہوگی کہ کتنا نافذ کرتے ہیں۔ میں اپنی بات کو justify کرنے کے لیے آپ کے سامنے ایک کاغذ جو کہ گورنمنٹ کا ہی بنایا ہوا ہے پیش کرنا چاہوں گا۔ اس میں یہ ہے کہ،

> The company will have the rights to fix any level of toll and recover it from the users during the concession period.

اب یہ اختیار بھی ان کو ہی دے دیا ہے۔ آپ اب پہلے ہی دیکھ لیں کہ موٹر وے پر جو فیس نافذ کی گئی ہے۔ میرے بہت سے بھائی جو اس سڑک پر سفر کرتے ہیں' انھوں نے اندازہ لگایا ہوگا کہ اس پر گاڑیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جی ٹی روڈ کا بہتر متبادل ہو لیکن ہر کسی نے اپنے بجٹ کو مدنظر رکھ کر سفر کرنا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر وہاں دو سو روپیہ toll ٹیکس لاہور سے اسلام آباد جانے کے لیے ہے تو کچھ لوگ جو اسے برداشت نہیں کر سکتے وہ جی ٹی روڈ پر سفر کریں گے۔ یہاں تو آپ نے فرم کو ہی اختیارات دے دیے ہیں کہ فرم کی مرضی ہے کہ جتنا toll مرضی لگائے۔ انھوں نے تو عام آدمی کو نہیں دیکھنا اور جب گورنمنٹ اپنے تمام اختیارات اور استحقاقات منتقل کر دے گی تو گورنمنٹ بھی اس قابل نہیں رہے گی کہ وہ investors کو کہے کہ آپ زیادہ toll لگا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ powers کسی بھی صورت میں ان investors کو نہیں دینی چاہییں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جو concession والی ترمیم ہے اسے یہاں دینے کی ضرورت ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ ایک risky کاروبار ہوگا۔

جناب سپیکر! آپ اسے سراہیں گے کہ اس toll لگانے کا جو طریقہ کار ہے اور جو اس کو اکٹھا کرنے کا طریقہ کار ہے۔ اب ہم سب دیہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ویسے بھی جو شہری علاقے ہیں ان میں جو چونگیات کا نظام ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں یا جو لوکل گورنمنٹ ضلع ٹیکس لیتی ہے۔اس کا جو کنٹرول ہے' آپ اس میں دیکھیں کہ کتنا pleasing behaviour ضلع کونسل اور ٹھیکے داروں کا ہے۔ کئی دفعہ یہاں معزز اراکین کی طرف سے سوال contracts for tax collection کے لیے آتے ہیں۔جب ہم اس ایک کام کو صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دے پا رہے اور اس کی collection صحیح طریقے سے نہیں کر رہے' اگر پانچ روپیہ مقرر ہوتا ہے تو وہ پانچ سو روپے وصول کر رہے ہوتے ہیں اور ہم ان کو چیک کرنے میں ناکام رہے ہیں اور کئی دفعہ ایوان میں معزز وزیر لوکل گورنمنٹ بھی اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ انھوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے اور اس پر یہ کام کر رہے ہیں کہ جو اس پر اضافی چارجز ہیں وہ نہ کریں۔ جب یہاں investors کو سارے اختیارات دے دیں گے تو پھر اسی طرح سے جیسے چونگیات میں ہو رہا ہے یا ضلع ٹیکس کے معاملات میں ہو رہا ہے' یہ ابہام پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس طرح لڑائی جھگڑے ہوں گے پھر میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میں نے کیوری گراؤنڈ کے اوور ہیڈ برج کی مثال دی ہے۔ اگر آپ اس پر toll لگائیں گے تو عوام جو پہلے ہی بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں' وہ کوشش کریں گے کہ دائیں بائیں اور راستے تلاش کریں گے جہاں انھیں پیسے ادا نہ کرنے پڑیں۔ جب وہ ان راستوں کو تلاش کریں گے تو پھر ٹریفک جام بھی ہوگی اور وہاں حادثات بھی بڑھیں گے۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو concession ہے' آپ نے ترقیاتی کام کرنا ہے تو ضرور کریں لیکن within the infrastructure of the LDA کریں۔ پھر یہاں کہا جا رہا ہے کہ ہم اس لیے یہ کر رہے ہیں کہ BOT کی بنیاد پر ہو رہا ہے اور جو میں نے سنا ہے کہ سو فی صدی BOT پہ ہوگا۔ I do not know what the Government will say after my speech لیکن کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ BOT کی بنیاد پہ ہو رہا ہے اور اس لیے ہم ان کو بلا رہے ہیں کہ وہ وہاں پیسہ لگائیں گے۔ اب بات یہ ہے جو میرے علم میں ہے اور میں اس کی مثال پھر موٹر وے والی دوں گا کہ ایک برطانوی فرم کو انھوں نے take over معاملہ کر دیا تھا اور ان سے ایک معاہدہ طے ہو گیا تھا۔ اب میرے خیال میں وہ جو برطانوی فرم ہے وہ بھی بھاگ گئی ہے اور پھر یہاں جیسا کہ مجھے پتہ چلا ہے ہو سکتا ہے کہ میں

غلط ہوں لیکن چونکہ مجھے اس کے صحیح objects اور سارے معاملات کا نہیں بتایا گیا کہ ایک فرم جس کو مسٹر چارلس لو ہیڈ کر رہے ہیں۔ شاید گورنمنٹ ان کو دینا چاہ رہی ہے اور کوئی شاہین انٹرپرائزز اور کوئی حمید انٹر پرائزز کے ساتھ ان کی collaboration ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ معاہدہ ہو گیا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ اگر ہو گیا ہے تو میری اطلاع کے مطابق وہ مسٹر چارلس لو شاید اس ملک سے باہر صلاح مشورہ کرنے کے لیے باہر گئے ہیں اور چھ ماہ ہو گئے ہیں وہ واپس نہیں آئے۔ اب یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں LDA ایک رنگ روڈ بنا رہی ہے' ایک elevated express way بنا رہی ہے۔ آپ ضرور بنائیں لیکن ایسی express ways آپ ڈیرہ غازی خان کے لیے بھی ضرور بنائیں' آپ ملتان کے لیے بھی ضرور بنائیں' آپ بہاولپور کو بھی نہ بھولیں' کیونکہ وہ بھی اس صوبے کا حصہ ہیں۔ میں دوبارہ عرض کروں گا کہ ایک بڑا حصہ ریونیو کی مد میں ان علاقوں سے اکٹھا ہوتا ہے۔ اب میں اس رنگ روڈ پر بھی اور elevated express way پر بھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ رنگ روڈ بھی ان فرموں سے بنوائی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ investors وہی ہوں گے' ان پر ٹیکس بھی انھوں نے لاگو کرنے ہیں اور پھر میں یہاں پر آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس کی الائنمنٹ پچھلے دنوں میں تبدیل کی گئی ہے۔ اب میں الائنمنٹ کی بات کیوں کر رہا ہوں؟ وہ اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو الائنمنٹ کی جو تبدیلی ہے' اس میں کافی پیسہ involve ہو چکا ہے' کافی پیسہ خرچ ہو چکا ہے۔ ایک alignment پہلے بنائی گئی جو کہ:

Ferozepur Road to Bund Road, Yatim Khana via Johar Town & Private Housing Scheme proposed upto Mehmood Booti Bund.

اب جو new alignment ہے یہ

U.B.D Canal, Defence Road, Raiwind Road & Ferozepur Road in south, Baidian Road, Harike Road, U.B.D Canal, G.T Road in east & will follow existing Bund Road from Mehmood Booti to Babu Sabu.

اب اس میں جو old alignment ہے اس پر جو ایکوزیشن آف لینڈ ہے وہ بھی ہو چکی

ہے۔ اس کا پیسہ بھی ادا ہو چکا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ جب ایکوزیشن ہوتی ہے تو اس کی جو compensation ہوتی ہے وہ کروڑوں میں ہوتی ہے' وہ کروڑوں روپے ادا کیے جا چکے ہیں اور اب آ کر اس کی alignment اور reasons جو میں نے اس میں بیان کی ہیں' I would not go into detail of that because I do not want to be personal with any body. لیکن یہ ہے کہ اب جو alignment change کی گئی ہے اس سے ایک تو وہ ایکوزیشن والا پیسہ ضائع ہو گیا اور اب جو نئی ایکوزیشن ہو گی اس پر ایک اضافی بوجھ exchequer پر ڈالا جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ کہا یہ جائے گا کہ ایکوزیشن کا جو پیسہ ہے وہ بھی investor دے گا۔ اگر ایکوزیشن کا پیسہ investor ہی دے تو اس نے charge کہاں سے کرنا ہے؟ وہ user سے charge کرنا ہے اور user کون ہوں گے؟ وہ آپ اور ہم اور عوام ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ایسے اختیارات اور حقوق کسی فرد یا افراد کو سرمایہ کرنے کے لیے نہیں دینے چاہییں۔ اتھارٹی گو کہ خود ایک سفید ہاتھی بن کر رہ گئی ہے اور اس میں وہ potential اپنے resources کے مطابق شاید نہیں ہوں گے لیکن جب اپنے اختیارات منتقل کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ بوجھ ہو گا اور پھر آپ خود یہ دیکھیں کہ ایل۔ ڈی۔ اے کے جو موجودہ لوگ ہیں انھوں نے ایسی colourful exercises of power کی ہیں تو جب ایک باہر کا آدمی وہاں آ کر بیٹھے گا جس کے اوپر حکومت کی گرفت بھی نہیں ہو گی تو پھر وہ کیا کچھ کام کرے گا؟ میں یہاں پر کچھ پرانی مثالیں بھی دینا چاہتا ہوں لیکن مجھے ذرا خوف بھی آتا ہے کیونکہ میرے کچھ دوست اس کو بہت ہی برا مناتے ہیں۔ میں ایک مثال یہ دوں گا کہ جو ایل۔ ڈی۔ اے کے چیئرمین ہیں انھوں نے کئی ایسی colourful exercise of powers کیں' Let us say in allotment of plots' اس میں یہاں اسمبلی میں بھی کتنی یہ بات بار بار اٹھائی گئی ہے اور باہر اخبارات میں بھی اٹھی ہے اور عوام میں بھی اٹھی ہے تو جب موجودہ لوگ ایل۔ ڈی۔ اے کو کنٹرول کر رہے ہیں' ان کے خلاف اتنی باتیں ہو رہی ہیں اور انھوں نے اتنی colourful exercises of power کی ہیں تو باہر کا آدمی جب آ کر بیٹھے گا اور جب حکومت نے اپنے تمام اختیارات اس کو منتقل کر دیے ہوں گے تو پھر آپ خود اندازہ لگائیں کہ نہ اس میں گورنمنٹ اسے روک سکے گی' نہ اس کی وہ powers سلب کر سکے گی اور نہ اس کو کچھ کہہ سکے گی۔ تو انھوں نے

اپنی من مانی کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! آپ ہاؤس کی کارروائی میں حصہ نہیں لینا چاہتے؟ یہ دو منسٹر صاحبان اور بڑے senior parliamentarians جو بیٹھے ہیں۔ یہ اس معزز ہاؤس کی کارروائی میں حصہ نہیں لینا چاہتے؟ سب کی نظریں آپ پر ہیں۔ سارے ہاؤس کی نظریں آپ پر ہیں۔ پریس کی نظریں آپ پر ہیں۔ وزیرز گیلری کی نظریں آپ پر ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں منسٹر کوآپریٹو اور منسٹر ٹرانسپورٹ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف لے آئیں۔ جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں، میں نے ring road کی بات آپ کے سامنے پیش کی ہے اور اس کے ایگریمنٹ میں جو ایک کلاز ہے جس کا میں نے ذکر کیا جو کہ گورنمنٹ نے ہی بنائی ہے کہ،

The company will have the right to fix any level of toll and recover it from the users during the concession period.

اسی طریقے کا ہی جو Lahore Elevated Express Way ہے۔ اس میں بھی پھر یہی کلاز ڈال دی گئی ہے کہ،

The company will have the right to fix any level of toll and recover it from the users during the concession period.

اب میں اس میں پھر وہی بات بالکل مختصراً کرنا چاہوں گا کہ حکومت کو قطعاً یہ تمام اختیارات ان private investors کو منتقل نہیں کرنے چاہییں اور میں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ بعد میں عوام criticise کریں اور جیسے پہلے موٹر وے پر criticism ہو رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب اختر محمود ایڈووکیٹ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ یہ جو بھی ترامیم کی جا رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمیں علم ہے کہ کل کو اس پر criticism ہونا ہے---

(اس مرحلے پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب معزز ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

اس پر criticism ہونا ہے اور پہلے جیسے موٹر وے پر criticism ہو رہا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اس criticism سے پہلے ہمیں عوام کی رائے لازمی لینی چاہیے اور میری جو امنڈمنٹ ہے کہ This Bill should be circulated for the purpose of eliciting public opinion تاکہ ہم یہ ان لوگوں کے پاس بھیجیں، ہم ان لوگوں سے آراء لیں جنھوں نے موٹر وے کو کافی criticize کیا ہے اور یہ criticism پھر دوبارہ آئی ہے اور پھر اس لیے بھی، کیونکہ This is directly linked with the people کیونکہ جو بھی ٹول ادا کرنا ہے وہ لوگوں نے ادا کرنا ہے۔ اگر برجز کو استعمال کرنا ہے، کلائی اوورز کو استعمال کرنا ہے، انڈر پاسز کو استعمال کرنا ہے تو وہ عام پبلک نے استعمال کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہے کہ ہم اس بل کو ٹیک اپ کرنے سے پہلے، اس سے پہلے کہ ہم اس کو یہاں under consideration لے آئیں، ہمیں عوام کی رائے کے لیے یہ متداول کرنا چاہیے۔ ہمیں ان کی آراء لینی چاہییں کیونکہ وہ ایک ایسا طبقہ ہے جو کہ پہلے ہی مہنگائی سے، بے روزگاری سے اور خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر سے بھی over burdened ہے اور لاء اینڈ آرڈر کا نام میں اس لیے بھی لے رہا ہوں کیونکہ میری خوش نصیبی ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں تشریف لائے ہیں تو میں ان کے یہاں آنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات ان کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں کہ law & order situation بھی This is also a burden on the people اور جب یہ تمام burden اکٹھے ہو جائیں تو پھر یہ ایک لاوا بن جاتا ہے، پھر ایک revolution کی صورت میں پھٹتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ تمام باتیں جو میں نے کی ہیں آپ اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گا کہ اس بل کو پہلے عوام کی رائے کے لیے متداول کیا جائے۔ ان سے آراء لی جائیں۔ ان کی آراء کی روشنی میں پھر ہم یہ بل دوبارہ یہاں لے آئیں اور پھر اس پر غور کیا جائے۔ مہربانی۔

MR CHAIRMAN: Any body else?

وزیر اعلیٰ ، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی' ارشاد۔

وزیر اعلیٰ ، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت کیا۔ ابھی آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن جو بات فرما رہے تھے میں اپنے چیمبر میں ان کی گفتگو بڑے غور سے سن رہا تھا۔ مجھے انتہائی ادب سے اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا ہے کہ جس پراجیکٹ کی طرف آپ نے نشاندہی فرمائی ہے اس کے بارے میں تفصیل تو متعلقہ وزیر صاحبان ہی یہاں پر فرمائیں گے۔ میں صرف ایک دو نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مہربانی کر کے اجازت دیں کہ یہ ring road or elevated express way جس کی یہ بات فرما رہے ہیں۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی شفاف طریقے سے پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں باقاعدہ اخبارات میں اس کی ایڈورٹائزمنٹ ہوئی۔ پوری دنیا میں اشتہارات جاری کیے گئے اور دنیا کے ایک دو کامرس سے متعلقہ جو مشہور اخبارات ہیں ان میں بھی اس کی باقاعدہ ایڈورٹائزمنٹ ہوئی۔ اور اس کے بعد ایک انتہائی شفاف طریقے سے ایل۔ڈی۔اے اور کمیٹی نے یہ agreement کیا جو ہو چکا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہاں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسی ring road کے بارے میں ماضی قریب کی حکومت نے ان تمام حقوق کو بالائے طاق رکھ کر ایک معاہدہ کیا تھا جو میں نے ابھی آپ کے گوش گزار کی ہیں اور تمام procedural rquirements کو جو کسی بھی منصوبے اور پراجیکٹ کو شفاف بنانے کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہیں' بالائے طاق رکھ کر یہ منصوبہ دیا گیا' الاٹ کیا گیا اور لیڈر آف دی اپوزیشن یہاں پر جو اعتراضات کر رہے تھے کہ جناب execution میں گڑ بڑ ہوتی ہے فرض کر لیجیے گا کہ acquisition بھی کنٹریکٹر خود کرے تو آخرکار اس کا بوجھ صارفین پر ہو گا۔ انھوں نے اس طرح سے اور بھی اعتراضات یہاں فرمائے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! اس ایگریمنٹ کو آپ compare کر لیں جو ایل۔ڈی۔اے کی فائل پر موجود ہے تو یقین کیجیے گا کہ اس ایگریمنٹ کو پڑھ کر چور اور ڈاکو بھی شرما جائیں کہ وہاں پر اربوں روپے اس حکومت نے اور اس حکومت کے سربراہ نے commit کر لیے تھے کہ جناب' زمین کو

خریدنے کے لیے اور اس کو acquire کرنے کے لیے گورنمنٹ آف پنجاب کے وسائل سے مہیا کیے جائیں گے اور حکومت کی cost کے اوپر بے تحاشہ مراعات دی گئیں انھیں guarantees offer کی گئیں کہ جناب، اگر یہ نہیں ہوگا تو حکومت اس بات کو گارنٹی کرے گی، اگر یہ نہیں ہوگا تو حکومت اس بات کو گارنٹی کرے گی، اگر یہ نہیں ہو گا تو حکومت اس بات کو گرانٹی کرے گی اور جس acquisition کی محترم لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں یہ بھی ماشاء اللہ اس حکومت کا ایک لحاظ سے ایک بڑا ہی اہم حصہ تھے۔ اس acquisition کو بھی finance کرنے کے لیے اس وقت کی حکومت اور سربراہ نے ذاتی طور پر agree کیا تھا کہ ہم حکومت پنجاب کے فنڈز سے اس کو acquire کریں گے جو کہ اربوں روپے میں جاتی ہے۔

جناب سپیکر! جس ملک کے اندر اور جس صوبے کے اندر بنیادی مسائل حل نہ ہوئے ہوں یعنی لوگوں کو پینے کا پانی، سیوریج، سڑکیں مہیا نہ کی گئی ہوں اور اس کے لیے ایک ring road جس کی ضرورت تو ہے لیکن اس کی ضرورت ہر طور بنیادی ضروریات کے تابع ہے اس ring road کو تو قومی وسائل سے ہم finance کریں اور جو عوام کی بنیادی ضروریات ہیں ان کو ہم ignore کر دیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ آپ بھی اس وقت کی حکومت کا ایک حصہ تھے تو آپ بتائیے کہ اس معاہدے کے بارے میں آپ کیا کہیے گا؟ متعلقہ وزیر صاحب اس کی detail تو آپ کو یہاں پر بتائیں گے، میں چیدہ چیدہ باتیں بتاتا ہوں۔ transparency کے بارے میں تو میں نے آپ کو بتا دیا اور رہی بات کہ اس کی کیا شرائط ہیں اور اس کی کیا شقیں ہیں تو میں چند باتیں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر سو فیصد یہ پراجیکٹ معروض وجود میں آیا، خدا کرے، تو اس میں گورنمنٹ آف پنجاب یا گورنمنٹ آف پاکستان کا ایک دھیلہ بھی شامل نہیں ہوگا (نعرہ ہائے تحسین) گورنمنٹ آف پاکستان اور گورنمنٹ آف پنجاب کی اس میں کوئی گارنٹی شامل نہیں اور financer خود اسے finance کرے گا، کنٹریکٹر خود finance کرے گا۔ رہی یہ بات کہ جناب اس کا بوجھ آ جا کر صارفین پر پڑے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی سادگی کے اوپر کیا کہیے گا کہ اگر صارف کو وہ وارے میں آئے گا تو وہ ring road پر چڑھے گا، نہیں آئے گا تو وہ وہی روڈ استعمال کرے گا جو already موجود ہے اور اس کے اوپر حکومت نے اپنی کوئی گارنٹی نہیں دینی یا نہیں دی کہ جناب، اگر اتنے صارفین نہیں آتے یا ring road کے اوپر riders

میں اسے تو اس کا gap ورمنٹ آف پنجاب full کرے گی۔ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہ کنٹریکٹر' sponsor اور uses کے درمیان ایک معاملہ ہے۔ اگر اس کو خسارہ ہوتا ہے تو وہ اس کا حصہ اور اگر منافع ہوتا ہے تو اس کا حصہ۔ مگر یہ کہنا کہ جناب' آجا کر اس کا بوجھ صارف پر پڑے گا یہ کہاں کی justification ہے-----

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو روک تو نہیں سکتا لیکن یہ کوئی اچھی روایت تو نہیں بنے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اس ایوان میں Rules of Procedure کے مطابق ایک بل چل رہا ہے I have all respects for the Leader of the House and I am sorry to interrupt him. جناب' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کن قواعد کے تحت میری تقریر کا جواب دے رہے ہیں؟ آیا یہ اس کو وائنڈ اپ کر رہے ہیں یا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ، اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ اسی ہاؤس کا ریکارڈ گواہ ہے اور ان ہی کے جو لاڈلے وزیر اعلیٰ تھے وہ جب سپیکر تھے تو ان کی یہ رولنگ ہے اور یہاں پر ہمارے ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہیں اس کو یہ endorse کریں گے کہ جب لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس کھڑے ہوں تو ان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنا point of view بتائیں۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کر رہا تھا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ایسی جہت کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں جہاں پر قوم اور صوبے کا ایک' ایک پیسہ عوام کے بہترین مفاد میں ہے' ان کی فلاح اور ترقی کے لیے امانت جان کر امین بن کر خرچ کرنے کی ہم نے قوم کے ساتھ commitment کی ہے۔اور آج اگر ہم نے ماضی سے ایک بہت بڑا departure اختیار کیا ہے اور ایک شفاف طریقے سے انتہائی قومی مفاد میں ہم یہاں پر آج منصوبے بنا رہے ہیں تو اس میں کسی کے لیے اعتراض کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے' بلکہ خوشی ہونی چاہیے کہ ہم نے ماضی کی جو کوتاہیاں ہیں

اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دور کی زبردست کرپشن کی جو کہانیاں ہیں ان کو دفن کر کے ہم ایک ایسے راستے پر چل نکلے ہیں جہاں پر صرف اور صرف یہ پارلیمنٹ اور یہ معزز ایوان ان کی support کے ساتھ اور ان کی بھر پور کوشش اور تعاون کے ساتھ اور محنت' دیانت اور امانت کے ساتھ ہم ان شاء اللہ اس صوبے کو صحیح معنوں میں ایک فلاحی صوبہ بنا کر چھوڑیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ منیس صاحب' آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ قائد حزب اختلاف نے جو نکات اٹھائے معزز قائد ایوان وزیر اعلیٰ نے ان کا جواب دیا اور جو بات قائد حزب اختلاف بار بار دھرا رہے تھے وہ transparency کے حوالے سے تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان کے ارشادات' کے بعد اس کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے transparency کے حوالے سے بات کی تو اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ حکومت جو کام کرنا چاہتی ہے وہ قانون اور آئین کے مطابق کرنا چاہتی ہے۔ جس طرح قائد ایوان فرما رہے تھے کہ اگر موجودہ حکومت میں بھی فرق ہوتا تو شاید یہی منصوبہ ہم ایل۔ڈی۔اے کے تحت کروا کر یا کسی اور طریقے سے نجی طور پر بیٹھ کر جس طرح کہ پہلی حکومتیں کرتی رہی ہیں کر لیتے۔ لیکن اگر ہماری نیت صاف تھی ہم اس سارے معاملے کو transparent رکھنا چاہتے تھے تو ہم اس کو ایوان میں لے کر آئے ہیں اور آج جس طرح قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ یہ منصوبہ open for discussion ہے۔ قائد حزب اختلاف کے ذہن میں جو بھی اعتراضات ہیں وہ سامنے لائیں ہم ان کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر transparency کی کوئی مثال ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! انھوں نے اپنے ارشادات میں موٹر وے کے حوالے سے بات کی جو کہ انتہائی irrelevant تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس سے پہلے انھوں نے تقریباً پون گھنٹہ خطاب فرمایا لیکن اس پون گھنٹے میں کم از کم آدھا گھنٹہ ایسی ایسی باتیں کرتے رہے جو اس بل سے relevant نہ تھیں۔

انھوں نے موٹر وے کی بات کی۔ تو یہاں ان کی اطلاع کے لیے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موٹر وے جب شروع ہوا تو ہماری ہی حکومت تھی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی ' میاں نواز شریف صاحب کی حکومت تھی۔ وہ منصوبہ جاری تھا تو حکومت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت آئی اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے بھر پور طور پر قائد حزب اختلاف کے تعاون سے' چونکہ صوبے میں یہ ان کے حواری تھے ان کے تعاون سے انھوں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ اس منصوبے میں کوئی نقص نکالا جائے اور اس وقت کی حکومت پر کیچڑ اچھالا جائے جس نے یہ معاہدہ کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ کوئی ایسی بات ثابت نہیں کر سکے۔ اس کے بعد انھوں نے اس منصوبے کو روکا' پھر پاکستان مسلم لیگ کی حکومت ہی کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ جب وہ دوبارہ برسر اقتدار آئی تو میاں نواز شریف صاحب نے خود اپنے دست مبارک سے اس منصوبے کا افتتاح کیا۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف irrelevant بات کرتے ہیں۔ بات تو ایل ڈی اے کے حوالے سے' رنگ روڈ ' غلائی اوور اور Elevated Express Way کے حوالے سے ہو رہی تھی لیکن انھوں نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی' ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی' ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بات شروع کر دی۔ میں انھیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت اپنے اس فرض سے بھی ناآشنا نہیں۔ ہم نے ان علاقوں کی ترقی کے لیے بھی کام کرنا ہے لیکن چونکہ یہ بل جو اس وقت زیر غور ہے یہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے متعلق ہے' اس لیے ہم اپنے آپ کو اسی تک محدود رکھیں تو مناسب ہوگا۔ جناب سپیکر! گو کہ قائد ایوان نے اس منصوبے کے چند اہم نکات بتائے ہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ انھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کر دوں تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے "Paktel Private Limitd" کے ساتھ مندرجہ بالا دونوں منصوبوں Elevated Express Way اور رنگ روڈ کا معاہدہ کیا۔ جو کہ 24 ماہ اور 18 ماہ میں سو فی صد BOT کی بنیاد پر مکمل ہوں گے۔ جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ ان دونوں منصوبوں کے تمام تر اخراجات یہ کمپنی خود برداشت کرے گی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کمپنی اپنی صوابدید پر از خود جتنا چاہے toll مقرر کر سکتی ہے۔ لیکن جناب والا! یہ ایک بزنس proposition ہے۔ انھوں نے اتنا ہی toll لگانا ہے جتنا لوگ آسانی سے دے سکیں گے' کیونکہ ان کو جتنی زیادہ collection ہو گی یہ ان کے حق میں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ایک

جائز حد تک ہی toll levy کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ایل ڈی اے یا حکومت پنجاب نے کمپنی کو کسی قسم کی کوئی گارنٹی مہیا نہیں کی، چنانچہ کمپنی یہ منصوبے اپنے رسک پر مکمل کرے گی اور toll کی کوئی گارنٹی نہ دی گئی ہے۔ منصوبوں کے اخراجات کی قیمت تقریباً 410 ملین ڈالر ہے جو کہ فارن ایکسچینج کی صورت میں اس صوبے میں آنا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنے وسائل کو ضائع کرتے، ہم تو فارن ایکسچینج لے کر آ رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنے منصوبے بھی پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد قائد حزب اختلاف کو تو اس بات کی تعریف کرنی چاہیے کہ ان کے صوبے میں وسائل کو ضائع نہیں کیا جا رہا بلکہ وسائل کو اصل حق دار لوگوں پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ فلاحی منصوبے foreign investment سے مکمل کروائے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پر انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ alignment کمپنی خود کرے گی، تو کمپنی نے alignment وہی کرنی ہے جو ان کو feasible ہوگی، کیونکہ investment ان کی اپنی ہے۔ اس لیے اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے جتنے بھی اعتراضات ہیں وہ بلا جواز ہیں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس بل کو فوری طور پر consideration کے لیے take up کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, be circulated for the purpose of elicitng opinion thereon by 15th February, 1999.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The next amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzab Ahmad Khan Wattoo
4. Sardar Rafiq Haider Leghari
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi

6. Syed Masood Alam Shah

7. Mr Mansoor Ahmad Khan

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker Sir, I move :

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 , as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical & Environmental Planning , be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th February, 1999:-

1 Mr Saeed Akbar Khan, MPA

2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

3. Raja Muhammad Javed Akhlas, MPA

4 Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA

5. Ch. Zafarullah Cheema, MPA

6 Mian Naveed Tariq, MPA

7 Ch. Muhmmad Riaz, Minister for Cooperatives

8 Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA

9. Mian Tariq Mahmood, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is .

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 , as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical & Environmental Planning , be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th February, 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Akhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch. Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch. Muhmmad Riaz, Minister for Cooperatives
8. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA
9. Mian Tariq Mahmood, MPA

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم نے جو موشن move کی ہے اس میں میرا مدعا یہ ہے کہ اس بل کو دوبارہ اس ہاؤس کی کمیٹی میں refer کیا جائے اور وہ اس پہ دوبارہ غور کرے' اپنا پورا mind apply کر کے اس کو دوبارہ ہاؤس میں لائے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ اس بارے میں قائد حزب اختلاف نے کافی بحث کی اور اپنے خدشات کا اظہار کیا۔ پھر قائد ایوان نے بھی اس بات اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ جناب والا! ہمارے ہاں جتنے بھی ادارے قائم ہوئے وہ اسی خواہش کے مطابق بنے کہ ان کی کارکردگی سے اس صوبے اور ملک میں ترقی کا دور شروع ہوگا' بہتری آئے گی' بہتر نتائج لیے جا سکیں گے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان اداروں کی کارکردگی میں کمی آئی' ان کی کارکردگی minus ہوتے ہوتے zero ہو گئی۔ میرے خیال کے مطابق یہ ایل ڈی اے بھی اسی خواہش کے مطابق بنا۔ لیکن بعد میں جب سیاسی مداخلت ہوئی' ذاتی خواہشات' مفادات کے مطابق فیصلے کیے گئے تو اس کی کارکردگی زیرو ہوتی گئی۔ اور ہم جو نتائج حاصل کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے۔ آج اسی کے اختیارات ہمیں پرائیویٹ کمپنیوں کو دینے پڑ رہے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ان پراجیکٹس میں investors ہی سرمایہ کاری کریں گے ۔ لیکن جو وصولی ہوگی وہ آپ اور مجھ سے ہوگی۔ اگر کوئی سرمایہ دار پیسے لگاتا ہے تو اس کی پوری خواہش ہوتی ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے ان کو recover کر کے کسی اور پراجیکٹ پہ کام شروع کروں۔ اور تمام باتوں کو مد نظر رکھیں گے لیکن اس پر اس گورنمنٹ کی یا

کسی اور اتھارٹی کی کوئی گرفت نہیں۔ جو ان کی مرضی آئے گی اسی کے مطابق ان غریب لوگوں سے charge کریں گے۔ جناب والا! ہمارے ہاں تو پہلے بھی امیر اور غریب کی ایک تفریق ہے لیکن ہم اس ملک میں ایک اور سٹینڈرڈ قائم کر رہے ہیں کہ غریب نیچے بیٹھ کر ان سڑکوں کو دیکھتے رہیں اور امیر ان سڑکوں پر چلتے رہیں۔ محترم قائد ایوان فرما رہے تھے کہ جس کی مرضی آئے گی وہ سڑک پر چڑھے گا اور جس کی مرضی نہیں آئے گی وہ سڑک پر نہیں چڑھے گا۔ جناب والا! اسی تفریق نے تو اس ملک کو اس نہج پر پہنچایا ہے۔ ہم جو بھی سہولت پیدا کرتے ہیں وہ سہولت یافتہ لوگوں کے لیے پیدا کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک خاص طبقے کے لیے اس کی direction کو تبدیل کرایا گیا اور یہ روڈز ایک خاص طبقے کے لیے بن رہے ہیں۔ متوسط اور مڈل کلاس کا آدمی نہ اتنی رقم ادا کر سکے گا اور نہ وہ اس روڈ پر چڑھ سکے گا بلکہ وہ اس سڑک کو بنانے والوں کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا رہے گا۔ جناب والا! اگر اس ring road کی بجائے پسماندہ علاقوں کی طرف جہاں کوئی ڈویلپمنٹ بھی نہیں' کوئی توجہ دی جاتی تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ جناب والا! اس صوبے کی باقی صوبوں سے بھی کافی تفریق پیدا کی جا رہی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جو ایم ڈی اے ' ایف ڈی اے اور ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بات کی تھی انھوں نے اس ریفرنس سے کی تھی ان کو یہ پتا تھا کہ یہ بل ایل ڈی اے کے بارے میں ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ ایل ڈی اے کے بارے میں بات ہو رہی ہے اور ایل ڈی اے کے بل میں ترمیم کی جا رہی ہے۔ لیکن انھوں نے ریفرنس یہ دیا تھا کہ جناب' وہ علاقے بھی اس پنجاب کے صوبے میں واقع ہیں' اسی پنجاب صوبے کا حصہ ہیں' ملتان بھی اسی پنجاب کا حصہ ہے' بہاولپور بھی اسی پنجاب کا حصہ ہے۔ لیکن کوئی بھی ڈویلپمنٹ کا کام ہوتا ہے یا کوئی بھی ایجنسی یا کمپنی یہاں آتی ہے تو اسے صرف لاہور میں محدود کر دیا جاتا ہے مگر آگے اسے نہیں نکالا جاتا۔ ان کی تمام توجہ ادھر ہی مرکوز کر دی جاتی ہے اور ان کو لاہور کے علاوہ کوئی اور شہر دکھایا ہی نہیں جاتا اور ان کے سامنے کوئی شہر پیش ہی نہیں کیا جاتا۔ تو ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ تفریق پیدا ہو گی اور جیسے باقی صوبوں کی پنجاب کے بارے میں reservations ہیں تو اس پنجاب میں دوسرے علاقے جو اسی صوبہ پنجاب کے ساتھ منسلک ہیں ان کی بھی reservations ہیں' اس لیے ان کے خدشات کو سامنے رکھا جائے تاکہ ڈویلپمنٹ میں جو تفریق ہے اسے اور لوگوں کے خدشات کو دور کیا جائے۔

جناب والا! روڈز بننے چاہییں کیونکہ ان روڈز کے ذریعے ضرور ڈویلپمنٹ ہو گی اور کافی بہتری

آئے گی۔ پہلے بھی اس ملک میں بہت بڑی روڈ جسے موٹر وے کہا جاتا ہے بنی' اس کے بنانے میں عوام کو یہ جھانسہ ضرور دیا گیا کہ اس کے بننے کے بعد بے روز گاری ختم ہو جائے گی یہاں مہنگائی ختم ہو جائے گی اور اس موٹر وے کے چلنے سے لاء اینڈ آرڈر ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن اس کے چلنے کے بعد وہ تمام وعدے پورے نہیں ہوئے اور اس سے کوئی تبدیلی نہیں آئی' بلکہ اس سے ایک فرق ضرور پڑا ہے کہ جو بہترین زرعی زمین تھی وہ اس میں ختم ہو گئی اور 70 ارب روپیہ بھی اس پر خرچ ہو گیا۔ اب جب ہم اس پر جاتے ہیں تو دس دس میل تک کوئی گاڑی نظر نہیں آتی اور پہلے سے جو لوگوں کے خدشات تھے وہ اب صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جو روڈز اب بن رہے ہیں ان کا بھی یہی حشر ہوگا کیونکہ ہمارے ذہن میں پہلے دن سے ہی یہی ہے کہ ہم نے یہ سڑکیں اپر کلاس کے لیے بنائی ہیں لیکن اس صوبے کی اکثریت نے اس سے استفادہ حاصل نہیں کرنا' کیونکہ ان پر انھوں نے ٹال ٹیکس بھی اتنا وصول کرنا ہے کہ مڈل کلاس کے لوگ تو اس کی طرف دیکھ ہی سکتے ہیں لیکن اس پر چل نہیں سکتے۔ جناب والا! چونکہ میرے بھائی جناب سعید احمد خان منیس صاحب نے تمام خدشات کا اظہار بڑی تفصیل سے کیا ہے اس لیے میں ان کی repetition نہیں کرنا چاہتا اور انھی الفاظ کے ساتھ اس ہاؤس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر! موجودہ ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ لیکن اسے پہلے سے ہی سٹینڈنگ کمیٹی نے منظور کیا ہوا ہے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی جواز نہیں۔ قائد ایوان کی وضاحت کے بعد اور جو گزارش میں نے کی تھی اس کے بعد پھر معزز رکن نے ایک دو ایسے معاملات کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی ہے۔ انھوں نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ اگر وہ اپنی مرضی سے ٹول ٹیکس لگائیں گے تو وہ زیادہ ہوگا۔ تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس سڑک کو استعمال کریں یا اس منصوبے کو استعمال کریں۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے اپنے خدشات کا اظہار کیا اور بعد میں قائد ایوان نے ان کا جواب دیا کہ یہ تو ایک additional facility ہے۔ دوسرا راستہ موجود ہے۔ جو ٹول ادا نہیں کرے گا وہ دوسرا راستہ استعمال کرسکتا ہے۔ تو اس میں کسی تفریق کی بات نہیں۔ یہ منصوبہ

کسی ایک خاص طبقے کے لیے نہیں، بلکہ اجتماعی طور پر اس صوبے اور ملک کے مفاد میں ہے۔ جناب والا! جیسے قائد ایوان فرما رہے تھے کہ یہ منصوبہ منظور وٹو کے دور میں شروع ہوا تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت یہ منصوبہ ایک خاص طبقے کو فائدہ پہنچانے کے لیے منظور کیا گیا تھا۔ اگر اسے اس وقت شروع کیا جاتا، پایہ تکمیل تک پہنچاتا تو بعد کی بات ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ شروع میں سب کچھ لے کر ایک طرف ہو جاتے۔ لیکن موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد ایک منصوبہ جو ختم کر دیا گیا تھا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت اسے ulterior motives کے تحت بنایا گیا تھا لیکن اس کے بعد اسے شفاف بنایا گیا اور اپنا ایک روپیہ خرچ کیے بغیر foreign investment بھی لائی جا رہی ہے اور منصوبے کو بھی مکمل کروایا جا رہا ہے اور بجائے اس کے کہ اسے appreciate کیا جائے، اگر اس پر بھی اعتراض کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر مناسب نہیں ہوگا۔ جناب والا! میں دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بار بار اس بات کو دہرا رہے ہیں کہ صوبے کے دوسرے علاقوں کو ignore کیا جا رہا ہے۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈیرہ غازی خان کے پل کو ان کے دور میں shelf نہیں کر دیا گیا تھا؟ کیا بہاولپور کے پل کو اس وقت shelf نہیں کر دیا گیا تھا؟ لیکن آج موجودہ حکومت نے میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں دوبارہ ان منصوبوں کو revise کیا اور اربوں روپے کی لاگت سے وہ منصوبے شروع کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ کبھی اپنے صوبے کی ترقی کا موازنہ دوسرے صوبوں سے کرنا شروع کر دیتے ہیں، تو میں فخر کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ڈویلپمنٹ کا جو عمل پنجاب میں شروع ہو چکا ہے اور شفاف عمل کا process پنجاب میں شروع ہو چکا ہے اگر ہم اسے دوسرے صوبوں کے ساتھ compare کرنا شروع کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہو گا۔ ہمیں دیکھنا یہ چاہیے کہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے اور بلا شبہ آج اس معزز ایوان میں بیٹھا ہوا ہر فرد اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ ہمارا صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی ان ترقی کی منازل کو طے بھی کر لیں گے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل کو consideration کے لیے take up کیا جائے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th February 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperatives
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Mian Tariq Mehmood, MPA

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now we take up the Bill Clause by Clause

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. Two

amendments have been received in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Sardar Rariq Haider Leghari
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
6. Syed Masood Alam Shah
7. Mr Mansoor Ahmad Khan

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker I move:

> That in sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (cc) of Section 3 of the Principal Act, between the words "grant" and "by the Authority" appearing in line 1, the words "in public interest" be inserted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (cc) of Section 3 of the Principal Act, between the words "grant" and "by the Authority" appearing in line 1, the words "in public interest" be inserted.

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! ۔ جناب سپیکر بل کی کلاز نمبر 2 ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1975 ہے۔ اس میں جو ترمیم کی جانی مقصود ہے۔

"(cc) 'Concession' means the grant by the Authority of its rights, privileges or powers under this Act to a person or persons in consideration of investments made or arranged by such person or persons at the instance of the Authority in public utility infrastructure projects;"

جناب سپیکر! اس میں، میں نے پہلے جو گزارشات کیں ان میں میں نے جن شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔ میں انہی کو آگے بڑھاؤں گا۔ I will not tease any body. کیونکہ اس معزز ایوان میں،

I have said that people of good calibre also try to make teasing rewards which I may say in democratic norms are not proper but I would like to act like a parliamentarian and I would just keep myself to the amendment.

جناب والا! اس میں، میں نے پہلے بھی اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے اور میں نے اس میں یہ عرض کیا ہے کہ گورنمنٹ کی اس 'Concession' سے جو مراد ہے وہ یہ ہے کہ The rights or privileges under this Act وہ تمام سرمایہ کاروں کو ٹرانسفر کر دیے جائیں۔ یہ جناب سپیکر! میں بالکل اسی طریقے سے کہوں گا جیسے صحت کے محکموں کو خود مختاری دی گئی اور اس میں بھی میں نے وزیر صحت اور وزیر قانون کو گزارش کی تھی کہ جو خود مختاری ہے That was also a first step towards privatization. اس میں بھی جو پاورز گورنمنٹ اپنے ہاتھوں سے ان خود مختار اداروں کے چیف ایگزیکیو کو دے بیٹھی۔ کئی جگہوں پر جب حکومت نے اپنی مرضی کرنا چاہی تو چیف ایگزیکٹو ان کے ہاتھ نہ آئے اور معاملہ یہاں تک چلا گیا کہ چیف ایگزیکٹو کو ہی بدلنا پڑا۔ اب اسی طرح کی صورت حال یہاں بھی موجود ہے۔ حکومت اپنے ہاتھ کاٹ کر ان سرکاری کاروں کو دینا چاہتی ہے۔ All rights, privileges or powers اور یہ بات کہنا، معزز وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا levying of taxes کی پاورز ہیں۔ یہ کہ وہ تو اس پر مناسب toll رکھیں گے۔ میں ان کو ہی ایک کلاز

پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اور معاہدے میں یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے۔

The company will have the right to fix any level of toll and recover it from the users during the concession period.

اب any level کون اسے gauge کرے گا کہ ان کے عام آدمی کو نقصان ہے یا فائدہ ہے؟ اس نے تو اپنی مرضی سے کرنا ہے اور اسی پر تو میں نے موٹر وے والی مثال دی ہے۔ جس کا نام لیتے ہی فوراً حکمران بلبلا اٹھتے ہیں۔ مثبت تنقید کا ایک اچھے انداز میں برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرنا چاہیے۔ اپنے آپ کو justify کرنے کے لیے دوسرے منصوبوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسا پراجیکٹ بنا جس پر ایک غیر ملکی سرمایہ کار نے کام کیا تو اپنی اس بات کو justify کرنے کے لیے کہ وہاں پر کیا lapses رہے وہ میں یہاں پر indicate کر رہا ہوں۔ یہاں پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ موٹر وے کی بات کر رہے ہیں وہ غیر متعلقہ ہے۔ جناب والا! یہ کیسے غیر متعلقہ ہے۔ It is just irrelevant because its name is Motorway. Its name is not express way. Its name is not ring road. جناب والا ! وہ متعلقہ ہے کہ وہاں پر 200 روپے toll لگا دیا گیا ہے' وہاں پر اربوں روپیہ حکومت نے خرچ کیا ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ کیوں نہ ہم اس میں تجویز دیں اور حکومت اس کو اپنائے اور وہ یہ دیکھے کہ ہمارے جو پہلے کام ہوئے ہیں ان میں lapses رہ گئے ہیں اور میں آپ کو یہ باور کروا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس موٹر وے کا ٹول اب بھی کم کر دیا جائے تو وہیکلز کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ آج لوگ پرانا جی ٹی روڈ استعمال کر رہے ہیں' کیونکہ ایک تو اُدھر سے فاصلہ زیادہ ہے جس کی وجہ سے پٹرول اور ڈیزل زیادہ خرچ ہوتا ہے دوسرے ٹول ٹیکس بھی زیادہ ہے۔ اس لیے لوگ اس کو کم استعمال کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ کم استعمال ہو رہا ہے' اس لیے اس سے آمدنی بھی کم ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بات ہے' یہ حکومت جو اپنے ہاتھ کاٹ کر دے رہی ہے تو انھوں نے اپنی مرضی سے ٹول لگانا ہے۔ اور میں اس میں جو تجویز پیش کر رہا ہوں وہ یہ ہے' پہلے میں نے عرض کیا کہ اس کو for eliciting opinion of the people اس کو circulate کیا جائے۔ That has been turned down by majority because "Majority is Authority". میں اس ترمیم کے ذریعے یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں کم از کم یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ جو powers دی جا رہی ہیں Those should be in public interest۔ اب میں عوامی دلچسپی کی بات کیوں کرتا ہوں

اس لیے کہ ایل ڈی اے ایکٹ کے تحت کئی ایسے کام previous regimes میں ہوئے ہیں Those were not in public interest. اگر ہم اس میں ان دو الفاظ کو ڈال دیں گے تو May be this is a check upon investor. What he wants to do that is not in the public interest.

مخدوم خسرو بختیار (پارلیمانی سیکرٹری)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

مخدوم خسرو بختیار (پارلیمانی سیکرٹری)، میری استدعا یہ ہے کہ کاش اپوزیشن لیڈر public interest کی بات کر رہے ہوتے۔ یہ علاقائی تعصب پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور حقائق سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس دفعہ پچھلے ایک سال کی مربوط منصوبہ بندی کے نتیجے میں سوا دو ارب روپے کا بہاولپور رورل ڈویلپمنٹ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح دو ارب کا ڈی جی خان رورل ڈویلپمنٹ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھکر، خوشاب، میانوالی یہ جو کچھ کم ترقیاتی علاقے ہیں، اس کے لیے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے اضافی رقم دی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ملتان شہر کے لیے پنجاب حکومت نے اپنے فنڈ میں سے اضافی 10 کروڑ روپے دیے ہیں جس کے ساتھ وہاں بہت بڑی ایک واٹر سپلائی اور under pass بنایا جا رہا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو علاقائی تعصب نہیں پھیلانا چاہیے بلکہ کوئی تعمیری بات کریں۔ اور حکومت جو اتنے تعمیری منصوبے کر رہی ہے یہ کم از کم یہاں پر اس کا اعتراف ہی کر لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی منیس صاحب۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, Honourable youngman who has been told to speak this is right. He is a Member of this House. But he was, I think, talking totally irrelevant because it did not have any sort of link with the provisions which I am talking.

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اردو بھی سمجھتے ہیں آپ بے شک اردو میں بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز رکن جن کو ایک چٹ بھیجی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہاؤس

لیڈر نے بھیجی ہو یا لاءمنسٹر نے بھیجی ہو۔ مگر خیال ہے کہ ہاؤس لیڈر نے ہی بھیجی ہوگی۔ Because Law Minister has the right to speak after I have finished. لیکن اچھا ہوا کہ انھوں نے ایک بات ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کی کر دی ہے۔ جناب والا! یہ اس ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کی بات کر رہے ہیں۔ آج یہ موجودہ حکمران جنھوں نے اپنے پہلے خطاب میں یہ فرمایا تھا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ لیکن میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ The Opposition has been denied the District Development funds. مجھے خوشی ہے کہ ینگ مین کام کر رہے ہیں لیکن یہ اس ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کے انچارج ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ پانچ سات آٹھ دس اپوزیشن ممبران کو اگر فنڈز دے دیے جائیں تو قیامت نہیں آ پڑے گی۔ معزز قائد ایوان یہاں تشریف رکھتے ہیں جو کہ اس سارے set up کو ایک گاڑی کے دو پہیے کہتے ہیں۔ جناب والا! اگر ایک پہیہ کچھ خراب ہو جائے تو گاڑی وہیں رک جائے گی۔ وہ گاڑی چل نہیں سکتی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ بات کر رہا تھا اور میں یہ توقع بھی کروں گا کہ شاید اس بات کا قائد ایوان ضرور جواب دیں گے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1993ء میں ہمارے جو فنڈز ریلیز ہوئے ہوئے تھے وہ ان کی منسٹری نے ختم کر دیے تھے۔ کام شروع ہو چکے تھے ورک آرڈر جاری ہو چکے تھے اور انھوں نے ختم کر دیے تھے۔ یہ جو بات فرما رہے ہیں۔ میں نے وہ میٹنگ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی preside کی ہے اور ان کے فنڈز ہم نے پاس کیے ہیں۔ ہم نے ان کو ختم نہیں کیا بلکہ ان کو پاس کیا ہے۔ اور یہاں پر یہ غلط الزام لگایا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ چشتی صاحب! انھوں نے کب کہا ہے کہ انھوں نے ریلیز کیے تھے؟

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں قائد ایوان کی موجودگی کا فائدہ حاصل کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جو تمام غلط روایات تھیں جو سابقہ حکومتوں نے کیں' ہاؤس لیڈر نے پہلے دن یہاں پر فرمایا کہ جو بھی غلط روایات ہیں ہم ان کو دوبارہ نہیں دہرائیں گے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کو گزارش کروں گا کہ عوام نے ان کو یہ جو بھاری مینڈیٹ دیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ تمام علاقے کے نمائندگان کو پوری پوری نمائندگی کا حق دیں۔ اور ان کو ڈویلپمنٹ میں پورا حصہ دیں۔ انھوں نے ہمیں میٹنگز میں بھی بلایا۔ وہاں ہم سے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس بھی لیے پھر ان کو پھاڑ کر ٹوکری میں پھینک دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے مذاکرات میاں عمران مسعود صاحب کے ساتھ چل رہے ہیں۔ اس میں یہ بات آپ طے کرلیں گے۔ کل آپ بتا رہے تھے۔

جناب سعید اکبر خان، ان کے ساتھ مذاکرات کسی اور قسم کے ہیں۔ ہم ان کو سمجھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ رات آپ کی میٹنگ طے تھی۔ جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، آج اپوزیشن کی اور اپوزیشن کے معزز اراکین کی یہ لمبی لمبی تقریریں اور اس کو اپوز کرنے کا' بات کرنے کا انداز یہ بات ظاہر کر رہا ہے کہ وہ صرف ڈویلپمنٹ فنڈ کا مطالبہ کرنے کی بناء پر کچھ باتیں to the point نہیں کرتے تھے اور صرف یہ ان کا مطالبہ تھا۔ اتفاق سے جناب والا! کوئی مولوی صاحب صبح ناراض نہ ہو جائے اور وہ اخبار والے اس کو الٹ نہ چھاپ دیں۔ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ بات کر رہے تھے کہ اسلام اس طرح پھیلا۔ اور لوگ اس طرح غریب تھے اور اس طرح معاملہ تھا۔ جب لوگوں نے ان کو ان کی ذات کے لیے اور مسجد کے لیے کچھ پیسے دیے تو وہ پیسے بہت کم تھے۔ مسجد کی شان یا مولوی صاحب کے status کے مطابق نہ تھے۔ اتفاق سے اس وقت میں بھی وہاں تھا ایک اور دوست بھی وہاں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے کتنے دیے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، انھوں نے کان میں بات کی کہ جناب والا! یہاں پر کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ یہ پیسے بہت کم ہیں۔ میں نے ان کو غیرت دلائی کہ جناب' مہربانی کریں اور مولوی

صاحب کو کچھ دیں۔ خیر کچھ کام بن گیا۔ مجھے یہ سن کر حیرانی ہوئی کہ آج اپوزیشن لیڈر یا ممبران جب لمبی لمبی بات کرتے تھے اور ایک relevant بات کو irrelevant کے ساتھ شامل کرتے تھے تو معاملہ یہ تھا کہ اگر ان کو بھی فنڈ دے دیا جائے تو یہ بھی to the point بات کریں گے۔ میری استدعا ہوگی کہ ان کی یہ تکلیف رفع کی جائے۔(قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! آپ بیٹھ کر کیا بات کر رہے ہیں اٹھ کر بات کریں۔ ان سے مخاطب نہ ہوں' بلکہ ادھر مخاطب ہو کر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ پہلے بھی ہوتا رہتا ہے کہ جس دن ہاؤس لیڈر تشریف فرما ہوتے ہیں تو اس دن میرے بہت سے دوست نمبر بنانے کی خاطر کافی باتیں کرتے ہیں۔ اور یہ جو irrelevant باتیں ہیں وہ تو اس پارٹ کا حصہ ہیں کہ آج ہاؤس لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی تو میرے اور بہت سارے دوستوں نے اٹھ کر بات کرنی ہے۔ ضرور کریں۔ آپ کی وجہ سے ہی آج اتنے لوگ بیٹھے ہیں ورنہ ہم یہاں دس پندرہ لوگوں کے ساتھ قانون سازی کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں جو ترمیم دینا چاہ رہا ہوں کہ اس میں in public interest کے الفاظ شامل کیے جائیں کیوں کہ یہاں جمہوریت ہے اور جمہوریت میں تو کوئی پتا نہیں کہ آج کون حکومت میں ہے اور کون اپوزیشن میں ہے۔ ہو سکتا ہے' کل آپ یہاں ہوں اور ہم وہاں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اس میں public interest کے الفاظ ڈال دیں گے تو It will go a long way. اور میں اس کی مثال اس طرح دینا چاہتا ہوں کہ پہلے بہت سے ایسے اختیارات استعمال کیے جاتے رہے ہیں کہ جن اختیارات کو استعمال کرنے کی وجہ سے ایل ڈی اے کو بہت نقصان ہوا ہے۔ میں ایل ڈی اے میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی مثال دوں گا۔ اس میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کی طرف سے colourful exercise of powers کی گئی۔ اب تو ما شاء اللہ وائس چیئرمینوں کی تعداد بھی بہت بڑھا دی گئی ہے اور میں چند مثالیں دینا مناسب خیال کروں گا کہ وہ کیسے colourful exercises کی گئیں جو کہ مفاد عامہ میں نہ تھیں اور میں اس بات پہ کیوں اصرار کر رہا ہوں کہ آپ اس میں public interest کے الفاظ شامل کر لیں۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ جو بھی حکومت ہوگی وہ کم از کم باؤنڈ ہوگی کہ صرف جہاں public interest ہوگا وہاں یہ اختیارات استعمال کیے جائیں اور

میں نام لیے بغیر یہ عرض کروں گا کہ سابقہ ادوار میں ایک صوبائی وزیر کو 15 پلاٹس دے دیے گئے اور جس میں 9 کنال نیو گارڈن ٹاؤن اور 10 کنال ایم اے جوہر ٹاؤن میں دی گئیں۔ یہ public interest کے خلاف تھا۔ اب اسی طریقے سے 7 اور آدمیوں کو علامہ اقبال ٹاؤن میں 2 کنال فی آدمی پلاٹس دے دیے گئے اور وہ تمام درخواستیں ایک ہی ہاتھ سے لکھی ہوئی تھیں جو کہ مفاد عامہ کے خلاف تھا اور اس میں ایل ڈی اے کو 3 کروڑ کا نقصان ہوا اور اسی طریقے سے 13 کنال کے 14 پلاٹ قلعہ گجر سنگھ کے محمد ادریس اور محمد حسین ڈار کے گینگ کو دیے گئے جو کہ مفاد عامہ کے خلاف تھا اور اس میں بھی 3 کروڑ روپے کا نقصان ہوا یہ بھی مفاد عامہ کے خلاف تھا۔ اسی طریقے سے میں ایک آدھ اور مثال بھی دینا چاہتا ہوں کہ ایک صوبائی وزیر کو 4 کنال فی پلاٹ کے حساب سے 2 پلاٹ الاٹ کیے گئے جو کہ علی بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں سکول کے لیے جگہ تھی اور اس پہ 1.5 کروڑ کا نقصان ہوا۔ یہ بھی ایک دفعہ پھر مفاد عامہ کے خلاف ہوا۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! منیں صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں' اس لیے یہ لوگ نمبر بنانے کے لیے اٹھتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیں اٹھنے کے لیے مجبور کرتے ہیں کہ یہ جو نگرز گن رہے ہیں ذرا ان پہ اپنی نظر بھی ڈالیں۔ انھوں نے اپنے دور میں کیا نہیں کیا؟ میں آج ان سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ایک محکمہ ہے کہ جس میں ہنگامی حالات پیدا نہیں کیے گئے؟ آپ نے ان کے پچھلے دور میں دیکھا کہ رولز ریلکس کر کے کتنے آدمیوں کو کتنے پلاٹ دیے گئے' رولز ریلکس کر کے کتنے آدمیوں کو ملازمتیں دی گئیں اور اس پوری پنجاب اسمبلی کی مثال ہے کہ جب آپ سے سوال کیا کہ رولز ریلکس کر کے کتنوں کو پلاٹ دیے گئے' رولز ریلکس کر کے کتنوں کو ملازمتیں دی گئیں تو آپ کو پہلی دفعہ جواب nil ملا کہ کسی کو کوئی پلاٹ نہیں دیا گیا' کسی کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔ لیکن میں اب آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذرا اپنے قائد کے پلاٹ کو تو دیکھیں' ان کی تقسیموں کو تو دیکھیں' اس لوٹ کھسوٹ کو بھی دیکھیں۔ اب آپ کو موٹر وے بھی اچھی نہیں لگتی' اس دور میں جو ڈی سی فنڈ لا کر دیتے تھے ان کو تو دیکھیں۔ اب پنجاب میں پہلی دفعہ ورلڈ بنک نے کسی

پاکستانی کو اس لیے بلایا ہے کہ جب اس کی ٹیم یہاں آئی تو اس نے یہ دیکھا کہ وزیر اعلیٰ نے ہر معاملے میں، ہر محکمے میں اتنے اچھے کام کیے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) کہ اب انھوں نے ان کو پہلی دفعہ بلایا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ آپ مجبور کرتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔ آپ کے قائد نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ہمیں پتا ہے۔ وہ بلیک میلنگ سے وزیر اعلیٰ بنے۔ لوٹ لوٹ کر سوئٹزر لینڈ کے بنک بھر دیے۔ ابھی آپ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایسے کرتے ہیں۔ ہمیں آپ بولنے پہ مجبور نہ کیا کریں۔ یہ نمبر نہیں ہیں، یہ حقیقت ہے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک وفاقی وزیر کو میں ان کا نام نہیں لوں گا ایم اے جوہر ٹاؤن میں مفاد عامہ کے خلاف 19 کنال کمرشل زمین دی گئی اور اس سے 3 کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔

And again I will quote another example. A two kanals plot of land was alloted in Abu Bakar Block of New Garden Town, which was got later converted in two one kanal plots by the then Chief Minister to one General. I won't name the General but he was a General. That caused a loss of 50 lacs of Rupees, which was again against the public interest. There are so many others.

مسٹر مصطفیٰ کمال بیگ کو 5.5 کنال سوک سنٹر میں exemption دی گئی اور اس سے 4 کروڑ روپے کا نقصان ہوا اور اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں جن کو میں یہاں بیان نہیں کروں گا کیوں کہ میں آپ کو اپنا پوائنٹ بتا سکوں کہ یہ سب مفاد عامہ کے خلاف تھا۔ اگر ہم یہ دو الفاظ اس میں شامل کر دیں تو ہو سکتا ہے کہ ایک ایسی اچھی قانون سازی ہو جائے کہ آئندہ کوئی بھی حکومت اپنے یہ اختیارات ایسے غلط طریقے سے استعمال نہ کر سکے کیوں کہ یہاں موجودہ حکومت ایل ڈی اے کے ہاتھ کاٹ کر ان انوسٹرز کو دے رہے ہیں تو اس سے شکوک و شبہات ہی بڑھیں گے، کیوں کہ وزیراعلیٰ ایل ڈی اے کا چیئرمین ہے اور کسی کے منہ پہ ہاتھ نہیں رکھا جا سکتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ چاہیے یہ کہ اگر یہ دو الفاظ اس میں شامل کر دیے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ جو colourful exercise

of powers میں ان چھٹکارا حاصل ہو جائے اور in the larger interest of the province ہم کوئی بہتر کام کر سکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔ لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے سب سے پہلے tool levy کرنے کے اختیارات جو کمپنی کو دیے جا رہے ہیں اس پہ بات کی اور اس پر اپنے خدشات کا اظہار کیا تو میں نے یہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک کمپنی جو 410 ملین کی انوسٹمنٹ ملک میں لے کر آ رہی ہے تو اگر اس کو tool levy کرنے کے اختیارات دیے جاتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنی اس بھاری انوسٹمنٹ کے خلاف کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ انھوں نے ظاہری بات ہے ایسا فیصلہ کرنا ہے کہ جس سے ان کو ریٹرن بہتر ہو۔ اگر زیادہ لگائیں گے ریٹرن نہیں ہوگی اور یہاں انھوں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ ٹول کی شرح عوام پر بوجھ ہوگی۔ تو قائد ایوان نے یہ فرمایا ہے اور میں بھی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ عام آدمی پر بوجھ نہیں ہے۔ جو استعمال کرے گا وہ ادائیگی کرے گا' جو استعمال نہیں کرے گا وہ ادائیگی نہیں کرے گا۔ کسی کو فورس نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے یہاں کہا کہ اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کس کا اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے؟ حکومت تو یہاں ایک پائی انوسٹ نہیں کر رہی تو اربوں روپیہ کس کا ضائع ہوگا؟ ہمارا تو کچھ نہیں ہے' وہ ان کا اپنا سرمایا ہے۔ انھوں نے ہی اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وہ ضائع نہ ہو اور وہ ضائع نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انھوں نے یہ فرمایا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اور جو ہماری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ٹاسک فورس ہے' اس کے چیئرمین نے بات کی تو انھوں نے کہا کہ مجھے ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیے گئے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے دور میں جو ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے تھے ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ میرے حلقے میں جو مسلم لیگ کی حکومت میں منصوبے شروع کیے گئے تھے' یقین کریں کہ انھوں نے بند کیے اور اس کے بعد جتنی دیر یہ برسراقتدار رہے ان پر کام نہیں ہوا اور پھر جب موجودہ حکومت ہماری پاکستان مسلم لیگ کی

حکومت برسر اقتدار آئی تو ان منصوبوں پر دوبارہ عمل شروع ہوا۔ سو یہ مخالفین کے علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کو ختم کرنا یا ان کو بالکل بند کر دینا ان کی جماعت' ان کی حکومت کا وتیرہ رہا ہے۔ موجودہ حکومت کا وتیرہ نہیں ہے اور آج قائد ایوان کی موجودگی میں میں انھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان کے حلقوں میں ان کے حلقے کے عوام کو قطعی طور پر ترقیاتی کاموں سے محروم نہیں رکھا جائے گا اور ان کے حلقوں میں ترقیاتی کام ضرور ہوں گے اور حکومت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ان کے حلقوں میں کام ہوں اور کام ہو بھی رہے ہیں۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ یہ اس پر اپنا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں' تو میں سمجھتا ہوں کریڈٹ اسی کو جاتا ہے جو وہ کام کرتا ہے۔ موجودہ حکومت نے یہ کام کرنا ہے اور موجودہ حکومت نے اس بات کا کریڈٹ لینا ہے کہ ہم نے ان کے حلقوں کو بالکل نظر انداز نہیں کرنا۔

جناب سپیکر! یہاں پر پھر مفاد عامہ کے حوالے سے بات کی گئی اور بہت طویل فہرست دی گئی کہ فلاں فلاں۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کی شاید تصحیح کرنا چاہتا تھا کہ وہ نام پڑھ رہے تھے' اپنا نام اور منظور وٹو صاحب کا نام شاید بھول گئے تھے۔ وہ بھی پلاٹ لینے والوں میں شامل تھے۔ وہ بھی contravention of public interest جاری کیے گئے تھے۔ میں ان کی فہرست درست کروانا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ اعزاز بھی موجودہ حکومت کو جاتا ہے کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز جتنی بھی ہیں' ان کی زمین کی disposal کے لیے موجودہ حکومت قانون لے کر آئی اور اسی معزز ایوان نے اس قانون کو منظور کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے وہ تمام راستے بند کر دیے ہیں کہ جن راستوں سے استفادہ کرتے ہوئے ہمارے دوست فائدہ حاصل کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آج مفاد عامہ کی ہمارے ساتھ بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے موجودہ حکومت کو جو عوام نے مینڈیٹ دیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے اور اس بات کے لیے اعتماد کیا ہے کہ ہم ان کے مفادات کا تحفظ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت عوام کے مفادات پر کبھی compromise نہیں کرے گی اور اس کا ہر حالت میں ان شاء اللہ تعالیٰ دفاع کیا جائے گا۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in sub-clause (i) of clause 2 of the Bill, as reccommended by the Standing Committee of Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed clause (cc) of Section 3 of the Principal Act, between the words "grant" and "by the Authority" appearing in line 1, the "in public interest" be inserted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais:
2. Mr Saeed Akbar Khan:
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo:
4. Sardar Rafiq Haider Leghari:
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi:
6. Syed Masood Alam Shah
7. Mr Mansoor Ahmad Khan:

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

(ایوان میں فاضل ممبران محو گفتگو تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ معزز ارکان سے میری درخواست ہے کہ خاموشی اختیار کریں۔ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کیونکہ اب قائد ایوان تشریف لے جا چکے ہیں۔ اب ماحول اس طرح بن گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، ماشاء اللہ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بات کریں۔ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

That in sub-clause (ii) of clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (I) of Section 3 of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that no toll under this Act shall be leviable or charged if the same is leviable or chargeable under any other law."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in sub-clause (ii) of clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee onHousing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (I) of Section 3 of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that no toll under this Act shall be leviable or charged if the same is leviable or chargeable under any other law."

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم sub-clause (ii) of clause 2 of the Bill, میں propose کی ہے۔ اس میں میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کے بعد یہ دے دیا

جائے گا۔

"Provided that no toll under this Act shall be leviable or charged if the same is leviable or chargeable under any other law."

جناب سپیکر! ہاؤس کو in order کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ ہاؤس کی کارروائی میں دلچسپی لیں اور خاموشی اختیار کریں۔ میں بار بار درخواست کر رہا ہوں۔ مہربانی فرمایئے۔ میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو in order کریں۔ آپ درخواست کریں' شاید آپ کی بات مان جائیں۔ چیئر تو بار بار درخواست کر چکی ہے اور مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سارے معزز ممبران تیسری چوتھی اور پانچویں بار اس ہاؤس میں آتے ہیں ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال کیوں نہیں رکھتے؛ کسی نے بات کرنی ہے تو باہر لابی میں چلا جائے' وہاں جا کر بات کرے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یا تو کورم پورا نہیں ہوتا' اگر کورم پورا ہوتا ہے تو دلچسپی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ آواز ہی سنائی دیتی کہ سپیکر بول رہا ہے اور دوسرے کو پتا ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ہم قوم کو دکھا رہے ہیں ٹی۔ وی میں بھی یہ بات آتی ہے اور پریس والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر آپ کل کو کہتے ہیں کہ پریس ہمارے استحقاقات مجروح کرتا ہے کہ اس نے یہ کیوں کہہ دیا۔ جب آپ کو اپنے استحقاق کا احساس نہیں ہے اور آپ کو اس ڈیکورم کا خیال نہیں ہے تو پھر کسی کو کیا ہو گا۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، پوائنٹ آف آرڈر۔

Sir, we understand what you are saying and we have get the massage, Insha Allah we will be careful

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you

جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ propose کیا ہے کہ sub-clause(ii) of clause 2 کے بعد ایک proviso ڈال دی جائے کہ

"Provided that no toll under this Act shall be leviable or charged if the same is leviable or chargeable under any other law."

جناب سپیکر! پہلے تو میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ toll کو لاگو ہی نہیں ہونا چاہیے اور اس کے لیے میں نے اپنے دلائل آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے پیش کیے۔ اب میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر انھوں نے ٹول لگا بھی دینا ہے تو کم از کم یہ ایک ایسا proviso آپ اس میں ڈال دیں کہ جہاں ڈبل ٹیکسیشن نہ ہو۔ کئی جگہ پر ڈبل ٹیکسیشنز ہو جاتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم قانون سازی کر رہے ہیں تو قانون سازی کے وقت بھی ایسی provisos اس میں insert کر دی جائیں جن سے کل کو ہمیں کوئی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ ہم ایک قانون جلد بازی میں اور عجلت میں بنا دیتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد اس میں کافی قباحتیں سامنے آ جاتی ہیں۔ ان قوانین کو کورٹ میں چیلنج کر دیا جاتا ہے اور میں سمجھوں گا کہ یہ گورنمنٹ کے اپنے مفاد میں بھی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے جہاں ڈبل ٹول چارج ہو جائے یا کسی اور ایکٹ کے تحت پہلے ہی ایک ٹیکس لگا ہوا ہو اور پھر دوبارہ یہ ٹول لگا دیا جائے تو may be somebody goes in the court اور وہاں سے stay جاری ہو جاتا ہے تو جو یہ تھوڑی سی بھی ٹول کی collection ہو رہی ہوگی وہ بھی بند ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ proviso ڈالنے سے ان investors پر بھی ایک پابندی عائد ہو جائے گی کہ جو اپنی مرضی سے ٹول levy کریں گے اور ظاہر ہے کہ وہ جب یہ بات کر رہے ہیں کہ about four hundred million dollars انھوں نے خرچ کرنے ہیں تو They would like to recover that. May be جو پہلی چیز ان کے ذہن میں آتی ہو وہ یہی ہو کہ یہ ٹول فیس زیادہ رکھی جائے اور اس پر اگر already under any other law کوئی ٹول چارج ہو رہا ہے تو That will come into the ambit of double taxation. جو کہ ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ غالباً آئین کے تحت بھی وہ صحیح نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں آئین سے میرا بہت سی باتیں ہو رہی ہیں۔

Nobody is trying to follow the Constitution, even the government. I must not say" even the government, I must say that also the government and the government itself."

تو میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ یہ proviso ڈالنے سے نہ تو گورنمنٹ کو کوئی نقصان ہے اور نہ ہی ان کی جو قانون سازی ہے اس میں ان کے نقطۂ نظر سے کوئی بار ہو گی۔ اگر اس provision کو اس میں ڈال دیا جائے تو It will add to a good legislation اور میرے خیال میں اگر آنریبل لاءمنسٹر صاحب آج اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور یہ سمجھیں کہ واقعی یہ proviso ڈالنے سے اس قانون سازی کو بہتر کیا جا رہا ہے تو میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ اس proviso کو اس میں add کر دیا جائے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے یہ کہا گیا ہے کہ "قانون میں لکھ دیا جائے کہ جب کسی اور قانون کے تحت ٹول ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا تو یہ کر دیا جائے"۔ میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نئی ring road بن رہی ہے۔ نیا elevated pass way بن رہا ہے۔ اس میں پہلے سے کوئی ٹیکس تو levy نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور قانون کے تحت levy ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم ناقابل پذیرائی ہے۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ ٹول ٹیکس جو levy کیا جا رہا ہے' یہ concession کے حوالے سے کیا جا رہا ہے اور اگر ہم ٹول ٹیکس پر پابندی لگا دیں گے تو پھر concession کس طرح دی جا سکے گی۔ تو یہ اس سارے concept کے خلاف ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آنریبل لاءمنسٹر صاحب سے صرف اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ یہ جو ٹول لگایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔

It is not only for ring road. ' Toll' means charge or levy of a sum or sums of money collected for the use of a road, bridge, flyover, underpass or similar other facility."

یہ صرف ring road پر ہی نہیں۔ یہ تو جو پہلے بنی ہوئی ہیں ان پر بھی لگا سکتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس بل کی بات ہو رہی ہے۔ بل کے مقاصد میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ elevated pass way اور ring road کی بات ہو رہی ہے۔ پھر کسی اور جگہ کا ذکر کہاں سے آ گیا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in sub-clause (ii) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (1) of Section 3 of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-
>
> "Provided that no toll under this Act shall be leviable or charged if the same is leviable or chargeable under any other law."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr

Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker I move:

> That in sub clause (ii) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed Clause (x-a) of sub-section (3) of Section 6 of the Principal Act, between the words "grant" and "concession" appearing in line 3, the words "in public interest " be inserted.

MINISTER FOR LAW: Sir, I am on a point of order.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes.

MINISTER FOR LAW: I want to draw your attention to Rule 194 (1) of Rules of Procedure.

> Except as otherwise provided by these rules, a motion shall not raise a question substantially identical with one on which the Assembly has given a decision in the same session.

Rule 198 (4) says that:

> "An amendment on a question shall not be inconsistent with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or a matter."

جناب سپیکر! اس موجودہ ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ،

> That in sub clause (ii) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, in the proposed clause (x-a) of sub section (3) of Section 6 of the Principal Act, between the words

"grant" and "concession" appearing in line 3, the words "in public interest" be inserted.

اور public interest پر پہلے ہم بات بھی کر چکے ہیں اور یہ ایوان اس ترمیم کو رد کر چکا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ تو مختلف کلاز ہے۔ وہ علیحدہ ہے اور یہ علیحدہ ہے۔ اس میں اور aims or objects ہیں۔ اس میں علیحدہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کو ذرا غور سے پڑھیں۔ رولز آف پروسیجر انگلش ورشن صفحہ نمبر 125 پر 198 (4) کو پڑھیں کہ۔۔۔۔

Rule 198 (4) says:

"An amendment on a question shall not be inconsistent with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or a matter."

Since it is the same stage and second reading so according to the Rules and Procedure it cannot be moved

تو میں question put کرتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The question is :-

"That clause-3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now clause-4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move -

"That for clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(4) Repeal.- The Lahore Development Authority (Second Amendment) Ordinance, 1998 (XXXVIII of 1998) is hereby repealed."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is-

"That for clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(4) Repeal - The Lahore Development Authority (Second Amendment) Ordinance, 1998 (XXXVIII of 1998) is hereby repealed."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی - فرمایے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! I feel it my duty to point out and oppose this clause - اس میں briefly I must say کہ آپ کے knowledge میں لانے کے لیے ' معزز ایوان کے knowledge میں لانے کے لیے ' آنریبل وزیر قانون صاحب کی اس بات کو incorrect ثابت کرنے کے لیے ' ان کی assistance کرنے کے لیے اور ان کی guidance کے لیے میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ دیکھیں تو اس بل کا پہلا آرڈیننس 26 August, 1998 کو جاری ہوا تھا اور آرٹیکل 128(2) of the Islamic Republic of Pakistan کے آئین کے مطابق گورنر آف دی پنجاب تین مہینے کے لیے ایک آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں تو یہ آرڈیننس 24 نومبر کو ختم ہو گیا اس کی میعاد ختم ہو گئی' اس کی زندگی ختم ہو گئی - اب اس کے بعد جو دوسرا آرڈیننس ہے اور اس صوبے میں جو آرڈیننس راج نافذ ہے وہ حکومت نے گورنر صاحب کے پاس ایک چٹھی بھجوا دی اور گورنر صاحب نے آنکھیں بند کر کے اس پر دستخط ثبت کر دیے - اگر انھوں نے چٹھی بھیجنی ہی تھی اور کسی مجبوری کے تحت ایک غلط کام کرنا ہی تھا تو میں سمجھتا ہوں وہ

23 یا 24 تاریخ کو ایک نیا آرڈیننس جسے repromulgation of the Ordinance کا نام لاء کے الفاظ میں دیا جاتا ہے ان کو جاری کر دینا چاہیے تھا۔ انھوں نے دوسرا آرڈیننس 31 دسمبر کو جاری کیا ہے۔ اب جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بل پر بات کی ہے وہ کس کھاتے میں ڈالیں گے وہ انھوں نے ایک کھاتہ بنا لیا ہوا ہے کہ،

It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day "The Lahore Development Authority (2nd Amendment) Ordinance, 1998 21 of 1998" stands repealed under Article 128 of the Constitution.

یہ کہتے ہیں کہ جناب ایک مردہ چیز کے مرنے سے اتنے دن پیچھے زندگی دے دی جائے گی۔ ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں یہ بات appeal کرتی ہے کہ ایک مرے ہوئے شخص کو یا مری ہوئی چیز کو یہ کتنے دنوں بعد زندگی دے رہے ہیں؟ 24 November اور 31 December کو آپ دیکھیں کہ ایک مہینے سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ تو میرے آنریبل وزیر قانون صاحب، ان کا محکمہ اور حکومت وقت ایک مردے کو زندہ کر رہے ہیں۔ I just want to point out کہ خدارا۔۔۔ جناب سپیکر! میں آپ سے بھی استدعا کروں گا کہ کم از کم یہ غلط legislation اور یہ بار بار کی legislation اس معزز ایوان سے نہ کروائیں جب ایک صحیح کام ہو سکتا ہے وہ کروائیں۔ اگر آپ کی مجبوری ہے اور آئین آپ کو اختیارات دیتا ہے تو آپ اس کو صحیح طریقے سے استعمال کریں یہ نہیں کہ اس کو اپنے گھر کا راج سمجھ کر جس وقت جی چاہا اسی وقت آرڈیننس نافذ کر دیا۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے پہلے بھی استدعا کی ہے اور میں اب دوبارہ پرزور استدعا کروں گا کہ اس مہربانی سے ان معاملات کو آپ ضرور چیک کریں۔ آپ ہی کی صدارت میں جو غلط کام ہو رہے ہیں وہ یہ نہیں کہ صرف ہم سب کے کھاتوں میں لکھے جائیں گے یا صرف حکومت وقت کے کھاتے میں لکھے جائیں گے۔ جناب سپیکر! بطور بج اور بطور چیز یہ آپ کے کھاتے میں بھی لکھے جائیں گے۔ تو میں آپ سے استدعا کروں گا اور میں آپ کا شکرگزار بھی ہوں کہ آپ وقتاً فوقتاً حکومت وقت کو صحیح directions پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ان کو صحیح direction پر چلانا بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ یہ اتنے بگڑ چکے ہیں کہ ان کو راہ راست پر لانا واقعی بڑا difficult ہے۔ لیکن as Custodian of the House میں سمجھتا ہوں کہ you have got all

that authority and powers کہ ان کو آپ سیدھا کریں' ان کو سیدھے راستے پر لے آئیں اور یہ جو بار بار کی repromulgation or with retrospective effect کی بات ہے اس کو یہ ضرور ختم کریں۔ تو میں جناب سپیکر! آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ جو in between big gap ہے اس کو صرف اس بات سے cover کرنا کہ سوا مہینے کے بعد ایک نیا آرڈیننس جاری کر دیں اور اس سے اس ساری بات کو cover کریں' میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ مناسب نہ ہو ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ خدارا' ایسی legislation کو اب ختم کر دیں۔ جو نئی legislation آئے گی یا جس وقت یہ parliamentary year ختم ہوگا تو انھوں نے ایک لمبی چوڑی پریس کانفرنس کر دینی ہے اور اس میں یہ کہنا ہے کہ ہم نے ریکارڈ legislation کی اور ریکارڈ legislation کیا کی کہ اس میں سب lacunas تھے ' اس میں تمام غلطیاں تھیں اور یہ نہیں کہیں گے کہ تمام آرڈیننسز تھے ' یہ نہیں کہیں گے کہ ہم جمہوری روایات کے مطابق ڈائریکٹ بل نہیں لائے ۔ صرف یہی کہہ دیں گے کہ ہم نے ایک ریکارڈ legislation کی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی legislation کو---- پھر میرے محترم بھائی برا مناتے ہیں---- کہوں گا کہ This is a bad legislation.

جناب ڈپٹی سپیکر : میں وقت پندرہ منٹ extend کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس : This is a dirty legislation. تو میں یہ عرض کروں گا کہ کچھ خیال کریں اور جناب سپیکر! میں آپ سے بھی دوبارہ استدعا کروں گا کہ آپ اس پر ضرور کوئی ایکشن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون : شکریہ جناب والا۔ ----- جناب سپیکر! جیسا کہ ترمیم سے ظاہر ہے کہ ایک نمبر کی تبدیلی کی بات تھی جو قانونی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہیں وہ کریں گے۔ لیکن میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی بار بار اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور وہی سٹیریو ٹائپ باتیں ہیں۔ میں اس اجلاس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ بھر پور کوشش کروں گا کہ ان کے ذہن میں یہ جو ایک بات اٹک کر رہ گئی ہے اس کو نکالوں اور ان کے ذہن میں جو

ابہام ہے اس کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That the Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning the following be substituted:-

"(4) Repeal . - The Lahore Development Authority (Second Amendment) Ordinance 1998 (XXXVIII of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is

That Clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration . An amendment has beend received in it from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Sardar Rafiq Haider Leghari
5. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
6. Syed Masood Alam Shah
7. Mr Mansoor Ahmad Khan

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKHAR KHAN: Mr Speaker, I move:

That for sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical & Environmental Planning, the following be substituted:-

"(1) This Act may be called the Lahore Development Authority (First Amendment) Act 1999."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That for sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical & Environmental Planning, the following be substituted:-

"(1) This Act may be called the Lahore Development Authority (First Amendment) Act 1999."

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے جو بل زیر غور تھا اس پہ بھی ہم نے یہی گزارش کی تھی۔ میرے بھائی وزیر قانون صاحب سے جب کوئی بات نہیں بن پاتی تو وہ بہت ہی خوب صورت انداز میں، سمجھداری سے کسی اور topic پہ discuss کر کے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں۔ میں ہمیشہ اس کے لیے انہیں داد دیتا ہوں کہ وہ نہایت ہی سمجھدار ہیں اور کسی گھاٹے والے سودے کو ٹچ نہیں کرتے، بلکہ دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ تاریخوں کو تبدیل کرنے سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ یہ بات عام فہم ہے کہ جو بات جس تاریخ میں ہو رہی ہو اس پر وہی تاریخ ڈالی جاتی ہے تاکہ باہر دیکھنے والے، پڑھنے والے یا سمجھنے والے کو معلوم ہو سکے کہ یہ بل کب بنا، کب منظور ہوا۔ شاید ہم اپنی بات وزیر قانون کو صحیح طور پر سمجھا نہیں سکے یا پھر وہ خود ہماری بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم تو ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ اگر جائز بات کو مان لیا جائے تو کوئی حرج

نہیں۔ یہی جمہوری نظام ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جہاں کسی کی ہار اور جیت نہیں ہوتی، جائز بات خواہ وہ اپوزیشن کی طرف کی جائے یا حکومت کی طرف سے، اسے مان لینا ہی جمہوریت کا تقاضا ہے۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ میں درخواست کروں گا کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس سے پہلے بل پر بھی یہی بات ہوئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ قاعدہ 200 کے تحت اسمبلی سیکرٹریٹ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جمہوری تقاضوں کو ہم کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ یہ بھی ایک قانونی تقاضا ہے جسے پورا کر رہا ہوں، جمہوری تقاضے اپنی جگہ پہ، لیکن قانونی تقاضے بھی پورے کرنے ضروری ہیں۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That for sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:

"(1) This Act may be called the Lahore Development Authority (First Amendment) Act 1999."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Third Reading starts. Minister for Law:

MINISTER FOR LAW: Sir, I move .

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir I oppose it.

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ اس پہ میں نے کافی لمبی بات کرنی ہے اگر آپ اس کو کل تک کے لیے postpone کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اپوزیشن والوں سے مل کر طے کر لیں کہ آیا اس کو آج ہی مکمل کرنا ہے یا کل کے لیے رکھ لیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں استدعا کر دیتا ہوں کہ وہ جتنا وقت لینا چاہتے انھیں دے دیتے ہیں۔ میرے اپوزیشن کے بھائی جمہوری تقاضوں کو مدنظر رکھیں گے چونکہ وہ اپنی بات عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں لہذا وہ پہنچائیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! بہت ہو چکا ہے' اب ہمارا کوئی موڈ نہیں کہ بقایا باتیں عوام تک پہنچائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ان کے موڈ کی بات نہیں ہے' بات ایوان کی ہے' عوام تک اپنی باتیں

پہنچانے کی ہے۔ کیا یہ اپنے موڈ کے مطابق اپنی باتیں عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اب ہم تھک چکے ہیں۔ کل فریش ہوں گے اور اپنی باقی باتیں ہم کل عوام تک پہنچائیں گے۔ لہذا ہاؤس کو adjourn کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں استدعا کرنا چاہتا ہوں' گو کہ اس وقت اپوزیشن کے صرف دو اراکین اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس پورے ایوان کی متفقہ طور پر یہ رائے ہے کہ اپوزیشن کی رائے کا احترام کیا جائے' تو ہم اس کو کل take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ہاؤس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے adjourn ہوتا ہے۔